

مجتہدین، محدثین اور اولیاء کے سر تاج پر، خانوادہ مجدد الف ثانی کے سر عظیم فاضل کی علمی و تحقیقی کاوش

شانِ امامِ عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ

تصنیف

علامہ ابوالحسن زید فاروقی ازہری

ناشر: اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

مجتہدین، محدثین اور اولیاء کے سر تاج پر،
خانوادہ مجدد الف ثانی کے عظیم فاضل کی علمی و تحقیقی کاوش

عظیم
شانِ امام

رحمۃ اللہ تعالیٰ

تصنیف

علامہ ابوالحسن زید فاروقی ازہری

ناشر:

اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	شان امام اعظمؒ (سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہؒ)
مصنف	حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ
ناشر	اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ
اشاعت بار اول	۱۹۹۱ء
اشاعت بار دوم	۱۹۹۲ء
اشاعت بار سوم	اپریل ۲۰۰۰ء
زیر اہتمام	محمد اسلم شہزاد حجاز پبلی کیشنز لاہور
قیمت	۳۰ روپے

محقق العصر مفتی محمد خان قادری کی تمام تصانیف کے علاوہ دیگر علماء کی تحقیقی و علمی کتب بارعایت حاصل کرنے کے لئے حجاز پبلی کیشنز مرکز الاولیٰ سٹا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور سے رجوع فرمائیں۔
فون:- 7324948

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
چند بنیادی باتیں

از۔ مفتی محمد خان قادری

۱۔ آئمہ اربعہ کی آراء کو قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا نظم امت کے لئے لازم و ضروری ہے کیونکہ ان جیسا صاحب تقویٰ اور صاحب علم و مطالعہ تا قیامت شاید ہی پیدا ہو تمام محدثین و مفسرین اور تمام اولیاء نے اس راہ کو اپنایا حضرت عبداللہ بن مبارک سے لے کر حضرت داتا علی ہجویری تک سیدنا غوث اعظم سے حضرت مجدد الف ثانی تک تمام اہل معرفت نے تقلید کی ہی تاکید کی ہے تجربہ اس پر شاہد ہے کہ جس قدر کوئی صاحب مطالعہ و معرفت ہے وہ اسی قدر آئمہ کی آرا کا احترام کرے گا اور جس کو کسی معاملہ کا نہ کامل علم ہے اور نہ اس کا مطالعہ وہ ان کی آراء کو مسترد کرنے کی کوشش کرے گا ہمیں اس دور زوال میں یہ بات اچھی طرح پلے باندھ لینی چاہئے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں ان آئمہ نے جو مسائل استنباط کئے ہیں ہم انہی پر عمل پیرا ہوں ان سے اختلاف سے چمکیں ہاں جو مسائل ان کے دور میں پیدا نہیں ہوئے تھے اہل علم و فضل ان کا حل ان کے دیئے ہوئے اصولوں کی روشنی میں قوم کو پیش کریں یہ عظیم خدمت ہوگی۔

۲۔ آئمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم صرف فقیہ و مجتہد ہی نہیں بلکہ وہ ولایت کے اس درجہ پر بھی فائز ہیں کہ کوئی دوسرا ولی ان کے ہم پلہ نہیں یعنی وہ ظاہری شریعت کے سب سے بڑے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ روحانیت و طریقت کے بھی بادشاہ ہیں۔ اس پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ تمام اہل معرفت نے انہیں اپنا امام تسلیم کیا ہے آپ ان کی تصانیف کا مطالعہ کریں حضرت داتا علی ہجویری امام اعظم کے بارے میں اور حضور غوث اعظم امام احمد کے بارے میں اماننا (ہمارے امام) تحریر کرتے ہیں۔ ہم یہاں دو مسلمہ بزرگوں کی رائے بھی نقل کئے دیتے ہیں

۱۔ امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں میں نے سیدی علی المرصفی کو یہ فرماتے

ہوئے سنا۔

فاعتقادنا ان اکابر الصحابة
 والتابعين والائمة المجتهدين كان
 مقام اکبر من مقام باقى الاولياء
 ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ، تابعین اور
 آئمہ مجتہدین کا مقام باقی اولیاء سے
 بالیقین بلند ہے۔

بیقین (المیزان الشریعة الكبرى۔ ۱۸۷۱)

۲۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رقمطرز ہیں شیخ نصر اللہ شیرازی (جو اللہ تعالیٰ
 کے صالح و صادق بندوں میں سے تھے ہمارے شیخ سید شیخ عبدالوہاب متقی ان کے بارے
 میں فرمایا کرتے یہ ربانی شخصیت میں) کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو معارف اور حقائق شیخ ابویزید بسطامی اور حضرت جنید
 بغدادی کو حاصل تھے۔ وہ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کو بھی حاصل تھے شریعت اور اس
 کے احکام کا علم اس کے علاوہ تھا۔

ان کا مقصد یہ تھا کہ فقہ کے آئمہ اور تصوف دونوں سے متصف اور دونوں
 کے جامع تھے انصاف یہ ہے کہ آئمہ تصوف بھی دونوں کے جامع تھے فرق غالب
 اور مغلوب کا ہے۔ (تعارف فقہ و تصرف، ۲۰۴)

اب ذرا سوچئے کس قدر بد بختی ہے ان لوگوں کی جو ان آئمہ کو کافر کبائر اجداد
 کے برقرار دیتے ہوئے ان کی تقلید سے منع کرتے ہیں حالانکہ کہاں یہ ماہرین قرآن و
 سنت اور قرب الہی میں سب سے ممتاز مقام رکھنے والے اور کہاں وہ کافر و مشرک
 لوگ؟ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

۳۔ ان آئمہ کرام میں سب سے بلند مقام امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے آپ کو شان
 تابعیت حاصل ہے یعنی آپ نے صحابہ کی زیارت کی ہے اور ان سے پڑھا اگر آپ کے تلامذہ
 کی فرست پر نظر ڈالی جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ہر فن کا امام آپ ہی نے تیار فرمایا۔

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی فقہ کے ساتھ ساتھ لغت کے بھی امام ہیں، حضرت امام شافعی
 کا بیان ہے اگر میں چاہوں تو یہ کہہ دوں کہ قرآن مجید امام محمد بن حسن کی لغت میں نازل

ہوا کیونکہ وہ بہت ہی فصیح تھے۔ یہ بھی فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے

فقہ میں امام محمد بن حسن کے ذریعے میری مدد فرمائی (تعارف فقہ تصوف ۲۲۲)

۲۔ حدیث کے امیر المؤمنین حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے ہی شاگرد ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ میں نے شرق تا غرب علم حدیث کے لئے سفر کیا مگر اس کے حصول میں جو سکون امام اعظم کی خدمت میں ملا کہیں نہیں ملا۔

۳۔ اہل معرفت کے سربراہ حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے تلامذہ میں سے ہیں یہ امت کے زاہد ترین امام اور امت کے راہب کے نام مشہور ہیں۔

۴۔ زہاد کے امام حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص بھی امام کے تیار کردہ افراد میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ علامہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے امام اعظم ہی کی خدمت نہیں کی بلکہ تمام امت مسلمہ پر اس قدر عظیم کتاب تحریر فرما کر احسان کیا۔

اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ کے سربراہ علامہ حافظ محمد اشرف مجددی اور مولانا محمد اکرم مجددی حفظہما اللہ تعالیٰ مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس موضوع پر دیگر کتب کے علاوہ اس کتاب کی بھی اشاعت کی اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔

الراقم

محتاج رحمت الہی

محمد خان قادری

مرکز تحقیقات اسلامیہ

شادمان لاہور بروز پیر

۲۰ مارچ ۲۰۰۰ء

قصيدة النعمان

سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ياسيدنا السادات جنتك قاصداً ارجو ارضاك واحتمي بحماكا

اے سیدوں کے سید میں دلی قصد سے آپ ہی کے حضور آیا ہوں آپ کی مرہانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں

والله ياخير الخلائق ان لي قلبا مشرقا لا يروم سواكا

اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چاہتا

وبحق جاهك انني بك مغرمٌ والله يعلم انني اهو اكا

اور مجھے قسم ہے آپ کے رتبہ برتر کے حق کی کہ تحقیق میں آپ کا عاشق ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

انت الذي لولاك ما خلق امرءٌ كلالا خلق الوري لولاكا

آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی۔

انت الذي من نورك البدر اكتسى والشمس مشرقة بنور بهاكا

آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہے اور آپ ہی کے جمال باکمال سے سورج روشن ہے

انت الذي لما رفعت الى السماء بك قد سمت وتزينت لسراكا

آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے اعزاز میں معراج کی رات کو آسمان باروتی کر دیے

انت الذي ناداك ربك مرحباً ولقد دعاك لقربه وحبابكا

آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنے قرب میں بلا کر بہت محبت و مرہانی کی اور جو کچھ آپ نے مانگا سو عطا کیا

انت الذي فينا سالت شفاعة لبك ربك لم تكن لسواكا

آپ وہ ہیں کہ آپ نے ہمارے واسطے شفاعت ہونا خدات طلب کیا تو آپ کے رب نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی اور کے لئے نہیں ہوگا

انت الذي لما توسل آدم من زلة بك فاز وهو اباكا

آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ عثمانے میں آپ کے رتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی

ربك الخليل دعا فعادت ناره بردا وقد خمدت بنور سناكا

اور آپ کے وسیلہ سے حضرت لہ ایم نے دعا کی تو آپ کے نور کی روشنی کی بدکت سے جو ان کی پیشانی میں تھا گھس کر سرد ہو گئی

ردعاك ايوب لضرمه فازيل عنه الضرحين دعاكا

اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری و تکلیف میں آپ کے وسیلہ سے دعا کی تو ان کی بیماری رفع کر دی گئی

فہرست کتاب امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ النعمان زوہلی کو فی رحمہ اللہ ورضی عنہ
موسوم بہ اسم تاریخی "امام عظیم ابوحنیفہ کی سوانح"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	حضرت امام کی کنیت	۳	فہرست کتاب
۶۰	اہل عراق روایت کو حنیفہ کہتے ہیں	۱۵	تقریظ از جناب مولانا قاضی سجاد حسین
۶۰	ٹوٹھی کو حنیفہ کہتے ہیں	۱۷	تبصرہ از مولانا حکیم شرر مصباحی
۶۰	حضرت امام کی کوئی صاحبزادی نہ تھی	۲۰	مقدمہ، فصل اول از مولانا عبد الستار خان
۶۱	حضرت امام کی ولادت اور وفات	۳۷	فصل دوم
۶۱	قاضی ابو یوسف کی روایت	۳۳	فصل سوم
۶۲	حضرت امام کی ولادت ۳۰ میں ہوئی	۳۵	ابتدائیہ
۶۲	ایک روایت سلسلہ کی ہے	۵۰	۱۳۵۷ھ (۱۹۷۷ء) میں حجاز کا سفر
۶۲	ابونعیم کی روایت سلسلہ کی ہے	۵۰	ابوزہرہ کی کتاب کا خلاصہ
۶۲	علامہ کوشی نے سلسلہ کی روایت کو لیا ہے	۵۰	عبد الحمید حمید کے دو تاریخی قطعات
۶۲	ایک افواہ	۵۲	حضرت عطار کے اشعار
۶۲	حضرت امام کی بیعت	۵۳	حضرت امام کا نام و نسب اور جنسیت
۶۲	حضرت امام کی مرویات	۵۳	لفظ زوہلی پر حاشیہ
۶۶	حضرت امام کا وطن کوفہ	۵۳	عمر بن حمار بن ابوحنیفہ کا بیان
۶۷	کوفہ حجرت الاسلام ہے مخزن ایمان ہے	۵۴	اسماعیل بن حمار بن ابوحنیفہ کا بیان
۶۷	کوفہ قبۃ اسلام ہے	۵۵	جنسیت کے متعلق مختار قول
۶۸	دو شعر	۵۶	تبار کا بیان
۶۸	حضرت امام کی وجہ معاش	۵۶	حضری کا بیان
۶۹	حضرت امام کے چار خصای	۵۷	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۶۹	ایک عورت کا واقعہ	۵۸	بشارت سراپا کرامت
۷۰	ایک نصیفہ کا واقعہ	۵۸	امام مالک اور امام شافعی کی بشارت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	آپ کی نماز کی خوبی کا بیان از ابو نعیم	۷۰	آپ کے شریک حفص کا واقعہ
۷۸	ابو جریہ کا بیان	۷۱	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی
۷۸	بیت اللہ میں ختم قرآن ایک رکعت میں	۷۱	صاحبزادہ حماد کے استاد کو عطیہ
۷۸	بیت اللہ کے خدمتگاروں کو مال و متاع دینا	۷۱	چار ہزار اور اس سے کم نقد ہے
۷۹	مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى الطَّوَافِ وَالصَّلَاةِ مِنْ أَوْ حَيْثُ	۷۲	امام ابو یوسف کی ثنا
۷۹	بالتصانف بشارت دی	۷۲	شفیق کا بیان ایک مقروض
۷۹	بارگاہ نبوی سے اپنے مذہب کو پھیلانے کا حکم	۷۳	ابن حجر مہتمی کا بیان
۸۰	گاہک سے زائد رقم لینے کے سلسلہ میں مدینہ منورہ کا سفر	۷۳	خلیفہ منصور کی عطیات بیت المال میں جمع کرائیں
۸۰	سب کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ سب سے افتخار تھے	۷۳	منصور اور اس کی بیوی کا فیصلہ
۸۱	حضرت امام کا علم کی طرف راغب ہونا	۷۴	حضرت امام کا حلیہ اور اخلاق
۸۱	شعبی نے آپ کو علم کی ترغیب دلائی	۷۴	آپ کا قد باس، خوشبو کا استعمال
۸۱	علم کلام میں آپ کا مشغلہ	۷۴	مکر مر میں عطا سے ملاقات اور کلام
۸۲	اللہ نے آپ کو علم کلام سے الگ کیا	۷۴	بوسیدہ باس والے سے معاملہ
۸۳	حضرت امام نے علوم پر نظر ڈالی اور نقد کو اختیار کیا	۷۵	ابراہیم بن عیینہ کا قرض آپ نے ادا کیا
۸۳	خارج سے زانیہ اور شرابی کے متعلق مناظرہ	۷۵	یوسف بن خالد سستی کا رجز
۸۴	خارج کا ہدایت پانا	۷۵	قد میاں صورت اچھی، لہجہ شیریں
۸۶	اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ علم کلام چھوڑ دو	۷۶	حضرت امام کا زہد و عفت، خشیت، عبادت
۸۶	قیامت برپا ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہوگا	۷۶	امام قاضی ابو یوسف کا بیان ہارون رشید عباسی سے
۸۶	حسن بن سلیمان نے کہا ہے علم سے مراد ابو حنیفہ کا علم ہے	۷۶	ہارون رشید نے ابو یوسف کا بیان قلمبند کرایا
۸۷	حضرت امام کی سند قرآن مجید کی	۷۷	امام محمد بن حسن کا بیان
۸۷	امام امام سے قرأت پڑھی ہے	۷۷	امام زفر کا بیان
۸۸	حضرت امام کی سند حدیث شریف کی	۷۷	امام ابن مبارک ابو حنیفہ کے حاسد کو دیکھنا نہیں چاہتا
۸۸	حضرت امام کے شاخ تین سو چوبیس ہیں	۷۷	ابن جریج کی تراویح
۸۸	حضرت امام کے شاگرد نو سو چونتیس ہیں	۷۷	شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۸	حضرت امام کی فقہ کا سلسلہ	۸۸	امام ذہبی کا بیان
۹۸	مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ اور اوزاعی کا مکالمہ	۸۹	امام سیوطی کا بیان
۹۸	رفع یدین نہ کرنے کی سند نہایت اعلیٰ	۸۹	امام ابن حجر ہیتمی کا بیان
۹۹	حضرت امام حماد	۹۰	حافظ ابن کثیر دمشقی کا بیان
۹۹	حضرت حماد سمی، مالدار، محتشم اور صادق تھے	۹۱	علامہ ابن عماد حنبلی کا بیان
۱۰۰	حضرت امام ابراہیم ابو عمر ان نخعی	۹۱	خطیب تبریزی کا بیان
۱۰۱	اہل بیت اطہار سے محبت رکھتے تھے	۹۲	آگاہی۔ امام مالک سے روایت کا واقعہ
۱۰۲	حضرت ابو عبد الرحمن علقمہ نخعی	۹۳	حضرت امام کی سند فقہ
۱۰۲	ان سے صحابہ نشین ہی لیتے تھے	۹۳	حماد بن ابی سیمان کا بیان
۱۰۲	آپ کی وفات پر بن عباس نے کہا علم کا سر پرست اٹھ گیا	۹۳	امام داؤد طائی کا بیان
۱۰۲	حضرت اسود بن یزید نخعی	۹۳	وہ افراد جو حضرت امام کے بدخواہ ہیں
۱۰۳	حضرت معاویہ نے ان سے استسقا کی دعا کرائی	۹۳	فقہ حاص کرنے کیلئے کس چیز سے مدد لی جائے
۱۰۳	حضرت عبد اللہ بن مسعود مشہور بابائے ائمہ عہد	۹۵	اسرائیل کی مداحی
۱۰۳	پہلے ہی دن غلام ستم کا اغوا از ملا	۹۵	علی بن عاصم کی مداحی
۱۰۶	خلافت ابو بکر کے سلسلہ میں آپ کا قیاس مقبول ہوا	۹۵	مرد ثقیل فقہ اور اہل فقہ کی منزلت نہیں جانتا
۱۰۸	آپ شہر سے شہر تک کوفہ میں رہے	۹۵	فقہ اور قیاس میں مہم کا بیان
۱۰۸	کوفہ کی جامع مسجد پہلا اسلامی مدرسہ کثیر الایمان ہے	۹۵	ابوحنیفہ کے متعلق شعبہ کی رائے اچھی تھی
۱۰۹	مبارک سلسلہ۔ گیارہ اشعار کا قطعہ	۹۶	انہوں نے ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے
۱۱۰	افسوس کا مقام	۹۶	یعنی بن سعید ابوحنیفہ کا قول لیتے تھے
۱۱۰	حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آغازِ فتنہ	۹۶	امام ابو داؤد آپ کی امت کا اعتراف کرتے ہیں
۱۱۱	حجاج کی شقاوت اور بے ادبی	۹۶	مسائل میں تحقیق کرنی ابن مینہ اہل کوفہ کا حق ہے
۱۱۲	حضرت امام کے اساسی اصول	۹۶	ایوب سختیائی کی مداحی پڑھو
۱۱۲	ابن حجر ہیتمی کا بیان	۹۶	جو اس رجب کا متقی ہو گا وہ مسائل میں احتیاط کیسے کرے گا
۱۱۳	امام فضیل بن عیاض کا ارشاد	۹۷	جس کی تعریف تینوں امام کریں وہ بے احتیاط کیسے ہو گا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	قیاس کو چھوڑ کر استحسان پر عمل کیا جاتا ہے	۱۱۳	امام ابن مبارک کی درایت
۱۲۳	۷۔ تعامل پر بھی عمل ہوتا ہے جس کو عرف کہتے ہیں	۱۱۳	امام شافعی نے کہا لوگ قیاس میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں
۱۲۳	۸۔ حیلے۔ ابن قسیم نے تین قسم کے حیلے بیان کئے ہیں	۱۱۳	ناسخ و نسخ کی تحقیق
۱۲۳	خطیب بغدادی نے کتاب الجہل کی روایت کی ہے	۱۱۳	علامہ ابن حزم کا قول
۱۲۳	ابن تیمیہ نے شدت سے اس کا رد لکھا ہے	۱۱۳	ابو حنیفہ حدیث کو مقدم رکھتے ہیں۔ ابن قسیم
۱۲۵	خطیب کی روایت کردہ کتاب حضرت امام کی تکلیفات ہوتی ہے	۱۱۳	سلف کے نزدیک ضعیف حدیث
۱۲۵	علمائے کتاب الجہل کا صرف تذکرہ کیا ہے	۱۱۵	۱۔ اصل اول کتاب اللہ تعالیٰ
۱۲۶	مختصر العقول جوایات	۱۱۵	حضرت امام کے شاگردوں کی کثرت
۱۲۶	۱۔ از کتاب صبری	۱۱۶	۲۔ اصل دوم حدیث مبارک
۱۲۶	۱۔ درزی کا واقعہ اور امام ابو یوسف	۱۱۶	۳۔ اصل سوم حضرات صحابہ کا عمل اور ان کے فتاویٰ
۱۲۸	۲۔ دو بھائیوں کا دو بہنوں سے نکاح	۱۱۶	۴۔ اصل چہارم صحابہ کیلئے اور وہ امان ہیں میری امت کیلئے
۱۲۸	۳۔ جرآن سید کی وفات اور اس کی والدہ	۱۱۶	۵۔ اصل چہارم، اجماع
۱۲۸	۳۔ دیوار میں موکھا پھوڑنا	۱۱۸	اجماع چاہے قوی ہو چاہے سکوئی
۱۲۹	۵۔ ایک عورت کو چھ سو دینار میں سے ایک دینار ترک	۱۱۸	اجملہ حجت ہے
۱۳۰	۶۔ امام قتادہ سے امام ابو حنیفہ کا مکالمہ	۱۱۸	امام ابو یوسف کا رسالہ "رد بر اوزاعی"
۱۳۱	۷۔ عطاء بن ابی رباح سے حضرت امام کا سوال	۱۱۹	۵۔ اصل پنجم قیاس
۱۳۱	۱۲۰۔ وَاَتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَبَشَلْتَهُمْ مَعَهُمْ كَاتِرًا	۱۲۰	علموں کا معلوم کرنا آسان نہیں
۱۳۲	۱۲۰۔ از عقود الجمان	۱۲۰	۶۔ اصل ششم احسان اللہ کا استحسان
۱۳۲	۱۔ دیوانی عورت پر اجرائے خد کا واقعہ	۱۲۱	قیاس کا چھوڑنا اور مناسب حکم اختیار کرنا
۱۳۳	۲۔ غمخاک شاری خارجی کا واقعہ	۱۲۱	سہولت کی راہ اختیار کرنی
۱۳۳	۳۔ طلاق کا واقعہ اور سفیان ثوری کا جھجھکانا	۱۲۱	زحمت سے بچنا استحسان ہے
۱۳۳	بالآخر حضرت امام کے فضل کا اعتراف	۱۲۱	علم کے دس حصوں میں نوحصے استحسان ہے (امام مالک)
۱۳۳	۳۔ پستی ہوئی ہنڈیا میں پرندہ کا گرنا	۱۲۱	بعض شرافع کی مخالفت
۱۳۳	۵۔ مال دفن کیا جگہ بھول گیا	۱۲۱	تفصیل سے کام لینا استحسان ہے (بعض محققین)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	امام ابوحنیفہ کے حدیث کی روایت کرنیوالوں کا بیان متعذر ہے	۱۳۳	۶ مال چرایا مالک سے طلاق کی قسم لی کہ بتائیگا نہیں
۱۳۶	عظیم القدر نقیہ اور محمد ثنیں کے نام جو ذہبی نے لکھے ہیں	۱۳۵	۷ اقامت کہنے والے کا اقامت سے پہلے کھنکارنا
۱۳۷	حضرت امام کی شاگردوں کو نصیحت	۱۳۵	۸ مرنے والے نے ابوحنیفہ کے واسطے وصیت کی
۱۳۷	پانچ وصایا	۱۳۵	۹ ربیعہ الزہری اور کھجی بن قاضی کی کوڑ میں آمد
۱۵۰	آپ کی مرویات اور آزار کے ناقل آپ کے اصحاب میں	۱۳۶	۱۰ آپ کے سرعتِ جناب سے امام لیث متحیر ہو گئے
۱۵۰	آپ کے اصحاب آپ کی حیات میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے	۱۳۶	۱۱ اسماعیل کو طلاق دینے میں شک ہوا
۱۵۱	قاضی القضاة امام ابو یوسف	۱۳۷	۱۲ امام اعمش اور ان کی زوجہ کا واقعہ
۱۵۲	آپ کی کتابوں کے نام	۱۳۷	۱۳ ابوحنیفہ کے پاس شیطان طاق کا آنا
۱۵۲	کتاب الخراج اردن رشید کے واسطے لکھی	۱۳۸	۱۴ کوڑ میں خوارج کا داخل ہونا
۱۵۳	اس کا ترجمہ جائزے کے نام سے چھپا ہے	۱۳۸	۱۵ دہریوں سے مکالمہ اور ان کا تائب ہونا
۱۵۳	جائزے کا ابتدائی حصہ	۱۳۸	۱۶ آپ کا مخالف حافظہ حدیث اور اسکی زوجہ کا واقعہ
۱۶۳	کتاب الآثار اور اس کی ایک روایت	۱۳۹	۱۷ کیا لا الہ الا اللہ کہنیج کر پڑھتے ہو
۱۶۳	کتاب اختلاف ابوحنیفہ اور ابن ابی یلی	۱۳۹	۱۸ از مناتب امام موفقی
۱۶۵	کتاب رد بر سیر اذاعی	۱۳۹	۱۹ حضرت امام نے مجام سے فرمایا
۱۶۶	امام محمد بن الحسن شیبانی	۱۳۹	۲۰ خوارج کے قتل کرنے یا زکری کے کا مسئلہ
۱۶۸	کتاب الآثار اور اس کی چار روایتیں	۱۴۱	۲۱ احکام شرعیہ کے مدون اول حضرت امام اعظم
۱۷۰	امام زفر ہذلی	۱۴۱	۲۲ اللہ کا علم ابوحنیفہ کو ملا ہے (ایوب)
۱۷۰	امام حسن بن زیاد لؤلؤی	۱۴۱	۲۳ ابوحنیفہ کے مذہب اور خلیل کی نحو سے حق مخصوص ہے
۱۷۰	حضرت امام کے اصحاب کے بعض شاگرد	۱۴۲	۲۴ شافعی نے کہا ہے ابوحنیفہ فقہ کے پہلے مدون ہیں
۱۷۰	عیسیٰ بن ابان	۱۴۲	۲۵ تدوین ابن کوڑ نے کی ہے
۱۷۱	امام ابو جعفر طہادی	۱۴۳	۲۶ ابوحنیفہ نے مشکل سائل بیان کئے لہذا محسوس ہوئے
۱۷۲	حضرت امام کی فقہ کا مرتبہ	۱۴۳	۲۷ امام شمرانی شافعی کا بیان شایانِ مطالعہ ہے
۱۷۳	امام سراج الدین ابو حفص عمر الغزنوی	۱۴۳	۲۸ ابوحنیفہ کے اتباع بڑھتے جاتے ہیں
۱۷۵	حضرت امام کی تعریف حضرات ائمہ کی زبانی	۱۴۳	۲۹ امام شافعی آپ کے مداح ہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۲	حافظ عیسیٰ بن ابان کی امام محمد سے وابستگی	۱۷۵	۱۔ از اخبار ابی حنیفہ اصیری
۱۸۵	۲۔ از تاریخ بغداد تالیف خطیب	۱۷۵	آپ کو بُرا کہنے والا جاہل یا حاسد ہی ہے (خریبی)
۱۸۵	آپ کی وفات پر ابن جریر کا اظہارِ تاسف	۱۷۵	آپ علم میں محسود ہیں (ثوری)
۱۸۵	اسرائیل نے ابو حنیفہ کی ستائش کی	۱۷۵	مشکل مسائل میں ثوری کا بیان
۱۸۶	امام فضیل بن عیاض کی جامع تریف	۱۷۶	سمتی نے کہا۔ کہاں سمندر کہاں نالی
۱۸۶	ابو یوسف نے کہا حدیث میں ابو حنیفہ زیادہ صاحبِ سیرت تھے	۱۷۶	ابو حنیفہ کی تریف میں دو شعر
۱۸۶	سفیان ثوری کے بھائی کی تعزیت کا واقعہ	۱۷۶	ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کی عداوت
۱۸۸	نضر بن شمیم نے کہا لوگ فقہ سے غافل تھے ابو حنیفہ آگاہ کیا	۱۷۶	امام احمد حضرت ابو حنیفہ کا ذکر و ذکر کرتے
۱۸۸	ابو حنیفہ کی رائے اور حمزہ کی قرأت	۱۷۶	معصیت پڑنے پر انسانیت کی قدر ہوتی ہے (ابن مبارک)
۱۸۸	حکم بن ہشام ثقفی کی ستائش	۱۷۸	سفیان ثوری کا آپ کی کتابوں کے بارے میں خیال
۱۸۹	ابن مبارک نے بُرا کہنے والے کو ڈانٹا	۱۷۸	آپ کے چار شاگرد فقہ کے حفاظ تھے
۱۹۰	ابو حنیفہ کی عبادت کا بیان از زائدہ	۱۷۸	سفیان نو عمر تھے
۱۹۰	حضرت امام کی عاجزی و زاری اور قنبریل کی ضو نشان	۱۷۹	نذرِ معصیت میں شعبی سے مناظرہ
۱۹۱	دو شعر جن کو حضرت امام اکثر پڑھا کرتے تھے	۱۷۹	ایوب نے ابو حنیفہ کو سلام کہلایا
۱۹۳	۳۔ امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالبر	۱۸۰	اعمش نے حج کے نامک ابو حنیفہ سے لکھوائے
۱۹۳	اہل حدیث کے طعن پر فقہاء توجہ نہیں دیتے	۱۸۰	آپ کی وفات سے اہل کوفہ کے علم کی روشنی بجھ گئی (سعید)
۱۹۳	ابن عبدالبر نے الانتقام میں لکھا ہے	۱۸۰	اعمش لوگوں کو ابو حنیفہ کے پاس بھیجتے تھے
۱۹۵	پچھیس بلند پایہ افراد نے آپ کی مدح کی ہے	۱۸۰	امام ابو حنیفہ اور امام مالک کی مسجد نبوی میں گفتگو
۱۹۶	شعبہ نے مساور التوزاق کے تین شعر پڑھے	۱۸۰	سعید بن عروبہ کا اعترافِ فضل
۱۹۶	ایک مسئلہ میں حسین بن واقد کا بیان	۱۸۱	امام داؤد طائی کی نظر میں آپ کا علم
۱۹۶	حضرت امام نے ابن عیینہ کو حدیث پڑھانے کیلئے بٹھایا	۱۸۱	یحییٰ بن معین کی نظر میں آپ کا علم
۱۹۶	سعید بن ابی عروبہ نے کہا ابو حنیفہ عالم عراق ہیں	۱۸۱	آپ نے اہل سنت و جماعت کی سات نشانیاں بتائیں
۱۹۸	عورتیں عاجز ہیں کہ ابو حنیفہ کا مثل جنس (ابن خیرمہ)	۱۸۲	محمد بن حسن کا علم خافضی کی نگاہ میں
۱۹۸	اگر کسی مسئلہ میں ہم نے اختلاف کیا تو کیا سب میں کریں (ابن عقیل)	۱۸۲	فقہاء کی ثنا از امام مزنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۸	حضرت امام کی امانت کا واقعہ	۱۹۸	ابن مبارک کے چھ شعر
۲۰۸	بقول ابن مبارک کے آپ ایک آیت تھے	۱۹۹	ایک مخالف کو ابن مین ابو حنیفہ کے پاس گئے وہ انہی کا بچا
۲۰۸	عبدالرحمن مقری نے آپ کو شان شاہ کہا	۱۹۹	ابو حنیفہ کی ایک دوزخ صحبت ہماری یک بار صحبت بہتر ہے (ابن جریر)
۲۰۸	یحییٰ بن سعید نے آپ کے اکثر اقوال لئے ہیں	۲۰۰	ابو حنیفہ کے ساتھ علم کثیر گیا (ابن جریر)
۲۰۹	آپ کے اساتذہ عبدالعزیز بن واد کی نگاہ میں آپ کی اہمیت	۲۰۰	امام عبدالرزاق بن ہمام کی مداحی
۲۱۰	حجت جعفر صادق کا ارشاد	۲۰۰	كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ دَقُولُهُ فِي الْفِقْهِ مُسْتَلِمًا
۲۱۱	امام مالک اکثر آپ کا قول اختیار کرتے تھے	۲۰۱	امام دیکھ ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے
۲۱۱	محمد بن اسحاق آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے	۲۰۱	کوئی ابو حنیفہ کی برائی بیان کرے ہرگز اس کی تصدیق نہ کرے
۲۱۱	امام ابو حنیفہ امام مالک کی ایک ملاقات کا ذکر	۲۰۱	ابو حنیفہ کے مداح چالیس مشائخ کے نام ابن عبدالبر
۲۱۱	ابن ابی سلر ماجنون کا بیان	۲۰۲	ابو حنیفہ سے بہتر قیاس کرنے والا ہم نے نہیں دیکھا (ہم)
۲۱۲	حضرت عمر کا ارشاد الکرایٰ مشیر	۲۰۲	ابو حنیفہ سے بہتر قیاس کرنے والا ہم نے نہیں دیکھا (ہم)
۲۱۲	جریر کو سبق نافذ کرنے پر مغیرہ کی ملامت	۲۰۳	حدیث کا حافظہ رائے سے واقف اور ابو حنیفہ کے قول پر بغیر فتویٰ دیکھا
۲۱۳	ابو معاویہ کا قول ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں	۲۰۳	ایمان کے مسائل میں حضرت امام کی رائے
۲۱۳	ابن مسقلہ کا قول آپ کے علم کی گہرائی کے بارے میں	۲۰۳	استاد امام عامم کا ابو حنیفہ سے فتویٰ لینا
۲۱۳	مسعر بن کدام نے آپ کی مدح و ثنا کی	۲۰۳	تم خرد سالی میں آئے میں کلاں سالی میں پہنچا (امام عامم)
۲۱۳	آپ کے افتخار ہونے کے بارے میں عثمان مدنی کا بیان	۲۰۳	جس سے بھی ابو حنیفہ نے بحث کی اس نے تسلیم کیا
۲۱۳	ابو حنیفہ پر طاعن کم علم ہے (ابن مبارک)	۲۰۵	جواب میں ایسی سرعت گویا لکھے ہوئے جہاں بادے بچے ہیں
۲۱۳	آپ کی کتابوں کو دھولے کا واقعہ	۲۰۵	عبداللہ بن علی کی نگاہ میں آپ مثل غواص ماہر
۲۱۵	نضر بن شہیل کا ایک دوسرا واقعہ	۲۰۵	آپ بات کرنے میں محسوس ہوتا تھا کہ فرشتاں کچھ بتا رہے ہیں (امام زکریا)
۲۱۶	قاضی خالد بن صلیح کے فیصلہ پر المامون کا اعتراض	۲۰۵	آپ علم کا ترازو تھے (علی بن ہاشم)
۲۱۶	المامون قاضی سے کہا اگر تم اپنی نجات چاہتے ہو تو	۲۰۶	ابو معاویہ کا آپ کی علمی برتری پر اظہار
۲۱۶	ابو حنیفہ کا قول زچھوڑو	۲۰۶	قاضی ابویوسف کا ایک مسئلہ میں اشکال
۲۱۹	علامہ ابن حزم اندلسی	۲۰۷	حدیث نلتین کا بیان
۲۱۹	قیاس رائے پر ضعیف حدیث ادلیٰ ہے ابو حنیفہ کے صحابہ کی نگاہ میں	۲۰۷	دیکھ کا بیان آپ کی فیصلت کے بارے میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۸	۲۲۰ اَنْتُمْ شَهِدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ	۲۲۰	۶ علامہ ابن تیمیہ
۲۴۸	۲۲۰ ائمہ میں کسی کے اتنے جلیل القدر شاگرد نہیں	۲۲۰	ابو حنیفہ فقہ سمجھ اور علم میں سب سے بہتر
۲۴۹	۲۲۱ امام لیث بن سعد کا بیان	۲۲۱	۷ ابو عبد اللہ محمد ذہبی
۲۴۹	۲۲۱ یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فرشتہ تلقین کر رہا ہے	۲۲۱	آپ کے بارے میں امام ذہبی کی رائے
۲۸۰	۲۲۵ گفۃ او گفۃ اللہ بود	۲۲۵	۸ امام جلال الدین سیوطی کی رائے
۲۸۱	۲۲۶ مخالفت	۲۲۶	ابو یوسف یعقوب کے دو شعر
۲۸۱	۲۲۸ ناکارہ اہل حدیث	۲۲۸	۹ ابن خلکان نے لکھا ہے وفيات الأعیان میں
۲۸۱	۲۳۰ ابن عبد البر کی روایتیں	۲۳۰	۱۰ تاریخ الخمیس کی عبارت
۲۸۲	۲۳۱ شعبہ نے کہا یہ حدیث اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے	۲۳۱	۱۱ النجوم الزاہرہ کا بیان
۲۸۲	۲۳۲ غریب حدیث کا تتبع جمعوت بولے گا	۲۳۲	۱۲ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف شافعی
۲۸۲	۲۳۲ بہ نسبت فاسقوں کے میں اہل حدیث سے خائف ہوں	۲۳۲	علامہ شمس الدین فرماتے ہیں
۲۸۲	۲۳۵ وہ رائے جو تمہارے واسطے حدیث کا بیان کرے	۲۳۵	۱۳ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی
۲۸۳	۲۳۵ کیا کوئی سنے گا	۲۳۵	کتاب الخیرات الحسان کی فصل تیرہ میں لکھا ہے
۲۸۳	۲۳۷ الخیرات الحسان کی فصل ۳۵ کا ترجمہ	۲۳۷	۱۴ علامہ شعرانی شافعی
۲۸۳	۲۳۷ حضرت امام کی قبر کی زیارت علماء اور ضرورت مند کرتے ہیں	۲۳۷	کتاب المیزان کی عبارتیں
۲۸۳	۲۵۳ حامدوں نے وفات کے بعد بھی تہمتیں لگائیں	۲۵۳	۱۵ قاضی عبدالرحمن بن محمد بن خلدون
۲۸۳	۲۵۳ آپ کو شیخ قتل کرانے کی کوشش کی گئی	۲۵۳	ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے
۲۸۳	۲۵۶ شافعی نے از روئے ادب جہرے بسم اللہ پڑھی اور قنوت پڑھی	۲۵۶	۱۶ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ
۲۸۳	۲۵۶ علامہ ہیتمی کی توجیہ وجیہ	۲۵۶	آپ نے مکتوب ۵۵ میں از دفتر دوم لکھا ہے
۲۸۶	۲۶۰ علامہ ابن عبد البر نے الانتفاہ میں لکھا ہے	۲۶۰	۱۷ امام لیث بن سعد مسری
۲۸۸	۲۶۰ ترجمہ	۲۶۰	امام لیث کا مکتوب
۲۹۲	۲۶۳ ابن عبد البر کی عبارت جامع بیان العلم میں اور اس کا ترجمہ	۲۶۳	مکتوب کا ترجمہ
۲۹۲	۲۶۳ علامہ ابن عبد البر کی عبارات پر نظر	۲۶۳	نظم دلکش زید
۲۹۲	۲۶۷ ابن عبد البر کی محمد بن اسماعیل بخاری پر تنقید	۲۶۷	تبصرہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۴	خطیب کی حسن پستی	۲۹۳	نعم پر ائمہ حدیث کی جرح
۲۰۵	عقیدہ کے متعلق	۲۹۵	یسان نے کہا ہے 'ضعیف ہے ثقہ نہیں ہے
۲۰۵	حضرت امام کا مسلک	۲۹۵	ابو سعید نے کہا ہے 'وہ ثقہات سے مناکیر کی روایت کرتا ہے
۲۰۶	علماء ازہر کا حاشیہ	۲۹۵	ابن عدی نے کہا ہے 'وہ حدیث گھڑتا ہے
۲۰۶	ایک لطیفہ نحویہ	۲۹۵	سفیان ثوری کی روایت نعیم کی آوردہ ہے
۲۰۶	حضرت امام کی برائیاں - از ایمانیات ۶۶	۲۹۶	ابن عبد البر نے اہل حدیث کی حسد ابتدا اور عداوت پر زہا کی ہے
۲۰۶	از بغاوت ۹	۲۹۶	صحیح بخاری میں نعیم سے روایت
۲۰۶	از بد الفاظ ۳۳	۲۹۶	صحیح بخاری میں بندریا کا قصہ
۲۰۶	از ذمت رائے ۱۳۷	۲۹۶	بندریا کے زنا کرنے کی روایت نعیم نے کی ہے
۲۰۶	کا قباحتیں ۲۵۵	۲۹۷	جھوٹے سے تعلیقات میں روایت کو نسبی آپس ہی (انور شاہ)
۲۰۷	خطیب نے حضرت امام کے جنازہ کو نصرانی کا جنازہ بیان کیا	۲۹۷	بخاری عقائد میں نعیم کے قبیح تھے
۲۰۷	اس خواب کے راویوں کے کثرت	۲۹۸	صحیح بخاری کی دو روایتیں
۲۰۸	امام سیوطی کی بیسیض الصیف میں تین روایتیں	۲۹۸	دونوں سفیانوں کے متعلق نعیم ہی کی روایتیں
۲۰۹	تعلیم استخارہ	۲۹۹	ساجی ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد کرتا ہے
۲۰۹	ذہبی نے مناماتِ بشرہ کا بیان کیا ہے	۲۹۹	حدیث شریف کا ظہور
۲۱۱	تین ناپسندیدہ متعصب حفاظ	۲۹۹	اخبار آحاد عدول
۲۱۱	مولانا انور شاہ کشمیری کا بیان	۳۰۰	انہما میں اخبار آحاد عدول مقبول
۲۱۱	امام اعظم اور خطیب	۳۰۱	اسول عامر کے خلاف جو اخبار آحاد ہیں انکے انکو رد کیلئے
۲۱۲	امام اعظم اور ابو نعیم	۳۰۲	ابو بکر خطیب بغدادی
۲۱۳	حافظ ابن شیبہ کی ایرادات	۳۰۲	ملک معظم ابو المنظر عیسیٰ کا رسالہ الرد علی الخطیب
۲۱۳	ابن ابی شیبہ کی محضف میں ۱۹۷۸۹ روایتیں ہیں	۳۰۳	ناقلین حدیث کا مسلک
۲۱۳	۱۲۵ روایات میں ایرادات ہیں	۳۰۳	خطیب نے ۳۱۶ میں کسی خراسانی کا ذکر کیلئے
۲۱۳	اللہ کی لعنت اس پر جو رسول اللہ کی مخالفت کرے	۳۰۳	اس روایت کے ناقل سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے
۲۱۳	حافظ شامی نے دس ایرادات کے جوابات دو جلد میں لکھے	۳۰۳	اس روایت میں حافظ ابن احمد لکھا ہے کہ وہ کذاب و جالب ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۹	ایمان کا تعلق دل اور زبان سے ہے	۳۱۳	ابن ابی شیبہ نے کہا ایسے لکھ کر روایات لکھے ہیں
۳۲۰	ایمان پختہ اعتقاد اور ظاہری اقرار ہے	۳۱۳	ایسی روایات کا بھانڈا اعمش نے پھوڑا ہے
۳۲۱	عمل ایمان کا جز نہیں ہے	۳۱۵	بخاری مغربی، وہابی کا ہند آنا
۳۲۱	ایمان کی حقیقت تصدیق ہے	۳۱۵	الکتب الطریفہ میں عادلانہ بحث
۳۲۲	امام شافعی متناقض بات کے قائل ہوئے ہیں	۳۱۶	مثال کے طور پر عقیدہ کا ذکر
۳۲۳	امام جوینی نے اعمال کو ایمان کا جز نہیں قرار دیا ہے	۳۱۷	استسقا کی نماز اور خطبہ کا بیان
۳۲۳	کلام متین از امام تورپشتی	۳۱۷	اِسْتَسْقُوا مِنْهُمْ تَوْبُوا اَلَيْهِ يَوْمَ السَّمَاءِ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا
۳۲۳	ایمان دل کا عمل ہے	۳۱۸	رفع یدین
۳۲۳	ایمان اسلام ہے، اسلام دین ہے	۳۱۸	حضرت امام کا اوزاعی سے مکالمہ
۳۲۵	اپنے عقائد میں اپنے کو معنی نہ بنائے	۳۱۹	اوزاعی کی نظر صرف روایت پر تھی
۳۲۵	دونوں اقوال کی درجہ جمع	۳۲۰	كَلِمَاتٍ اَيَّدِيكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ
۳۲۶	ایمان کی زیادتی اور کمی	۳۲۰	رفع یدین فسخ ہو گیا ہے
۳۲۶	اِرْتِجَاء	۳۲۱	حضرت عبداللہ بن مسعود کی نماز
۳۲۶	عمر بن حمار کا بیان	۳۲۲	ان دونوں نمازی پر میں ایک وہابی کا درود
۳۲۶	امام مالک کی تحسین	۳۲۳	سولوی نیازی کا ابو جندل سے مکالمہ
۳۲۷	حضرت امام کے مسک پر جمہور متاخرین	۳۲۳	رفع یدین کی مشرود عیت کی نوعیت
۳۲۷	مزجہ کے تین مراتب	۳۲۳	عبداللہ بن زبیر کی روایت
۳۲۸	خَلْقِ قُرْآن	۳۲۵	حضرت امام کو ذکی حدیث کے حافظ تھے
۳۲۹	ایک آیت	۳۲۶	الْمَدَائِرِ اَمْرًا كَالسِّنِّ مَحَلِّيٌّ هُوَ
۳۳۰	محدثین نے امام مالک سے روایت نہیں کی ہے	۳۲۶	لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ النَّبِيِّ اَعْلَىٰ دَرَجَةٍ كِي صِحِّحِ حَدِيثٍ
۳۳۰	علامہ اجل سنہلی کی تسمیق النظام	۳۲۷	لَيْسَتْ لَكَ مِنْ اَعْلَمَ سَفِيَانُ كَبُرَ رُبِّي
۳۳۱	جمود تقلید کا ثمرہ	۳۲۷	اَلَا سَمَاءُ
۳۳۱	حضرت امام کی حدیث	۳۲۷	ازروئے لغت اسلام میں اور ایمان میں فرق ہے
۳۳۱	امام لیث مہری کہتے ہیں	۳۲۸	جنہم سے مناقشہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵۵	حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَسَدُ دُونَهُ	۳۳۲	غلام ابن الہمام کا بیان
۳۵۰	ابو حنیفہ کی محبت اتمام سنت ہے	۳۳۳	حضرت امام پر عظیم دستم اور آپ کی رحلت مدین
۳۵۲	عبد الحلیم الجندی کے بیان کا خلاصہ	۳۳۵	علم شدید اور درجات
۳۵۸	عَنْدِي صَادِقٌ مِنَ الْخَدِيثِ	۳۳۵	منصور سے کہا گیا کہ ابراہیم کی شورش ابو حنیفہ نے کرائی
۳۵۸	چار ہزار احادیث کی روایت	۳۳۵	آپ کی تجزیہ تکفین و تدفین
۳۵۸	حضرت امام ۲۱۵ روایات میں منفرد ہیں	۳۳۶	امام حسن بن عمارہ نے غسل دیا
۳۵۹	حضرت امام کے پرکھنے کے اصوائ	۳۳۶	حسن بن عمارہ کی تابین
۳۵۹	حضرت ابوبکر کا ارشاد	۳۳۶	اہل بند او کا ہجوم
۳۶۰	جلیل القدر صحابہ کا عمل	۳۳۶	پچھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی
۳۶۱	ایک واقعہ جو قندھار میں پیش آیا	۳۳۶	آخری مرتبہ آپ کے فرزند حماد نے نماز پڑھائی
۳۶۱	عِلْمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ يَتَلَقَّى مِنَ الْفُقَهَاءِ	۳۳۶	ابن بروج نے کہا کیسا علم گیا
۳۶۳	محقق ابن خلدون مالکی کیا فرماتے ہیں	۳۳۶	شعبہ نے کہا کون کا نور علم بجھ گیا
۳۶۳	طبقات حفاظ حدیث کا شانہ مسلک	۳۳۶	تین رات تک یہ دو شعر سننے گئے
۳۶۳	امام ذہبی نے طبقات حفاظ "میں لکھا ہے	۳۳۶	قید خانہ میں آپ پر شدید ظلم
۳۶۳	ابن عبد البادی نے طبقات حفاظ حدیث میں کہا ہے	۳۳۶	منصور عباسی قبر پر گیا اور نماز پڑھی
۳۶۵	امام شمس الدین نے دو کتابوں میں لکھا ہے	۳۳۸	حضرت امام اور روایت حدیث
۳۶۶	امام سیوطی نے طبقات حفاظ میں کہا ہے	۳۳۸	جامع مساند الامام الاظم
۳۶۶	ذہبی نے مشع اور طبقات میں لکھا ہے	۳۳۸	پندرہ مساند جن کو فحول علمائے جمع کیا ہے
۳۶۶	غلام عجلونی نے لکھا ہے	۳۳۹	غلام خوارزمی کا خطبہ
۳۶۶	امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں مقبول ہے	۳۳۹	آزاد ترجمہ
۳۶۶	حافظ بیہقی نے المدخل میں لکھا ہے	۳۴۱	ابن مبارک کا قصیدہ
۳۶۶	عمر بن عبیدہ پر اللہ کی پھسکا رہو	۳۴۳	مسانید پر کلام
۳۶۶	بیہقی نے القراءۃ تعلق الامام میں لکھا ہے	۳۴۳	مولانا کاندھلوی نے مزید مسانید کا ذکر کیا ہے
۳۶۸	أَرْبَعَةُ الرَّايِ اِدْرَابُ الزِّيَادِ كَمَا تَمَلَّقَ حَفِظَ اِمَامِ كِرَانِ	۳۴۳	حضرت امام کے بعض فضائل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۳	خواجہ حافظ شیرازی کی غزل	۳۶۸	حضرت جعفر صادق کے متعلق آپ کی رائے
۳۷۵	فقہ میں مخلوق ابوحنیفہ کی محتاج ہے	۳۶۸	ذہبی کے استاد ابوالمحاج کا شانہ مسک
۳۷۵	کتاب ابن مابدین قاضیوں کی میز کی زینت ہے	۳۶۸	شعرانی کا ارشاد
۳۷۶	اِخْتِتَامِيَه	۳۶۹	امام فضیل بن عیاض کی اردن رشید کو نصیحت
۳۷۶	کتاب کی تالیف کا تاریخی مادہ کلام الہی کے الفاظ	۳۶۹	امام داؤد طائی کا بیان
۳۷۶	اِنَّهٗ كَذَابٌ كَرِيْمٌ مُّصَدِّقٌ مِّنْ ذُرِّيِّهِ الْاَوْلَادِ	۳۷۰	اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کرتے
۳۷۶	لاجواب تارکین از شرر مضباحی	۳۷۰	امام زفر کا قول
۳۷۷	اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَعٰی قَوْلٍ اٰخَلَفَ فِيْهِ الْعُلَمَاءُ	۳۷۰	مسی پلیدانہات بخیر۔ کا قصہ
۳۷۷	حضرات ائمہ مجتہدین کا ہم پر حق ہے	۳۷۱	شعرانی کا ارشاد مَنْ فَتَنَ مَذْهَبَهُ
۳۷۸	امام سیوطی کی عمدہ توجیہ	۳۷۲	حضرت امام کے روضہ مبارک کی زیارت کی سعادت
۳۷۸	علمی سیاست شرعیہ	۳۷۲	اس سنگ آستاں پہ جبین نیاز ہے
۳۷۹	امام عمیش کا ارشاد اَنْتُمْ الْاَصْبَاءُ دَخَنَ الصَّيَادِلَ	۳۷۳	اس مبارک وقت کی یاد تڑپاتی ہے
۳۸۱	مراجع کتاب بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ	۳۷۳	امام شافعی کا ارشاد صدائے لاریبی ہے
۳۸۳	مشاجات	۳۷۳	بارہ سو سال سے حضرت امام کا مہذب کھربا ہے
		۳۷۳	جلیل التدریج شائع کے کثوفات اور محدثین کی ثنا



تقریظ

عالی مقام مولانا قاضی سجاد حسین صاحب زاداتہ مکارمہ سابق مدیر و صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد۔ ہندو پاک میں ایسے اہل علم کم ہوں گے جو حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی زید لطفہ کے محققاً مزاج اور ڈرنف مچھی کے قائل نہ ہوں۔ مولانا کی متعدد تصانیف اہل علم کی نظر میں تحقیق و تنقیح کا اعلیٰ مقام حاصل کر چکی ہیں۔ اب مولانا نے امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات میں یہ کتاب مرتب فرمائی ہے اور اس میں امام اعظم کے احوال پر ذرا تحقیق دی ہے۔ ائمہ دین میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر مدافق و مخالف جس قدر لکھا گیا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بڑے بڑے اہل قلم اور ائمہ نے امام صاحب کے احوال قلم بند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ امام عالی مقام کی شخصیت علماء ہی کے لئے نہیں بلکہ ائمہ امت کے لئے بھی مشعلی راہ ہے۔ آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کو ائمہ متبوعین میں شرف تابعیت حاصل ہے اور آپ کی ذات گرامی عام علما کے لئے نہیں بلکہ دیگر ائمہ کے لئے متبوع ہے۔

یہ بات محقق ہے کہ امام مالک مدینہ طیبہ میں امام اعظم کی تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے تاکہ ان سے مسائل میں رہنمائی حاصل کریں اور بسا اوقات حضرت امام کے ساتھ علمی مذاکرہ میں ان کی پوری پوری رات گزر جاتی تھی۔ ایک بار ایک طویل مذاکرے سے فارغ ہو کر اپنے شاگردوں کے حلقہ میں پہنچے تو پسینہ سے تر تھے۔ شاگردوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ امام ابوحنیفہ سے مذاکرے میں میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ بے شک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔

امام شافعی تو ایک عرصے تک امام محمد کے شاگردوں کے حلقہ میں رہے ہیں۔ عام درس کے علاوہ خصوصی طور پر بھی امام محمد نے آپ کو تعلیم دی ہے اور طرح طرح کے انعامات سے بھی نوازا ہے۔ امام شافعی نے بار بار فرمایا ہے کہ علم اور ذمیوی معاملات میں مجھ پر امام محمد کا جس قدر بڑا احسان ہے کسی اور کا نہیں ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد جیسا صاحب علم و فضل کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا۔ امام محمد کی عظمت کی وجہ سے وہ ابوحنیفہ کے اس قدر مزاج تھے کہ فرمایا کرتے تھے جس کو فقہ حاصل کرنا ہو وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں سب ان کے محتاج ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ میں نے امام محمد سے ایک

اونٹ کے بوجھ کی بقدر کتابیں لکھی ہیں، اگر امام محمدؒ ہوتے تو مجھے علم سے کوئی مناسبت نہ پیدا ہوتی، علم میں سب لوگ اپنا عراق کے محتاج ہیں اور اپنا عراق اہل کوفہ کے اور اہل کوفہ امام ابوحنیفہ کے دستِ نگر ہیں۔ اور ایک بار جب وہ بغداد میں مقیم تھے فرمایا کہ میں روزانہ امام ابوحنیفہ کی قبر پر حاضر ہو کر برکت حاصل کرتا ہوں اور اپنی کسی پریشانی کے رفع ہونے کی ان کی قبر پر پہنچ کر خدا سے دعا کرتا ہوں تو وہ پریشانی بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے ارشاد فرمایا۔ حدیث میں میرے سب سے پہلے استاد ابو یوسف ہیں اور میں نے ان کے پاس رہ کر تین الماریاں بھر مدیثیں ان سے لکھی ہیں۔

اب حضرت مولانا ابو الحسن زید نے بھی باوجود اپنی پیرانہ سالی کے امام ابوحنیفہ کے سوانح پر قلم اٹھایا ہے۔ مولانا کی اس کتاب کے مسودہ کو میں نے حرفاً حرفاً پڑھا ہے۔ اس تصنیف میں مولانا کے پیش نظر اس موضوع پر متقدمین کی اکثر و بیشتر کتابیں ہیں اور مولانا نے نہایت دقت نظر سے مطالعہ کر کے اس کا عطر اس کتاب میں حوالہ قلم کیا ہے اور حضرت امام کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر گراں قدر معلومات پیش کی ہیں اور قارئین کے اعتراضات کے مسکت جوابات حوالہ قلم کئے ہیں۔ حضرت امام کے معاملہ میں محدثین کے ظلم و زیادتیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ میری نظر میں مولانا کی یہ کتاب اس موضوع میں جملہ تصانیف کی امین ہے اور اس کے مطالعہ کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اس موضوع پر دوسری تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔

میں دست بردعا ہوں کہ حضرت حق جلّ مجدہؑ مولانا کی اس تصنیف کو قبولیت عام کی درت سے نوازے اور حضرت مولانا کی اس گراں قدر محنت کو شرف قبولیت عطا فرما کر حضرت مولانا کو اجرِ جزیل کا مستحق قرار دے۔ آمین

سجاد حسین

جمعہ۔ ۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۹۰ء



تبصرہ

جناب مولانا حکیم محمد فضل الرحمن شہر مصباحی مبارکپوری شعبہ معالجات طبیہ کالج قردل باغ، نئی دہلی
یا سببہ سبحانہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و سوانح پر مشتمل کتاب سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ
حضرت شاہ ابوالحسن زید ناروتی مدظلہ کا علمی شاہکار ہے جو نہایت فاضلانہ شان اور مفکرانہ استدلال
کے ساتھ منہجہ شہود پر آیا ہے۔

بطور تحدیثِ نعمت تحریر ہے کہ اس کتاب کے مسودے کو میں نے بالاستیعاب پڑھا ہے اور اپنی
دانت میں میں نے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف پر نگاہ مرکوز کی ہے۔ ہوا یہ کہ ایک دن حضرت
موصوف نے مجھے طلب کیا اور فرمایا: حضرت امام کی سیرت پر کتاب لکھیں جو چکی ہے، لیکن پیرانہ سالی اور
ضعفِ بصارت کی وجہ سے لکھنے سے کوئی لفظ صاف نہ لکھا جاسکا ہو اور چھپنے کے بعد افسوس ہو اس
لئے آپ مسودہ کو دیکھ لیجئے۔ یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور یکا یک دل میں آیا کہ خدا کے نیک
بندے جب کسی پر شفقت کرنا چاہتے ہیں تو اسی طرح تُوْرِیہ سے کام لیتے ہیں اور مقصد فیض پہنچانا
ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے مسودے کی کاپی سینے سے لگائی اور اپنی قیام گاہ آگیا۔

مولانا ابوالحسن زید ناروتی مدظلہ سرچشمہ زلایت حضرت شیخ احمد سہرندی المعروف بیہید والف ثانی
علیہ الرحمہ کی نسل پاک سے، صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کے فرزندِ صالح
ہیں، جو ملتِ اسلامیہ کا عروج دیکھ کر اب امتِ مرحومہ کے زوال پر خون کے آنسو بہانے کے لئے باقی
رہ گئے ہیں۔

برانی دہلی کی گنجان آبادی، گہا گہی، شور و غل اور عالمِ نفسا نفسی میں شاہ ابوالخیر مارگ پر حضرت مرزا
جان جانا منظر شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۵ھ) کی خانقاہ میں جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی شہر
خوشاں میں آگئے ہیں، سکوت، سکون، طمانینت اور صبح کا سنا سنا معلوم ہوگا۔ دروازے سے اندر داخل
ہو کر دیکھئے تو جانبِ چپ ایک شاندار اور خوبصورت مسجد ہے۔ سامنے حضرت مرزا منظر جان جانا کا مقبرہ
ہے، اسی قبۃ مبارکہ میں حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی (۱۳۳۳ھ)، حضرت شاہ ابوسعید احمدی
ناروتی (۱۲۵۰ھ) اور حضرت شاہ ابوالخیر (۱۳۳۱ھ) علیہم الرحمۃ ابدی خند سور ہے ہیں مسجد کے

متقابل جانب شرق میں ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں ہیں، ان میں سے بیشتر کتب کا شمار نوادریں ہوتا ہے اور جانب راست رہائش کے کمرے ہیں۔ سامنے کے بڑے کمرے (ہال) میں دیکھئے تو بالکل ساہو لباس میں نہایت صاف ستھرے فرش پر درمی بچھائے ہوئے ایک کہن سالہ بزرگ لکھنے پڑھنے میں منہمک اور امام احمد رضا بریلوی کے اس قطعہ کے صحیح مصداق نظر آئیں گے۔

نہ مرا نوش ز تمسین نہ مرانیش ز طعن نہ مرا ہوش بہ مدح نہ مرا گوش ز تے
منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد دروے جز من و چند کتابے و ودات و تلے

یہی ہیں حضرت زید میاں صاحب جو حاجت مندوں سے بقدر ضرورت ملتے ہیں اور ضروری باتوں کا جواب دے کر صاف صاف کہہ دیتے ہیں۔ میاں جاؤ وقت ضائع نہ کرو۔

حضرت زید میاں کے مبلغ علم کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ پچیس برس پہلے دنیائے اسلام کی سب سے قدیم و عظیم یونیورسٹی جامع ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہیں۔ عربی زبان ادب آپ کی ڈیڑھی کے غلام دکنیز ہیں۔ فارسی ادبیات پر آپ کی قدرت اس سے ظاہر ہے کہ آپ آیام جوانی میں افغان نوجوانوں کو فارسی پڑھاتے تھے اور جملہ استفسارات کا جواب ان کی مادری زبان پشتو میں دیا کرتے تھے۔ زیر نظر کتاب میں متعدد مقامات پر آپ کے فارسی اشعار مندرج ہیں، آپ کی ابتدائی دور کی تصنیفات زیادہ تر عربی اور فارسی زبان میں ہیں۔ اردو زبان کے سلسلہ میں کچھ کہنا اگرچہ تحصیل حاصل ہے تاہم اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ آپ دہلی کے روزمرہ اور قلعہ معلیٰ میں بولی جانے والی زبان کے امین ہیں۔ زیر نظر کتاب میں دہلی کی ٹکسالی زبان استعمال کی گئی ہے۔

دہلی جو کہ ارباب فضل و کمال کا گہوارہ رہی ہے، رفتہ رفتہ اہل علم سے خالی ہوتی جا رہی ہے علم و آگہی کی ایک ہی ضمیمہ رہ گئی ہے جو دامن مرگ کی ہواؤں سے اب تک محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کی عمر دہرا کرے اور آپ کی تعلیمات و ہدایات سے ہمیں فیض یاب کرے۔ مَا هَبَّتِ الْقَبُولُ وَاللَّابُؤُرُ۔ (آمین)

آپ کو علم ظاہر کے ساتھ سیر باطن کا علم بھی اپنے اجداد کرام سے درخشاں ملا ہے اور بجا طور پر آپ صاحبِ حال و قال ہیں، لیکن آپ ان صوفیاء میں سے نہیں ہیں جو شریعت اور طریقت کے مابین حدِ فاصل قائم کرتے ہیں بلکہ آپ طریقت کو شریعت ہی کی ایک قسم سمجھتے ہیں جو اپنے منقسم سے

مفاد نہیں ہے۔

زیر نظر کتاب آپ کی زندگی کا ایک عظیم علمی کارنامہ ہے جو عام سوانح نگاروں کے ثنائی الرغم قدماء کے طرز نگارش کی آئینہ دار ہے، جس میں نہ تو کسی کتاب کا حوالہ نقل کر کے آنکھیں بند کئے آمنا صدقنا کہا گیا ہے اور نہ امام ہمام کی محبت میں اہل بنی ش کی صحیح آراء کا انکار کیا گیا ہے بلکہ روایت کو روایت کی کسوٹی پر پرکھ کر کھرے کھوٹے کی تمیز کی گئی ہے اور جن لوگوں نے حضرت امام پر بے جا اعتراضات کئے ہیں ان کا عالم لڑھکے استدلالات کے ساتھ دفع کیا گیا ہے۔ مفہوم و معانی میں حزم و احتیاط تو بڑی بات ہے الفاظ کے ظواہر کی تحقیق کا یہ حال ہے کہ اگر کسی لفظ کے اعراب میں یا تذکیر و تانیث میں ادنیٰ سا شک واقع ہوتا ہے تو جب تک معتبر کتابوں سے اس کی سند حاصل نہیں کر لیتے آپ کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ یہی ہمارے اسلاف کا دھیرہ ہا ہے جو مرد و ایام کے ساتھ افسانہ کے طور پر سنا جائے گا۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کرامت تھی۔ اُمتِ مسلمہ پر آپ کا یہ احسانِ عظیم رہتی دنیا تک باقی رہے گا جو آپ نے تفقہ فی الدین کے تعلق سے کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام اپنے کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے نیز تراویح ہزار مسائل بیان کئے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار عبادت کے باقی معاملات کے مسائل ہیں (فیض الرسول) اپریل مئی ۱۹۹۰ء بحوالہ الجواہر المفیۃ ج ۱ ص ۴۳۳) بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے ابو نعیم شیرازی نے قیس بن ثابت بن عبادہ سے کیا خوب روایت کی ہے کہ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثَّرَيَاءِ لَتَنَادَى لَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ وَ فِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الدِّينُ مَعْلَقًا بِالثَّرَيَاءِ لَتَنَادَى لَهُ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ (مروآة شرح مشكاة مش ۴) یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے حاصل کر لیتے اور بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا میں لٹکا ہوا ہوتا تو فارس کا ایک شخص اس کو وہاں سے حاصل کر لیتا۔ یہ فارسی نسل بالاتفاق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ میں (رحمۃ اللہ علیہ) کسی شاعر نے حضرت امام کی بارگاہ میں کیا خوب تذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

أَعْدِدْ كَوْثُرًا لِنَائِكَ ذِكْرًا هُدًى لِنَسْلِكَ مَا كَرَّمْتَهُ بِتَضَوُّعِ

اور زبان میں امام ہمام کی یہ کھنی سیرت و سوانح جو پوری تحقیق و تدبیر پر دیانت کے ساتھ عرض تحریر میں لائی گئی ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ بارگاہ امام میں مقبول ہوگی۔ فجر می اللہ المؤلف خیر الجزاء۔

حاکسار (حکیم) محمد فضل الرحمن شہر مصباحی مبارک پوری

شعبہ معالجات طبیہ کالج انٹی ڈی ۵

۳ دسمبر ۱۹۹۰ء

مقدمہ

کتاب امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح

از

مولانا ڈاکٹر محمد عثمان شاہ صاحب حنفی نقشبندی قاری سابق صدر پروفیسر شعبہ عربیہ اسلامیہ جامعہ اسلامیہ کراچی

فصل اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِنِعْمَةِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ، وَعَلَّمَنا مِنْ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ مَا لَمْ نَعْلَمْ،
وَالشُّكْرُ لَهُ عَلٰی مَا اَلْفَمَ مَرَّ شَیْئًا اَلْمُؤَدَّوْ وَنَقَّنا لِلسَّبِیْلِ الْاَقْوَمِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی حَبِیْبِهِ
المُصْطَفٰی وَصَفِیْهِ الْمُجْتَبٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الثَّوْرِ الدَّائِیِ وَالسِّرِّ الشَّارِعِیِّ فِیْ سَابِغِ الْاَسْمَاءِ وَالصَّفَاتِ
عَلٰی اٰلِهِ الْاَظْهَارِ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَدَّیْنِهِ الْقَلْبَاتِ وَصَحْبِهِ الْاَبْرَارِ
وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰهَیْمَ
وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرٰهَیْمَ، اَللّٰهُمَّ وَبَارِكْ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ۔

پاک ہے اللہ جس کا ہے زمین و آسمان	میں سب اس کے زیرِ فرماں ایک ہے وہ حکمراں
پالنا ہے ماہ سے ماہی تلک ہر چیز کو	ریزہ چسپ ہے اس کے خوانِ فضل کا سارا جہاں
پھول کو دیتا ہے خوشبو پھل کو دیتا ہے مزا	سپ کو دیتا ہے موتی جسم کو دیتا ہے جاں
رحمتیں اور برکتیں اپنی الہی اور سلام	بیچ ختم المرسلین پر باہم پیغمبران

حمد کے بعد چند نعتیہ اشعار لکھے جا رہے ہیں۔

دو ہنرے اک اشارہ سے جس کے قمر ہوا	وہ مہر اوجِ قدس وہ شمعِ جمالِ حق
دم بھر میں عرش و فرش سے جس کا گزر ہوا	وہ سرور زمین و زمانِ جانِ دو جہاں
شہرِ مندرگی سے غرقِ عرقِ آبِ تر ہوا	وہ شاہِ جس کے سایہ احساں کے روبرو
افسارِ بہشتِ بریں مختصر ہوا	وہ جس کے آستارِ طلیا کے سلسلے
جب سجدہ گاؤ عود ملا تک وہ در ہوا	ہم لوگ کیوں نہ اس پہ فدا اپنی جاں کریں

لہ از مقامات خیر طبع دوم ص ۶۲ فرمودہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ از صفر ۵۹۹ فرمودہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ

ہاں اک نگاہ بندہ نوازا ادھر بھی جو وہ کون ہے جو تم سے نہیں بہرہ ور ہوا

اس حمد و ثنا پر رب العالمین اور نعت شہ لولاک سالار بدر دُخنین کے بیان کے بعد یہ بندہ عاجز بطور تہذیبِ نعمت عرض پر داز ہے کہ دنیا کے اس ظلمت زار میں جن کرلوں کی بدولت اس بیچدان کی گجا میں منور، دل مستبیر، صلاحیت کار جیسی بھی ہے برابر روشن اور گرمجوش رہی، ان کا مصدر اور منبع عالم اسباب میں میرے پروردگار، محدث دکن حضرت مولانا ابراہیم الحسنا سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری قدس اللہ سرہ، میرے مریے بے بدل، فقیہ العصر حضرت مولانا ابوالوفا افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور محقق زمان حضرت مولانا شاہ جمیل الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان تھے اور اب الحمد للہ شہ المحدث نبیرہ حضرت امام ربانی مجدد

لہ حضرت ابوالحسن سید عبداللہ شاہ ابن مولانا حافظ سید شاہ منظر حسین حیدرآبادی نقشبندی قادری معروف بہ محدث دکن (۱۰۹۲ھ - ۱۳۸۳ھ / ۱۶۹۳ء - ۱۹۶۳ء) عالم ربانی، محدث، فقیہ، صوفی، معتمد، بے بدل، خطیب، حدیث شریف کی سند بردار، عبد الرحمن سہارنپوری کے واسطے سے شاہ ابنی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ طریقت کا سلسلہ حضرت سید محمد بخاری قدس سرہ سے حضرت شاہ نظام علی نقشبندی دہلوی تک پہنچتا ہے۔ اردو میں آپ کی تصانیف تفسیر سورۃ یوسف، مواظبت، علاج لکھنوی، گلزار ادبیا، میلاد نامہ، سرلیح نامہ، شہادت نامہ، قواعد المعانیج معروف ہیں۔ عربی میں زباجۃ المعانیج پانچ جلدوں میں شکاۃ المصائب کے طرز پر ان ساری احادیث کا مستند ذخیرہ ہے جس کے فقہ حنفی مستنبط ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا عبدالماجد درآبادی نے کہا ہے: اگر شکاۃ المعانیج کے معنی علامہ خطیب تبریزی حنفی ہوتے تو زباجۃ المعانیج ان کی تالیف ہوتی۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک ہزار برس سے احناف کے کندھوں جو قرض تھا اس حیدرآبادی فاضل نے اس کو سبکدوش کیا۔

جَزَاهُ اللهُ عَنِ الْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ خَيْرًا الْجَزَاءِ۔

سے مولانا سید محمود بن مبارک شاہ افغانی معروف بہ مولانا ابوالوفا افغانی (۱۳۱۰ھ - ۱۳۹۵ھ / ۱۶۹۷ء - ۱۹۷۵ء) عالم ربانی، حافظ، محدث، فقیہ، اتاذ، مصنف، محقق، خطیب، جلیل، قندھار افغانستان میں پیدا ہوئے۔ رام پور یوپی میں ایک سال مدرسہ عالیہ میں ادبیات میں شریک ہو کر اٹھارہ برس کی عمر میں حیدرآباد دکن پہنچے۔ علوم کی تکمیل جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں فرمائی اور اسی جامعہ میں شیخ الفقہ کی حیثیت سے تدریس میں عمر گزار دی۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ مجلس اجارہ المعارف النعمانیہ کی تاسیس ہے۔ اس ادارہ کا اساسی مقصد یہ ہے کہ حضرات ائمہ کرام امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ کی اصل غیر مطبوعہ کتابوں کو مہیا کر کے تعلیقات اور مقدمات کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس ادارہ کے ارکان میں امام العصر مولانا نور شاہ کشمیری، مولانا علامہ زاہد الکوثری، معری، مولانا مفتی سید مہدی حسن اور مولانا یوسف بنوری طیبہ رحمہم اللہ رہے ہیں۔ الحمد للہ، الجامع الکبیر امام محمد کی، کتاب الاثنان امام ابو یوسف کی، مختصر الطحاوی، کتاب الحج امام محمد کی، کتاب العالم والتعلم، کتاب النفعات از خصائص وغیرہ اس ادارہ سے شائع ہوئیں۔ مولانا ابوالوفا نے اپنی جدوجہد سے کئی نادر ترین مخطوطات جن میں امام ابو یوسف زبیر دہلوی، امام جصاص وغیرہ کے مؤلفات کے فکوس شامل ہیں، جمع فرمائی ہیں۔ مولانا نے تہذیب میں زندگی گزار دی۔ رَحْمَةُ اللهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَأَفْضَلَ عَلَيْنَا مِنْ بَنِي كَاتِبَةٍ۔

سے مولانا جمیل الدین احمد بن حضرت قلام محمد (وفات ۱۹۵۶ء) عالم ربانی، مفسر، معلم، مرقی، صوفی، محقق، مصنف، حیدرآباد کے ماہر علماء، حضرت مولانا سید ابراہیم ادیب، مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت کے شاگردوں میں

الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ، علامہ اجل، قاموس العلوم یادگار علماء سلف صالحین محقق العصر حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی ظِلَالًا بِرُكَايَةِ عَلٰی دُوْدٍ مِّنْ اَنْبِيَائِيْنَ مُحَمَّدًا مَّبِيْدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاصْحَابِهِمُ الْاَكْرَمِيْنَ

اس عاجز کی طبیعت خداوند قدوس نے اپنی مہربانی سے ایسی بنائی ہے کہ علم کی طلب اللہ جتھونے ہمیشہ بے تاب دے قرار رکھا۔

یک منعم ویک نعمت ویک منت ویک شکر صد شکر کہ تقدیر جنیں راندہ قلم را

مصنف علام حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مظلہ العالی سے اس عاجز کی وابستگی ۱۹۷۷ء سے قائم ہے اور جن بے پایاں الطاف و عنایات کا تقریباً اس دودھوں میں بندہ مژدور رہا ہے ان کا بیان بندہ کی زبان اور قلم سے ممکن نہیں میرے پیرو مرشد اور اتاؤ اور مرئی بے بدل مولانا افتخانی کی روحانی اور علمی سرپرستی سے یہ عاجز بظاہر محروم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے نوازا اور دینی نعمت بنا کر سر پر حضرت دہلوی مظلہ العالی کی عاطفت کو سایہ لگن فرما دیا۔

لطف و کرم ہے یہ مرے رب کریم کا چمکا دیا نصیب اس عبید جہول کا

حضرت والائے تقریر اور تدریس کی بجائے اپنی مبارک زندگی کو تصنیف و تالیف میں مشغول فرمایا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تقریر کے الفاظ ہوا میں اڑ جاتے ہیں جب کہ میاری تصانیف خیرت عام اور بقائے دوام کا لباس پہن کر تاریخ کا ایک حصہ بن جاتی ہیں۔ ایسی کتابیں ملت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اگر یہ لٹ جائیں تو ملت کی ایک ستار گویا گم ہو گئی۔

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبار کی انہیں دیکھیں جو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ۔

یہ معروضات حضرت والا مظلہ العالی کی کتاب نیفہ امام الامام حضرت امام ابو حنیفہ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان، جس کا تاریخی نام امام اعظم ابو حنیفہ کی سوانح ہے۔ کے مقدمہ کے سلسلہ میں بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدائے ذوالمنن کا کس منہ سے شکر

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

سے تھے۔ حضرت خواجه شمس الدین علیہ الرحمۃ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور حضرت مولانا محمد حسین ناظم دہلوی سے خلافت حاصل کی۔ معاصرین میں پروردنیر ولی الدین، پروردنیر ایاس برنی، مولانا سید فضل اللہ مولانا سید مناظر حسن گیلانی ہیں لہ آپ کی زندگی اسلام کی ایک جیتی جاگتی تصویر بلکہ اسلام کا ایک معجزہ تھی۔ حضرت مولانا ابونصر حموی قادری جیلانی پاکستانی قدس سرہ نے آپ کو محقق کہا ہے۔ حیدرآباد میں ۱۹۵۷ء میں انجمن امیادین قائم کی، جس میں ایک مدرسہ حفاظ اور کئی دینی مدارس کام کرتے ہیں۔ آپ کی تصنیف "قانون کا حقیقی تصور اور انسانی آزادی" "قانونِ فطرت" سلسلہ غلامی اور حقیقی آزادی پر ایک نگرانیگز کتاب ہے۔

آپ کا تعلق کا ایستہ قوم سے تھا۔ آپ کے والد ماجد اور آپ مع اہل و عیال اسلام میں داخل ہوئے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ جَمِیْعًا

ادا کروں کہ اس مبارک موقع پر مجھ جیسے ناقابل ذکر انسان اور کج مخرج بیان کو اس تقدیم کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ یہ حقیقت میں میرے لئے دلی نعمت مرشد برحق حضرت مولانا شاہ زید ابو الحسن مدظلہ العالی کی نگاہ و لطف و کرم اور مشائخ عظام کا فیضان ہے کہ عدائے رحیم و کریم نے اپنے اس عصیاں شعار بندے کو اپنے محبوب بندے کے مبارک اور مسعود شرکار پر مقدمہ لکھنے کی سعادت سے نوازا۔ یہ فی الواقع مولائے کریم کی بندہ نوازی ہے کہ اس کے کرم سے بے جانوں میں جان پڑی اور بے زبانوں کو زبان ملی۔

دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرطِ قابلیت ، دادِ ہست

ہر قوم اپنی تاریخ رکھتی ہے لیکن الحمد للہ شہد الحمد للہ، ہم مسلمانوں سے زیادہ مستند تاریخ کسی قوم کے پاس نہیں۔ پھر ہمیں اس لحاظ سے بھی تمام اقوام عالم میں امتیاز حاصل ہے کہ اسلام سیرت و کردار کا جو سانچہ اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے تاریخ کے ہر دور میں اس سانچہ میں ڈھلی ہوئی بیشمار شخصیتیں ایک سے ایک عظیم تر دکھائی دیتی ہیں۔ دوسرا کوئی دین اور قوم ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان شخصیتوں نے اپنے کردار کے چراغ جلائے ہیں جن میں بعض اوقات ان کے رگ گلو کا خون بھی شامل ہو گیا ہے۔ یہ حضرات بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک میں زمین کا نمک اور پہاڑی کے چراغ ہیں جن سے نہ صرف ان کی ہم عصر دنیا رشد و ہدایت کا نور حاصل کرتی رہی بلکہ آج کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی ان کے کردار کی شعاعوں سے ہم اپنی زندگیاں منور کر سکتے ہیں۔ کتاب پر کچھ لکھنے سے پہلے سطور ذیل میں مصنف کتاب مدظلہ العالی پر کچھ لکھنا مقصود ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے پہلے قاری مصنف مدظلہ سے واقف ہو جائے اور قاری کے قلب و جگر میں مصنفِ غلام کی قدر و عظمت جاگزیں ہو جس پر کتاب سے صحیح استفادہ اور استفادہ ممکن ہے۔

حضرت مصنف غلام نے مقامات خیر اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی قدس اللہ سرہ کی سوانح آٹھ سو صفحات پر لکھی ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی اللہ کے لطف و کرم سے ۱۹۸۹ء میں بڑی آپ کتاب کے ساتھ شائع ہو گیا۔ اس کتاب کے ۶۹۷ سے شروع فرما کر ۷۹۸ تک حضرت والائے اپنی سوانح جس میں بچپن سے لے کر تادم طباعت مقامات خیر میں آپ جیتی لکھی ہے، اشار اللہ کیا عمدہ ترتیب ہے۔ سارے وقائع مرتب، سوز و غم پھر اپنے علمی، دینی کارنامے ضروری تعارف اور اہل علم و فضل کے تبصروں کے ساتھ مذکور ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجتہم جمال و کمال کے ساتھ اخلاق محمدی کا ایک زندہ نمونہ صفحہ قرطاس پر رونق افروز ہے۔ شائقین سے درخواست ہے کہ ایک عالم ربانی کے کاروانِ زندگی کو ضرور پڑھیں تاکہ اس مبارک اور مقدس نمونہ سے اپنی زندگی کی ظلمتوں کو دور

کریں۔ یہ عاجز سطور ذیل میں حضرت امام اعظم قدس اللہ سرہ پر جو کتاب آپ نے لکھی ہے اس پر کچھ لکھنے سے پہلے حضرت والا کی زندگی کے چند پہلوؤں کو بتانا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت والا کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے۔ جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں وہ مطلع انوار اور مہیبط برکات نظر آتا ہے اور امت کو اپنی منزل مقصود متعین کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔ ایسی مقدس ہستی تک جس کی رسائی ہو جاتی ہے وہ زبان حال سے کہہ اٹھتا ہے۔

شاہم امرزک سنگ در تو یافتہ ام گرچہ مؤزم مگر اورنگ سیماں دارم
موضوع پر آنے سے پہلے یہ عاجز بطور مقدمہ کے چند چیزیں پیش کرنا چاہتا ہے جو علمی حقائق پر مشتمل ہیں۔

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکاة المصابیح کے باب فضائل سید المرسلین صلاۃ اللہ
وسلامہ علیہ کی فصل دوم میں ذیل کی حدیث ترمذی کے حوالے سے بیان فرمائی ہے۔
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ متی ذبجت لك النبوة قال ذ
آدم بین الروح والجسد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ، نبوت آپ
کے لئے کب مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا جب کہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے۔
یعنی حضرت آدم کا صرف پھیلا تیار ہوا تھا اور روح داخل نہیں ہوئی تھی۔ اس حدیث شریفہ سے
واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منصب نبوت ذاتی ہے، ازلی ہے، ابدی ہے۔
ابھی حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا اور سردار دو جہاں نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ اس
طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس والا مرتبت اور منصب نبوت لازم و ملزوم ہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا کیونکہ نبی اولیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نبی آخری کی صورت میں جلوہ گر ہیں۔ فرائض نبوت باقی اور قائم ہیں۔ آپ اس وقت
بھی اپنی امت کے ساتھ ہیں جس طرح بعثت کے بعد تیسریس ابرس تک امت کے ساتھ رہے وصال
کے بعد بھی آپ اپنی امت کی ہدایت اور نگرانی فرماتے ہیں۔ اور آپ کی ہدایات افراد کے لئے ہوں
یا جماعات کے لئے برابر جاری اور ساری ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ گنہگار ایک حدیث شریفہ بیان
کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

مشکات شریفہ کے باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل دوم میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا دَاوَدَ اللَّهُ
عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى آرُدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ.

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو بھی مجھ پر سلام کرے گا
اللہ میری روح کو مجھ پر لوٹا دے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔ ابو داؤد نے اور دعوات کبیرہ میں
بیہقی نے روایت کی ہے۔

میرے پیر و مرشد حضرت سید عبداللہ شاہ قدس سرہ حدیث شریف میں مولانا عبدالرحمن فرزند مولانا
احمد علی سہارنپوری ناشر صبح البخاری میں، قادم نے جس وقت حدیث شریف آپ کو سنائی، آپ نے فرمایا:
ہمارے اساتذہ مولانا عبدالرحمن سہارنپوری نے اپنے اساتذہ کے حوالے سے یہ نکتہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مدینہ کے بعد پہلی مرتبہ جب آپ پر درود پڑھا گیا اور سلام کے جواب کے لئے رُوح مبارک
جسم اطہر میں داخل ہوئی تو پھر نہیں مٹی، فرشتے گوشہ گوشہ سے تسلسل سے ساتھ آپ کے امتیوں کا تحفہ صلوات
وسلام آپ کو پہنچاتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں اور یہ سلسلہ ایک لمحہ کے لئے منقطع نہیں ہوتا۔

سنائی نے صفحہ ۱۲۸ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ مَلَائِكَتًا سِتًّا جِئْنَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ. زمین میں
اللہ کے پھرنے والے فرشتے ہیں، وہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سالار بدر و محنین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں حیات
دنوی سے بہتر حیثیت میں بمصداق "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّنْ الْأُولَى" (ترجمہ) "اور البتہ کھپیل
بہتر ہے تم کو پہلی سے" زندہ ہیں اور اپنی امت کی نگہبانی فرما رہے ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت سیدنا ابوعبید بن جریج حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے
اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ کو یزید نے ایک بڑا لشکر دے کر اپنی مدینہ
سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ اتنا ان کو بیعت کی پیش کش کرنا قبول کر لیں تو دست کش
رہنا اور انکار کی صورت میں تین دن تک شدت کے ساتھ قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھنا اور تین
دن تک حرم محترم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صلوات و التحیت کی بے حرمتی کر کے بے دینی کی داد دینا۔

لے اس نوع کشی کو واقعہ خزہ کہتے ہیں، یہ چار خنبہ ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ اور
جذب الطرب از شیخ عبدالحق ممتد و ملوی واقعہ خزہ۔

مطیع و فرمانبردار بنایا کہ اس نے عالم کی بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا اور اس وقت بھی وہی نبی امی اپنی قبر کے اندر سے لاکھوں بندگیاں خدا کو کلمہ اسلام پر قائم رکھے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **اللَّهُ يَضَلِّي مَنِ الْمَلَائِكَةُ رَسُولًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ** (سورہ حج آیت ۷۵) اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتے ہیں اپنے پیغام کی اشاعت کے لئے منتخب فرمالتے ہیں بے شک اللہ خوب سننے والے اور خوب دیکھنے والے ہیں۔

اس مبارک آیت کی روشنی میں حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی کی بابرکت زندگی کا اگر مطالعہ فرمائیں جو حیاتِ طیبہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے تو یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ خدائے ذوالجلال والاکرام اپنے جن بندوں کو اپنے دینِ حنیف کی خدمت کے لئے منتخب فرماتا ہے ان حضرات کو کس طرح تیار کرتا ہے۔ مولانا کی ولادت ۱۹۰۶ء کو خانقاہ ارشاد پناہ دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوالخیر کے علاوہ دیگر اہل علم حضرات سے حاصل فرمائی۔ پھر دہلی کے مشہور و معروف مدرسہ مولوی عبدالرب میں آپ کو آپ کے حضرت والد نے داخل کیا اور آپ نے حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی (متوفی ۱۹۲۸ء) حضرت مولانا محمد شفیع داماد حضرت مولانا محمود الحسن (متوفی ۱۹۶۰ء) مولانا حکیم محمد منظر اللہ (متوفی ۱۹۶۶ء) اور مولانا محبوب الہی (متوفی ۱۹۷۱ء) سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دورہ حدیث شریف کیا اور پھر حج بیت اللہ کر کے اپنے برادرِ خرد (متوفی ۱۹۸۸ء) کے ساتھ جامعہ اعلیٰ ہر میں تحصیل علم کے لئے مصر کا قصد کیا اور تقریباً پانچ سال وہاں قیام رہا۔ جامعہ ازہر کے اساتذہ میں معروف حضرات، علامہ اجل شیخ یوسف رجبوی، استاذ الاساتذہ علامہ محمد نجیح المطیعی الحنفی، استاذ الاساتذہ علامہ سوتی شیخ علی شائب اور شیخ حبیب اللہ مالکی شنقیلی سے استفادہ کیا اور حدیث شریف کی اسناد عالیہ حاصل کیں، اور حدیث شریف کی اسناد عالیہ فاس کے مشہور محدث سید محمد عبدالحی الکسانی اور دمشق کے محدث شہیر شیخ بدرالدین اور مکہ مکرمہ کے علامہ ابوالفیض عبدالستار صدیقی اور مجاہد کبیر سید احمد الشریف السنوسی سے حاصل کیں اور ۱۹۳۷ء کو ازراہِ نلسطین، شام، عراق دہلی واپسی ہوئی۔ مسجد اقصیٰ میں ایک دن مغرب کی نماز آپ نے پڑھائی اور خلیل الرحمن جاگر حضرت ابراہیم، حضرت احمق حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت زکریا کے مزار شریف بھی گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلنے والی زیارت کی اور اس گرجے کو دیکھا جس کو کئی قیامت کہتے ہیں۔ اس کے دروازے کے سامنے وہ مختصر مسجد ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ اس مبارک مسجد

۱۔ تمدن عرب - از لاکرنگٹا دل بان بجاوا تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع پاکستان طبع جدید ۱۳۵۰ھ

میں دُرر کعت نفل پڑھی پھر شام میں اور عراق میں حضرات صحابہ اور اولیائے عظام اور حضرت امام الامام ابوحنیفہ کے مزار پر انوار کی زیارت کی اور وطن مالوف پہنچ کر توکل درضا کی وادی ایمن میں بیٹھ کر اُمتِ مسلمہ کی ہدایت کے سامان فراہم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ تادیر اس چشمہ ہدایت کو باقی اور دائم رکھے۔

اس موقع پر یہ عاجز مقامات خیر کے تبصرے میں سے جو اس عاجز نے لکھا ہے کچھ عرض کرتا ہے۔ عاجز نے لکھا ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر اور حضرت معصف کو دیکھ کر یہ کمترین بہ بانگِ دہل کہتا ہے۔

بر دہلی زو اگر در جستجوئے آب حیوانی

اخار اللہ آپ ایک پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سر تاج، دین و مذہب کے ماہر، علم حدیث کے کامل، علم قرآن کے فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخن شناس اور عظیم سخنور ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو (تینوں زبانوں) میں طبع آزمائی فرماتے ہیں۔ کلام میں کہیں بھی آورد نہیں آندی آہے۔ چاہے کلام عربی ہو چاہے فارسی، چاہے اردو۔ تلمیذ الرحمانی کی شان جھلکتی ہے اور یہ حدیث مبارک یاد آتی ہے۔ اِنَّ مِنَ الشَّيْرِ لِحِكْمَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لِيَعْتَرُ۔ بے شک بعض شعر سراسر دانائی ہوتے ہیں اور بلاشبہ بعض بیان جاوہر ہوتے ہیں۔

حضرت محمد وسنا قاضی سجاد حسین مظاہر سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی، مجمع فتاویٰ تاراخانہ نے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کہ مولانا زید کے قریب اور ملکہ شعر گوئی پر حیرانی ہوتی ہے کہ اس عمر رسیدگی میں عربی فارسی اور اردو میں جب چاہتے ہیں اچھے اچھے اشعار موزوں فرادیتے ہیں۔ یہاں بہ طور نمونہ عینوں زبانوں کے چیدہ اشعار ہدیہ ناظرین ہیں۔

حضرت مجدد کی اولاد امجد میں سے حضرت محمد حسین سرہندی فاروقی قندھار افغانستان کے اپنے والد ماجد کے ساتھ سندھ تشریف لے آئے اور نائند ضلع میں شہر پارکر میں مقیم ہو گئے، اتفاق سے کوئٹہ کے زلزلہ پر لکھا گیا مرثیہ موسوم بہ "اشک غم" ان کی نظر سے گزرا، انہوں نے حضرت مظاہر العالی کو مستطوم مکتوب ارسال کیا اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں لے

قَدْ آتَى مِنْ صَاحِبِ الْمَجْدِ الْإِصْبِلِ
خَيْرَ إِشْرَاقٍ إِلَى الْعَبْدِ الضَّيِّيلِ
نَامَةٌ سِلْكٍ لِأَنِّي رَامِثَالِ
قَطْعُهُ عِقْدٌ شَرِيًّا رَامِثِيلِ

لہ مقامات خیر ص ۴۳

زَيْدٌ وَالْعَلَامَةُ الْقُرْدَالِدِيُّ
تَخَصُّهُ الرَّحْمَنُ بِالْفَضْلِ الْجَزِيلِ

حضرت سرہندی نے اس مکتوب منظوم کو حضرت مولانا کی کمالی سخنوری پر اس طرح ختم کیا ہے۔

حَسَنٌ أَيْ نَظْمٌ أَرْبَابٌ مُتَفَنِي أَمْتِ
بِرَفْرِغِ خُورٍ بِجُودِ كَسِّ دِيلِ

معجزات میں شعر یا سحرِ حلال
ہاتف آورد این سخن یا جبرئیل

کس نہ داند گفت شعرے زین نمط
کس نیار دستت درے زین قبیل

نظم سرہندی بہ وصف شعر تو
باد چوں طومار اوصاف طویل

حضرت مولانا کی سخنوری کے بارے میں ایک قادر الکلام، عمر رسیدہ شاعر یہ فرما رہے ہیں کہ نظم کی

خوبی تعریف سے بالاتر ہے۔ سورج کی روشنی پر کون دلیل لاتا ہے۔ یہ اشعار مجرہ میں یا جادو یا تفت

غیبی کا یا جبرئیل کا القا اور الہام ہیں، تو اب یہ عاجز اس سلسلہ میں کیا کہے۔

مولانا سرہندی کے منظوم مکتوب کے جواب میں حضرت مولانا نے منظوم عربی خطار سال کیا ہے۔

اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں۔

قَدْ أَتَتْ مَا لَكَّةُ مَنْظُومَةٌ
مِنْ بَلِيغِ ذِي صِفَاتٍ بَاهِرَةٍ

قِطْعَةٌ مُزْدَانَةٌ فَتَانَةٌ
لَا تَنَاهِيَنِي الْعَيْنُونَ الشَّاهِرَةُ

كُلُّ شِعْرِ وَرْدَةٍ فِي حُسْنِهِ
كُلُّ نَفْثٍ مِثْلُ دُورٍ فَآخِرَةٍ

بِحُجَّةِ الْأَسْلُوبِ مِنْ مِيزَاتِهَا
بِقِيَّةِ التَّعْبِيرِ فِيهَا الظَّاهِرَةِ

إِنَّمَا مِنْ حُسْنِ تَبِيكِ أَضْبَحَتْ
فِي سَنَاهَا كَالْبَدْوِ وَالشَّافِرَةِ

حضرت دلانے اپنا منظوم جواب اس دعائیہ شعر پر ختم کیا ہے۔

وَلْيُرْقِلُهُ إِلَّا لَهْ دَائِمًا
فِي الْهَيْئَةِ وَالنِّعَمِ الْغَائِرَةِ

اب چند فارسی ابیات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ابیات کونڈ کے زلزلہ فاجعہ کے سلسلہ میں فرمائے ہیں

جو شب جمعہ ۲۴ صفر ۱۲۵۳ھ میں واقع ہوا۔ اس کا تاریخی نام "نفر ہجران" ہے۔ اس حادثہ جاکا میں

حضرت والا کی والدہ ماجدہ، ایک بھتیجہ اور دو بھتیجیاں اور افغان مخلصین میں سے دو افراد شہید ہوئے

جب بلہ صاف کیا گیا حضرت والدہ ماجدہ سجدہ ریز تھیں اور کاٹ کی بیخ صدی تسبیح مبارک انگلیوں

میں دبی ہوئی تھی۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ كَامِلَةٌ دَائِمَةٌ۔

آپ نے فرمایا ہے۔

اے مہابشوز محزون کلام
یک زباں بگزار این ناز و خرام

تابہ کے درلہو باشی بے خبر
 رُڈ بہ سوئے کوئٹہ کن کاں مقام
 بود شہرے باخلایق مذخر
 ہچو لولو قصر ہا در عمدگی
 در میان ہند و افغان آں مکاں
 داشت از ہار و شمار بے شمار
 عیش و عشرت گرچہ بودہ بیشتر
 چونکہ کوئٹہ حضرت والا کے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کا گرامی مستقر تھا اس لئے
 منقذ ہجراں "میں آپ کی منقبت بھی ہے۔ فرمایا ہے۔

بود مشیح نقشبنداں رامعیف
 قبلہ عالم ابوالخیر کبیر
 داشت از گردوں محی الدین لقب
 با کمال و بد عریق اندر کمال
 ہرچہ گویم در کمالش کمتر است
 یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب
 کو بہ عرفاں بد مجدد را ردیف
 ذخردیں عبد اللہ آں قطب شہیر
 مولدش دہلی و فاروقی نسب
 چون مجدد داشت جذبے مثال
 دزگمان من مقامش برتر است
 یک دمش از مذہباں شستے ذنوب

حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کی خدمت میں طالبین پر احوال طاری ہوتے اس کا ایک منظر ذیل کے
 اشار میں کیا خوب بیان فرمایا ہے۔

خادان شاں بہ سوز و درد دل
 آہ و زاری بود ایشاں را شعار
 از شراب معرفت بہش بند
 گریکے از سوز آہے می کشید
 گریکے را چشم بودے اشکبار
 گریکے از شوق و جذبہ می تمید
 چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر
 ہریکے بہوت گشتے از جمال
 ہچو پروانہ بہ ضمیمہ مشتعل
 عشق حق می داشت شاں را بیقرار
 رُت اشعت را مثال خوش بند
 دیگرے را مرغ جانس می پرید
 دیگرے را سینہ بودے ہچو نار
 دیگرے از دُجد جامہ می درید
 ہچو ہالہ گرد آں ماہ منسیر
 محو اندر ذات پاک ذوا بجمال

بے خبر گشتے زاخبا رہاں باخبر گشتے زاسرار نہاں

اس مبارک احوال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو منظور فرما کر ختم کیا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ أَسْهَأَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أَنْتُمْ بَخِيَارٌ

قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خِيَارُكُمْ الَّذِينَ إِذَا رَأَوْا ذَكَرُوا اللَّهَ - (ابن ماجہ)

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا

میں تم کو تمہارے بہترین افراد کے متعلق بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا، ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا

تم میں بہترین افراد وہ ہیں جن پر نظر پڑے تو اللہ یاد آئے۔

حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا دیدنِ شاں یا دحق بخشد ترا

بس ہمیں تعریف نیکانِ آدہ بس ہمیں توصیف مردانِ آدہ

ختم سازم وصف شاں بر این کلام تاکہ قولِ مصطفیٰ یا بدحتام

حضرت مولانا نے کوئٹہ کے زلزلہ اور بربادی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

کوئٹہ بدگرچہ یکتا در کمال ہست لیکن ہر کمانے رازوال

در شبِ تاریکِ دو وقتِ نیم شب شد جلاش را ظہورے بس عجب

کے بدار دتاب انسانِ ہمیں چون بمرزد کوہ و شق گردوزیں

طفلیہا در مہدِ راحت بے خبر ہچنان کا ندر صدف ماموں گہر

مردوزن بودند جملہ محو خراب ناگہاں نازل بروشاں شد عذاب

بہر مومن گشت رحمت بالیقین بہر کافر صد عذاب و صد مہین

شد صدائے از زمین یک دم بلند خانہا را یک بیک از پانگند

قصر ہا گشتند در آنے خراب جملہ اسبابِ تعیش شد عذاب

پرفضا گردید از خاک و غبار شد فلک از آہ مردم بے قرار

چشمِ گردوں را نہ بد چون تاپ دید زان رواے خاک را بر رو کشید

یا لہتول الامر من ذاک العذاب لانه امر عظیم لا اریات

زیر خشت و خاک انسانِ ضعیف زیر پائے فیل چون مورِ نحیف

دردے گردید ویراں آن بکد بہر میت لے کفن بد نے نمد

سال بربادی چہ پرسی از دلم
 بست و ہنتم بود از ماہِ صفر
 آن سحر کو باعثِ حزن و ملال
 آن سحر کو درد و زحمت را بیاں
 نفسی نفسی بود و زرد ہر بشر
 اندرین محشر ستاں افراد چند
 بد شہادت در نصیب والدہ
 عبد رحمان، عائشہ زینب چہاں
 ہر سہ اولادِ شقیق اکبر اند
 مخلصاں را ہم خدہ جانہا گداز
 و آذر ہم زیر خاک بے کراں
 لیک خالق زانگا ہے بد عجب
 ناصر و حافظ خدائے پاک بود
 ہست احسانِ خدائے ذوالکرم
 چون ز قبر آمد بروں با صد شتاب
 در ریاضِ قدس سراپ جلیل
 در حیطہ گر تو بینی شش قبور
 بس ہماں آرام گاہِ آخریں
 گرچہ امواتند در زیر زمین

بہ طور نمونہ "لآبی منظور" کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں جو الہامی ہیں اور ان کی روانی اور اثر جو قاری کے قلبِ سلیم پر پڑتا ہے، پڑھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ فرمایا ہے

الہی کہاں مشتِ خاکِ زین
 تری رحمتوں نے اٹھایا اُسے
 وسیلہ نے پھر اُس کو پرواز دی
 ترے در پہ آیا وہ عبیدِ ذلول
 کہاں بارگاہِ رفیع و جلیل
 اَلِیُّ التَّوَسُّیْدِ سُنَّیَا اُسے
 کہے عرضِ تجھ سے وہ آواز دی
 تو نسل سے اپنے تو کہے قبول

توسل بہ اسم جلیلا و عظیم
 و نازوں کو سن لے بہ لطف عظیم
 اس کے بعد سلسلہ نقشبندیہ مبارک کو نظم کیا ہے اور اس کے بعد بڑی پیاری مناجات لکھی ہے
 ماشارتہ ایک بندہ کا اپنے مولیٰ جل شانہ کے حضور میں کیا خوب تضرع اور ناجزی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

توسل سے ان نیک بندوں کے سب
 کیا عشق نے جن کا سینہ نگار
 رہا ذکر میں جن کا ہر ہر زواں
 ہر اک ذرہ کہتا تھا رَبِّ الْمَلِئِک
 لگاتے تھے دل پر بہ صنوع عمیب
 انھیں کے توسل سے یہ بے نوا
 دعا مانگتا ہے بہ غمز و نیاز
 سوا تیرے در کے نہیں کوئی در
 تو ہے سب کا مولیٰ تو ہے کارماز
 غنی ہے تری ذات سب میں فقیر
 شب و روز کرتا ہے سب پر عطا
 کرم سے ترے پل رہا ہے جہاں

دعا

مرے جرم و عیساں ہوں سائے معاف
 جل اور خفی کا نہ اٹھے سوال
 ہو جس دم مری جان تن سے جدا
 ترے ذکر سے قلب معمور ہو
 مرا جسم جب ہو در آغوش فناک
 لحد میں مجھے پھرنے تکلیف ہو
 قیامت میں سر پر ہو جب آفتاب
 نہ ہو نامہ یارب یہ دست یار
 رہے رَبِّ سَلِّمْ ہی ورد زباں
 گناہوں کے دھبوں سے نامہ ہوصاف
 خطا اور عمدہ کا مٹے ہر وہاں
 زباں پر رہے نام جاری ترا
 ترے نور سے چشم مسرور ہو
 رہے ساتھ اس دم ترا نور پاک
 جوابوں میں ہرگز نہ توقیف ہو
 ہومسیران استادہ بہر حساب
 ترے لطف سے ہو مرا بیڑا پار
 ہوں جس دم بہشت بریں کو رواں

اس پر سوز و دُردِ دُعا کے بعد "ابوالعظی" "شفاعتِ کبریٰ" انبیاء اور اولیاء کی شفاعت اور رحمۃ اللعالمین کے عنوانات پر اسی طرح بڑے سوز و گداز کے ساتھ السُّہلُ المُمْتَنِعُ اشعار کے بعد لآلی منظومہ کا اختتام اس التجا پر کیا ہے۔

التجا

الہی بزرگوں سے آفت رہے ہر اک کو نبی کی محبت رہے
فَنَزَّ الْفَنَّا ہو الہی نصیب مقامِ رضا ہو الہی نصیب
لطائف ہوں جاری ترے نام سے ہر اک ذرہ تن کا لگے کام سے
نہ ہرگز غفل ہو نہ کوئی قصور کسی حال میں بھی نہ آئے فتور
رہے زندگی بھر یہی مشغلہ اسی پر ہو یارب مراعاتہ

قطعہ

گنہ سے ہوا گرچہ میں خستہ حال برابر یہ رہتا ہے دل میں خیال
نہ ڈر زید مرشد ہے خیر جہاں نبی تیرا شافع، خدا مہرباں

یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت والا کو ملکہ سخنوری کے ساتھ ساتھ تاریخی مادہ نکالنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی کمال عنایت کیا ہے اور ماٹار اللہ اتینا بڑا ظرف اور کشادہ دلی ہے کہ اپنے واقف کاروں اور دوستوں کے کارناموں کا تاریخی مادہ میں کچھ پس و پیش نہیں فرماتے۔ مجھ کو یہاں علامہ طیبی رحمہ اللہ کی یاد آئی۔ آپ کے شاگرد خطیب تبریزی نے مشکاۃ المصابیح کی تالیف کی اور وہ مشکلات کے اپنے استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا کتاب کی ترتیب اور تجویب سے بہت محو مشغول ہوئے اور فرمایا۔ میں اس کتاب کی شرح لکھوں گا۔ چنانچہ آپ نے مشکلات کی شرح لکھی جو طیبی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت مولانا کا یہ عمل اسلاف کرام کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ عاجز چند نمونے لکھتا ہے۔

خانقاہ شریف کے شرقی حصہ میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر قدس سرہ نے کتب خانہ کی بنیاد بہت عمدہ بھر وادی تھی پتھر کے عمدہ ستون اور داسے بنوائے تھے کہ آپ رحلت فرما گئے۔ حضرت والا نے تعمیر کیں فرمادی اور یہ تاریخ نکالی۔

فِيهَا كِتَابٌ قِيمَةٌ

خدا را منت و مدحت نبی را گمشد تعمیر بہ بنیاد مسعود

زبالتف زید چون پر سید سالش مبارک اس کتب خانہ بفرمور ۱۳۰۲ھ

خانقاہ شریف کی حرم سرا دو صد سالہ عمارت خستہ حال ہو گئی تھی حضرت والائے از سر نو اس کو بنوایا اور درج ذیل تاریخ نکالی۔

خَمْدًا لَكَ يَا وَدِّي كُلِّ نِعْمَةٍ بَارَكْتَ عَلَيَّ بِبِنَاءِ أَوْلِيَائِي حَقًّا

از زمینِ خدائے ذوالجلال زید شد تعمیر حرم سرائے اولیائے حق " ۱۳۰۵ء

میرے مکرم اور مخلص دوست پروفیسر سید وحید اشرف صدر شعبہ فارسی مدراس یونیورسٹی حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ کی اولاد امجاد میں ہیں۔ ماخرا اللہ صاحب قلم اور مخنور ہیں تصوف پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اُن کی دلی خواہش تھی کہ اس کتاب کا مقدمہ حضرت مولانا زید مظلہ العالی لکھیں۔ اس عاجز کے عرض کرنے پر حضرت مولانا نے تینتیس صفحے کا مقدمہ لکھا۔ مقدمہ کیا ہے مستقل ایک تحقیقی مقالہ ہے، اور آپ نے اس کتاب پر ایک تاریخی قطعہ بھی ارشاد فرمایا، جو کہ درج ذیل ہے۔

وَحِيدِ اشْرَفِي حَيَّاكَ رَبِّي تصوف را چہ خوش تعبیر کردی

چوں دُرِّ را بسفتی در کلامت مغز بادا " بگو سالی طباعت ۱۳۰۸ء

ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

وَحَدَّثْتَنِي يَا سَعْدُ فَتَوَدَّ مَشْنِي جُنُونًا فَزَوَّدَنِي مِنْ بَحْدِ بَيْتِكَ يَا سَعْدُ

اے سعد تو نے محبوب کی باتیں بیان کر کے دیوانگی کا توشہ میرے حوانہ کر دیا۔ اب تو اپنی باتوں کا توشہ دیتا ہی رہ تا کہ میں تیری باتوں اور اس دیوانگی پر نوش ہوں۔

جی چاہتا ہے کہ حضرت والا مظلہ العالی کی شخصیت پر اور لکھتا جاؤں مگر چونکہ چند باتیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت مبارکہ پر اور بعد ازاں کتاب معنی پر بھی کچھ لکھنا ہے۔

حدیثِ محبوب کو اپنے مخلص دوست ڈاکٹر یعقوب عمر اطال اللہ بقاءہ بالخیر والین العاقبہ پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی کی منقبت پر ختم کرتا ہوں، جس کو موصوف نے حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں حضرت والا سے ملاقات کے موقع پر لکھا تھا، تاکہ یہ منقبت محفوظ ہو جائے اور حضرت کے وابستگان اس سے فائدہ حاصل فرمائیں۔

منقبت

زیدی و فاروقی نسب اے بو الحسن اے بو الحسن تو وارثِ آن منہری کو بود سلطان سخن

با جان شد معروف او، گشتہ شہید آرزو
 آن گوہر دریائے ہو، شد جانِ جہاں در چین
 بے مثل و بے ہمتا توئی، در علم قرآن و حدیث
 ثانی نہ داری در جہاں، اے صاحب شعر و سخن
 گفتار یار آوردہ ئی، گوہر نثار آوردہ ئی
 در عشق آن سر و سہی، تو گشتہ سر تا پا چین

شکاگو۔ امریکہ

جمہ۔ ۹، جمادی الآخرہ ۱۳۵۵ھ

۲۹ جنوری ۱۹۸۶ء

فصل دوم

عمر بادر کعب و بخت خانہ می نالہ حیات
 تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بیرون
 مدرسین قانون اسلامی کا آغاز عظمت اور کرامت کا وہ نورانی تاج ہے جو امام اعظم کے لقب
 کی صورت میں امام الامم حضرت امام ابوحنیفہ قدس سرہ کے فوق مبارک پرزینت افزوز ہوا۔ منعم
 حقیقی جن مجد نے اپنی شان فیاضی سے آپ کو بے مثال قابلیت فہم و ذکا، بے نظیر مافظہ،
 فصاحت و بلاغت، سرور می قلم و لسان، شہبازی زبان و بیان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔
 دینی علوم میں آپ کی مسلم مہارت تو خیر ایک حقیقت ثابت ہے لیکن استنباط مسائل اور تفریبات
 شرعیہ میں آپ کو وہ تبحر حاصل تھا کہ محدثین اور فقہاء اپنے مشکلات کے جواب حاصل کرنے کے لئے
 اس منبع علم و حکمت کی بارگاہ دانش کے محتاج رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی نے فرمایا اے
 من مین یسئلنی فی کتب ابی حنیفۃ لا یتبخر فی الفیقہ۔ جو حضرت سیدنا ابوحنیفہ کی تصانیف پر نظر
 نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔

امام شافعی جب کبھی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کلمات عالیہ کے اظہار کا ارادہ
 فرماتے تو جذبات کے غام میں پکار اٹھتے۔

من آردان یعرف الفیقہ فلیذم اباحنیفۃ واصحابہ فان الناس کلہم عیال علیہ فی
 الفیقہ۔ جو چاہے کہ فقہ کی معرفت حاصل کرے اس کو چاہئے کہ حضرت ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں
 کی صحبت کو لازم کرے، اس لئے کہ سب لوگ فقہ میں ان کے محتاج ہیں،

میرے لئے یہ بات سرمایہ افتخار ہے کہ حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلہ العالی کے اس عظیم
 شاہکار کتاب "امام الامم امام ابوحنیفہ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان" کی تقدیم میں اس عاجز کی چند

لے مناقب الامام الاعظم للموفق ۲/۶۶۔

سطروں کو جگہ مل رہی ہے۔ پوری کتاب اتر چھبے میں روشنی کی کرن ہے جس کے ہر لفظ سے وہ تڑپ چکتی ہے جو حضرت مصنف مدظلہ کے قلب مبارک میں اپنی امت کے لئے ہے۔

پچھلے صفحات میں اس عاجز نے کوشش کی ہے کہ حضرت مصنف علام مدظلہ کی شخصیت کا تعارف کروائے۔ پڑھنے والے حضرات کو صحیح اندازہ ہو گا کہ یہ کترین اس تعارف میں کس قدر کامیاب ہوا ہے۔ اب ان اگلے صفحات میں ادا ہے کہ اسلام کے مقنن اول جس کو پورا عالم اسلام امام اعظم کے لقب سے جانتا ہے چند سطر لکھے۔ حالانکہ تاریخ کرام اس زیر نظر کتاب میں حضرت امام اعظم قدس سرہ کی کامل شخصیت پر حضرت مصنف مدظلہ العالی اپنی خاص طرز نگارش سے علمی شان دلربائی کے ساتھ آپ کی مبارک زندگی اور کارناموں اور آپ کے فیض لازوال کا مطالعہ فرمائیں گے۔

کترین کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام اعظم کے ایک ادنیٰ مقلد کی حیثیت سے اپنے جذبات عقیدت اور مودت کا بجا ہا ہا کرے اور امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے محبتیں کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَكُنْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهُ يَزِدُّ قَبِي الصَّلَاحَ

مجھے نیکوں سے محبت ہے اور میں نیک تو نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ (نیکوں کی محبت کی وجہ سے) مجھے بھی نیک بنا دے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام الامم، سراج الامم، رئیس الفقہاء والمجتہدین، سید الاولیاء والمحدثین، مبشر مصطفیٰ، وغایہ مرتضیٰ، الغرض نبوت اور صحابیت کے بعد کسی انسان میں جس قدر فضائل اور محاسن پائے جاسکتے ہیں، آپ ان تمام اوصاف کے جامع اور رہنما تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقام کوفہ ۶۰ھ میں ہوئی اور وصال مبارک بمقام بغداد ۱۵۰ھ میں ہوا۔

خرج تحفہ نصاب میں مولانا محمد گل بوی نے لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کی اولاد میں ہیں اور نوشیروان حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہے۔ اس طرح حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی خاندانی نسبت حضور خواجه کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہے جو آپ کی عظمت اور رفعت پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

سے بھرا آواز امام اعظم۔ از محمد منشا تاملش تصوری، رضا اکیڈمی لاہور۔

اتقدس میں حاضر تھے۔ اسی مجلس میں سورہ جمود نازل ہوئی۔ جب حضور نے اس سورت کی آیت گیارہ "وَآخِرُ مَنِ
مِنَهُمْ لَقَدْ يَلْبِغُوا بِهِمْ" تلاوت فرمائی تو حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ "آخرین" کون لوگ ہیں حضور
نے سکوت فرمایا۔ حاضرین کے بار بار سوال کرنے پر حضور نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے
پر دست اقدس رکھ کر فرمایا۔ "لَوْ كَانَ الْإِنْسَانُ عِنْدَ الثَّوْتِ لَأَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ (اگر ایمان شریا
ستارہ کی بلندی پر بھی ہو گا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ وہاں سے بھی ایمان کو لے آئیں گے۔" لے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث جس کو بخاری اور مسلم نے روایت
کی ہے۔ اتفاق اصل صحیح ہے کہ اس میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہونے پر
اعتقاد ہے۔۔۔ اس لئے کہ اہل نارس سے کوئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ علم کو نہ پہنچ سکا۔ لے
حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا۔ میں آپ کو یا رسول اللہ کہاں تلاش کروں؟
فرمایا۔ عِنْدَ عَلِيمِ ابْنِ حَيْثِفَةَ۔ ابوحنیفہ کے علم کے پاس۔ لے

اس خواب کی روشنی میں حضرات ناظرین مشہور محدث عبد اللہ بن داؤد خرمی رحمۃ اللہ علیہ
کے ارشاد کو سمجھیں کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ابوحنیفہ کے لئے نمازوں میں دعا کریں کیونکہ انہوں نے ان
کے واسطے سنن اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و عبادات ہی
سنن ہیں جن کا بیان صحیح طور پر ابوحنیفہ نے کیا ہے۔ حضرت مصنف نے اس کتاب کے ابتدائے میں
علامہ خرمی کا یہ ارشاد ذکر کیا ہے۔

اور اس روایت سے یہ واضح ہے کہ حضرت امام اعظم کی کنیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی
عطا کردہ ہے۔ جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آن حضور کے ارشاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
اختیار کیا اور وہ اسی کنیت و نام سے مشہور ہوئے جیسے ابوہریرہ۔

صحبت کے بعد تا بیعت سے بڑھ کر اسلام میں کوئی مقام اور مرتبہ نہیں اور ائمہ مجتہدین میں
یہ مرتبہ نافی صرف حضرت امام اعظم ہی کو بلا ہے۔ مدارق احنفہ میں لکھا ہے کہ آپ میں صحابہ سے زیادہ
۔۔۔ نے میں پیدا ہوئے ہیں اور کئی ایک کی زیارت کی ہے اور بعض سے حدیث سنی ہے حضرت

لے تفسیر طبرن صحیح بخاری و سلم بہ حوالہ معارف القرآن (۸/۳۲۶)

لے حدیث مصابیح علی ازید عبد اللہ شاہ حیدرآبادی۔ (۱۱/۶۰) و نور المصابیح ترجمہ زباجہ المصابیح (۱/۱۵۶، ۱۵۷)

لے کشف المحجوب از امام الخلیفہ بصری بہ حوالہ انوار امام اعظم۔

امام قسطلانی شافعی نے آپ کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔

امام ابو حنیفہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا جو کوفہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اس طرح امام اعظم اس ارشاد نبوی کے مصداق ہیں۔ طُوبَىٰ لِمَنْ رَأَىٰ وَرَأَىٰ مَنْ رَأَىٰ مِنْ رَأَىٰ. خوش خبری اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

حضرت امام اعظم کی آٹھ صحابہ کرام سے ملاقات ثابت ہے۔ جن میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت انس بن مالک حضرت عبداللہ بن ابی ادنی، حضرت عمرو بن حرث، حضرت عبد اللہ بن امیس، حضرت ابوالطفیل عامر بن واہلہ لیشی رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں۔ جب میں کوفہ پہنچا تو اہل کوفہ سے پوچھا۔ یہاں سب سے زیادہ پارسا کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ابو حنیفہ۔ چنانچہ ابن مبارک کا قول ہے۔ مَا رَأَيْتُ أَوْسَعَ مِنِّي أَلَى حَنِيفَةَ۔ (میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کون پارسا نہیں دیکھا)

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ہمارے زمانے میں کوئی شخص ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا مکہ مکرمہ نہیں آیا۔

حضرت ابومسطع کا بیان ہے۔ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران جب بھی رات میں طواف کرنے کے واسطے بیت اللہ شریف گیا حضرت ابو حنیفہ اور حضرت سفیان ثوری کو طواف کرتے پایا۔ حضرت یحییٰ بن ایوب زاہد کا قول ہے۔ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَتِمُّ اللَّيْلَ (ابو حنیفہ رات کو نہیں سویا کرتے تھے)۔ حضرت عمرو کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ رات کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور ان کی گریہ و زاری سے پڑوسیوں کو رحم آتا تھا۔ اور حضرت عمرو ہی کا قول ہے۔ جہاں حضرت امام ابو حنیفہ کا دوسرا جوا ہے وہاں آپ نے سات ہزار قرآن مجید ختم کئے تھے۔

امام عبدالوہاب شعرائی شافعی المیزان الشریف الکبریٰ میں اپنے مرشد حضرت سید علی خراسانی شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیاء کے کشف کے سو کسی کے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔

یہاں ایک بات کے انکشاف کو جی پاستا ہے جس کی خبر میرے استاذ حضرت مولانا ابوالوفا

علیہ الرحمہ نے دی ہے۔ حضرت مولانا کا تذکرہ مقدمہ کے ابتدائی اوراق میں گزر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ امام ابوحنیفہ طریقت میں حضرت جعفر صادق کے مجاز اور خلیفہ ہیں اور پھر حضرت داؤد طائی حضرت امام ابوحنیفہ کے اسی طرح مجاز اور خلیفہ ہیں جیسے کہ حضرت حبیب عجمی کے مجاز اور خلیفہ ہیں۔ داؤد طائی نے حضرت ابوحنیفہ سے فقہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد زہد کو اختیار فرمایا۔ چنانچہ کوزہ میں آپ کا لقب "أَفْقِيَةُ الزَّاهِدِ" تھا۔ امام ابوحنیفہ نے مراحل سلوک و طریقت حضرت جعفر صادق سے دو سال میں طے کئے ہیں پھر آپ نے فرمایا ہے۔ **لَوْلَا السَّنَانُ لَهَلَكَ النَّعْمَانُ الْكِرِّيُّ** دو سال نہ ہوتے نعمان ہلاک ہو جاتا۔

امام ابوحنیفہ نے روایت حدیث اور سلوک و طریقت کی بجائے صرف فقہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ آپ اسلامی قانون مرتب فرماتے رہے۔ آپ نے امت اسلامیہ کی منفعت میں تمام زندگی لگا دی۔ آپ کے اخلاص 'درہ' اور تقویٰ کی بنا پر امت مرحومہ کا تین چوتھائی حصہ آپ کا حلقہ گمشدہ بنا۔

اس سعادت بزورِ بازو نیست تازہ بخشند خدائے بخشندہ

اس کا خیال رہے کہ حضرات ائمہ مجتہدین کو طریقت سے بڑا حصہ ملا ہے۔ ان کے باطن کی تابناکی نے ان کو امامت اور اجتہاد کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے۔ الجواہر المفیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے تراستی ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل کا تعلق عبادت سے ہے اور باقی کا تعلق معاملات سے ہے۔ حضرت ابوحنیفہ نے جہالت کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے سلامتی کی راہ واضح کر دی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کو فن حدیث شریف میں جو بلند مقام اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا تھا اس کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

محدث کبیر محمد بن سمانہ نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں ذکر کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے یہ

حافظ یزید بن ہارون سلمی واسطی فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ متقی، پرہیزگار، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے بڑے حافظ تھے۔ میں نے ان کے معاصرین کو دیکھا ہے۔ ان سب کا یہی قول ہے کہ انہوں نے ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔ یہ

امام شعبہ کا لقب "امیر المؤمنین فی الحدیث" ہے، انہوں نے جب حضرت امام کی وفات کی خبر سنی فرمایا۔
ابن کوفہ سے علم کی روشنی چلی گئی، اب یہ لوگ قیامت تک ان جیسا نہیں دیکھیں گے۔ یہ
مشہور تذکرہ نگار امام ذہبی نے آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔ یہ
امام عبد اللہ بن مبارک حدیث کے مشہور حفاظ میں سے ہیں۔ چار ہزار محدثین سے روایت
کے باوجود حضرت امام اعظم سے روایت کرتے ہیں۔ میں حضرت امام اعظم کے بیان کو ان کے عربی تفسیر
پر ختم کرتا ہوں۔ فرمایا ہے۔

(۱) لَقَدْ رَأَى الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ

مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے شہروں اور شہر میں رہنے والوں کو زینت بخشی

(۲) بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفِيهِ كَأَيَاتِ الزَّبُورِ عَلَى صَفِيْفَةٍ

قرآن، حدیث اور فقہ کے احکام سے جیسے صحائف میں زبور کی آیات نے

(۳) فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرٌ وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا يَكُوْفُ

آپ کی مثال نہ تو کوفہ میں ملتی ہے اور نہ مشرق اور مغرب میں

(۴) يَبِيْتُ مُشْتَرَا بِهِنَّ اللَّيَالِي وَصَامَ نَهَارَهُ بِهِنَّ خَيْفَهُ

بڑی مستعدی کے ساتھ راتوں کو عبادت میں گزارنے اور خشیتِ الہی میں دن کو روزہ رکھنے

(۵) فَمَنْ كَانِي حَنِيفَةً فِي عُلَاةٍ إِمَامٌ بِالْحَنِيفَةِ وَالْخَلِيفَةُ

علم اور دین کی (بلندی میں ابو حنیفہ کی طرح کون ہے جو امت کا امام اور اللہ کا خلیفہ ہے

(۶) رَأَيْتُ الْعَرَبِيْنَ لَهُ سِقَا حَا خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ حُجِّ صَعِيْفَهُ

میں نے ان کے نکتہ چینیوں کو ان حق کے مخالف اور کمزور دسیلوں والا پایا

(۷) وَكَيْفَ يَجِيءُ أَنْ يُؤَدَّى نَفْسِيَةٌ لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ آثَارِ شَرِيْفَةٍ

ایسے مقنن کو کہ جس کے علمی فیوض پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں ایذا پہنچانا کیونکر درست

(۸) يَعِفُّ عَنِ الْمُحَارِمِ وَالْمَلَاهِي وَمَرْضَاةُ إِلَالِهِ لَهُ وَضِيْفُهُ

آپ بہت بے پروا اور حرام کاموں سے محفوظ رہے اور رب العزت کی خوشنودی آپ کا وظیفہ تھا

۱۔ اخبار ابی حنیفہ و مساجد للمیسری ص ۲۴

۲۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۸۔ امام اعظم ہمیشہ محدث کے، مجالس مولانا محمد عبدالکیم شرن قادری اداہ انت

بقامہ الاسلام والمسلمین کے مقالہ امام اعظم ابو حنیفہ اور علم حدیث سے ماخوذ ہیں۔ ۳۔ نور الایضاح ص ۲۴

(۹) وَقَدْ قَالَ ابْنُ اِذْرِيسَ مَقَالًا صَيَّحَجَ النَّقْلَ فِي حِكْمِ لَطِيفِهِ

اور امام شافعی نے لطیف حکمتوں کے طور پر صحیح روایت کی حیثیت سے کیا خوب فرمایا ہے

(۱۰) يَا أَيُّ النَّاسِ فِي فِقْهِ عَيْلٍ عَنِّي فِقْهُ الْإِمَامِ ابْنِ حَنِيفَةَ

کہ حقیقت میں تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔

فصل سوم

احسان کرنے والوں کو یاد رکھنا انسان کا ایک اہم فریضہ ہے، خاص کر ملت کے وہ محسن جنہوں نے ظلمت کے طوفانوں میں حق اور صداقت کی قندیلیں روشن کیں اور حق کی آواز بلند کرنے کے عمل میں ملعونوں کے تیر سے اپنے مستقبل کو نثار کیا اور قوم کے دینی مستقبل کی حفاظت کے لئے قید خانوں میں زندگی گزار دی اور بالآخر راہ حق میں اپنی متاع عزیز جان کو جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

بنا کر زندہ خوش رسمے بجاگ و خون نطیدوں خدا رحمت کند ایسے عاشقان پاک طینت را

اسی احسان مندی کے پیش نظر محمد منہا حضرت مولانا ابوالحسن فاروقی مظاہر العالی نے یہ کتا اب مستطاب تحریر فرمائی ہے۔ حقیقت میں زبان و قلم کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ ملت کے محسن کے کارناموں کی ترتیب میں سرگرم رہیں۔

امام عظیم رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ پر اب تک بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب ان تاویفات میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مصنف مظاہر العالی نے حضرت امام عظیم رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی پر مستند کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں ان کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا ہے اور اس مطالعہ کی روشنی میں اپنی اس تالیف کو ایک زندہ دستاویز بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام عظیم رضی اللہ عنہ پر لکھنے والے الحمد للہ ہر مسلک اور مذہب کے سوانح نگار میں جن کے مکاتیب نگر و نظر جدا ہیں لیکن امام عظیم کی شخصیت اور بلند کردار کے سب ہی معترف ہیں اور یہ قول صدیقی صد صادق آتا ہے۔ الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْلَامُ (فضیلت یہ ہے کہ اکابر جس کی گواہی دیں)

ذیل میں یہ عاجز اپنی بات کے ثبوت میں حضرت مصنف نے جن مصادر اور ماخذ سے استفادہ کیا ہے ان کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

امام عظیم رضی اللہ عنہ کے سیرت نگاروں میں الحمد للہ شوافع، موالک، حنابلہ، ظاہری، مورخین، محدثین، فقہاء، متکلمین اور ائمہ صوفیہ ہیں یہ دیکھ کر مصنف نے کتاب ہذا کے صفحہ ۴۴ پر کیا خوب مصرع لکھا ہے۔

ہم عالم گواہ عصمتِ اوست

طوالت سے بچنے کے لئے ذیل میں انہی تذکرہ نگار حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے جو غیر حنفی ہیں، اس وجہ سے کہ ایک حنفی کا اپنے امام کی تعریف کرنا فطری امر ہے اور مدوح کی جلالتِ شان اس میں ہے کہ دوسرے ان کی مدح میں اپنی زبان اور قلم کو استعمال فرمائیں۔

- | | |
|---|---|
| ۱۲۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی | ۱۔ امام مالک بانی مذہب مالکی |
| ۱۳۔ علامہ ابو بکر خطیب بغدادی حنبلی پھر شافعی | ۲۔ امام محمد بن ادریس الشافعی بانی مذہب شافعی |
| ۱۴۔ علامہ ابن خلدون اشعری مغربی مالکی | ۳۔ امام احمد بن حنبل بانی مذہب حنبلی |
| ۱۵۔ علامہ ابن قسیم حنبلی | ۴۔ حافظ مغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی قرطبی |
| ۱۶۔ علامہ ابن تیمیہ حرانی دمشقی حنبلی | ۵۔ حافظ محمد بن احمد بن عثمان زہبی مالکی |
| ۱۷۔ امام عبدالوہاب شعرائی شافعی | ۶۔ خطیب تبریزی شافعی صاحب مشکاۃ المصابیح |
| ۱۸۔ علامہ ابن العمار حنبلی | ۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی |
| ۱۹۔ علامہ ابن حزم اندلسی ظاہری | ۸۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی شافعی |
| ۲۰۔ علامہ یوسف الآتابی الظاہری | ۹۔ علامہ ابن کثیر دمشقی شافعی |
| ۲۱۔ علامہ ابن خلکان شافعی | ۱۰۔ علامہ حافظ شمس الدین زہبی شافعی |
| | ۱۱۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مالکی شافعی |

علاوہ ازیں عصر حاضر کے مصری محققین جنہوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات اور آپ کے کارناموں کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے، ان میں علامہ ابو زہرہ مصری، استاذ محمد بک خضریٰ اور استاذ عبدالعلیم الجندی ہیں۔

فوق الذکر وہ نامور محققین ہیں جنہوں نے قرونِ اولیٰ سے لے کر اس وقت تک اپنے اپنے ادوار میں امتِ مرحومہ کے اعلام اور ابطل کے کارناموں کو محفوظ کر دیا تاکہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی مبارک زندگیوں سے واقف ہو کر ان کے لقاوشِ قدم پر چلیں۔ ان حضرات نے اس شعر کے مصداق کام کیا ہے۔

نام نیک زنتگان ضائع کن تاکہ ماند نام نیکت برقرار

معاصرت ایک بڑا حجاب ہے۔ کسی کی شخصیت کا کمال یہ ہے کہ اس کے معاصرین اس کی قدر کریں اور اس کے کمال کا اعتراف کریں۔ یہ بات بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں حاصل ہے،

آپ کا مخالف بھی آپ کی تعریف کے بغیر نہ رہ سکا، بالعموم محدثین آپ کے مخالف رہے کہ آپ ابن ابی لاری ہیں؛ لیکن اس اختلاف کے ساتھ ہی ساتھ یہ حضرات بھی آپ کے ورثہ اور اہل بیت سے آپ کی کتاب کشی کی وجہ سے آپ کی مدح میں رطب اللسان ہیں اور ان میں ائمہ زبدا اور مہتممین ہیں۔ اس کی تفصیل آپ کو اس کتاب کے صفحہ ۱۵۵ اور ۲۰۱ پر ملے گی۔ یہاں بھی بطور تبریک میں چند حضرات کے نام لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(۱) حضرت امام باقر (۲۱) امام عبداللہ بن مبارک شیخ بخاری (۳) مسعود بن کدام بہ سفیان ثوری (۵) سفیان بن عیینہ (۶) حماد بن زید (۷) ایوب سختیانی (۸) شریک القاضی (۹) ابن شبرہ (۱۰) یحییٰ بن سعید القطان (شیخ بخاری و مسلم) (۱۱) ابن جریر (۱۲) عبدالرزاق بن ہمام (۱۳) وکیع (۱۴) امام شافعی (۱۵) یزید بن ہارون (۱۶) خلف بن ایوب (۱۷) ابوماسم النبیل شیخ بخاری (۱۸) یحییٰ بن یحییٰ بن معین (۱۹) الاصبغی (۲۰) فضل بن دکین (۲۱) فضیل بن عیاض شیخ صحابہ صحیحہ (۲۲) علی بن سہر خلیج اصحاب صحیحہ۔

حضرت مصنف نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مداحین کے چھیا سٹھ اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں جو کہ حضرت امام کے معاصرین میں اور اس زمانہ کے علم دین اور فن حدیث کے آفتاب اور ماہتاب ہیں
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَبِحَزْمِهِمْ عَتَاوَعَيْنِ أُمَّةِ الْإِسْلَامِ حَيْدَرُ نِسْرَاءٍ وَأَخْسَنَةٌ۔

یہ کتاب معانی اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ جناب مصنف نے اس کتاب میں سائے حقائق اور وقائع کو بڑی جانفشانی اور لگن سے جمع فرمایا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کسی قوم کو جانفکہ کمزور ہو جائے تو قوم کا مستقبل مندوس ہو جاتا ہے۔ مؤلف جلیل نے ملی تاریخ کے اس درخشاں باب کو اجاگر فرما کر قومی سطح پر ہمارے حافظ کو بحال کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے اور اس کتاب منیف کے حوالے واقعات کا مطالعہ نئی نسل کے لئے اشد ضروری ہے۔

اس کتاب میں قارئین کرام کو واقعات کے بیان میں ایک مربوط ترتیب ملے گی۔ حمد و سلامہ کے بعد حضرت امام کے نام و نسب، بشارت، حضرت امام کی تابعیت، حضرت امام کا وطن، حضرت امام کا ذریعہ معاش، حضرت امام کے اسناد قرآن و حدیث اور فقہ، حضرات اساتذہ کا ذکر فقہ حنفی کے اسما، رسول، حضرت امام کے نامور تلامذہ کا بیان اور ان کی خدمات، حضرت امام کے متعلق مختلف اہل بیت کے بیانات اور پھر بعض تذکرہ نگاروں کے ایرادات اور ان کا جواب۔ الغرض والحمد للہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے پورے خرد خال حضرت مصنف کے تجزیاتی انداز کے باکپین اور حقائق

کی صداقت نے کتاب کو علمی، فکری اور قانونی سطح پر ہماری اسلامی تاریخ کا قابل فخر حصہ بنا دیا ہے۔ اس مبارک کتاب پر عاجز کی مقدمہ نگاری نے کتاب کو مطالعہ کرنے میں حائل ہونے کا کام کیا ہے اس پر یہ ناچیز نام دم و شرمسار ہے اور مزید حائل رہنا ایک گونہ گستاخی ہے اس لئے مقدمہ کا آخری حصہ جو ایک تاریخی حقیقت سے متعلق ہے بیان کر کے اپنی عاجز بیانی کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ کے تجدیدی کارناموں کے بعد سے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی نگرانی اس کے سربراہوں کی تعلیم و تربیت پورے ملک میں دین و شریعت کی حفاظت اور اس بڑے صغیر میں اسلام کے مستقبل کا تحفظ کا کام اللہ تعالیٰ نے اس خاندان عالی شان اور اس سلسلہ کے عالی مقام مشائخ اور بزرگوں کے سپرد فرمایا۔ ذلک تقدیراً العزیز العظیم۔

مغل بادشاہوں کی دینی اصلاح کا جو عظیم کام شہنشاہ اکبر کے آخری عہد سے اس سلسلہ عالیہ کے بانی حضرت مجدد الف ثانی نے شروع فرمایا اس کی تکمیل حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کی ذات پر ہوئی۔ حضرت عالمگیر بلاشبہ ہندوستان کے ایک بڑے فقیہ، غیور، حامی دین و شریعت اور مجاہد مسلمان فرمانروا تھے۔ انہوں نے اپنی بادشاہت کے ابتدائی دور میں جب کہ شاہجہاں بادشاہ آگرہ کے قلعوں میں محبوس تھے حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ رشید و خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد معصوم کی حیات میں ان کے پانچویں صاحبزادے حضرت شیخ سیف الدین سے بیعت کی تھی۔ حضرت شیخ سیف الدین سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے احوال باطن سے اپنے حضرت والد کو آگاہ کرتے تھے اور آپ اپنی فراست و صداقت سے سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو اس بڑے صغیر میں دین کے احوال اور حفاظت کے لئے تیار فرما رہے تھے۔ اپنے مکاتیب عالیہ اور توجہات باطنیہ کے ذریعہ ان کے اسلامی جذبات کو متحرک اور متعدی بنانے کی کوشش میں شب و روز منہمک تھے اور ایک ایسے دور میں جب کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ تھا کہ حضرت سلطان اورنگ زیب سلطنت مغلہ کے آخری بااختیار طاقتور بادشاہ ہوں گے۔ حضرت ان کو شہزادہ دیں پناہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ حضرت سلطان نے ولایت کبریٰ تک سلوک طے فرمایا تھا کہ آپ کو آگرہ جانا پڑا۔ سلطان اورنگ زیب نے مملکت شاہی کو بدعات اور خلاف شریعت امور سے پاک کیا۔

حضرت شیخ سیف الدین سے دہلی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بہت ترویج ہوئی تا مور

مشائخ حضرت نور محمد بدایونی، حضرت میرزا جان جاناں منظر، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ ابوسعید
مجددی فاروقی، حضرت شاہ احمد سعید، حضرت شاہ عبدالغنی، حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ قدس اللہ ہر اہم
اور اب مجدومی، حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی، تہ اللہ حیاتیۃ کے قیام سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
رانج بنے۔ حضرت شاہ غلام علی نے خانقاہ ارشاد پناہ بنائی۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ مبارک
خانقاہ ایک روحانی مرکز بن گئی اور یہاں سے حضرت مولانا خالد کردی شہزوری دولت خاندان سے سرفراز
ہو گئے اور مصر، شام، عراق اور ترکیہ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددی سے معمور فرمایا۔ ممالک عربیہ کے علماء
آپ سے مستفید ہوئے۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی کے مصنف سید شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی اور
خاتم المتفقین علامہ محمد امین ابن عابدین مؤلف رد المحتار علی الدر المنختر آپ کے فیوضات سے بہرہ مند
ہوئے ہیں اور وہاں بعض معاندوں نے حضرت مولانا خالد برنکیر کی تو علماء ابن عابدین نے رسالہ
سَلُّ الْخَطَابِ الْبَشَرِيَّةِ بِنُظْرَةِ مَوْلَانَا خَالِدِ بْنِ شَيْبَانِي لِكُلِّ كَرَسِبٍ كَامِنٍ بِنَدِيَا۔ ملاحظہ فرمائیں یہ
رسالہ کو پھر رسالہ ابن عابدین میں۔

اور حضرت شاہ روف احمد نے بھوپال میں خانقاہ بنائی اور مجلس ارشاد آراستہ کی اور شاہ سعد
نے حیدرآباد دکن میں دائرۃ ارشاد پھیلا یا اور خلق خدا کو واصل بہ حق کیا۔ ڈیرہ اسماعیل خاں میں حضرت
حاجی دوست محمد تندرہاری مصروف ارشاد رہے۔ پنجاب میں ان کے خلفاء نے مشعلیں روشن کیں۔
یہ تمام کوششیں اسی طلانی زنجیر کی کڑیاں ہیں جو افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور شام
و عراق، مصر و ترکیہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان سب کڑیوں کو سر ہند کے اللہ دلے نے متحرک اور متدی
فرمایا ہے۔ آپ نے ایسے گرم نفس اور غلوص سے حرکت دی ہے کہ صد ہا سال گزرنے پر بھی ان میں
حرکت باقی ہے اور امید واثق ہے کہ تا قیام قیامت ان میں حرکت باقی رہے گی۔ خواجہ دریں حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت مصنف مغللہ العالی کا وجود مبارک اور آپ کی یہ تالیف منیف اسی طلایے ناب کی ایک
کڑی ہے۔ عاجز کا دل کہتا ہے۔ جس طرح آپ کی شخصیت منارہ نور ہے اسی طرح یہ کتاب معنی اسلامی
ادب کی شاہراہ پر ایک نمایاں سنگ میل ثابت ہوگی اور سخن سوانح اور تذکرہ کے خزانوں میں ایک
انمول اضافہ ہوگا۔

عاجز اپنے اس مقدمہ کو ایک پاک دل مخلص حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی قدس سرہ

کے مدحیہ اشعار پر ختم کرتا ہے۔ البتہ پاک دل مخلص نے "مدوح میرے خیر زندہ رہیں مدام" لکھا ہے
عاجز نے حضرت مصنف کا اسم گرامی زید لکھ دیا ہے۔ لہ

دہلی کو جائے طالب موئی جو جا سکے	ہے اُس جگہ وہ شخص جو حق سے ملا سکے
بے حد بزرگیاں ہیں اُس عانی جناب میں	کیا کوئی اُن کے لکھنے کو غار اٹھا سکے
سینوں کو تولے نور سے بریز کر دیا	ابر بہار کب تری بخشش کو پاسکے
پہنچی تجھے ولایت علیا وراثتہ	کب فہم میں کوئی تری عظمت کو لاسکے
کاشمیر فی النہار ترا فضل ہے عیاں	کس طرح کوئی تیرا یہ رُتبہ چھپا سکے
قہر و عتاب میں ترے رحمت ہے مستتر	یہ نکتہ کب خیال میں ناقص کے آسکے
روشن جہاں میں نام ہے اس خانقاہ کا	محرّم جو یہاں ہو کہاں پھر وہ جا سکے
در ہے تمہارا در کوئی اس کے بغیر آج	ممکن نہیں کہ منزل مقصود پاسکے

مدوح میرے زید زندہ رہیں مدام
اور ان سے اپنے کام زمانہ بنا سکے

امید و اردعاء

ابوالخیرات محمد عبدالستار خاں

سابق پروفیسر عربی عثمانیہ یونیورسٹی۔ حیدرآباد

پہنچنے۔ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۱۰ھ

۸ مارچ ۱۹۹۰ء

ابتدائیہ

کتاب امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان علیہ من اللہ الرحمة والرضوان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ لَجْمَعِیْنَ۔
بمذہب عاجز ابوالحسن زید فاروقی حنفی عرض کرتا ہے کہ ایک عرصہ سے عاجز کی خواہش تھی کہ
مُرْتَبِی اَقْدَم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان (رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ) کا مبارک حال ائمہ اعلام کی
کتابوں سے مختصر طور پر تحریر کرے۔ آپ نے جو خدمت اس اُمتِ مرحومہ کی کی ہے وہ اس
امر کی مقتضی ہے کہ آپ کے مبارک احوال سے اُمتِ مسلمہ کے افراد آگاہ ہوں اور وہ
آپ کے لئے دعائے خیر کرتے رہا کریں۔

علامہ سیوطی نے رسالہ تبیض الصحیفہ میں عبد اللہ بن داؤد الخریبی کا یہ قول لکھا ہے
يَحِبُّ عَلَى اَهْلِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ لِابْنِ حَنِيفَةَ فِي صَلَواتِهِمْ۔ قَالَ وَذَكَرَ
حِفْظَهُ عَلَيْهِمُ السُّنَنَ وَالْفِقْهَ۔

اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابوحنیفہ کے لئے دعا کیا کریں، کیونکہ
انہوں نے ان کے واسطے سنن اور فقہ کی حفاظت کی ہے؛

یہ عاجز اگرچہ بیس پچیس سال کے عرصہ میں آپ کے مبارک احوال کو کتابی شکل میں
پیش کرنے سے قاصر رہا ہے لیکن مولائے رحیم و کریم کے فضل و کرم سے اس عزم سے
غافل نہیں رہا علمائے اعلام کی تالیفات کے جمع کرنے میں لگا رہا اور بعض اوقات کچھ قلمبند
کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس کتاب کے آخر میں عاجز مراجع کا بیان کرے گا۔ اس سے
ناظرین کو اندازہ ہو جائے گا کہ کتنے عمدہ اور مستند مراجع فراہم کئے گئے ہیں۔

لہ ملاحظہ کریں ص ۱

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ماہ ربیع اول ۳۹۷ھ ۷ مارچ ۱۰۰۷ء کو اس عاجز کا چار مہینے کے واسطے ابن العم حضرت محمد ابو سعید مجددی فاروقی رامپوری کے ساتھ مکہ مکرمہ جانا ہوا۔ حضرت محمد ابو سعید کے والد مکرم حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید اور عاجز والد شاہ عبداللہ ابوالخیر فرزند حضرت شاہ محمد عمر آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ چونکہ وہ عمر میں بڑے تھے، حضرت والدان کو بھائی صاحب کہتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں ہمارا قیام جناب محمد مدنی فرزند جناب شیخ ندیم احمد مجددی فاروقی رامپوری کی عمارت میں ہوا۔ یہ چھ منزلہ عمارت شارع عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں لاسلکی کے پاس واقع ہے۔ محمد مدنی صاحب کے صاحبزادے نے اپنے والد کی کتابیں عاجز کو دکھائیں ان کی کتابوں کی وجہ سے عاجز کے مطالعہ کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کتابوں میں استاذ محمد ابو زہرہ کی کتاب ”ابوحنیفہ۔ حیات و عصرہ۔ آراؤہ و فقہہ“ دستیاب ہوئی۔ عاجز نے اس کا مطالعہ کیا۔ استاذ محمد ابو زہرہ نے خوب تحقیق سے کتاب لکھی ہے۔ کتاب کی مسانت درصانت کا دل پر اثر ہوا اور عاجز نے اس کا خلاصہ اردو میں لکھا۔

اتفاق کی بات ہے کہ بھائی ابو سعید کے بڑے بیٹے حافظ قاری ادیب اور شاعر عبد الحمید حمید اپنے والد سے ملنے تین دن کے واسطے دہلی سے آگئے۔ انہوں نے اس خلاصہ کو دیکھا اور دو تاریخی قطعات اردو میں اور ایک عربی میں کہے۔ عاجز اردو کے قطعات لکھتا ہے ۵

تالیف جناب حضرت زید
تاریخ حمید اس طرح تو

اللہ کے مقام ابوحنیفہ
لکھ - منظر نامہ ابوحنیفہ

دیگر

کتاب خوب علم ابوحنیفہ
حمید اس کی یہ ہے تاریخ بیک

یہی تو ہے بہار ارض کعبہ
بنائی یادگار ارض کعبہ

۱۳ م ۹۷

عاجز کا خیال تھا کہ اس خلاصہ کو طبع کرا دے لیکن بعض دوسری تالیفات کی مصروفیت میں دن گزرتے گئے۔ اس دوران میں یہ خیال آیا کہ تالیف جدید کا لکھنا بہتر ہے چنانچہ عاجز

فراہمی کتب میں مصروف ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے جس کو عاجز طبع کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔

ایک کرم فرمانے مخالفوں کے کچھ اقوال ذکر کئے اور مشورہ دیا کہ ان کا بھی رد لکھ دیا جائے۔ عاجز نے کہا۔ معاندوں اور حاسدوں سے کوئی ذور خالی نہیں رہتا۔ ہمارے سرور و آقا، اللہ کے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی جو خدمت کی ہے، دیر روشن کی طرح واضح ہے اور اس کا اعتراف کثرت سے غیر مسلموں نے کیلئے معجزہ کج طبیعت میں وہ کج دُم کی طرح مقتضائے طبیعت کا اظہار کر کے رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت مولانا خالد کُرُومی فرماتے ہیں۔ ع مگر نقل ابو جہل و محمد راندی دانی

عاجز نے ان سے کہا۔ اس اُمتِ مرحومہ کے جلیل القدر مستندائے اعلام کے اقوال کا بیان کر دینا اور مستند کتابوں سے صحیح حالات کا لکھ دینا کافی ہے۔ خاص کر وہ بیان جو علماء مالکیہ شافعیہ حنبلیہ ظاہریہ اور اہل حدیث نے حضرت امام عالی مقام کے مستحق کیا ہے کیونکہ معاند و حاسد کی قیل و قال کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ایسے افراد کے متعلق حضرت امام نے دیکھ سے فرمایا ہے۔

ان یحسدونی قاتی غیر لایمہم
قہلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا
اگر ان لوگوں کو مجھ سے حسد ہے میں ان کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے اہل فضل افراد سے حسد کیا جا چکا ہے۔

البتہ یہ عاجز امام حافظ ابن ابی شیبہ متونی ۲۳۵ھ کے ایرادات اور حافظ ابو بکر احمد خطیب بغدادی متونی ۳۷۳ھ کی بے قاعدگی کا اور اس دور کے بعض اہل حدیث کی غلط روش کا ذکر کرے گا تاکہ اہل نظر انصاف پسند افراد کو حقیقت امر کا علم ہو جائے۔

اہل عناد کی غلط بیانیوں کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے عربی رسالہ "المقدمۃ السنیۃ" میں جو کہ ۱۲۳۳ھ میں آپ نے مدینہ منورہ میں تالیف فرمایا ہے لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ رہا ہے کہ اپنے نیک بندوں کو ظالموں کے شر میں مبتلا کرتا ہے چنانچہ حضرت مجدد کو بھی ظالموں اور مبتدعین نے ایذا پہنچائی اور سخت گیر اور تنگ نظر فقہاء نے

لے کج دُم، طیرمی دم یعنی جھگڑو۔ لے حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی نے اس رسالہ کو مجموعۃ السنیہ میں طبع کیلئے۔

آپ پر ایسا کیا۔ یہ ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے درجات میں اضافہ کرتا ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کو نیکیاں پہنچاتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام پر جو غلط الزامات بعض حاسدوں اور معاندوں نے لگائے ہیں جو بھی ان الزامات کو دہرائے گا حضرت امام کو نیکیاں ملتی رہیں گی۔

حضرت ائمہ دین کے درجات اللہ تعالیٰ بڑھانے ان حضرات نے جان سے تن سے مال سے دین مسبین کی خدمت کی ہے۔ ان کے پیش نظر ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام: *يَسْرُوا وَلَا تُعْسِرُوا* اتھا (آسان بناؤ مشکل نہ بناؤ) لہذا ان حضرات نے سہولت کی راہیں کھولیں اور ان حضرات کے اختلاف سے امت مرحومہ کو یہ فائدہ پہنچا کر رحمت کی راہیں کھلیں اور آسانی کے برجم لہرائے، یہ حضرات شایانِ صد تعظیم و توقیر ہیں نہ یہ کہ ان پر جھوٹے الزام عائد کئے جائیں۔ حضرت عطار نے اپنے پند نامہ میں کیا خوب کہا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

آن امامانے کہ کردند اجتہاد	رحمت حق بر روان جملہ باد
بوصیفہ بد امام با صفا	آن چراغ اُمتانِ مصطفیٰ
باد فضل حق قرین جان او	شاد باد آرواح شاگردان او
صاحبش بو یوسف قاضی شدہ	وز محمد ذوالمنن راضی شدہ
شافی ادریس و مالک باز فر	یافت زیشاں دین احمد کرد فر
احمد ضبل کہ بود او مرد حق	در ہمہ چیز از ہمہ برودہ سبق

اس اُمت کے واسطے ان حضرات کا وجود سراسر رحمت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ہے: *إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ عَلَى قَوْلٍ اِخْتَلَفَ فِيهِ الْفُقَهَاءُ* اللہ تعالیٰ اس قول پر عمل کرنے والوں کو عذاب نہیں دے گا جس میں حضرات فقہار کا اختلاف ہوا ہے۔ رحمت کی راہیں کھل گئی ہیں جس پر چاہو چلو، دوسرے سے تعرض نہ کرو۔ *وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْلًا وَأَخِيرًا وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ تَائِمًا مُتَّجِدًا دَا*۔

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر
شاہ ابوالخیر مارگ دہلی

جمعہ ۹ جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ

۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء

حضرت امام عالی مقام ابوحنیفہ نعمان کے احوال

حضرت امام کا نام و نسب جنسیت | آپ کے تذکرہ نگاروں کا تقریباً اتفاق ہے کہ آپ کا اسم گرامی نعمان اور کنیت ابوحنیفہ

ہے اور آپ کے والد کا نام ثابت ہے۔ خطیب بغدادی نے اسی نام سے تاریخ بغداد کے باب النون میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ خطیب نے ابو جعفر کا قول بھی لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کا نام عتیک اور ان کے والد کا نام زوطرہ ہے اور حضرت امام نے اپنا نام نعمان اور اپنے والد کا نام ثابت رکھا ہے اور خطیب نے عمر بن حماد کا قول نقل کیا ہے۔

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی ہیں، زوطی کابل کے ہیں۔ ثابت کی ولادت اسلام میں ہوئی ہے۔ زوطی بن تیمم بن ثعلبہ کے مملوک تھے، پھر آزاد کر دیئے گئے۔ لہذا آپ کی ولادت بنی تیمم بن ثعلبہ کی پھر بنی قفل کی ہے۔ ابوحنیفہ خزاز تھے۔ آپ کی دوکان دار عمرو بن حریش میں معروف تھی۔

علامہ شمس الدین شامی متوفی ۹۳۲ھ نے عمر بن حماد کا قول تاریخ بغداد سے لکھا ہے۔ یہاں سے زوطی کے والد کا نام ماہ ہے اور لکھا ہے کہ امام نوری نے لفظ زوطی کو زا کے پیش اور ماہ کے زبر سے لکھا ہے۔ بردزن موسیٰ اور قاسموس اور طبقات حنفیہ میں زا اور طاہر زبر ہے

۱۔ ملاحظہ کریں تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۵۔ ۳۲۳

۲۔ ماہر سے بعض محقق علماء نے کہا ہے کہ لفظ زوطی کی اصل زوط ہے جو کہ جٹ کا معرب ہے اور جٹ ہندوستان کی جاٹ قوم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں یہ قوم بغداد کے اطراف میں آباد ہو گئی تھی۔

۳۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ سابق استاد قانون جامعہ عثمانیہ دکن نے رسالہ امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی کے صفحہ ۳۳ میں یہ صورتِ حاشیہ لکھا ہے۔ زوطی کے لفظ کا ہندوستانی جٹ سے بھی ممکن ہے کچھ تعلق ہو یا یہ کہ وہ چھوٹے کامعرب ہو کیونکہ نہ صرف اس لفظ کا تلفظ زوطی اور زوطی دونوں میں ہے۔ (بہذا دونوں کے مابین زوطے سمجھنا چاہئے بلکہ اس کے معنی بھی بعض مؤلف نے چھوٹے ہی بتائے ہیں شاید سندھی لفظ ہو۔)

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت امام کے جدِ امجد کابل سے انہار آئے۔ وہاں ثابت کی ولادت ہوئی۔ جب انبار میں بدامنی پھیلی آپ نسا چلے گئے۔ وہاں حضرت امام کی ولادت ہوئی، پھر کوفہ آمد ہوئی۔ بعض علماء نے ترمذ کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہاں بھی کچھ قیام رہا ہے۔ آپ کی جنیت کے متعلق یہی قول مختار ہے کہ آپ اہلِ فارس میں سے ہیں۔ اس سلسلہ میں استاذ محمد ابو زہرہ نے اپنی تالیف ”ابوحنیفہ و حیات و عصرہ، آراؤہ و فقہہ“ میں نفیس کلام لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

میرے نزدیک حضرت امام کے پوتوں کی روایتوں میں توافق کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ حضرت امام کے دادا زوطی یا نعمان اپنے وطن میں گرفتار ہوئے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان پر احسان کیا گیا اور ان کو چھوڑ دیا گیا۔ جیسا کہ مسلمانوں کا سلوک مفتوحہ علاقہ کے کبزار کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔

قابلِ اعتماد یہی بات ہے کہ آپ کی اصل فارسی ہے، نہ آپ عربی ہیں اور نہ بابلی۔ آپ کے دادا پر غلامی کا دھبہ لگا ہوا یا نہ لگا ہو۔ آپ اور آپ کے والد کی ولادت آزادی کی حالت میں ہوئی ہے۔ اگرچہ بعض محققین کے ناقابلِ اعتماد قول سے معلوم ہوتا ہے کہ غلامی کا دھبہ آپ کے والد پر لگا ہے۔ ان کے اس دعویٰ سے حضرت امام کی قدر آپ کا علم، آپ کی شرافتِ نفس اور آپ کے مرتبہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَاتِ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔ اللہ کے ہاں اسی کی عزت بڑی ہے جس کا ادب بڑا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلِیْ كُلِّ بَرِّ تَقِيٍّ۔ ہر نیکو کا رشتہ میری آل ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ سَلْمَانَ مِثْلًا اَهْلَ الْبَيْتِ۔ سلمان ہم میں سے ابنِ بیت میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کو جو ذاتی شرافت عطا کی تھی، اس کا احساس خود حضرت امام کو بھی تھا۔ آپ کے دلّار کی نسبت بنی تیم اللہ سے تھی۔ بنی تیم اللہ کے ایک شخص نے امام صاحب سے کہا۔ آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اَنَا وَاللّٰهِ اَشْرَفُ نَدَبٍ مِّنْكَ لِی۔ اللہ کی قسم تمہیں میری وجہ سے زیادہ شرافت حاصل ہوئی ہے۔ بہ اعتبار اس شرافت کے جو تم سے مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔

فارسی نسبت نے آپ کی قدر کم نہ کی اور نہ آپ کو مرتبہ کمال تک جانے سے مانع ہوئی آپ کا نفس کسی غلام کا نفس نہیں تھا بلکہ ایک اہل آزاد کا نفس تھا۔ مورخوں نے غیر عرب پر موالی کا استعمال کیا ہے۔ تابعین کے دور میں ہر جگہ کے فقہاء یہی لوگ تھے۔ پھر اساتذ ابوزہرہ نے کتاب "العقد الفرید" سے قاضی ابن ابی یعلیٰ اور عیسیٰ بن ابان کا مکالمہ اور شیخ موفق مکی کی کتاب مناقب ابی حنیفہ سے عطاء اور ہشام بن عبد الملک کا مکالمہ لکھا ہے اور پھر یہ بات لکھی ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت (غیب کی بتائی ہوئی خبر) کی تصدیق ہو رہی ہے کہ اگر علم شریا کے پاس لٹکا ہو گا، ابنائے فارس کا جو ان اس کو حاصل کر لے گا، انہو عرب میں رواج تھا کہ پردیسی اور کمزور افراد کسی بااثر شخص یا کسی قبیلہ کی پناہ حاصل کر لیا کرتے تھے۔ یقال ہنم ولاء فلان لے موالون یعنی دوستداران و سے اند (متہی الارب) اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کی آیت پانچ میں فرمایا ہے۔ اذ غوہم لابائہم ہو اقسط عند اللہ فان لہ تعلموا آباءہم فایحوا انکم فی الدین و موالینکم۔ (پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کا کر پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں) ولار کے اثبات سے لازم نہیں آتا کہ کوئی کسی کا مملوک رہا ہو۔ عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ ہر قبیلہ ان افراد کی حفاظت کرتا تھا جن کا تعلق ان سے ہوا کرتا تھا لہذا ضعیفوں اور پردیسیوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ کسی طاقتور کی پشت پناہی حاصل کر لیں۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اسی کا اظہار کیا ہے جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ قَالَ لَوَ اَنَّ لِي بَيْتٌ مِّنْ قُوَّةٍ اَوْ اَوْحٰى اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ۔ کہا، مجھ کو تم سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط آمرے کی پشت پناہی حاصل ہوتی۔

لہذا حضرت امام کے دادا جب اپنے ملک سے عراق آئے آپ نے اپنی حفاظت کے لئے کسی بااثر کی دوستی اور پشت پناہی حاصل کی ہے۔ یہ ہے حقیقت جس کو معاندوں نے افسانہ بنا دیا۔

استاذ محمد بک الخفزی نے لکھا ہے۔ ابنائے فارس، روم اور مصر کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کو موالی کہا جاتا تھا۔ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا وہ اس کا موالی

کہلاتا تھا۔

حضرت امام کا اسم گرامی نعمان ہے۔ عربی میں خون لوعمان کہتے ہیں۔ خون پر مدار حیات ہوتا ہے۔ تفاقاً لایہ نام رکھا جاتا ہے کہ یہ شخص سرخرو اور کامیاب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور آپ نے شریعت مطہرہ کے ایسے اصول و ضوابط بیان کئے جو مقبولِ خلاق ہوئے اور امام شافعی کو کہنا پڑا: "التامس فی الفقہ عیال ابی حنیفۃ" فقہ میں سب لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں آپ ہی کے اصول و ضوابط شریعت مطہرہ کی تدوین و ہمہ گیری کا ذریعہ بنے ہیں۔

اور نعمان گل لالہ کی ایک قسم کا نام ہے۔ اس کا رنگ سُرخ ہوتا ہے اور اس کی خوشبو نہایت روح پرور اور دل آویز ہوتی ہے۔ ابتدائے موسم بہار میں پہاڑ کے دامن میں وہ اپنی بہار دکھاتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ | مولانا محمد علی صدیقی کا ندھلوی نے کتاب "امام اعظم اور علم الحدیث" میں لکھا ہے۔ علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات کے

مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ لفظ مولیٰ زیادہ تر دوستی کے عہد و پیمان یعنی مولی الموالات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم مولیٰ چونکہ غلام کو بھی کہتے ہیں اس لئے امام اعظم کے بارے میں بعض لوگوں کو دھوکا ہوا ہے اور وہ مولیٰ کے معنی غلام کے سمجھ بیٹھے ہیں لیکن چونکہ خود امام صاحب کی اپنی تصریح موجود ہے کہ یہ نسبت دوستی کے عہد و پیمان کی نسبت ہے اس لئے اب دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ امام طحاوی مشکل الآثار میں جو فن حدیث میں اپنے موضوع پر بے مثال کتاب ہے عقیدہ موالات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (جلد ۴ صفحہ ۵۴ میں)

"عبد اللہ بن یزید کہتے ہیں۔ میں امام ابو حنیفہ کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا شخص جس پر اللہ نے اسلام کے ذریعہ احسان کیا یعنی نو مسلم۔ امام صاحب نے فرمایا یوں نہ کہو بلکہ ان قبائل میں سے کسی سے تعلق پیدا کر لو پھر تمہاری نسبت بھی ان کی طرف ہوگی میں خود بھی ایسا ہی تھا۔"

یہ عاجز عنی اللہ عندہ کہتا ہے۔ امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں طبرانی کی البکیر اور حاکم کی مشرک سے "سَلْمَانٌ مِّمَّا أَهْلُ الْبَيْتِ" کی روایت لکھی ہے کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ یہ شرف اور مرتبہ حضرت سلمان کو دلا رحمت سے ملا ہے۔

اور مولانا کا ندھلوی نے لکھا ہے (حاشیہ کر کے) حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ مولیٰ صرف

ایک شخص اس حد تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کر لے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث طبرانی کی معجم کبیر میں ان الفاظ سے ہے۔ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثَّرِيَّةِ لَا تَنَالَهُ الْعَرَبُ تَنَالَهُ رِجَالُ فَارِسٍ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس لٹکا ہو کہ عرب اس کو نہ پاسکیں، البتہ فارس کے لوگ اس کو پالیں گے۔

اور معجم طبرانی میں ہی ابن مسعود سے روایت ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثَّرِيَّةِ لَتَنَالَهُ نَاسٌ مِنْ بَنِي قَارِسٍ۔ ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر دین ثریا سے لٹکا ہوتا البتہ بعض ابنائے فارس اس کو حاصل کر لیتے۔

یہ ایک صحیح اصل ہے جس سے امام ابوحنیفہ کی بشارت اور آپ کی فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے جیسا کہ ان دو حدیثوں سے امام مالک اور امام شافعی کی بشارت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

یہ صحیح اصل بے نیاز کر دیتی ہے موضوعی خبر سے۔ (سیوطی کا کلام تمام ہوا)

یہ عاجز کہتا ہے علامہ سیوطی نے "خبر موضوعی" کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت امام کے تذکرہ نگاروں نے جو روایتیں لکھی ہیں، جیسے "عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَکُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ سِرَاجٌ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کو ابوحنیفہ کہا جائے گا وہ قیامت میں میری امت کا چراغ ہو گا۔" ایسی موضوعی روایات کو ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جب ایسی مستند اصل موجود ہے۔

حضرت امام کی کنیت آپ کے تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ کی کنیت ابوحنیفہ تھی حنیفہ تانیت ہے حنیف کا یعنی عبادت کرنے والا اور دین کی طرف راغب ہونے والا۔ تذکرہ نگاروں میں سے زیادہ تر اس طرف گئے ہیں کہ آپ کے صرف ایک بیٹے تھے جن کا نام آپ نے عماد رکھا تھا۔ ان کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ ان افراد نے آپ کی کنیت ابوحنیفہ کی چند توجیہات کی ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے۔ "کوئی مسجد میں وقف کی چار سو دو تین طلبہ کے لئے

لے امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی۔

ہمیشہ رہتی تھیں (موفق ۱/۱۳۱) اور یقیناً ابوحنیفہ کے سینکڑوں ہی شاگرد ہوئے ہوں گے۔ امام سیف الائمہ سائلی کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ کے ایک ہزار شاگرد تھے، جن میں سے چالیس خاص فضیلت و جلال رکھتے تھے بلکہ اجتہاد کے درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ ابوحنیفہ ان کو خاص طور سے عزیز رکھتے تھے اور ان کو تقرب حاصل تھا۔ ایک دن انہوں نے ان چالیس شاگردوں سے کہا۔ تم میرے سب سے جلیل القدر ساتھی اور میرے دل کے رازداں اور میرے غمگسار ہو۔ میں فقہ کی اس سواری کو زین اور لگام لگا کر تمہارے سپرد کر چکا ہوں، اب تمہیں چاہیے کہ میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھے دوزخ کا پل بنا دیا ہے کہ سہولت تو دوسروں کو ہوتی ہے اور بوجھ میری پیٹھ پر رہتا ہے۔ (موفق ۱/۱۳۱)

استاذ عبدالحکیم جنڈی نے لکھا ہے "یہ" آپ کا حلقہ درس وسیع تھا، آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے۔ چونکہ اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا یعنی دوات والے۔ (ص ۲) بعض نے کہا ہے۔ آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے لہذا آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا۔ اور لکھا ہے کہ آپ مستعمل پانی کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کے متبعین نے ٹوٹیوں کا استعمال شروع کیا۔ چونکہ ٹوٹی کو حنیفہ کہتے ہیں، آپ کا نام ابوحنیفہ پڑ گیا۔ (ص ۱)

حافظ شمس الدین نے لکھا ہے۔ بعض افراد نے کہا ہے کہ آپ کی ایک بیٹی حنیفہ نام کی تھی لہذا آپ ابوحنیفہ ہوئے۔ لیکن آپ کے تذکرہ نگاروں میں سے ایک جماعت نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ آپ کی کوئی بیٹی نہ تھی اور بیٹا بھی بجز حماد کے اور کوئی نہ تھا۔ علامہ الموفق مؤلف المناقب کا بھی یہی خیال ہے۔

کتاب عقود البھان کو "لجنة احياء المعارف النعمانية" واقع حیدرآباد نے طبع کیا ہے۔ علامہ اجل مولانا ابوالوفار قندھاری رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ نے حاشیہ میں لکھا ہے۔

امام موفق نے حضرت امام کے مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام کو فتویٰ دینے سے روکا گیا تو آپ کی بیٹی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے بھائی سے دریافت کر لو۔
"فَعَلِمَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ" آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ کی ایک بیٹی تھی۔

حضرت امام کی ولادت و وفات

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری متوفی ۳۳۶ھ نے برسد متصلہ احمد بن الصلت سے اور امام ابن عبد البر نے برسد متصلہ ابو جعفر محمد بن عمرو اور عبد اللہ بن جعفر رازی اور محمد بن سماء سے اور یہ دونوں قاضی القضاة ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ مَعَ اَبِي سَنَةَ فَلَايَ وَتِسْعِينَ وَوَلِي سِتَّ عَشْرَ مَسْنَةً فَاذَا شَيْخٌ قَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لِابْنِ مَنْ هَذَا الشَّيْخُ، فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْرَةَ، فَقُلْتُ لِابْنِي قَائِي شَيْءٍ عِنْدَهُ، قَالَ اِحَادِيثٌ سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِابْنِي قَدْ مَنَنْتُ اِلَيْهِ حَتَّى اَسْمَعَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ فَجَعَلَ يُفَرِّجُ النَّاسَ حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَفَّ فِي دِينِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ وَهَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَخْتَبِيهِ۔

میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا کہ ۳۹۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گیا۔ اس وقت میری عمر سولہ سال کی تھی۔ میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ان پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ بوڑھے شخص کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کا نام عبد اللہ بن الحارث بن جزرہ ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ ان کے پاس کیا ہے میرے والد نے کہا۔ ان کے پاس وہ حدیثیں ہیں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ میں نے کہا۔ مجھ کو آپ ان کے پاس لے جائیں تاکہ میں بھی حدیث شریف سن لوں چنانچہ وہ مجھ سے آگے بڑھے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اُرد سے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس نے دین کی سمجھ حاصل کرنی اس کی نفلوں کا علاج اللہ کرتا ہے اور اس کو اس طرح پر روزی دیتا ہے کہ کسی کو شان و گمان بھی نہیں ہوتا۔

قاضی امام ابو یوسف کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کی ولادت ۳۳۶ھ کی ہے۔

تاریخ بغداد میں خطیب نے مزاعم بن داؤد سے اور وہ اپنے والد یا کسی دوسرے سے روایت

لہ ملاحظہ فرمائیں اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ ص ۳۳۳ کتاب بیان العلم و فضلہ جلد اول ص ۳۳۳

کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی ولادت سلسلہ میں اور وفات سلسلہ میں ہوئی ہے لیکن یہ روایت کسی دوسرے نے نہیں کی ہے۔ ابو نعیم نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت سلسلہ میں ہوئی ہے بلکہ ذنیات الاعیان میں ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کی ولادت سلسلہ میں ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ سلسلہ میں ہوئی ہے اور پہلا قول اصل ہے اور آپ کی وفات رجب کے مہینہ میں ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ شعبان میں ہوئی ہے اور سال وفات سلسلہ میں ہے اور کہا گیا ہے کہ جمادی الاولیٰ کی گیارہ تاریخ تھی اور کہا گیا ہے سلسلہ تھا۔ اور اصح پہلا قول ہے بلکہ خطیب کی سلسلہ میں روایت پر علماء ازہر نے درج ذیل حاشیہ لکھا ہے۔

وَالْيَوْمَ يَجْتَمِعُ مِنَ الْقَدَمَاءِ مَنْ دُونَ آخَادِيثِ الثُّغَمَانِ مِنَ الْقَصَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَأَنِّي مَعَشِرَ الطَّبْرِيِّ الشَّافِعِيِّ الْمُقْرِي وَغَيْرِهِ .

قدیم علماء کرام کی وہ جماعت جس نے حضرت امام کی ان روایات کی تدوین کی ہے جو آپ نے حضرات صحابہ سے کی ہیں، اس قول کی طرف میلان کیا ہے۔ جیسے ابو معشر طبری شافعی وغیرہ۔

علامہ سید احمد رضا بجنوری متبع اللہ المسلمین من علمہ نے مقدمہ انوار الباری کے حصہ اول کے صفحہ چاس میں لکھا ہے۔

حضرت امام سلسلہ میں پیدا ہوئے، سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ علامہ کوثری نے سلسلہ کو دلائل وقرائن سے ترجیح دی ہے اور سلسلہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے وہاں حضرت عبداللہ بن امارت صحابی سے ملے اور حدیث سنی، سلسلہ میں پھر حج کو گئے اور جو صحابہ زندہ تھے ان سے ملے۔ در مختار میں ہے کہ امام صاحب نے بیس صحابہ کو دیکھا ہے۔ خلاصہ الکمال فی اسرار الرجال میں ہے کہ چھبیس صحابہ کو دیکھا ہے۔

علامہ قاضی صیبری اور امام ابن عبدالبر نے جو روایات قاضی القضاہ ابو یوسف سے بہ سند متصل روایت کی ہے عاجز کے نزدیک دوسری روایتوں سے ارجح اور قابل اعتماد ہے۔ اور حضرت امام عالی مقام کا سال ولادت سلسلہ میں ہے اور سال ولادت جان پاک سے ظاہر ہے۔ برادر طریقت مولانا حافظ محمد اکرام الحق ساکن گھوسی، ضلع سنو یوپی نے مشہور قول کی رو سے حضرت امام عالی مقام کی تاریخ پیدائش سے نکالی ہے۔ جزاء اللہ خیراً۔

۱۳ جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۔ ۱۴ جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۔ ۱۵ جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۔

ایک افواہ علامہ احمد بن مصطفیٰ معروف بہ طاش کبریٰ زادہ متوفی ۹۶۲ھ نے مفتاح السعادة و مصلح النیادة کی جلد ۲ صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔

”وَسَمِعْتُ مَنْ أَثِقَ بِهِ يَرْوِي عَنْ بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ ثَابِتًا ثَوْبِي وَتَزْوُجَ أُمِّ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ الْإِمَامُ جَعْفَرُ الصَّادِقُ وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ صَغِيرًا وَكَرَّبَنِي جَعْفَرُ الصَّادِقُ“

”مجھ سے ایک شخص نے کہا جس پر مجھ کو بھروسہ ہے کہ بعض کتب میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی والدہ سے امام جعفر صادق نے نکاح کر لیا۔ چنانچہ ابو حنیفہ کی تربیت حضرت جعفر صادق کے زیر سایہ ہوئی ہے“

امام جعفر صادق کی ولادت ۳۰ھ میں ہوئی ہے اور یہی سن حضرت امام ابو حنیفہ کی ولادت کا اہل حدیث نے مشہور کیا ہے۔ اس قول کی رو سے دونوں حضرات کی ولادت ایک سن میں ہوئی ہے اور یہ ثابت ہے کہ حضرت امام نے پہلا حج اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ۳۰ھ میں کیا ہے۔ اور اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی اور آپ کے والد ماجد حیات تھے۔ بہ ظاہر علامہ طاش کبریٰ زادہ ”يَلْقَوْنَ السَّمْعَ وَكَثَرَتْ لَهُمْ كَاذِبُونَ“ کے مصداق ہیں کہ لا اڑلتے ہیں سنی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں“ ان کی روایت اعتبار کے قابل نہیں۔

حضرت امام کی تابعیت حضرت امام عالی مقام کی تابعیت کے سلسلہ میں علامہ ذہبی نے مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ میں علامہ جلال الدین سیوطی نے ”تبیض الصغیر“ میں علامہ شمس الدین دمشقی نے ”عقد الجمان“ میں اور علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی نے ”الخیرات الحسان“ میں از روئے انصاف بہت اچھی بحث کی ہے اور حافظ کبیر ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی عبارت ان کے فتاویٰ سے نقل کی ہے۔ عاجزان اکابر کے اقوال کا خلاصہ لکھتا ہے۔

خلاصہ:- حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کی ایک مبارک جماعت کو پایا ہے۔ آپ کی ولادت کو ذی قعدہ ۳۰ھ میں ہوئی اور اس وقت کو ذی قعدہ میں صحابہ میں سے عبد اللہ بن ابی ادنی تھے۔ ان کی وفات ۳۰ھ یا ۳۱ھ کے بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ ان دو حضرات کے سوا دوسرے حضرات صحابہ بھی ممالک میں زندہ تھے۔ بعض حضرات نے ان روایات کو

جن کی روایت امام ابو حنیفہ نے صحابہ سے کی ہے ایک مختصر رسالہ میں جمع کر دی ہے لیکن ان روایات کی سند ضعیف سے خالی نہیں ہے اور میرے نزدیک مستند وہ بات ہے جو گزر چکی ہے کہ حضرت امام نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے۔ یہ بات ابن سعد نے بھی کہی ہے لہذا اس اعتبار سے حضرت امام تابعین کے طبقہ میں سے ہیں اور یہ بات ائمہ امصار میں سے کسی دوسرے امام کے واسطے ثابت نہیں ہے۔ جیسے ملک شام کے اوزاعی ہیں، بصرہ کے دوحناد ہیں، کوفہ کے ثوری ہیں، مدینہ منورہ کے مالک ہیں اور مصر کے لیث بن سعد ہیں۔ تمام ہوئی بات حافظ ابن حجر کی۔

علامہ شمس الدین دمشقی نے "عقود الجمان" میں تفصیل سے بحث کی ہے اور لکھا ہے

علامہ قاضی ابو محمد العینی نے اپنی کتاب شرح شرح معانی الآثار کے مقدمہ میں اور اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے سنا ہے، لیکن علامہ محقق قاسم بن قلوبغا نے "جامع المسانید" للبخارزمی کے حاشیہ میں عینی کے کلام کا رد لکھا ہے۔

اور لکھا ہے کہ ابن حجر اور دوسرے علماء نے حضرت امام کی روایت کردہ احادیث کی سند کی وجہ سے عدم صحت اور ضعف کا حکم کیا ہے کسی نے باطل نہیں قرار دیا ہے۔ بنا بریں ان روایات کے بیان کرنے میں ایک طرح کی سہولت ہے کیونکہ ضعیف حدیث کا ذکر کرنا جائز ہے اور ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وارد ہے۔ لہذا میں ان کو ذکر کرتا ہوں۔ پھر ان پر کلام کروں گا۔ علامہ سیوطی کے پیش نظر وہ نسخہ رہا ہے جس کو ابو معشر نے جمع کیا۔

قَالَ أَبُو مَعْشَرَ فِي جُزْئِهِ أَخْبَرَنَا

حَضْرَتِ اِمَامِ كِي مَرْوِيَاتِ جِن كُو اَبُو مَعْشَرَ نِي جَمْعِ كِيَا هِي

مَنْصُورِ الْفَقِيْهِ الْوَاعِظِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِبْرَاهِيْمَ اَحْمَدُ بْنُ اَلْحَسَنِ الْقَاضِي قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ

اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدَانَ الْحَنْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو سَعِيْدٍ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَلِيٍّ السَّمَّانِ قَالَ حَدَّثَنَا

اَبُو الْحُسَيْنِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ

بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ اَحْمَدُ بْنُ الصَّلْتِ بْنِ الْمُغَلِّسِ الْجَمَّافِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو

بْنِ الْوَلِيْدِ الْقَاضِي عَنْ اَبِي يُوْسُفَ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ

عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلِبِ الْعِلْمِ فَرِيضَةً عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

وَبِهِ عَنْ اَنْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِيْدِهِ

وَبِهِ عَنْ اَنْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللُّغَا

اقول احمد بن المغلس مخرج - یعنی ان تین روایتوں میں احمد بن الصلت بن المغلس ہے اور وہ مجروح ہے۔

یہی حدیث (طلب العلم) کا متن مشہور ہے۔ امام نووی نے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ معنی صحیح ہے اور حافظ جمال الدین المزنی نے کہا ہے۔ ایک طریقہ سے اس کی روایت ہوئی ہے اور اس طریقہ سے یہ حدیث حسن کے رتبہ کو پہنچتی ہے۔

اور میں (صوٹی) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک وہ صحیح کے رتبہ کو پہنچتی ہے کیونکہ میں تقریباً پچاس طریقوں سے واقف ہو چکا ہوں۔

دوسری حدیث (الذال علی الخیر) کا متن صحیح ہے۔ اس کی روایت صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ابو سعور کی حدیث ہے۔ من ذل علی خیر قلہ اجر فاعلہ تیسری حدیث (ان الله يحب) کا متن صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی روایت ثابت ہے۔ اور ضیاء مقدسی نے مختارہ "میں بریدہ کی حدیث سے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ثم قال ابو مسعود اخبرنا ابو عبد الله قال حدثنا ابراهيم قال حدثنا ابو بكر الحنفي قال حدثنا ابو سعيد الحسين بن احمد قال حدثنا علي بن احمد بن الحسين البصري قال حدثنا احمد بن عبد الله بن حرام قال حدثنا المنظفون منهل قال حدثنا موسى بن عيسى بن المنذر الحمصي قال حدثنا ابي قال حدثنا اسماعيل بن عياش عن ابي حنيفة عن واثلة بن الاسقع ان رسول الله الله عليه وسلم قال ما يريدك اني ما يريدك وبه عن واثلة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تظهر الشامة لاجيك فيعاقب الله ويبتليك - یہ دو حدیثیں ہیں جن کی سند ایک ہے۔

پہلی حدیث دع مدیر بیٹ کا متن صحیح ہے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی روایت ثابت ہے اور اس کی تصحیح ترمذی، ابن جہان، حاکم اور ضیاء نے حسن بن علی بن ابی طالب کی حدیث سے کی ہے۔

دوسری حدیث (لا تظہروا ترمذی نے دائلہ سے دوسری وجہ سے روایت کی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے اور ابن عباس کی حدیث اس حدیث کی شاہد ہے۔

ثم قال ابو مسعود اخبرنا ابو يوسف عبد الله قال حدثنا ابو ابراهيم قال حدثنا ابو بكر الحنفي قال حدثنا ابو سعيد السمان قال حدثنا ابو عبيد الحسن بن علي بن محمد بن

اسحاق الیمانی قال حدثنا أبو الحسن علي بن بابويه الأستواری قال حدثنا أبو داود الطيالسی عن أبي حنیفة قال ولدت سنة ثمانین و قدّم عبد الله بن أنیس الكوفة سنة أربع و تسعين و رأيتُه و سمعتُ منه و أنا ابن أربع عشرة سنة يقول قال رسول الله صلى الله عليه و سلم حُبِّكَ الشئُ عيٌّ و يصم -

میں سیوطی کہتا ہوں اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے ابوالدرداء سے اپنی سن میں کی ہے۔ یہاں یہ مشکل سوال واقع ہوا ہے کہ عبد اللہ ابن انیس جنہی مشہور صحابی کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی ہے جو ابوحنیفہ کی ولادت سے ایک زمانہ پہلے ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ میں عبد اللہ بن انیس پانچ افراد تھے لہذا ہو سکتا ہے کہ جس عبد اللہ بن انیس سے ابوحنیفہ نے روایت کی ہے وہ اس مشہور صحابی عبد اللہ بن انیس جہمی کے سوا ہو۔

ثم قال أبو معشر أخبرنا أبو عبد الله قال حدثنا أبو ابراهيم قال أخبرنا أبو بكر الخنفي قال حدثنا أبو سعد السمان قال حدثنا محمد بن موسى قال حدثنا محمد بن عياش الجلودي عن الرتم يحيى بن القاسم عن أبي حنیفة قال سمعتُ عبد الله بن أبي أوفى يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من بنى لله مسجداً ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتاً في الجنة -

میں سیوطی کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح بلکہ متواتر ہے۔

و به المي سعد السمان قال حدثنا أبو محمد عبد الله بن كثير الرازي قال حدثنا عبد الرحمن بن أبي حاتم الرازي قال حدثنا عباس بن محمد الدوري قال حدثنا يحيى بن معين عن أبي حنیفة أنه سمع عن عائشة بنت محمد رضي الله عنهما تقول قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أكثر جندا الله في الأرض الجراد لا آكله ولا أحرمه -

میں کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح ہے۔ ابو داؤد نے اس کی روایت سلمان سے کی ہے اور ضیاری نے "مختارہ" میں اس کو صحیح کہا ہے۔

آپ کا وطن کوفہ ہے جو کہ عراق میں دریائے فرات کے کنارے
حضرت امام کا وطن کوفہ آباد ہے۔ اس شہر کو اور بصرہ کو خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بسایا ہے۔

سلام کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رستم کو شکست دے کر تادیب کو فتح کر لیا اور کسریٰ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور مدائن میں آپ نے قیام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ اور کوفہ بسنے کا حکم دیا اور انہوں نے یہ دو شہر آباد کئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے سلام کو بصرہ آباد ہوا اور سلام کو کوفہ اور بعض نے سلام لکھا ہے، لیکن مشہور قول سلام کا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کے بارہ ہزار افراد کو اور نزار کے آٹھ ہزار کو کوفہ بھیجا۔ ان سب کے واسطے آپ نے روزینہ مقرر کیا۔ کوفہ کی آبادی میں بہت سرعت سے اضافہ ہوا۔ ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ جلد چھ میں کوفہ اور اہل کوفہ کا ذکر کیا ہے۔ صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے: "کان عمر یبذل اباہن الکوفۃ وہما بیوتات العرب کلہما ولیت بالبصرۃ"۔ کہ حضرت عمر اہل کوفہ سے شروعات کیا کرتے تھے۔ وہاں تمام عرب کے گھرانے آ رہے اور یہ بات بصرہ میں نہ تھی۔ اور صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے: "ہبط الکوفۃ ثلاثاۃ من اصحاب الشجرۃ وسبعون من اهل بصرہ کوفہ میں تین سو افراد بیعت رضوان والے اور ستر افراد غزوہ بدر والے نازل ہوئے۔ اس شہر کے بیچ میں عظیم نشان سجد شریف بنائی جس میں چالیس ہزار افراد نماز بیک وقت پڑھتے تھے۔ ابن سعد نے صفحہ پانچ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: "یا لکوفۃ وجوہ الناس۔ کوفہ میں سر کردہ افراد ہیں۔ اور لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کوفہ کا ذکر کیا اور کہا: "رفع اللہ وکثر الایمان وجمۃ العرب یخردون تغورہم ویمدون الامصار۔ کوفہ اللہ کا نیزہ اور ایمان کا خزانہ اور عرب کی کھوپڑی ہے۔ کوفہ والے سرحدی چوکیوں کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کی مدد کرتے ہیں۔ اور آپ نے اہل کوفہ کو مکتوب ارسال کیا۔ ابتدا اس طرح کی: "الی رأس اہل الاسلام" اہل اسلام کے سر کردہ افراد کو۔ اور حضرت علی نے فرمایا: "الکوفۃ جمۃ الاسلام وکثر الایمان وسیف اللہ ورفیضہ" کہ کوفہ اسلام کی کھوپڑی، ایمان کا خزانہ اور اللہ کی تلوار اور اس کا نیزہ ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی نے فرمایا ہے: "الکوفۃ قبۃ الاسلام واهل الاسلام یعنی کوفہ اسلام کا اور اہل اسلام کا گھر ہے۔

اور صفحہ سات میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے اہل کوفہ کو مکتوب ارسال کیا اس میں لکھا۔ اے اہل کوفہ تم عرب کا سر اور ان کی کھوپڑی اور میرا وہ تیر ہو جس کو میں افتاد پڑنے پر اصرار دھر پھینکتا ہوں، میں نے تمہارے پاس عبد اللہ بن مسعود کو بھیج کر اپنے نفس پر تم کو ترجیح دی ہے۔

اس مبارک شہر میں ایک ہزار صحابہ سے زیادہ افراد نے سکونت اختیار کی۔ ان حضرات کے رہنے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعلیم دہریس اور پھر حضرت علی کا وہاں قیام اور جلیل القدر صحابہ کے درود سے کوفہ بے مثال گلزارِ علم بن گیا۔ اسی مبارک سرزمین سے تمام علوم اسلامیہ لے سر اُبھارا ہے۔ جو صحابہ کرام وہاں آئے ان سے حدیث شریف کے دہلنے گھلنے، سخن، صرف اللہ۔ فقہ اللغہ، علوم معانی، فقہ اور اصول فقہ کا مصدر کوفہ ہی ہے۔ شاطبیہ میں سات ائمہ کی قرارداد کا ذکر ہے۔ سنا نافع اور وہ مدینہ کے، عہد ابن کثیر اور وہ مکہ کے، عہد ابو عمرو اور وہ بصرہ کے، عہد ابن عامر اور وہ دمشق کے، عہد عاصم عہد حمزہ عہد کسایی اور یہ تینوں حضرات کوفہ کے ہیں۔ علامہ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" لکھی ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے، عاجز کے پاس نہیں ہے۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب نے اپنی تالیف "مقام ابی حنیفہ" میں تذکرۃ الحفاظ کی صرف پہلی جلد سے کوفہ کے ستانوے حفاظ کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔

کوفہ جیمہ اسلام، قبۃ اسلام، کنز الایمان، امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا وطن ہے۔ عاجز نے کہا ہے۔

شہر کوفہ ہے جو مسکن حضرت نعمان کا سر ہے وہ اسلام کا مخزن ہے وہ ایمان کا ہے یہ فرمانِ عمر ہے یہ فرمانِ عسی قبۃ اسلام کہنا قول ہے سلمان کا

حضرات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو کچھ فرمایا ہے الہام ربانی ہے۔ ابھی سو سال نہیں گزرے تھے کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس مبارک سرزمین میں سے ایسے ایسے افراد ظاہر ہوئے کہ انہوں نے عقیدہ ثریا کے روشن تاروں کے انوار سے تمام عالم اسلام کو شرقاً وغرباً شمالاً جنوباً منور کر دیا۔ ان حضرات نے ایسے دقائق حل کئے ہیں اور ایسے ایسے علوم و فنون ایجاد کئے ہیں کہ دنیا محو حیرت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو مجتہد العرب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جیمہ الاسلام فرمایا ہے ان حضرات کے ارشاد کا اظہار ہو رہا ہے۔

حضرت امام کے تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضرت امام کی وجہ معاش آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ یہ معسوم نہیں ہو سکا کہ یہ کام آپ کو اپنے والد سے بلا تھا یا آپ نے یہ عمل از خود اختیار کیا تھا۔ ریشمی کپڑے کے تاجر کو عربی میں الخزاز کہتے ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ حضرت امام کا مفتح، دوکان سرائے عمرو بن حریث میں تھی۔

صیری نے لکھا ہے کہ حنف بن عبدالرحمن کا دربار میں آپ کے شریک تھے۔
استاذ محمد ابو زہرہ نے آپ کی تجارت کے متعلق نفیس مقالہ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔
تاجر ابو حنیفہ ایسی چار صفتوں سے متصف ہوئے کہ معاملات سے ان کا جوڑ ملتا ہے اور
ان اوصاف کی وجہ سے آپ ایک بکمل اور باہر تاجر ہوئے۔ جس طرح کہ علماء کی جماعت میں
آپ سب سے برتر اور قائل تھے۔ وہ چار صفتیں یہ ہیں۔

۱۔ آپ کا نفس غنی تھا۔ لالچ کا اثر کسی وقت بھی آپ پر ظاہر نہیں ہوا۔ حالانکہ لالچ کا اثر اکثر
نفوس پر غالب آجاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے جس پر
محتاجی کی مذلت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

۲۔ نہایت درجہ امانت دار تھے اور آپ کے نفس سے جس شے کا بھی تعلق ہوتا تھا اسی میں
شدید تھے۔

۳۔ آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے، نفس کی دناوت سے اللہ نے آپ کو بچا رکھا تھا۔
۴۔ آپ بڑے دیندار تھے، شریفیت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے، دن کو روزہ رکھتے
اور رات کو عبادت کرتے تھے۔

ان اوصاف عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا اس کی وجہ سے
تاجروں کے طبقہ میں انوکھے تاجر ہوئے اور بیشتر افراد نے آپ کی تجارت کو حضرت خلیفۃ المسین ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے۔ گویا کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
تجارت کی ایک مثال پیش کر رہے ہیں اور آپ ان طریقوں پر عمل رہے ہیں جن پر سلف صالح کا
عمل تھا۔ مال کے خریدنے کے وقت بھی اسی طرح امانت داری کے طریقہ پر عامل رہتے تھے جس
طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔

ابن حجر کی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس ریشمی کپڑا بیچنے
کے واسطے لائی۔ آپ نے اس سے دام پوچھے۔ اس نے ایک سو بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زیادہ
کا ہے تم کیا کہتی ہو۔ اس نے ایک سو بتائے اور اسی طریقہ پر وہ چار سو تک پہنچی۔ آپ نے
فرمایا کہ یہ چار سو سے زیادہ کا ہے۔ وہ بولی تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا کسی شخص کو لاؤ کہ وہ
اس کے دام لگائے۔ چنانچہ وہ ایک شخص کو لائی اور اس نے پانچ سو میں وہ کپڑا خریدا۔

حضرت امام بیچنے والے کی غفلت اور لاعلمی سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تھے بلکہ صحیح کیفیت کی ہدایت فرماتے تھے۔ اگر کوئی خریدار غریب ہوتا تھا یا وہ آپ کا دوست ہوتا تھا تو آپ اس سے فائدہ نہیں لیا کرتے تھے بلکہ اپنے فائدے میں سے بھی اس کو دیا کرتے تھے۔

خطیب نے لکھا ہے۔ ایک ضعیف آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا۔ یہ کپڑا آپ کو جتنے میں پڑا ہے اس دام پر میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ آپ نے فرمایا تم چار درم میں لے لو۔ وہ بولی میں بڑھیا ہوں میرا مذاق کیوں اڑاتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں نے دو کپڑے خریدے تھے اور ان میں سے ایک کپڑے کو اس دام سے چار درم کم پر فروخت کر دیا۔ اب یہ دوسرا کپڑا ہے جو چار درم میں مجھ کو پڑا ہے لہذا تم چار درم میں اس کو لے لو۔

اور خطیب بیان کرتے ہیں کہ ایک کپڑے میں کچھ عیب تھا۔ آپ نے اپنے شوکِ حفص بن عبد الرحمن کو وہ عیب دکھایا اور ان سے کہا۔ اس کپڑے کو فروخت کرتے وقت گاہک کو یہ عیب دکھا دینا۔ حفص مال لے گئے اور اس کو بیچ کر روپیہ لے آئے لیکن اس عیب دار کپڑے کا عیب گاہک کو بتانا بھول گئے۔ جب امام ابوحنیفہ کو اس کا علم ہوا آپ نے سارے مال کی ہماری قیمت صدقہ کر دی۔

اس درع اور حلال رزق پر اکتفا سے آپ کی تجارت آپ پر مہن برساتی تھی۔ تاریخ بغداد میں ہے، آپ تجارت کے نفع کو سال بھر تک جمع کرتے تھے پھر اس سے اساتذہ اور محدثین کی ضروریات از قسم خوراک و پوشاک اور دوسری ضروریات خرید کر ان کو پیش کرتے تھے۔ اور جو روپیہ نقد رہ جاتا تھا وہ ان حضرات کو دیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے۔ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا ہے یہ سب مال اللہ کا ہے اس نے اپنے فضل و کرم سے تمہارے واسطے مجھ کو دیا ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔

عبدالحکیم جنیدی نے لکھا ہے کہ حضرت امام اپنی دوکان میں تھے ایک شخص نے ریشمی کپڑا طلب کیا۔ آپ نے اپنے فرزند حماد سے کپڑا دکھانے کو کہا۔ وہ کپڑا لائے اور دکھاتے وقت انہوں نے "صَنِّ عَنِّي مُحَمَّدٍ" کہا۔ عرب ممالک میں یہ مبارک جملہ مقامِ تحسین میں بولا جاتا ہے۔ عاجز نے یہاں ہندوستان میں اپنے حضرت والد اور کلاں سال افراد کو ایسے موقع پر "ما شاء اللہ کیا کہنا" کہتے سنا ہے۔ حضرت امام نے جب اپنے فرزند سے یہ کلمہ تحسین سنا تو فرمایا: "مَنْ قَدْ مَدَّ حَتْمَهُ"

انہیں تم نے اس کپڑے کی تعریف کر دی۔ اب تم اس کپڑے کو اٹھاؤ۔ اور اس گاہک کے ہاتھ وہ کپڑا فروخت نہیں کیا۔

امام موفق نے لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہ عمر بن ابی بکر بن محمد زرنجری اپنے والد ابو عبد اللہ ابن ابی حنیفہ البکیری سے وہ حاد بن آدم سے وہ اسد بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی کوشش رہا کرتی تھی کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال و خصائص کی پیروی کریں، کیونکہ حضرت ابو بکر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے افضل سب سے اعلم سب سے انفق سب سے اورع سب سے اتقی سب سے آقند سب سے ازہد سب سے استخا اور سب سے اجود تھے۔ اسی طرح ابو حنیفہ تابعین میں سب سے زائد علم والے سب سے زائد متقی سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ دینے والے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں ایک دوکان تھی وہاں کپڑا فروخت کرتے تھے، حضرت ابو حنیفہ نے ان کا اتباع کیا اور کپڑے کی آپ نے تجارت کی۔

علامہ ابن حجر مکی نے امام ابو یوسف کا یہ بیان لکھا ہے۔

حضرت امام سے جب بھی کسی شخص نے اپنی حاجت بیان کی آپ اس کی حاجت روائی کرتے۔ آپ کے صاحبزادے حمان نے جب استاد سے سورۃ فاتحہ پڑھی، آپ نے استاد صاحب کو پانچ سو درہم دیئے اور دوسری روایت میں ایک ہزار درہم دینے کا بیان ہے۔ استاد صاحب نے کہا میں نے کام ہی کیا کیا ہے جو آپ نے اتنی زیادہ رقم مجھ کو ارسال کی ہے۔ آپ نے استاد صاحب کو بلا کر فرمایا۔ آپ نے میرے بیٹے کو جو تعلیم دی ہے اس کو کم چیز نہ سمجھے۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ کی گنجائش ہوتی ہم پیش کرتے۔

ویسے نے بیان کیا۔ مجھ سے ابو حنیفہ نے کہا کہ حضرت غنی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: *أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَدَوْنَهُ نَفَقَةٌ* چار ہزار اور اس سے کچھ کم نفقہ ہے۔ (یعنی سال بھر کے لئے یہ مقدار کافی ہے) اور اس ارشاد گرامی کی وجہ سے میں چالیس سال سے چار ہزار درہم سے زائد کا مالک نہیں ہوا ہوں۔ اگر محتاجی کا کھٹکا مجھ کو نہ ہوتا میں اپنے پاس ایک درہم بھی نہ رکھتا۔

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ کثرت سے صدقہ کیا کرتے تھے، ان کو جو بھی ناندہ ہوا کرتا تھا وہ دے دیا کرتے تھے۔ مجھ کو اس کثرت سے تحفے ارسال کئے کہ مجھ کو وحشت ہونے لگی۔ میں نے ان کے بعض اصحاب سے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا۔ تم ذرا ان تحفوں کو دیکھتے

جو انہوں نے سعید بن ابی عروبہ کو بھیجے ہیں۔ ابو حنیفہ نے محدثین میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا کہ اس کے ساتھ بھلائی نہ کی ہو۔

مُسَعر نے کہا کہ ابو حنیفہ جب بھی اپنے واسطے یا اپنے عیال کے واسطے کپڑا یا میوہ خریدتے تھے، پہلے اسی مقدار میں کپڑا یا میوہ علماء مشیوخ کے واسطے خریدتے۔

ابو یوسف نے بیان کیا۔ اگر آپ کسی کو کچھ دیا کرتے تھے اور وہ آپ کا شکر کزنا تھا تو آپ کو بڑا ملاں ہوتا تھا اور آپ فرماتے تھے۔ شکر اللہ کا کرو کہ ان نے یہ روزی تم کو دی ہے۔

آپ نے بیس سال تک میرا اور میرے گھر کا خرچہ برداشت کیا اور میں جب بھی آپ سے کہتا کہ میں نے آپ سے زائد دینے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے، آپ فرماتے اگر تم کبھی حماد (آپ کے مبارک استاد) کو دیکھ لیتے تو کیا کہتے۔

اور ابو یوسف نے کہا۔ میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر اچھی عادتوں والا نہیں دیکھا اور آپ

کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ کو علم عن سنا اور داد و دہش اور قرآنی اخلاق سے مزین کر دیا تھا۔

شقیق نے بیان کیا میں ابو حنیفہ کے ساتھ کسی طرف جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک شخص نے آپ کو

دیکھا اور وہ دوسرے راستے پر جانے کی کوشش کرنے لگا۔ آپ نے اس کو آواز دی اور وہ آپ کے پاس

آبا۔ آپ نے اس سے کہا۔ تم دوسرے راستے کی طرف کیوں مڑ گئے تھے۔ اس نے کہا میں نے آپ

سے دس ہزار درہم قرض لئے تھے اور بہت دن گزر گئے اور میں تنگ دست ہو گیا ہوں لہذا

مجھ کو آپ سے جیا آئی۔ آپ نے کہا۔ سبحان اللہ۔ تمہارے حالات اتنے بگڑ گئے ہیں تو میں نے وہ

ساری رقم تم کو دی اور میں ابی بر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ تم مجھ سے اپنے کونہ چھپایا کرو اور

تم نے جو زحمت برداشت کی ہے اس سے مجھ کو معاف کر دو۔

یہ روایت بیان کر کے شقیق نے کہا۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ابو حنیفہ درحقیقت زاہد ہیں۔

رحمۃ اللہ علیہ

نفیسی نے کہا کہ ابو حنیفہ زیادہ کرم کرنے میں اور بات کم کرنے میں اور علم داہل علم کی

تکریم کرنے میں مشہور تھے۔

شریک نے کہا۔ جو شخص آپ سے پڑھتا تھا آپ اس کو نان نفقہ کی طرف سے مستغنی کر دیا

کرتے تھے بلکہ اس کے گھر والوں پر بھی خرچ کرتے تھے اور جب وہ علم پڑھ لیتا تھا تو آپ اس سے

فرماتے تھے۔ اب تم کو بڑی دولت مل گئی ہے اور تم کو حلال و حرام کی پہچان ہو گئی ہے۔

ابن حجر ہستی نے الخیرات المحران کی پچیسویں فصل اس عنوان سے لکھی ہے کہ اپنی کمائی سے کھانا اور عطیات کا رد کرنا۔ اور پھر لکھا ہے۔ ۷۔

حضرت امام کی یہ بات تو اتر سے ثابت ہے کہ آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اس کام میں آپ خوش نصیب تھے اور آپ کو خوب مہارت حاصل تھی۔ آپ کی دوکان تھی اور آپ کے شریک خرید و فروخت کے سلسلہ میں سفر پر جایا کرتے تھے۔ آپ اپنے نفس سے بے نیاز تھے۔ آپ کو طمع اور لالچ سے کسی طرح کا لگاؤ نہ تھا۔ حسن بن زیاد نے کہا ہے۔ قسم ہے اللہ کی کہ آپ نے نلفار اور اُمرار کا ہدیہ اور عطیہ کبھی قبول نہیں کیا۔ منصور نے تیس ہزار درہم کئی دفعات میں بھیجے (تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ دس دس ہزار کر کے تین رتبہ میں بھیجے تھے) آپ نے منصور سے کہا میں بغداد میں پر دیسی ہوں۔ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں۔ میرے پاس جگہ نہیں ہے کہ ان کو محفوظ کروں۔ آپ اس کو بیت المال میں رکھوادیں۔ منصور نے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کا مال بیت المال میں رکھوادیا۔ جب حضرت امام کی وفات ہوئی، لوگوں کی امانتوں کو بیت المال سے نکالا گیا۔ اس وقت وہ تیس ہزار درہم بھی سامنے آئے اور منصور کو کہنا پڑا۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ أَبُو حَنِيفَةَ كُو بَا زِي دَعَسَ كَتَّے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ منصور کی بیوی کا منصور سے اختلاف ہوا۔ منصور کی بیوی نے کہا۔ میں انصاف چاہتی ہوں اور وہ اس بات پر راضی ہوئی کہ فیصلہ ابوحنیفہ کریں۔ چنانچہ ابوحنیفہ کو بلا یا گیا اور منصور کی بیوی پر دے کے پیچھے بیٹھیں۔ منصور نے حضرت امام سے کہا۔ کتنی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ آپ نے فرمایا چار عورتوں سے۔ منصور نے کہا اور لونڈیاں۔ آپ نے فرمایا۔ جتنی چاہے رکھے۔ منصور نے اپنی اہلیہ کو سنا تے ہوئے کہا۔ خیال سے سن لو۔ حضرت امام نے منصور سے کہا۔ جناب امیر المؤمنین۔ اللہ نے انصاف کرنے والوں کے لئے چار بیویوں کا جواز بیان کیا ہے وہ نہ ایک کا حکم ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ فَإِنْ حَفِظْتُمْ أَنْ لَا تَقْدُوا فَوَاحِدَةً۔ اگر تم کو خوف ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک بیوی کو چاہئے کہ اللہ کے بیان کردہ آداب پر عمل کریں۔ یہ سن کر منصور خاموش ہو گئے اور حضرت امام تشریف لے گئے۔ منصور کی بیوی نے آپ کو گرا نقد عطیہ ارسال کیا۔ (دوسرے تذکرہ نگاروں نے پچاس ہزار درہم لکھا ہے) آپ نے وہ ہدیہ پھیر دیا اور فرمایا میں نے اللہ کے دین کے واسطے مجاہد کیا ہے نہ کہ کسی سے تقرب حاصل کرنے کے لئے اور نہ دنیا کی

طلب کئے۔

حضرت امام کا علیہ اخلاق

خطیب نے لکھا ہے۔

ابو یوسف نے کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ میاں قد تھے نہ چھوڑے اور نہ بسے۔ لوگوں سے اچھی طرح بات کرتے تھے۔ آپ کا بوجہ بہت عمدہ ہوتا تھا۔ اپنے کام میں نہایت سمجھدار تھے۔

ابو نعیم نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کا چہرہ اچھا، کپڑے اچھے، خوشبو اچھی، مجلس اچھی بہت کرم کرنے والے اور رفیقوں کے بڑے غمخوار۔

عمر بن حماد (آپ کے پوتے) نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کا قد درازی کی طرف مائل تھا۔ آپ کے رنگ میں گندمی رنگ کی جھلک تھی۔ (آپ کا لباس صاف ہوتا تھا) آپ کپڑے بدل لیا کرتے تھے۔ بیست اچھی، کثرت سے خوشبو کا استعمال کرتے تھے۔ جب سامنے سے آتے یا گھر سے نکلتے تو آپ کے پہننے سے پہلے آپ کی خوشبو کی پٹ پہنچ جاتی تھی۔

سعید بن سالم بصری ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں عطار سے ملا اور میں نے ان سے کچھ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کس جگہ کے ہو۔ میں نے کہا کوفی ہوں۔ فرمایا، تم اس بستی کے ہو جس کے باشندے اپنے دین میں تفریق پیدا کر کے فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ میں نے کہا۔ میں ان ہی لوگوں میں سے ہوں۔ فرمایا، کس فرقہ میں سے ہو۔ میں نے کہا۔ اُس جماعت سے ہوں جو سلف کو گالی نہیں دیتی، قد برائے ماں رکھتی ہے، گناہ کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہتی۔ فرمایا، تم آیا کرو۔

عبدالمکیم جنیدی نے لکھا ہے یہ

حضرت امام نے ایک دن اپنے جلسوں میں سے ایک شخص کو بوسیدہ لباس میں پایا جب مجلس برخواست ہوئی اور صرف وہ شخص رہ گیا، آپ نے اس سے فرمایا۔ اس جانا نماز کو اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو ہے اس کو لے لو۔ اس شخص نے جانا نماز اٹھائی۔ اس کے نیچے سے ایک ہزار درہم نکلے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ درہم لو اور اپنی ہیئت ٹھیک کرو۔ اس نے کہا۔ مجھ کو ضرورت نہیں ہے میں اللہ راہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے یہ حدیث شریف نہیں سنی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرَى اَقْرَبَ نَعْتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ۔ اللہ کو پسند ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ تم کو چاہئے

کہ اپنی حالت ابھی رکھتا کہ تمہارا دوست تم کو دیکھ کر افسردہ دل نہ ہو۔

ابن حجر مکی نے لکھا ہے۔

ابراہیم بن عیینہ چار ہزار درہم کے مقروض تھے اور قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ قید ہوئے۔ ان کے دوستوں نے ان کی رہائی کے لئے چندہ کرنے کی راہ نکالی۔ جب یہ لوگ چندہ لینے کے واسطے حضرت امام کے پاس آئے اور آپ کو واقعہ کا علم ہوا۔ آپ نے فرمایا جو چندہ جمع کیا ہے واپس کر دو اور پوری رقم چار ہزار ان کو پیش کر دی۔

واضح ہو۔ ابراہیم سفیان بن عیینہ کے بھائی تھے اور سفیان مشہور محدث تھے جیسا کہ دوسرے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے۔

علامہ الموفق نے یوسف بن خالد اسمعی کا رَحْلہ سفر نامہ لکھا ہے۔ وہ بصرہ سے حضرت امام کی خدمت میں آئے اور پھر حضرت امام ہی کے پاس رہے وہ کہتے ہیں۔

حضرت امام ہر پیر اور جمعرات اور جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کی نماز جامع مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور آپ کا حلقہ جامع مسجد میں صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک اور عشاء کی نماز سے ایک تہائی رات تک رہا کرتا تھا۔ اور اپنی مسجد میں عصر کے بعد سے مغرب تک آپ کا حلقہ رہا کرتا تھا۔ اور ظہر سے عصر تک اپنے گھر میں تھلے میں رہتے تھے۔ آپ پہلی نماز (عصر کی نماز) میں تعجیل کرتے تھے اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل اور فجر اسفار میں پڑھتے تھے۔ ہفتہ کا دن ان کے حواج کا دن تھا اپنے کاموں میں معروف رہتے تھے، اس دن نہ مجلس میں بیٹھے اور نہ بازار کو جاتے۔ گھر کے اسباب اور املاک کا بندوبست کرتے۔ بازار میں ضمنی کے وقت سے ظہر تک آپ بیٹھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن آپ اپنے تمام اصحاب کی دعوت اپنے گھر میں کرتے تھے۔ ان کے واسطے کھانا پکواتے تھے اور ان کو شدید نبیند پلاتے تھے۔ کھانا ہمارے ساتھ نہیں کھاتے تھے البتہ نبیند کے پینے میں ہمارے شریک ہو جاتے تھے۔ فرماتے تھے میں اس وجہ سے کھانا الگ کھاتا ہوں کہ تم تکلف نہ کرو۔ آپ طرح طرح کے میوے ہمارے سامنے رکھتے اور خوش ہوا کرتے تھے۔ آپ اپنے نفس ہی سے سخی تھے۔ آپ کا چہرہ اچھا لباس اچھا اور معطر اور ہر مہینہ میں ایک مرتبہ باغ کی تفریح کراتے اور پھر سب کو انیس کے تمام کو لے جاتے۔

علامہ شمس الدین شامی نے لکھا ہے کہ حضرت امام میاں قد تھے، نہ طویل اور نہ قصیر اور صورت

میں عمدہ اور گفتار میں بلیغ اور پوری طرح گرفت کرنے والے اور آپ کا لہجہ شیریں اور جوبات کرتے خوب واضح کرتے۔

حضرت امام کا زہد و ورع اور خشیت و عبادت | محدث قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیرفی نے لکھا ہے یہ

ابن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا۔ اے ابو عبد اللہ، ابو حنیفہ غیبت کرنے سے کتنے دور میں میں نے کبھی نہیں سنا کہ انہوں نے اپنے کسی مخالف کی غیبت کی ہو۔ سفیان ثوری نے میری بات سن کر کہا۔ اللہ کی قسم وہ نہایت سمجھدار ہیں، وہ اپنی نیکیوں پر ایسا امر مسلط نہیں کرنا چاہتے جو ان کو ضائع کر دے۔ ۳۱

ابراہیم بن سعد جوہری کا بیان ہے کہ میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس تھا کہ ابو یوسف کی آمد ہوئی۔ ہارون رشید نے ابو یوسف سے کہا۔ ابو حنیفہ کے اخلاق کا بیان کرو۔ ابو یوسف نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق آیت ۱۸) وہ نہیں نکالت اپنی زبان سے کوئی بات کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہوتا ہے۔

پھر ابو یوسف نے کہا۔ جہاں تک میرا علم ہے ابو حنیفہ محرمات الہیہ سے بچانے کی بہت کوشش کرتے تھے، ان کا درع بہت تھا اس بات سے کہ دین میں کوئی ایسی بات کہیں جس کا ان کو علم نہ ہو، ان کی خواہش رہتی تھی کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور کوئی بھی اس کی نافرمانی نہ کرے، وہ اپنے زمانے کے دنیا داروں سے بچتے تھے، دنیوی جاہ و عزت میں ان سے شرافت نہیں کیتے تھے۔ ان کا زیادہ وقت خاموش رہنے میں گزرتا تھا، ہمیشہ فکر میں رہا کرتے تھے، عمل میں فراخی تھی باتیں بنانے والے نہیں تھے۔ اگر ان سے مسئلہ پوچھا جاتا تھا اور ان کو اس سلسلہ میں علم ہوتا تھا وہ اس کو بیان کر دیتے تھے اور جو سنا ہے جواب میں کہہ دیتے تھے اور اگر اس سلسلہ میں کچھ نہیں سنبھے صحیح اور حق طریقہ پر قیاس کرتے تھے اور اپنے نفس کی اور دین کی حفاظت کرتے تھے، علم کو اور مال و دولت کو خوب لگاتے تھے۔ ان کا نفس تمام لوگوں سے بے نیاز تھا۔ لالچ اور حرص کی طرف ان کا میلان نہ تھا۔ غیبت کرنے سے بہت دور تھے۔ اگر کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی سے کرتے۔

یہ سن کر ہارون رشید نے کہا۔ یہی اخلاق صالحین (نیکوں) کے ہیں اور پھر کاتب سے کہا۔ یہ بیان لکھ کر میرے بیٹے کو دو تاکہ وہ اس کو پڑھے اور پھر ہارون رشید نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے

۳۱

میرے بیٹے اس بیان کو حفظ کر لو۔ اگر اللہ نے چاہا میں کبھی تم سے پوچھ لوں گا۔ ص ۳۱
 ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے محمد بن حسن سے سنا کہ ابوحنیفہ اپنے زمانے میں یکتا تھے۔ اگر زمین بھٹ
 کر ان کے مثال کا ظہور ہو تو وہ علم و کرم و غمخواری و ورع اور اللہ کے واسطے ایثار کرنے کا ایک عظیم پہاڑ
 کی شکل میں نمودار ہوگا اور ساتھ ہی وہ فقیہ بھی۔ ص ۳۲

لیج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زفر کے پاس تھے وہاں سفیان کا اور ابوحنیفہ کا
 ذکر آیا۔ زفر نے کہا جن وقت ابوحنیفہ حلال و حرام کا بیان کیا کرتے تھے تو سفیان کو ان کا نفس نکر
 و پریشانی میں ڈالتا تھا۔ ابوحنیفہ سے بڑھ کر نبیل و شریف کون تھا۔ وہ ورع کرنے میں اور غیبت
 نہ کرنے میں اتنے بلند مقام پر تھے کہ خلق خدا اس سے عاجز تھی۔ ابوحنیفہ میں قربت برداشت اور
 صبر کرنے کا مادہ بدرجہ اتم تھا۔ رحمت اللہ علیہ۔ ص ۳۳

ابن مقاتل کا بیان ہے۔ میں نے ابن مبارک سے سنا کہ میں اگر کسی شخص سے ابوحنیفہ کی مذمت
 سنتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ اس کو دیکھوں یا اس کے پاس بیٹھوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ
 تعالیٰ کے عذابوں میں سے کوئی عذاب اس پر نازل نہ ہو جائے اور اس کے پیٹ میں کہیں میں بھی نہ
 آجاؤں۔ اللہ تعالیٰ پوری طرح جانتا ہے کہ میں اس یا وہ گو سے بزار ہوں۔ جو شخص بھی ابوحنیفہ کی
 تعریف کرتا ہے ابوحنیفہ اس سے برتر ہیں۔ قسم ہے اللہ کی آپ اللہ سے ڈرتے تھے، اپنی زبان کی
 حفاظت کرتے تھے، آپ کا کھانا پینا حلال اور پاک تھا، اور قسم ہے اللہ کی آپ کا علم بہت
 زیادہ تھا اور خوب پھیلا ہوا تھا۔ ص ۳۴

ابن جریر - نہ کہا۔ مجھ کو خبر ملی ہے کہ کوفہ کے فقیہ نعمان کا ذرع شدید ہے اور وہ اپنے
 دین کی وراثت علم کی خوب حفاظت کرتے ہیں اور وہ اہل دنیا کو اصحابِ آخرت پر ترجیح
 نہیں دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے عنقریب علم میں ان کی عجب شان ہوگی۔ (ص ۳۵)

عمر بن عثمان سے یزید بن ہارون نے کہا۔ میں نے ایک بزار مشائخ سے پڑھنا اور میں نے
 ان سے علم حاصل کیا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ میں نے ان میں ابوحنیفہ کی طرح ذرع میں اشد اور
 اپنی زبان کو احفظ کسی کو نہیں دیکھا۔ (ص ۳۶)

ابو یوسف نے بیان کیا۔ میں انیس سال ابوحنیفہ سے وابستہ رہا، میں نے آپ کو شام
 کے وضو سے غدات (صبح) کی نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے آپ سے زیادہ اس بات کی خواہش رکھنے
 والا کسی کو نہیں پایا کہ علم پر عمل کیا جائے اور لوگوں کو علم سے بہرہ ور کیا جائے۔ ابوحنیفہ کی

زندگی میں میرا ایک بیٹا مر گیا۔ میں نے اس کی تکفین تدفین اور نماز جنازہ کا کام ایک شخص کے سپرد کیا اور میں ابو حنیفہ کے حلقہ میں شریک ہوا، آپ کا حلقہ شاذ و نا درہی مجھ سے فوت ہوا ہے۔ (۴۵)

ابو نعیم نے کہا۔ میں علماء کرام سے بہ کثرت بلا ہوں جیسے اعمش، مسعر، حمزہ الزیات، مالک بن مغول، اسرائیل، عمرو بن ثابت اور دوسرے اکابر جن کو میں شمار نہیں کر سکتا اور میں نے ان حضرات کے ساتھ نماز پڑھی ہے لیکن میں نے کسی کو بھی ابو حنیفہ کی نماز سے اچھی نماز پڑھنے والا نہیں پایا۔ نماز پڑھنے سے پہلے آپ دعا کرتے تھے اور اللہ سے سوال کرتے تھے اور روتے تھے۔ آپ کی حالت کو دیکھ کر کہنے والے کہا کرتے تھے۔ قسم ہے اللہ کی، یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ (۴۵)

معانی بن عمران نے الجویریہ سے سنا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبد اللہ، سلمہ بن کہیل، عطار، طاؤس، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اور میں ان کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے ابو حنیفہ کو ان کی جوانی میں دیکھا ہے اور ان سب حضرات سے ان کو آخسن لیلًا پایا یعنی ان کی رات سب میں اچھی تھی (شب بیداری اور عبادت گزار میں گزرتی تھی) رضی اللہ عنہ۔ (۴۵)

خارجہ بن مصعب نے کہا۔ نَحْتَمُّ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ اَرْبَعَةٍ مِنَ الْاِمْتَةِ۔ قرآن مجید کو ایک رکعت میں از اول تا آخر ائمہ میں سے چار حضرات نے پڑھا ہے اور وہ حضرت عثمان بن عفان، تمیم داری، سعید بن جبیر اور ابو حنیفہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم (۴۵)

یہ عاجز ابو الحسن زید کہتا ہے کہ ابن حجر متبھی کی نے الخیرات الحسان کے صفحہ ۳۲۲ سطر ۲ میں خارجہ کی روایت۔ نَحْتَمُّ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ دَاخِلِ الْكَعْبَةِ اَرْبَعَةً وَعَدَّ مِنْهُمْ اَبَا حَنِيفَةَ۔ کہ بیت اللہ شریف کے اندر قرآن مجید کا ختم ایک رکعت میں چار حضرات نے کیا ہے اور ان چار میں ابو حنیفہ کو شمار کیا ہے۔

اور ابن حجر نے اسی صفحہ میں سطر ۱۸ اور اس کے بعد لکھا ہے۔

بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ حضرت امام نے جب آخری حج کیا تو آپ نے اپنا آدھا مال بیت اللہ شریف کے خدمتگاروں کو دیا تاکہ ان کو بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ آپ کو موقع ملا اور آپ نے نصف کلام پاک ایک ٹانگ پر اور نصف کلام پاک دوسری ٹانگ پر کھڑے ہو کر پڑھا اور پھر آپ نے یہ دعا کی۔ يَا رَبِّ عَرَفْتُكَ حَقًّا مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْتُكَ حَقًّا الْعِبَادَةِ فَهَبْ لِي نَقْصَانَ الْخِدْمَةِ لِكَمَالِ الْمَعْرِفَةِ،

فَنُودِيَ مِنْ زَاوِيَةِ الْبَيْتِ اعْرَفْتِ فَاَحْسَنْتِ وَاَخْلَصْتِ الْخِدْمَةَ غُفِرَ لَكَ وَلِعَنَ
 كَانَ عَلَى مَذْهَبِكَ اِنِّي قِيَامُ السَّاعَةِ - یعنی اے میرے پروردگار میں نے تجھ کو جانا اچھی طرح
 کا جانا اور میں تیری بندگی جیسی چاہیے تھی نہیں کر سکا۔ میری بندگی کی کوتاہی کو بہ وجہ کمال
 معرفت عفو فرما۔ اس وقت بیت اللہ شریف کے کولے سے یہ ندا آئی۔ تو نے جانا اور اچھا جانا
 اور تو نے بندگی اخلاص سے کی لہذا بخشش گئیں (تیری کوتاہیاں) اور ان سب کی جو تیرے
 طریقہ پر ہوں گے قیامت برپا ہونے تک۔

اور ابن حجر نے صفحہ ۶ میں لکھا ہے۔

قال بعضهم ما رأيت أصبر على الطواف والصلوة والفتيا بمكة من ابى حنيفة
 إنما كان كل الليل والنهار في طلب الآخرة وسمع هاتفا في المنام وهو في الكعبة
 يقول يا ابا حنيفة اخلصت خدمتي واخسنت معرفتي فقد غفرت لك،

اور بعض حضرات نے کہا ہے۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ سے طواف و نماز اور فتویٰ
 دینے میں زیادہ مشغول کسی شخص کو نہیں دیکھا ہے، وہ ساری رات اور سارا دن آخرت
 کی طلب میں رہتے اور بیت اللہ شریف کے اندر نیند کی حالت میں انہوں نے ہاتف سے
 سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے ابوحنیفہ۔ تو نے میری خدمت اخلاص سے کی اور میری معرفت
 اچھی حاصل کی، میں نے تیری خطائیں معاف کر دیں۔

اور پھر لکھا ہے۔ اور تیرے اخلاص اور احسان کی وجہ سے قیامت تک تیرے
 پیروؤں کی خطائیں معاف کیں۔

پھر یہ تحریر کیا ہے۔ آپ اپنے دین پر حریص تھے اور آپ نے لوگوں میں اپنا مذہب
 اس وقت پھیلا دیا ہے جب کہ خواب میں حضرت نبویؐ کا اشارہ آپ کو ملا کہ اپنے مذہب کی
 طرف لوگوں کو دعوت دو اور اپنی خلوت اور شرمیلے پن اور تواضع و انکساری کو چھوڑ دو جب
 آپ کو اجازت اس ذاتِ قدسی صفاتِ علیہ من الصلواتِ اکملہا ومن التحياتِ اجملتا
 سے ملی جو اللہ کے خزانوں کا خازن ہے تو آپ نے اپنا مذہب پھیلا دیا اور آپ کا مذہب
 خوب ہی پھیلا پھولا اور شرفاً و عزا، عجماً و عرباً پھیلا اور آپ کو ایسے اصحاب ملے جنہوں نے
 آپ کے مذہب کے اصول اور فروع کو مدون کیا۔

علامہ موفق نے لکھا ہے۔

لہ ملاحظہ کریں الناقب ج ۱ ص ۱۹

سفیان بن زیاد بغدادی نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ کا درجہ انتہا درجہ کا تھا۔ وہ ریشمی کپڑے کے -اجر تھے، بڑی دقیق نظر سے خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کا ایک شخص کپڑا خریدنے کے واسطے آپ کی دوکان پر پہنچا اور وہاں سے اپنی پسند کا کپڑا ایک ہزار درہم کو خریدا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد حضرت امام کو اس کپڑے کی تلاش ہوئی اور دوکان کے کارندہ نے آپ سے اس کے فروخت کر دینے کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایک ہزار درہم کو فروخت کیا گیا۔ آپ نے اس کارندہ سے کہا۔ کیا میری دوکان پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹتے ہو۔ اور آپ نے اس کو الگ کر کے روپیہ ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں وہ کپڑا پہنے ہوئے ایک شخص کو دیکھا۔ آپ کی اس سے بات ہوئی اور آپ نے اس کو چھ سو درہم دیئے اور کوفہ کو روانہ ہو گئے۔

اور صفحہ ۱۹۹ میں لکھا ہے کہ عطار بن جبہ نے کہا۔ میں نے علماء میں سے کسی کو بھی اس بات میں اختلاف کرتے نہیں پایا کہ ابو حنیفہ قوم میں سب سے زیادہ فقیہ اور سب سے زیادہ باورع اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔

اور صفحہ ۲۰۶ میں لکھا ہے۔ بکیر بن معروف نے کہا۔ جو شخص ابو حنیفہ کو دیکھے وہ سمجھ جائیگا کہ صاحب کمال فقیہ جس کی تعریف نہ کی جاسکے کیسا ہوتا ہے اور وہ معرفت والا جس کی تہہ کو کوئی نہ پاسکے کیسا ہوتا ہے اور انتہا درجہ کا باورع اور عبادت میں حد درجہ کوشش کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ ابو حنیفہ کو جو بھی دیکھتا ہے سمجھ جاتا ہے۔ **رَبُّهُ خَلِيقٌ لِلْخَيْرِ**۔ کہ آپ کی تخلیق ہی بھلائی کے واسطے ہوئی ہے۔



حضرت امام کا علم کی طرف راغب ہونا

می گزشتہ زعم آسودہ کناگاہ زمکین عالم آشوب نگاہے سر را ہم بگرفت
الموفق نے لکھا ہے۔ یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہ حضرت امام نے فرمایا۔ ایک دن میرا گزر
علامہ شعبی پر ہوا، انھوں نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا۔ تم کہاں جا یا کرتے ہو۔ میں نے کہا بازار اپنے
استاد کے پاس جاتا ہوں اور میں نے استاد کا نام بتایا۔ انھوں نے کہا۔ میرے پوچھنے کا مقصد
بازار کا جانا تھا بلکہ علماء کے پاس جانے کا تھا۔ میں نے کہا۔ علماء کے پاس میرا جانا کم ہے۔ انھوں
نے کہا۔ تم غفلت میں نہ پڑو، علم میں اپنے کو نگارو، علماء کی مجلسوں میں جا یا کرو۔ میں تم میں بیداری
اور کھوج لگانے کا مادہ پاتا ہوں۔

آپ نے یہ فرمایا کہ شعبی کی بات کا میرے دل پر اثر ہوا اور بازار کا جانا میں نے چھوڑا
اور میں نے علم کی راہ اختیار کی اور اللہ نے مجھ کو نائدہ پہنچایا۔

آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ نے تجارتی اصول کسی استاد سے حاصل کئے ہیں
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اپنے وقت کے کامیاب تاجروں میں سے آپ کو کیا۔
اور اس ارشاد سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ علامہ شعبی کی نصیحت کے بعد علم دین کی تحصیل
کی طرف راغب ہوئے۔ اس سلسلہ میں تذکرہ نگاروں نے چند روایتیں لکھی ہیں۔ عاجزان میں سے تین
روایتیں لکھتے ہیں۔

۱۔ الموفق نے لکھا ہے۔ یحییٰ بن شیبان نے حضرت امام کا یہ بیان نقل کیا کہ مجھ کو علم کلام میں
مجادلہ کرنے کا شغف تھا اور محادلوں اور مناظروں میں ایک زمانہ گزر گیا چونکہ مباحثے اور مناظرے
کرنے والے افراد زیادہ تر بصرہ میں تھے اسی لئے میں سے زائد مرتبہ بصرہ جانا ہوا کبھی ایک سال
لے قریب بھی بصرہ میں میرا رہنا ہوا ہے۔ میں نے خوارج میں ابا فضیہ اور صفیریہ سے اور خشویہ کے
طبقات سے مناظرے کئے ہیں۔ میں علم کلام کو سب سے اعلیٰ علم سمجھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ

۵۵ ملاحظہ کریں المناقب جلد ۵۵ ۵۵ ایضاً ۵۵ اور اس کے بعد۔

اصل دین ہے۔

ایک مرت کے بعد دل میں خیال آیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور ان کے پیروؤں سے یہ باتیں پوشیدہ نہیں تھیں جن میں ہم مبتلا کئے ہیں۔ وہ حضرات ان باتوں کو جانتے ہوئے ان کی طرف راغب نہیں ہوئے بلکہ۔۔۔ ان حضرات نے سختی کے ساتھ ان باتوں سے منع کیا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ حضرات دین کے مسائل اور ابواب فقہ میں غور و خوض کرتے تھے۔ اسی میں ان کی گفتگو ہوتی تھی اور اسی میں ان کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ اسی کی تشویق اور تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی میں ان کے مناظرے ہوا کرتے تھے اور اسی کیفیت میں سابقین کا پہلا دور ختم ہوا اور ان ہی کی پیروی تابعین نے کی ہے۔

جب ہم پر یہ بات ظاہر ہو گئی ہم نے مناظرے چھوڑ دیئے اور علم کلام میں غور و خوض کرنے سے باز آئے۔ ہم نے سلف کا طریقہ اختیار کیا اور اصحاب معرفت کی صحبت میں بیٹھے۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام میں مجادلے کرتے ہیں ان کے چہروں پر تقدیر کے چہروں کا سا اثر نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کا طریقہ صالحین کا طریقہ ہوتا ہے۔ میں نے ان کے دلوں کو سخت پایا۔ وہ کتاب و سنت اور طریقہ سلف کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے ہیں اور نہ ان میں ذرع و تقویٰ ہوتا ہے۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ اس میں خوبی نہیں ہے۔ اور میں اس سے الگ ہو گیا۔ حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔

۲ خطیب نے اور المونق نے لکھا ہے۔ لہ

امام زفر حضرت امام کے جلیل القدر شاگرد ہیں وہ حضرت امام سے نقل کرتے ہیں کہ علم کلام میں میری شہرت اتنی بڑھ گئی کہ میری طرف انگلیاں اٹھنے لگیں۔ میری مجلس ختماء کے حلقہ درس کے پاس تھی۔ ایک دن ایک عورت نے آکر مجھ سے سوال کیا کہ ایک شخص کی بیوی ایک باندی ہے وہ شخص چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دے۔ وہ کتنی طلاقیں دے گا۔ میں نے اس عورت سے کہا تم جا کر ختماء سے پوچھو پھر ان کے جواب سے مجھ کو خبر دو۔ چنانچہ عورت ان کے پاس گئی اور پھر یہ جواب لالی کہ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے خاندان اس سے ہمبستی نہ کرے اور اس کو ایک طلاق دیدے اور عورت سے الگ رہے۔ جب عورت کو دوسری مرتبہ

لہ ملاحظہ کریں ج ۳ ص ۳۳ اور المناقب ج ۵ ص ۵۵۔

حیض آجئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے خاندان اس سے ہمسری نہ کرے اور دوسری طلاق دیدے اور عورت سے الگ رہے۔ جب اس کو حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائے وہ اپنے خاندان کے نکاح سے بخل گئی اور اس کو اختیار ہے جس سے پہلے نکاح کرے۔ عورت سے یہ جواب سن کر میں نے اپنی جوتیاں اٹھائیں اور حمام کے حلقہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ جو کچھ حمام سے سنتا اس کو یاد کر لیتا۔ حمام کا قاعدہ تھا دوسرے دن شاگردوں سے دریافت کیا کرتے تھے۔ ان کے شاگرد غلطیاں کرتے تھے لیکن مجھ کو یاد ہوا کرتا تھا۔ لہذا حمام نے مجھ کو اپنے قریب بیٹھنے کی جگہ دی۔

۳۔ خطیب نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم سے دریافت کیا گیا کہ آپ فقہ کی طرف کیسے راغب ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے جب علم پڑھنے کا ارادہ کیا تو تمام علوم پر نظر ڈالی۔ علم کلام اور عقائد کے متعلق خیال آیا کہ اس میں فائدہ کم ہے اور عاقبت کا کھٹکا ساتھ لگا ہوا ہے اور علم نحو و ادب کے متعلق خیال آیا کہ میرا مشغلہ بچوں کا پڑھانا بن جائیگا اور شعر گوئی میں تعریف و مدح اور غلط بیانی کے سوا کچھ نہیں اور علم قرأت میں دوسروں کو پڑھا دینے کے سوا کچھ نہیں اور تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے مبارک کلام سے بحث ہے اور یہ نازک مرحلہ ہے اور احادیث شریفہ کو جمع کرنے کے لئے ایک عمر چاہیے اور پھر کہنے والے کہیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور میں نے جب فقہ پر نظر ڈالی تو مجھ پر اس کی جلالتِ شان ظاہر ہوئی۔ اس میں علماء و مشائخ اور اصحابِ دانش سے واسطہ پڑتا ہے، اقامتِ دین، فرائض کی ادائیگی اور عبادت کرنے کے طریقوں کی معرفت کا تعلق اسی مبارک طریقہ سے ہوتا ہے۔ (مختصراً)

ان تین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت امام کا میلان علم کلام کی طرف تھا اور آپ نے خوارج سے مناظرے کئے اور آپ کی کافی شہرت ہوئی، پھر آپ کی طبیعت فقہ کی طرف راغب ہوئی اور آپ نے حضرت حمام کی صحبت اختیار کی اور فقہ میں درجہ کمالی کو پہنچے۔ دورِ نقاہت میں اگرچہ آپ مناظرے کی طرف راغب نہ تھے لیکن اتفاقی طور پر اجماعاً کثرت شیعہ اور خوارج سے مناظرے کی نوبت آجاتی تھی۔ ناجز ایک مناظرے کا حال لکھتا ہے تاکہ آپ کی نباہت حاضر جوانی اور لا یتخافون فی اللہ کو ممتدّیہ کی کچھ کیفیت کا حال ناظرین کو معلوم ہو۔

حضرت امام کا خوارج سے زانیہ اور شرابی کے متعلق ایمان پر مناظرہ

نے لکھا ہے۔

خوارج کو معلوم ہوا کہ گناہ کرنے کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لہذا ان کے ستر افراد آپ کی محفل میں آئے۔ چونکہ محفل میں جگہ نہ تھی وہ کھڑے رہے اور انہوں نے کہا۔ اے ابوحنیفہ ہم ایک ہی ملت کے ہیں تم اہل مجلس سے کہو کہ وہ ہم کو جگہ دیں۔ چنانچہ ان کے واسطے کشائش کر دی گئی اور وہ آکر حضرت امام کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے اور ان سب نے اپنی تلوار یا سونٹ لیں پھر انہوں نے حضرت امام سے کہا۔ اے اس امت کے دشمن، اور ان میں سے بعض نے کہا۔ اے اس امت کے شیطان۔ اور پھر انہوں نے کہا۔ ہم میں سے ہر ایک کے لئے تمہارا قتل کرنا ستر سال کے جہاد سے بہتر ہے۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ تم پر ظلم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم میرے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہم انصاف کریں گے۔ آپ نے کہا۔ تم اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو کیونکہ تلواروں کی چمک سے دل ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم اپنی تلواروں کو نیام میں کیسے کریں جبکہ ہم اپنی تلواروں کو تمہارے خون سے رنگنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ فَتَكَلَّمُوا عَلَىٰ إِسْمِ اللَّهِ، تو پھر اللہ کا نام لے کر بات کرو۔ وہ بولے۔ مسجد کے دروازے پر دو جنازے ہیں۔ ایک عورت کا ہے اس نے زنا کیا، جب احساس عمل ہوا خود کشی کر لی اور دوسرا جنازہ مرد کا ہے، اس نے پیٹ بھر کر گلے تک شراب پی، پھر غرغر کرتا ہوا مر گیا۔ حضرت امام نے ان سے کہا۔ ان دونوں افراد کا تعلق کس مذہب سے ہے، کیا یہودی ہیں۔ وہ بولے نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا نصرانی ہیں۔ جواب ملا نہیں۔ آپ نے دریافت کیا، کیا مجوسی ہیں۔ اس کا جواب بھی نہیں سے ملا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بتاؤ کہ وہ کس ملت سے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ان دونوں کا تعلق اُس ملت سے ہے جو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ شہادت یعنی یہ گواہی ایمان کا کتنا حصہ ہے؟ انہوں نے کہا یہ شہادت پورا ایمان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے افراد کے متعلق تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو جن کے متعلق تم کہتے ہو کہ وہ مؤمن تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ یہ دونوں اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے۔ آپ نے فرمایا۔ میں ان دونوں کے متعلق وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہی ہے جن کا جرم ان دونوں کے

جرم سے بڑا تھا۔ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (سورہ ابراہیم آیت ۲۷)
 جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہنا مانا تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اور میں وہ
 بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہی ہے جن کا جرم
 ان دونوں کے جرم سے بڑا تھا۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
 الْحَكِيمُ (سورہ مائدہ آیت ۱۱۸) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو
 معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔ اور میں وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت
 نوح علیہ السلام نے کافروں کی اس بات اَنْتُمْ مِنْ بَدَنِكَ وَاتَّبَعْتِ الْاَمْرَ لُبُونَ (کیا ہم تجھ پر
 ایمان لے آئیں اور تیرے ساتھ کیسے ہو رہیں) کے جواب میں کہی ہے۔ وَمَا عُنِيَ بِمَا كَانُوا
 يَعْمَلُونَ اِنْ حَسَابُكُمْ اِلَّا عِنَّا رَبِّي نُوْتَشْعُرُونَ وَمَا اَنَابَاطَارِ دِ الْمُوْمِنِيْنَ (سورہ شعراء آیت
 ۱۱۳-۱۱۴) جو کام وہ کر رہے ہیں مجھ کو اس کی کیا خبر، ان سے حساب کا پوچھنا میرے پروردگار
 ہی کا کام ہے اور میں ایمان لانے والوں کو ہٹانے والا نہیں۔ اور میں حضرت نوح علیہ السلام
 کی یہ بات کہوں گا۔ وَلَا اَقُولُ لِلَّذِيْنَ تَزِدُّرْحِيْ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اللّٰهُ اَعْلَمُ
 بِمَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ اِنِّيْ اِذَا لَمِسَ الظّٰلِمِيْنَ (سورہ ہود آیت ۳۱) جو لوگ تمہاری آنکھوں میں کیسے
 ہیں ان کے متعلق میں نہ کہوں گا کہ اللہ ان کو بھلائی دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ
 ان کے جی میں ہے، اگر میں یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں۔ یہ سن کر خوارج نے اپنے ہتھیار ڈال
 دیئے اور انہوں نے کہا ہم اس مسلک سے بیزاد ہوتے ہیں جس پر ہم تھے اور اب ہم وہ مسلک
 اور دین اختیار کرتے ہیں جو کہ اے ابو حنیفہ تمہارا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا۔ فَقَدْ اَتَاكَ اللّٰهُ
 فَضْلًا وَحِكْمَةً وَنِيْمًا. يٰقِيْنَا اللّٰهُ تَعَالٰى نِيْمًا كُوْفِيْسَلْتِ اور دانائی اور علم عطا کیا ہے۔
 راوی کا بیان ہے کہ ان سب نے خوارج کا مسلک چھوڑا اور اہل جماعت کا مسلک
 اختیار کیا اور خیر سے روانہ ہو گئے۔

حضرت امام نے اوائل احوال میں مناظرے کئے۔ دَورِ فِقَاهِيَّتِ فِيْ مَنَاظِرُوْنَ بِيْ اَجْتِنَابِ
 كِيَا، اتفاتی صورت جیسی کہ اب پیش آئی، اس سے بحث نہیں۔ آپ اپنے فرزند گرامی حماد کو اور
 شاگردوں کو مناظروں سے روکتے تھے۔ علامہ الموفق نے لکھا ہے۔ لہ
 عمر بن حماد بن ابی حنیفہ اپنے والد حماد سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے

فرمایا علم کلام حاصل کر لو یہ علم کلام فقہ اکبر ہے۔ چنانچہ میں نے یہ علم حاصل کیا اور مجھ کو اس میں مہارت حاصل ہوئی۔ ایک دن میں اصحاب کرام سے مناظرہ کر رہا تھا کہ حضرت والد کی آمد ہوئی، آپ نے دریافت کیا تمہارے پاس کون لوگ ہیں، میں نے اُن کے نام آپ کو بتائے۔ آپ نے فرمایا۔ يَا سَمَاءُ ذِي الْكَلَامِ اے حماد کلام کو چھوڑو۔ میں نے اُن سے کہا آپ ہی نے علم کلام حاصل کرنے کو کہا تھا۔ فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو اور پھر فرمایا۔ اے میرے بیٹے! میں نے تم سے کہا تھا لیکن اب تم کو اس سے روکتا ہوں۔ اصحاب کلام کا پہلے ایک قول اور ایک دین تھا پھر شیطان نے اُن میں عداوتیں ڈال دیں ان میں اختلاف پیدا ہوئے اور بعض نے بعض کو کافر قرار دیا۔ مشائخ نے اس کو برا سمجھا اور اہل سلامت نے ان لوگوں سے کہا کہ اے لوگو تمہارا امام تمہارا قبلہ تمہاری کتاب تمہاری شریعت ایک ہے۔ جس بات میں اختلاف ہے اس میں مباحثہ کرو لہذا ہم جمع ہو جاتے تھے اور کوئی تقریر کرتا تھا اور شیطانی اثرات کا بیان کرتا تھا اور سامعین روتے تھے اور مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آج کل تم سخر کیا جاتا ہے اور ٹھٹھے لگاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس سے بچنا اولیٰ ہے۔ (مختصراً)

حضرت امام عالی مقام نے جس ہوش رُبا حالت میں فَتَكَلَّمُوا عَلٰی اٰمِنِمْ اللّٰہُ کہہ کر ستر سنگی تلواروں میں محصور ہو کر جس طرح حق کا اظہار کیا ہے کیا وہ افراد جو حضرت امام کی مخالفت میں شب و روز مصروف رہتے ہیں، اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔ عاجز کے نزدیک حضرت امام کا اس موقع میں اظہار حق کرنا مصداق ہورہا ہے اس آیت مبارکہ کا۔ "يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ" (آیت ۵۴) "لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا، دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والے خیر دار!"

علامہ قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری نے اخبار ابوحنیفہ کے صفحہ نو میں متصل سند سے حسن بن سلیمان کے متعلق لکھا ہے۔ اِنَّهُ قَالَ فِي تَفْسِيرِ الْحَدِيثِ الَّذِي جَاءَ لَا تَقْوَمُ الشَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ الْعِلْمُ۔ قَالَ هُوَ عِلْمُ اَبِي حَنِيفَةَ وَتَفْسِيرُهُ الْاَشَارُ كَمَا اَنَّهُمْ نَعَى اِسْمُ عِدِيثٍ شَرِيفٍ قِيَامَتِ بَرِپَانِ مَوَكِّي جَب تَك عِلْمٌ ظَاهِرٌ مَوَبَانِي كَمَا بِيَانٍ اَوْر تَشْرِيحٍ مِيں كَمَا هِيَ كَر عِلْمٍ مَرَادُ اَبُو حَنِيفَةَ كَا عِلْمٍ اَوْر اِن كِي تَشْرِيحٍ جَو اَحَادِيثٍ مَبَارَكَةٍ كِي كِي هِيَ ظَاهِرٌ مَو جَانِي۔

عاجز کے نزدیک حسن بن سلیمان نے پوری طرح احوال کو دیکھ کر یہ قول کہا ہے کہ جو شخص بھی اسلامی فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے جیسا کہ امام شافعی نے کہا ہے۔ یہ عاجز

دیکھتا ہے کہ جب بھی کوئی نیا مسئلہ نکلتا ہے حضرت امام ہی کے قواعد استنباط سے اس کا حل نکلتا ہے۔
 ع - کیا دین جہاں گمراہی ہے کیا شرع میں ہے

حضرت امام کی سند قرآن مجید کی | حضرت امام نے قرآن مجید حفظ کیا اور آپ نماز میں قرآن مجید کا ختم کیا کرتے تھے۔ آپ بہ کثرت قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ صیمری نے خارج بن مصعب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے "تَحْتَمُّ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ" ایک رکعت میں قرآن مجید کا ختم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو کثرت تلاوت سے متشابہات پر پورا عبور تھا۔

علامہ شامی نے عقود الجمان میں لکھا ہے کہ کسی طریقوں سے ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے قرأت امام عاصم بن ابی النجود سے پڑھی ہے جو کہ قرأت کے سات ائمہ میں سے جن کی قراءات کا ذکر امام شاطبی نے کیا ہے ایک مشہور امام ہیں۔

حافظ ابوالخیر محمد ابن جزری نے لکھا ہے کہ امام عاصم کی وفات ۱۰۰ھ کے اواخر میں یا ۱۰۰ھ کے اوائل میں ہوئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ وہ قرأت جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے اور اس قرأت کو ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعی نے جمع کیا ہے اور ان سے ابوالقاسم ہمدانی وغیرہ نے نقل کیا ہے بے اصل ہے۔ ابوالعلاء واسطی نے کہا ہے کہ خزاعی نے جو کتاب لکھی ہے اور ان حروف کی نسبت ابوحنیفہ کی طرف کی ہے۔ اس کے متعلق دارقطنی اور ایک جماعت نے لکھا ہے کہ وہ موضوعی ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس کتاب کی روایت میں نے کی ہے۔ اس میں ہے۔ "إِنَّهَا يَحْتَمُّ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْغَمَاءُ" اس میں لفظ مبارک اللہ پر پیش ہے اور لفظ العلماء کے ہمزہ پر فتح یعنی زبر ہے۔ اکثر مفسرین نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی نسبت حضرت کی طرف کی ہے اور پھر توجیہ بیان کرنے کے سلسلہ میں تکلفت باریہ سے کام لیا ہے۔ حالانکہ حضرت امام اس سے بری ہیں۔

اللہ تعالیٰ امام جزری اور ان کے رفقاء کو اجر کثیر دے کہ ان حضرات نے حق کا اظہار کر کے امام کے دامن کو صاف کر دیا۔ ایسے ہی نادان کرم قراؤں کے متعلق فارسی کا یہ مشہور مقولہ ہے۔
 دشمن دانا بہ از دوست نادان۔

ابن حجر ہیتمی نے الخیرات الحسان میں خزاعی کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ امام نے لکھا ہے کہ ایک جماعت نے کہ ان میں دارقطنی بھی ہیں اس کتاب کو موضوعی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب بے اصل

لے اخبار ابی حنیفہ ص ۳۵۰ ۳۵۱ سے النشر فی قرأت العرش ج ۱ ص ۳۵

ہے، امام ابوحنیفہ اس سے بری ہیں۔ وہ صاحبِ فہم اور دیندار تھے۔ بھلا وہ قرارت متواترہ کو چھوڑ کر قرارت شاذہ کیوں لیتے۔

علامہ موفق نے لکھا ہے۔ ۱۷
حضرت امام کی سند حدیث شریف کی

امام محمد بن حسن شیبانی کے صاحبزادے ابوحنیفہ صغیر ابو عبد اللہ محمد بن احمد کے زمانہ میں شافعیہ اور حنفیہ میں معارضہ ہوا کہ ابوحنیفہ اور شافعی میں افضل کون ہے۔ ابوحنیفہ صغیر نے کہا۔ دونوں حضرات کے مشائخ کا شمار کر لیا جائے۔ جس کے مشائخ زیادہ ہوں، وہ افضل ہے۔ امام شافعی کے اسی مشائخ شمار میں آئے اور ابوحنیفہ کے چار ہزار۔

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی شافعی نے لکھا ہے۔ ۱۸
حضرت امام عالی مقام کے مشائخ کے اسماء گرامی لکھے ہیں جو کہ تین سو چوبیس ہیں۔ اور حضرت امام سے روایت کرنے والوں کے نام لکھے ہیں جو کہ نو سو چونتیس ہیں۔

واضح رہے علامہ شافعی نے صرف اسماء گرامی تحریر کئے ہیں اور عاجز نے ان کو شمار کیا ہے۔ واضح رہے شمار عاجز نے کیا ہے۔ ہو سکتا ہے ایک دو عدد کی کمی بیشی آگئی ہو۔ خطیب بغدادی نے حضرت امام عالی مقام کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ۱۹

النعمان بن ثابت ابوحنیفہ، تیمی، اصحاب رے کے امام اور اہل عراق کے فقیہ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے اور عطار بن رباح، ابواسحاق بسیمی، محارب بن دثار، حماد بن ابی سلیمان، ہشتم بن حبیب الصواف، قیس بن مسلم، محمد بن منکدر، زنافع مولیٰ ابن عمر، ہشام بن عروہ، یزید بن الفقیر، سماک بن حرب، علقمہ بن مرشد، عطیہ بن العرنی، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالکریم ابوامیہ وغیر ہم سے سنا ہے۔ ابوحنیفہ سے روایت ابو یحییٰ الحماتی، ہشیم بن بشیر، عباد بن العوام، عبداللہ بن المبارک، وکیع بن اعرج، یزید بن ہارون، علی بن عامر، یحییٰ بن نصر بن ماجہ، ابو یوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، عمر بن محمد العنقری، ہوزہ بن خلیفہ، ابو عبد الرحمن المقرئ، عبدالرزاق بن ہمام اور دوسرے افسراد نے کی ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی المتوفی ۳۴۸ھ شافعی نے مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ میں لکھا ہے۔ ۲۰

۱۷ کتاب ج ۲ ص ۳۸۰ عقود البیان کا چوتھا اور پانچواں باب۔ ۱۸ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۲۲۔ ۱۹ ملاحظہ کریں ص ۱۱۱

آپ نے حضرت امام کے دس شیوخ کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ وَعَدَدٌ كَثِيرَةٌ مِنَ التَّابِعِينَ اور تابعین میں سے ایک بڑی جماعت۔

اور آپ سے استفادہ کرنے والوں کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

حقہ آپ سے بڑوں کی ایک جماعت نے حاصل کی۔ ان میں سے زفر بن ہذیل، ابو یوسف القاضی، حضرت امام کے فرزند حماد، نوح بن ابی مریم معروف بہ نوح الجامع، ابو مطیع الحکم بن عبداللہ ابلہنی، المحسن بن زیاد اللؤلؤی، محمد بن الحسن اور اسد بن عمرو القاضی اور آپ سے محمد بن اور فقہار نے بہ کثرت روایت کی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے اقران میں سے ہیں؛ مغیرہ بن مقسم، زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کدام، سفیان الثوری، مالک بن مغول، یونس بن ابی اسحاق۔ اور ان کے بعد کے ہیں۔ زائدہ، شریک، حسن بن صالح، ابو بکر بن عیاش، عیسیٰ بن یونس، علی بن مسہر حفص بن غیاث، جریر بن عبد الحمید، عبداللہ بن المبارک، ابو معاویہ، وکیع، المحارب، ابو اسحاق، الفزازی، یزید بن ہارون، اسحاق بن یوسف الازرق، المعافی بن عمران، زید بن الجباب، سعد بن الصلت، مکی بن ابراہیم، ابو عاصم النبیل، عبدالرزاق بن ہمام، حفص بن عبدالرحمن المسلمی عبید اللہ بن موسیٰ، ابو عبدالرحمن المقرئ، محمد بن عبداللہ الانصاری، ابو نعیم، ہودہ بن خلیفہ، ابواسامہ، ابویحییٰ الحمانی، ابن نمیر، جعفر بن عون اسحاق بن سلیمان الرازی وخلق یعنی اور خلق خدا۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے لکھا ہے۔ لہ

ان افراد کا ذکر جن سے حضرت امام نے روایت کی ہے اور حضرات تابعین اور ان کے اتباع میں سے چوراسی حضرات کے نام لکھے ہیں۔

پھر ان افراد کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حضرت امام سے روایت کی ہے اور یہ بیچانوں افراد کے نام ہیں۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے الفصل اثلاثون فی سندہ فی الحدیث میں لکھا ہے۔ لہ

گزر چکا ہے کہ حضرت امام نے چار ہزار مشائخ سے جو کہ ائمہ تابعین تھے اور دوسرے حضرات سے روایت کی ہے اور اسی بنا پر علامہ ذہبی اور دوسرے حضرات نے حضرت امام کا شمار حدیث شریف کے حفاظ میں کیا ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا ہے کہ حدیث کی طرف آپ کا خیال کم تھا اس نے قابل

لہ تبیض الصیف ص ۱۱۱

سے کام یلجے یا حسد کی بنا پر یہ بات کہی ہے۔ یہ بات ایسے شخص کے متعلق کیسے صحیح ہو سکتی ہے جس نے بے شمار مسائل استنباط کئے ہوں اور وہ اپنے مخصوص طریقہ استنباط میں پہلا شخص ہو، جس کا بیان اس کے اصحاب نے اپنی تالیقات میں کیلے۔

بات یہ ہے کہ وہ مسائل کے استنباط کے کام میں مصروف تھے اس لئے ان کی روایتیں پھیلی نہیں جس طرح پر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی روایتیں ان کی مصروفیات کی وجہ سے کم ہوئیں۔ یہ حضرات مصالح عامہ مسلمین میں مصروف تھے حالانکہ چھوٹے صحابہ سے زیادہ روایتیں ان کی ہیں۔ یہی حال امام شافعی اور امام مالک کا ہے کہ ان کی روایتیں ان افراد سے کم ہیں جو روایات کرنے کے لئے فارغ تھے، جیسے ابو زررہ اور ابن معین تھے۔ مالک اور شافعی مسائل کے استنباط کرنے میں مصروف تھے۔

یہ واضح رہے کہ روایت بغیر کزانت کے چنداں مفید نہیں ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے اس کی مذمت میں ایک باب لکھا ہے۔

حافظ عماد الدین ابوالفوار اسماعیل ابن کثیر دمشقی شافعی متوفی ۳۲۰ھ نے لکھا ہے۔
 "هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ، فَفِيهِ الْعِرَاقِيُّ وَأَخَذَ أُمَّةً لِإِسْرَائِيلَ وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَلَعَدَّ أَرْكَانَ الْعُلَمَاءِ وَأَخَذَ أُمَّةً الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَشْتَوِعَةِ وَهُوَ أَقْدَمُهُمْ وَفَاةً، لِأَنَّهُ أَدْرَكَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ، وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَقَيْلَ وَغَيْرَهُ، وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ!"

آپ امام ابو حنیفہ ہیں آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے، وہ ایک کوفی کی ہے۔ آپ عراق کے فقیہ ہیں اور اسلام کے ائمہ میں سے اور نام آور حضرات میں سے ایک فرد ہیں اور علماء کے ارکان سے ایک رکن ہیں اور چار مختلف مذاہب کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے صحابہ کا دور پایا ہے اور انس بن مالک کو دیکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کے سوا دوسرے کو بھی دیکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ انہوں نے سات صحابہ سے روایت کی ہے۔

ابن کثیر نے آپ کے بعض مشائخ اور بعض شاگردوں کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ آپ ثقہ اور اہل صدق میں سے ہیں اور جھوٹ بولنے کا اتہام آپ پر نہیں لگایا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید فتویٰ میں آپ کے قول کو اختیار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے ہم اللہ کے سامنے

جموٹ نہیں بولیں گے ہم نے ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی ہے۔ ہم نے آپ کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

ابونعیم نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ مسئلہ کی تہہ تک پہنچتے تھے۔ مکی بن ابراہیم نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ دنیا کے سب سے بڑے عالم تھے خطیب نے سند کے ساتھ اسد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ ہر رات نماز میں قرآن مجید پڑھتے تھے (حتم کرتے تھے) اور اتنا روایا کرتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر ترس آتا تھا۔ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اور جہاں آپ کی وفات ہوئی ہے ستر ہزار مرتبہ کلام الہی کا ختم کیا ہے۔

علامہ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے۔ لے

آپ نے عطار بن رباح سے اور ان کے طبقہ کے افراد سے روایت کی ہے اور حماد بن سلیمان سے تفقہ حاصل کیا۔ آپ بنی آدم کے عقلمند افراد میں سے تھے۔ فقہ اور عبادت اور ورع اور سخاوت کے جامع تھے۔ حکومت کے انعامات قبول نہیں کئے۔ اپنی کمائی میں سے خرچ کیا کرتے تھے اور دوسروں کو دیا کرتے تھے۔ آپ کا بڑا کارخانہ ریشم کا تھا۔ آپ نے کاریگری اور مزدور رکھے تھے۔ شافعی نے کہا ہے۔ تفقہ میں لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ یزید بن ہارون نے کہا ہے۔ میں ابوحنیفہ سے زیادہ ورع والا اور صاحب عقل کسی کو نہیں پایا۔

علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی شافعی مضاف مشکوٰۃ المصابیح نے اپنی کتاب

الإکمال فی اسماء الرجال میں آپ کا ذکر کیا ہے اور اپنے بیان کے آخر میں لکھا ہے۔

شریک نغمی کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ کی خاموشی بہت ہو کرتی تھی۔ آپ زیادہ تر فکر میں رہا کرتے تھے۔ لوگوں سے بات کم کیا کرتے تھے۔ یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم باطن مل تھا اور آپ مہمات دین میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جس شخص کو خاموشی اور زہد مل جائے اس کو علم کامل مل گیا ہے۔ اگر ہم آپ کے مناقب اور فضائل کی تشریح کریں، بات بڑھے گی اور مقصد حاصل نہ ہوگا (یعنی آپ کی مدح انتہا کو نہ پہنچے گی) آپ عالم تھے، پرہیزگار تھے، زاہد تھے عبادت گزار تھے، شریعت کے علوم میں امام تھے۔ اگرچہ ہم نے اپنی کتاب مشکات میں ان سے کوئی روایت نہیں لی ہے لیکن اس رسالہ میں ان کا ذکر کر کے ان کے مرتبہ کی بلندی اور ان کے علم کی کثرت سے برکت حاصل کرتے ہیں ۛ

ۛ ملاحظہ کریں شذرات الذهب ج ۱ ص ۳۷

آگاہی :- علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "الانتقار" میں حضرت امام مالک کے مال میں
صفوہ بار، میں لکھا ہے: "وروی عنہ من الائمة سوی ہؤلاء ابوحنیفہ و سفیان الثوری و
ابن عیسیٰ و شعبۃ المہاج و الاوزاعی و اللیث بن سعد۔ الخ"

امہ میں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے ان حضرات نے بھی روایت کی ہے۔ ابوحنیفہ سفیان
ثوری، ابن عیسیٰ شعبتہ بن المہاج، اوزاعی، لیث بن سعد الخ۔

کتاب الانتقار کے طبع کرانے والے نے صفوہ تیرہ، چودہ اور پندرہ میں حاشیہ لکھا ہے
اس کا نقل کرنا اور ترجمہ پیش کرنا طول عمل ہے۔ لہذا عاجز خلاصہ پیش کرتا ہے۔

یہ بات دو روایتوں کی بنا پر کہی گئی ہے۔ ایک روایت ابن شہین اور دارقطنی کی
"غرائب مالک" میں محمد بن مخزوم سے ہے۔ وہ اپنے دادا محمد بن ضحاک سے وہ عمران بن عبدالرحیم
اصہبانی سے وہ بکا بن مس سے وہ حماد بن ابوحنیفہ سے وہ ابوحنیفہ سے وہ مالک بن انس سے وہ
عبد اللہ بن افضل سے وہ نافع بن جبیر بن مطعم سے وہ ابن عباس سے وہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ الاَیْمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيَّتِهَا وَالْبِكْرُ كَثْمًا مَرُوءَةً اَقْرَابًا
یعنی رائے اپنے نفس کی مالک ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اس کا اقرار
ہے۔ دوسری روایت خطیب بغدادی نے مالک کے روایات میں محمد بن علی سلمی واسطی سے کی ہے
وہ ابو زرہ احمد بن الحسین سے وہ علی بن محمد بن مہرود سے وہ مجیر بن الصلت سے وہ قاسم بن حکم العرفی
سے وہ ابوحنیفہ سے وہ مالک سے وہ نافع سے وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک سول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میری بکریوں کو عورت چرا رہی تھی۔ ایک بھیڑ کے متعلق
میں کو خیال ہوا کہ وہ مرنے والی ہے لہذا اس نے دھار دار پتھر سے بھیڑ کو ذبح کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس بکری کے گوشت کو کھانے کی اجازت دی۔

احادیث شریفہ کی تلاش اور تتبع کرنے والوں کو یہی دو روایتیں ملی ہیں۔ سیوطی نے الفائد
فی حلاوة الآسانید میں ان روایتوں کو لکھا اور تسلیم کر لیا ہے لیکن دونوں روایتوں میں علت ہے۔
پہلی روایت میں حماد بن ابوحنیفہ کی روایت کی روایت امام مالک سے ہے اپنے والد ابوحنیفہ سے
نہیں ہے۔ حماد بن ابی حنیفہ کو حماد بن ابی حنیفہ سمجھ لیا گیا ہے جیسا کہ ابو عبد اللہ محمد بن حنبلہ عطا نے
اپنے مختصر رسالہ "ارواہ الاکابر عن مالک" میں روایت کی ہے لکھا ہے۔ حدیث ابو محمد القاسم بن ہارون قال
حدیث عمران نایکار بن الحسن الاصہبانی قال حدیثنا حماد بن ابی حنیفہ قال حدیثنا مالک بن انس، الحدیث،

اس مختصر رسالہ میں روایہ زہری و یحییٰ بن سعید و ابن جریر و ثوری و شعبہ و یتیم عروہ و ادزاعی و حماد بن ابی حنیفہ و حماد بن زید و ابراہیم بن طہمان و ورقارہ و غیر ہم کا مالک سے ذکر ہے ابو حنیفہ کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا سند میں ابو حنیفہ کا اضافہ کرنا راوی کا دہم ہے۔

اور دوسری روایت میں ابو حنیفہ تک سلسلہ درست ہے اور ابو حنیفہ نے عبد الملک سے روایت کی ہے جو کہ ابن عمیر میں اور وہ نافع سے روایت کرتے ہیں۔ ابن الصلت سے مغالطہ عبد الملک کا مالک سے ہوا ہے جیسا کہ اس حدیث کے طرق سے ثابت ہے اور یہی سبب ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے مالک سے ابو حنیفہ کی روایت ثابت نہیں کی ہے۔

علامہ قاضی میسرے نے لکھا ہے۔ ل

حضرت امام کی سند تفقہ فی الدین

حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ابراہیم نخعی کی وفات کے بعد اہل کوفہ کی نظر حماد بن ابی سلیمان مغنی کوفہ کی طرف گئی اور وہ اپنے استاد ابراہیم نخعی کے قائم مقام اور جانشین ہوئے۔ ان کی وجہ سے اہل کوفہ بے فکر ہو گئے اور جب حماد بن ابی سلیمان کی وفات ہوئی اہل کوفہ کو پھر فکر ہوئی کہ آپ کا قائم مقام اور جانشین کس کو بنایا جائے۔ آپ کے فرزند گرامی جناب اسماعیل اچھی معرفت رکھتے تھے۔ چنانچہ جناب حماد کے شاگرد ابو بکر ہنشلی ابو بردہ عتبی، محمد بن جابر و غیر ہم اسماعیل بن حماد کے پاس گئے۔ چونکہ اسماعیل کو علم نحو اور کلام عرب کے شخص تھا اس لئے انہوں نے اپنے والد کی قائم مقامی اختیار نہ کی۔ پھر ان حضرات نے ابو بکر ہنشلی سے کہا کہ وہ اپنے استاد کی جگہ بیٹھیں۔ انہوں نے عذر کیا۔ پھر انہوں نے ابو بردہ سے کہا اور وہ معذرت خواہ ہوئے۔ اب ان حضرات نے ابو حنیفہ نعمان سے کہا۔ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ ظلم ضائع ہو، لہذا میں آپ صاحبان کی خواہش پوری کرتا ہوں اور آپ اپنے استاد کی جگہ بیٹھیے۔ آپ کی طرف لوگوں کا رجوع ہوا۔ ابو یوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، زفر بن بزین، زید اور دوسرے اہل فضل آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ابو حنیفہ نے ان کو فقیہ بنانا شروع کر دیا۔ آپ ان حضرات سے بہ محبت پیش آتے اور ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

ابن ابی لیلی، ابن شبرہ، شریک، سفیان آپ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور کوشش میں رہتے تھے کہ آپ ناکام ہوں۔ لیکن آپ کی کیفیت اور مقام مستحکم ہوا۔ امر آپ کے محتاج ہوئے اور خلفاء آپ کا ذکر کرتے لگے۔

لے ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ

اور لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے داؤد طائی سے سنا کہ کوفہ کے مفتی حماد بن ابی سلیمان تھے۔ ان کے بیٹے کا نام اسماعیل تھا۔ حماد کی وفات کے بعد لوگوں کا خیال ہوا کہ اسماعیل کو ان کی جگہ بٹھا دینا لیکن ان کو اشعار اور آیات عرب سے لگاؤ تھا تو حماد کے اصحاب نے ابوبکر نبشلی، ابوبردہ، محمد بن جابر حنفی وغیرہم سے کہا گیا اور ان حضرات نے غدر کیا۔ اس وقت ابو حصین اور جیب بن ثابت نے کہا کہ خزاز (ریشمی کپڑے کا تاجر) اچھی معرفت رکھتا ہے اگرچہ اس کی عمر کم ہے، اس کو حماد کی جگہ بٹھاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو حماد کی جگہ بٹھایا۔

ریشمی کپڑے کے یہ تاجر بالدار تھے سخی تھے اور ذکی تھے۔ وہ مسند علم پر بیٹھے اور سب کچھ برداشت کیا اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کو داد و دہش سے لوازا۔ اور حکام اور امرا نے ان کا اکرام کیا۔ لہذا آپ کی شان بلند ہوئی اور اصحاب علم میں سے اعلیٰ طبقہ کے افراد آپ کے پاس آئے اور ان کے بعد ابویوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، ابوبکر بڈلی، ولید بن ابان آپ کے پاس آئے۔ وہ افراد جو ان کی مخالفت کرتے تھے اور ان کی بُرائی کے خواہاں تھے وہ ابن ابی یسلی، ابن شبر، ثوری اور شریک اور ایک جماعت تھی۔

آپ کا مرتبہ بالاد برتر ہوتا گیا اور آپ کے اصحاب بہت ہو گئے اور مسجد جامع میں آپ کا حلقہ متفقوں سے بڑا ہو گیا اور سوالات کے جوابات کثرت سے دیئے جانے لگے۔ آپ نے مخالفوں کی ایذا رسانی پر سبر کیا اور ان میں سے ہر ضعیف پر فراخ دلی کا ثبوت دیتے رہے اور کھلتے پتے افراد کو تحفے ارسال کئے لہذا لوگوں کا سخی آپ کی طرف مڑا۔ امرا، حکام اور اشراف کرام نے آپ کی عزت کی۔ آپ نے مشکلات کا سامنا کیا، لہذا سب آپ کے مشکوٰۃ گزار ہوئے اور آپ نے ایسے امور انجام دیئے کہ عرب ان سے قاصد تھے۔ آپ اپنے وسیع علم کی بدولت یہ سب کچھ کر گئے اور تقدیر نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کو بلند مقام حاصل ہو گیا جس پر آپ کے مخالف حسد کرنے لگے۔

بلیح بن وکیع نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا۔ فقہ حاصل کرنے کے لئے کس چیز سے مدد لی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمت پوری ہو۔ اس نے کہا ہمت کیسے پوری کی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ علاقہ کو چھوڑو۔ اس نے پوچھا علاقہ کو کیسے چھوڑا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ضرورت کے وقت شے کو بہ قدر حاجت لو اس میں اضافہ نہ کرو۔

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان (حضرت امام کے استاد عالی مقام) سے سنا کہ ابو حنیفہ ہمارے پاس بہت قاعد سے، وقار کے ساتھ، دھیان لگا کر بیٹھا کرتے ہیں ہم ان کو علم

کی غذا دیتے ہیں اور ان سے مشکل سوالات کرتے ہیں۔ قسم ہے اللہ کی وہ بہت اچھی سمجھ اور اچھے حافظ کے ہیں۔

لوگوں نے ان کی بُرائی کی اور اللہ کی قسم وہ ان لوگوں سے زیادہ علم والے ہیں۔ کل ان کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ علم نعمان کا جلیس ہے جس طرح پر کر میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ دن کا نوٹ ہے جو رات کی تاریکی کو زائل کرتا ہے۔

ابو غسان نے بیان کیا کہ میں نے اسرائیل سے سنا، وہ کہہ رہے تھے، کیا اچھے شخص نعمان تھے۔ وہ کیا خوب حافظ تھے ہر اُس حدیث کے: میں فقہ موتی تھی، ان کو کتنی زیادہ تلامش ایسی احادیث کی رہا کرتی تھی۔ یہ طریقہ انہوں نے عماد سے سیکھا اور اس کو بہت اچھی طرح محفوظ رکھا، لہذا ان کی عزت خلفاء اور اُمراء اور وزرار نے کی، فقہ میں اگر کوئی شخص ان سے مناظرہ کرتا تھا تو ان کی بہت نفس بڑھتی تھی، مسخر کہا کرتے تھے، اگر کسی شخص نے اللہ کے راستے کے لئے ابو حنیفہ کو اپنا امام بنا لیا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اُس کو خون نہیں ہے، اس نے اپنے سس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔

علی بن عاصم نے کہا ہے، اگر ابو حنیفہ کے علم کو ان کے زمانے کے اہل علم کے ساتھ تو لا جائے تو ابو حنیفہ کا علم بھاری رہے گا۔

ابو یوسف نے ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ فقہ کی قدر و منزلت اور اہل فقہ کی قدر و منزلت کو وہ شخص نہیں جان سکتا جس کا بیٹھنا اہل مجلس پر بار ہو۔

عبدالرزاق بن ہمام محدث شہیر نے بیان کیا کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک کی آمد ہوئی معمر نے کہا ابو حنیفہ، بڑھ کر فقہ کی مہارت رکھنے والا مجھے کوئی اور نظر نہیں آتا جو کہ اللہ کی مخلوق کے لئے فقہ اور قیاس کے ذریعہ راہِ نجات دکھانے والا ہو۔ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ محتاط کسی کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی قسم کا شک شامل کر کے اپنے نفس کے لئے وبال تیار کرنے پر آمادہ ہو۔

علامہ شہیر و نہامہ تحریر السید محمد تفسیٰ الحسینی الزبیدی رحمہ اللہ نے "عُقُودُ الْجَوَاهِرِ الْمُنِيفَةِ فِي أُدُلِيَّةِ مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ مِمَّا وَافَقَ فِيهِ الْأُمَّةُ السُّنَّةُ أَوْ أَحَدُهُمْ" تحریر کی ہے اور ماہِ ربيع الأول ۱۱۹۸ھ میں اس تالیف سے فارغ ہوئے ہیں۔ نام نہاد اہل حدیث اس کتاب کو دیکھیں کہ حضرت امام عالی مقام نے کس طرح احادیث مبارکہ کا اتباع کیا ہے۔ آپ نے چودہ صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں سے کچھ فوائد یہ عاجز لکھتا ہے۔

صفحہ ۶ میں ہے۔ شبابہ بن سوار نے کہا۔ شعبہ کی رائے ابو حنیفہ کے متعلق اچھی تھی۔

علی بن المدینی نے کہا کہ ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، مشیم، وکیع بن الجراح، عباد بن العوام، جعفر بن عون نے حضرت امام سے روایت کی ہے اور آپ ثقہ ہیں اور آپ میں کچھ نقص نہیں ہے۔
- یحییٰ بن سعید نے کہا۔ یسا اوقات ہم ابو حنیفہ کے قول کو پسند کرتے ہیں اور اسی کو لیتے ہیں۔
ازدی نے بیان کیا کہ یحییٰ نے کہا۔ میں نے ابو یوسف سے الجامع الصغیر سنی ہے۔
محمد بن بکر بن داسر نے کہا۔ میں نے ابو داؤد سلیمان بن الاسعث سجستانی سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔
الشرم فرماتے مالک پر وہ امام تھے، الشرحم فرماتے شافعی پر وہ امام تھے، الشرحم فرماتے ابو حنیفہ پر وہ امام تھے۔

عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ امام مالک سے ایک مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ مسئلہ پوچھنے والے نے ان سے کہا۔ اہل شام آپ سے خلاف کرتے ہیں اور ان کا یہ قول ہے۔ آپ نے کہا۔ مَتَى كَانَ هَذَا الشَّانُ لِأَهْلِ الشَّامِ إِنَّمَا هُوَ وَقْفٌ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْكَوْفَةِ۔ شام کو یہ مرتبہ کب سے بلا ہے۔ یہ بات تو مدینہ والوں اور کوفہ والوں کے لئے ہے۔

میں نے امینی کی خلاصہ الاثر میں پڑھا ہے کہ امام شمس الدین محمد بن غلام باہلی شافعی حفظہ اور اتفاق میں مشہور تھے۔ ان سے احمد بن عبداللطیف شیشی شافعی نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے۔ اگر ہم سے دریافت کیا جائے کہ ائمہ میں افضل کون سا امام ہے ہم کہیں گے ابو حنیفہ میں افضل ہیں۔

حماد بن زید نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی کے سامنے ابو حنیفہ کا ذکر بُرائی سے کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُظْفِقُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ چاہتا ہے کہ اس کا نور کامل ہو۔ ہم نے ان لوگوں کے مذاہب بھی دیکھے جو ابو حنیفہ کو بُرا کہتے تھے کہ وہ مٹ گئے اور بے جان ہو گئے اور ابو حنیفہ کا مذہب باقی ہے۔ قیامت تک کے لئے اور زمانہ جتنا گزرتا جاتا ہے اس کے نور اور برکت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل سنت و جماعت پیروان ابو حنیفہ و مالک و شافعی و حنبلی ہیں۔ جس نے بھی ابو حنیفہ کے مذہب پر طعن کیا ہے اس کا مذہب مٹا ہے وہ پہچانا نہیں جاتا اور ابو حنیفہ کا مذہب زمین پر شرقاً و غرباً پھیل رہا ہے اور لوگوں کی اکثریت اسی پر ہے۔

اور صفحہ بارہ میں لکھا ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ مِنَ الْأُمَّةِ وَشَهِدَ وَالَهُ بِالْقَدْرِ وَالْإِيمَانِ وَالْوَرَعِ وَالِإِحْتِيَاظِ وَالِإِحْتِلَافِ كَيْفَ يُظُنُّ بِهِ إِتْرَ الْإِحْتِيَاظِ فِي مَذْهَبِهِ هَذَا عَيْنِ الْإِعْتِرَافِ عَلَيْهِ وَحَاشَا مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ حَاشَا لَهُ

جس کا لوگوں میں یہ مرتبہ ہو کہ ایسے ائمہ گرامی مصنف نے امام مالک اور امام شافعی کی طرح و ثنا لکھی ہے) ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی صداقت اور امانت اور ورع اور ان کی احتیاط اور اخلاص کی شہادت دیتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ خیال کس طرح کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب میں محتاط نہیں رہیں گے۔ یہ فاسد خیال سرسراں پر تہمت ہے، وہ اس سے بری ہیں اور بری ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مردی ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو بنی اسرائیل کی زبان سے محفوظ کر دے۔ اللہ کی طرف سے ان کو خطاب ہوا۔ اے موسیٰ میں نے لوگوں کی زبان اپنے متعلق بھی بند نہیں کی ہے تمہارے متعلق کیسے بند کر دوں۔

ابوعاصم النبیل نے حضرت امام کے قاصدین کے سلسلہ میں نصیب کا یہ مصرع پڑھا۔ سَنَنْتُ وَهَنْ
 حَىٰ مِنَ النَّاسِ يَسْلَمُ۔ تم سلامت رہو کیا کوئی متنفس لوگوں سے سالم رہا ہے۔



حضرت امام کی فقہ کا سلسلہ

علامہ موفق نے لکھتے ہیں

مکہ مکرمہ کے دارالحنافین میں حضرت امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کا اجتماع ہوا۔ اوزاعی نے ابوحنیفہ سے کہا: کیا بات ہے کہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت تم رفع یدین نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہے۔ اوزاعی نے کہا: کس طرح صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے، مجھ سے زہری نے ان سے سالم بن عبد اللہ نے ان سے ان کے والد عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ابوحنیفہ نے اوزاعی سے کہا: ہم سے حماد نے کہا، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ اور اسود نے ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے وقت اور پھر رفع یدین کسی جگہ نہیں کرتے تھے۔ اوزاعی نے کہا: میں تم سے زہری، از سالم از والد خود عبد اللہ کی روایت بیان کرتا ہوں اور تم حماد از ابراہیم کا بیان مجھ سے کہتے ہو ابوحنیفہ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان آفقہ تھے زہری سے اور ابراہیم آفقہ تھے سالم سے اور اگے ابن عمر صحابی نہ ہوتے تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے آفقہ ہیں۔ اور اسود کے بہت فضائل ہیں اور عبد اللہ بن مسعود تو پھر عبد اللہ ہی ہیں۔ یہ سن کر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

اس واقعہ کو امام ابوالمحارب بن المرغینانی نے بصورت ارسال روایت کی ہے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود کی جگہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا ہے اور مرغینانی کی روایت کی ایک وجہ ہے کہ حضرت عمر نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس روایت کا مدار حضرت عبد اللہ بن مسعود ہی پر ہے یعنی حضرت عمر کے ارشاد کے راوی ابن مسعود ہیں۔

حضرت امام عالی مقام کے ارشاد گرامی سے یہ بات مستفوع ہے کہ حضرت امام کی سند کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ محدثین کے سلسلۃ الذہب سے اس سلسلہ نمازیہ کے شایان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باقی

لے ملاحظہ کریں الناقد جلد ۱۳

نقشبندی قدس اللہ روحہ کا یہ شعر ہے۔

اس سلسلہ از طلاے ناب است اس خانہ تمام آفتاب است
سلسلہ زہریہ کے متعلق امام لیث بن سعد کے مکتوب کا مطالعہ ناظرین فرمائیں۔ حضرت مولانا
نور الدین عبدالرحمن جامی نقشبندی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ناقصے گر کند اس سلسلہ را طعن تصویر حاشا یقین کہ بر آرم بہ زباں اس گلہ را

ہم شیران جہاں بستہ اس سلسلہ اند دو بہ از حیلہ چہاں بگسلد اس سلسلہ را

اس سلسلہ میں حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے مکتوب کا مطالعہ ناظرین فرمائیں۔

حضرت امام حماد آپ کی کنیت ابو اسماعیل ہے اور والد کا نام مسلم اور کنیت ابو سلیمان ہے نقیہ
کوفہ کے نام سے حضرت حماد کی شہرت تھی۔ آپ امام ابراہیم نخعی کے علوم

کے حامل اور ان کے جانشین تھے۔ آپ مردیگانہ اور صاحب احوال تھے۔ حدیث شریف کی روایت

حضرت انس بن مالک سعید بن المسیب وغیرہ سے کی تھی۔ امام مسلم اور اصحاب سنن نے آپ کی مرویات

کو لیا ہے۔ جس وقت آپ حدیث شریف کی روایت کیا کرتے تھے آپ پر ایک حال طاری ہو جاتا تھا۔

بسا اوقات غلبہ احوال کی وجہ سے آپ پر بے خودی چھا جاتی تھی، ہوش آنے پر وضو کرتے اور جس جگہ

حدیث لکھی تھی اسی جگہ سے آپ اس کی روایت کرتے تھے۔ آپ نہایت سمجھدار اور حساس شخص تھے۔ ماہ

رمضان شریف میں ہر روز پچاس افراد کو کھانا کھلاتے تھے اور عید کے دن ان میں سے ہر ایک کو ایک

کپڑا اور ایک سو درہم عنایت کرتے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے کہا۔ آپ میرے لئے اس کام کی سفارش ابن زیاد سے کریں

ابن زیاد کو فہ کا گورنر تھا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ تم کو اس کام میں کتنے منافع کی توقع ہے اس

نے ایک ہزار درہم بتائے۔ آپ نے اس کو پانچ ہزار درہم دیے اور فرمایا۔ اس حقیر رقم کے واسطے

ابن زیاد کے سامنے اپنی آبرو کیوں ضائع کر دوں۔

علامہ ابن عماد حنبلی نے "شذرات الذہب" میں لکھا ہے۔ آپ سخی، مالدار، محتشم اور گفتار

کے صادق تھے۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ جب حج کر کے جناب حماد کو فرمائے آپ نے اہل کوفہ سے کہا۔ تمہارے

بچے اور بچوں کے کچے (یعنی آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد) عطاری، مجاہد اور طاؤس سے زیادہ

نقیہ ہیں۔ میں ان حضرات کو دیکھ کر آ رہا ہوں۔

آپ کے اس ارشاد پر بعض اہل حدیث نے اعتراض کیا ہے۔ اہل حدیث نے آپ کے قول کو استخفاف پر عمل کیا ہے، حالانکہ آپ کا قول مقید ہے کہ فقہ میں امام حماد کے شاگردوں کا پایہ بلند ہے۔ کیا امام شافعی نے نہیں فرمایا ہے۔ النَّاسُ فِي الْفِقْهِ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ كَرُوكِ فَقِهِمْ ابُو حَنِيفَةَ كَمَحَلَجِمْ ہن کیا امام اعمش نے نہیں کہا ہے۔ تَحْنُ الصَّادِلَةُ وَأَنْتُمْ الْأَطِبَاءُ کہ ہم اہل روایت بمنزلہ عطار کے ہیں جو مفردات فروخت کرتا ہے اور تم اصحابِ فقہ بمنزلہ طبیب کے ہو۔

مشہور مقولہ ہے۔ لِكُلِّ فِرْقَةٍ رِجَالٌ ہر فن کے افراد ہوا کرتے ہیں۔ حضرت عطار مجاہد طائوس وغیرہم نے ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روایت کی ہے۔ حضرت صحابہ سے جو کچھ انہوں نے سنا ہے اس کا بیان کیا ہے وہ یقیناً شاہانِ صد اکرام و احترام ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جمعین۔ امام حماد کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی جلالتِ قدر عالی حوصلگی، راست گفتاری، امرار سے بے نیازی اور علم کی بے پایانی کا اندازہ حضرت امام عالی مقام کی ذاتِ ستودہ صفات سے کیا جائے جو ان کے تربیت یافتہ تھے کہ آپ نے ان کو کیا اعلیٰ تربیت دی اور کس بلند مقام پر پہنچایا، عاجز کے نزدیک متنتی کا یہ شعر آپ کے حسب احوال ہے۔

مَقَّتِ الدُّهُورُ وَمَا آتَيْنِ بِمِثْلِهِمْ وَنَقَذَاتِي فَعَجَزَنْ عَنْ نَظَرِائِهِمْ

زمانے گزرے اور اس کا مثل نہ لائے، اور وہ آگیا تو اب اس کی نظیروں سے عاجز ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ وَعَلَى مَنْ رَبَّاءَ وَرَضِيَ عَنْهَا۔

آپ کی کنیت ابو عمران ہے والد کا نام یزید تھا۔ آپ عراق

حضرت امام ابراہیم نخعی

کے مسلم فقہ تھے۔ چھوٹی عمر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اگرچہ آپ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث مبارکہ کی روایت کی ہے لیکن آپ کی زیادہ تر روایتیں ائمہ تابعین سے ہیں جیسے مسروق، علقمہ، اسود ہیں۔ آپ کی نظر بہ نسبت روایت کے درایت پر زیادہ تھی اور آپ حدیث کی روایت میں ارسال زیادہ کرتے تھے یا اپنے اسناد الا استاد حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام لے کر حدیث شریف بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ سے مشہور محدث اعمش نے کہا۔ جب آپ عبداللہ بن مسعود کی روایت بیان کریں تو بیچ کے واسطے کا بھی ذکر کر دیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں راوی کا نام لے کر ذکر کروں تو سمجھ لو کہ مجھ سے صرف اسی ایک راوی نے حدیث بیان کی ہے اور اگر میں راوی کا نام نہ لوں تو سمجھ جاؤ کہ

یہ اقراض ایک نسیم عربی کتاب میں ہے جو دہریں صدی میں لکھی گئی ہے۔

روایت کرنے والے چند افراد ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ روایت بغیر فہم و تدبیر کے اور فہم و تدبیر بغیر روایت کے ٹھیک نہیں، یعنی روایت کے ساتھ درایت کی اور درایت کے ساتھ روایت کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جب ہم کسی کے جنازہ میں شریک ہوتے تھے یا کسی کے مرنے کی خبر سنتے تھے تو ہم پر دنوں اس کا اثر رہتا تھا، ہم کو احساس ہوتا تھا کہ مرنے والے کی انتہا یا جنت بڑے یا دوزخ بڑا اور اب ہم جنازہ میں شریک ہونے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دنیوی باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اور فرمایا۔ ہم کسی بڑے کام کو دیکھتے ہیں اور اس کا ذکر نہیں کرتے، ہم کو ڈر لگتا ہے کہیں ہم اس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اور فرمایا جو شخص نماز کی تکبیر افتتاح میں تساہل کرے اس کی فلاح سے ہاتھ دھولو۔

آپ کو اہل بیت اطہار سے غایت درجہ محبت تھی۔ اس دنویر محبت کی وجہ سے بعض افراد نے آپ کو شیعہ لکھ دیا ہے۔

آپ کی پرورش علم و فضل و کمال و زہد و حیثیت و اتقا کے گہوارے میں ہوئی۔ حضرت علقمہ بن قیس نخعی آپ کے ماموں تھے اور حضرت اسود اور حضرت عبدالرحمن آپ کے دوسرے ماموں یزید بن قیس نخعی کے صاحبزادے تھے اور یہ تینوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی اصحاب میں سے تھے۔ حضرت اسود کے فرزند کا نام بھی عبدالرحمن تھا، وہ بھی عالم و فاضل اور صاحب کمال تھے۔

حضرت امام ابراہیم اپنے وقت کے فقیہ عراق اور امام اہل رائے تھے، جو مسلہ پیش آتا تھا اس کو حل فرماتے تھے، فقہ تقدیری میں بحث نہیں کرتے تھے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا، آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آنسو بہنے لگے۔ کسی نے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا، ملک الموت کا انتظار کر رہا ہوں، معلوم نہیں جنت کی بشارت لائے گا یا دوزخ کی خبر سنائے گا۔

۹۵ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ امام شعبی نے لوگوں سے کہا۔ سب سے زیادہ فقیہ کو دفن کر کے تم آرہے ہو۔ کسی نے کہا کیا حسن بصری سے بھی زیادہ۔ آپ نے کہا، صرف حسن بصری سے زیادہ نہیں بلکہ تمام اہل بصرہ، اہل کوفہ، اہل شام، اہل حجاز سے زیادہ فقیہ تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ واکرم نزل۔

امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں خشک سالی ہوئی، انہوں نے حضرت اسود سے دعائے استسقار کرائی۔ امیر معاویہ نے حضرت اسود کو پکڑا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِيْكَ بِخَيْرِنَا وَاَفْضَلِنَا اَلْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدٍ۔ اے اللہ ہم اپنے میں اچھے اور افضل اسود بن یزید کے ذریعے مینہ برسنے کی تجھ سے دعا کرتے ہیں۔ اور پھر حضرت معاویہ نے حضرت اسود سے کہا۔ آپ ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور مینہ برسا۔

ابن کثیر نے لکھا ہے۔ یہ اسود بن یزید نخعی بڑے تابعیوں اور ابن مسعود کے مشہور اصحاب اور کوفہ کے مشہور افراد میں سے تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے بینائی جاتی رہی تھی حج و عمرہ کے سلسلہ میں اسی مرتبہ بیت اللہ گئے۔ آپ کو ذی حرام ہاندھ کر اور نیت کر کے روانہ ہوتے تھے۔ رشتہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ کثرتِ صوم کی وجہ سے آپ کا بدن نیلا اور زرد پڑ جاتا تھا۔ جب وفات کی گھڑی پہنچی، آپ رونے لگے۔ کسی نے کہا آپ کیوں روجے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں کیوں نہ روں مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار اور کون ہے، اللہ کی قسم، اگر اللہ اپنے لطف و کریم سے مجھ کو اپنی مغفرت سے نوازے، مجھ کو اپنے کردار کی وجہ سے اپنے مولیٰ سے شرمندگی رہے گی۔ دیکھو کوئی شخص معمولی خطا کرتا ہے اور جس کی خطا کی ہے وہ اس کو معاف بھی کر دیتا ہے پھر بھی وہ ہمیشہ اس شخص سے شرمندہ اور خجل رہتا ہے۔

حضرت قاضی ابو یوسف نے کہا ہے کہ حضرت امام سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود میں افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا، قسم بہ خدا میری کیا بساط ہے جو ان دونوں حضرات کے متعلق کچھ کہوں، میرا کام یہ ہے کہ ان کے واسطے دعا کروں۔ رضی اللہ عنہم وانا من علیہم۔

آپ سابقین اولین میں سے ہیں امام بغوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے۔ اسلام لانے والوں میں چھٹا شخص میں

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود
معروف بہ ابن ام عبد

۱۲ لے ابدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۱۲

۱۳ آپ کے مبارک احوال ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب امام یاقعی کی کتاب مرآة الجنان ابن کثیر کی ابدایہ والنہایہ، ابن حجر عسقلانی کی کتاب الأمصاب ابن عماد کی کتاب شذرات الذهب ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین اور صاحب مشکات کی کتاب الکمال سے ماخوذ ہیں۔

ہوں آپ کے اسلام لانے کا واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہے تھے کہ ادھر سے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق حضرت ابو بکر صدیق کا آزر ہوا، آپ نے دودھ طلب کیا۔ ابن مسعود نے فرمایا۔ اِنِّي مُؤْتَمِنٌ۔ مجھ کو امانتدار بنایا گیا ہے کہ بکریاں چراؤں اور ان کی حفاظت کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں میں سے ایسی بکری تلاش کی جو بچہ دینے کے قابل نہ ہوئی تھی، آپ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اس کو دوہا، آپ نے اور حضرت ابو بکر نے دودھ پیا، اس کیفیت کو دیکھ کر ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ عَلَيْنِي مِنْ هَذَا الذَّغَاءِ؟ (مجھ کو اس دعا کی تعلیم کریں) آپ نے ابن مسعود کے سر پر رحمت سے بھرا ہوا ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ يَرْحَمُكَ اللهُ فَإِنَّكَ عَلِيمٌ مُعَلِّمٌ۔ (اللہ تم پر رحم فرمائے، تم تعلیم دینے والے چھوٹے لڑکے ہو) اور دوسری روایت میں "عَلَامٌ مُعَلِّمٌ" (تم تعلیم دینے والے لڑکے ہو) عَلِيمٌ تَصْنِيرٌ كَالْفَرْجِ بِحَبْتِ كَعَمَلِ مَوْجِ عَلَى مَوْجٍ۔ (رُجُلِ رَأْمِي) کو رُجُلِ كَبْرٍ دیتے ہیں۔

لفظ مُعَلِّمٌ لام کے کسرہ سے (ذیر سے) اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ علم سکھانے والا ہے اور اگر اس لفظ کو لام کے فتوح سے پڑھا جائے تو یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا ترجمہ تعلیم یافتہ یعنی سکھے سکھاتے ہوا ہے۔ علامہ ابن قسیم نے علیم معلم کی روایت لکھی ہے۔ علیم کے معنی اچھے علم والا ہے۔

حضرت ابن مسعود کا مشرف بہ اسلام ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مشرف بہ اسلام ہونے سے پیشتر ہے۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے خصوصیت کے ساتھ محبت تھی۔ آپ نے ابن مسعود سے فرمادیا تھا۔ اِذْنُكَ اَنْ تَرْفَعَ لِحْجَابَ اَنْ تَسْمَعَ بِسَوَارِي حَتَّى اَنْتَهَاكَ وَكَانَ يُعْرِفُ فِي الْقَضَابَةِ بِصَاحِبِ السَّوَادِ وَ السَّوَاكِ۔ تم کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں پر وہ اٹھا کر اندر آ جاؤ اور ہماری خاص باتیں سنو جب تک کہ میں تم کو روکوں تا آپ صحابہ میں صاحب السواد و السواک کے لقب سے مشہور تھے تا آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمتیں متعلق تھیں مثلاً چیل کا اٹھانا، مسواک کا ساتھ رکھنا، آپ کے آگے چلنا، نہاتے وقت پر وہ کرنا، خواب سے بیدار کرنا۔ چنانچہ صاحب النعلین اور صاحب الوتر بھی آپ کے مبارک القاب تھے۔

آپ کو ذوالہجرین بھی کہتے تھے یعنی دو ہجرت کرنے والے۔ کیونکہ آپ نے ہجرت کو ہجرت کی

نہ ملاحظہ کریں اعداء الموقنین جا

تہ ملاحظہ کریں الاستیعاب از علامہ ابن عبد البر جلد ۱ ص ۱۰۳ اور النہایہ فی غریب الحدیث میں نِسْوَادُهَا لِكُنْزِ التِّرَازِیِّ۔

جب وہاں آپ نے سنا کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم و تعدی چھوڑ دی ہے، آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چونکہ وہاں کے احوال بد سے بدتر تھے آپ پھر حبش چلے گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے اور تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ کیا غزوہ بدر، کیا غزوہ احد اور کیا دوسرے غزوات آپ ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اس لئے آپ کو ذوالقبلتین بھی کہتے ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں کہ بیت اللہ شریف کے پاس بلند آواز سے کلام پاک کی تلاوت کی ہے۔ اس وقت کوئی اپنا اسلام ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ بیت اللہ شریف کے پاس تلاوت کون کر سکتا تھا۔ آپ مستانہ دار بیت اللہ شریف کے پاس گئے اور بلند آواز سے سورہ الرحمن کی تلاوت کی، اشقیانے آپ کو زد و کوب کر کے اپنی بدبختی کا اظہار کیا۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّادٍ، وَابْنِ أَبِي تَعْبٍ، وَابْنِ سَالِمٍ مَوْلَى حَذِيفَةَ، وَمِنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔ قرآن مجید کو ان چار افراد سے حاصل کرو اور سب سے پہلے حضرت ابن مسعود کا نام لیا ہے۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا۔ مجھ کو قرآن مجید سناؤ۔ ابن مسعود نے کہا۔ آپ پر کلام پاک کا نزول ہوتا ہے میں آپ کو کیا سناؤں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے پسند ہے کوئی کلام پاک مجھ کو سنائے۔ چنانچہ ابن مسعود نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کی، جب آپ

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (آیت ۱۸۰) پر پہنچے آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہ رہے ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا بس کرو۔

علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو چاہے کہ قرآن مجید کی ایسی تلاوت کرے جیسا کہ اس کا نزول ہوا ہے وہ ابن مسعود کی طرح تلاوت کرے اور پھر آنحضرت نے ابن مسعود سے فرمایا۔ سَلِّ تَعَطُّهُ۔ مانگو تم کو دیا جائے گا۔ اس یقینی مقبولیت کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ دعا کی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا لَا يَزِيدُنِي وَنِعْمَانًا لَا تَنْقُذُنِي وَمُرَافَقَةً نَبِيِّكَ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ اے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان طلب کرتا ہوں جو پھرے نہیں اور ایسی نعمتیں چاہتا ہوں جو تمام نبیوں اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اعلیٰ جنت خلد میں چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی بشارت دی جو جنتِ خلد میں ہوگی۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور اطوار میں
عبداللہ بن مسعود سے مشابہت رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
محفوظ اصحاب سمجھتے ہیں۔ (إِنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ أَقْرَبُ مُحَمَّدٍ إِلَى اللَّهِ زَنْغِي) کہ ان میں عبداللہ بن مسعود
اللہ کے زیادہ قریب تر ہیں درجات میں۔

الإِكْمَالُ فِي أَسْمَاءِ الرِّجَالِ میں ہے: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيْتُ لِأُمَّتِي
مَا رَضِيَتْ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدِ وَمَخَطُّ مَا مَخَطُّ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدِ" یعنی ابن مسعود۔ میں اپنی امت
کے واسطے وہ پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ان کے واسطے پسند کریں اور ان کے واسطے اس کو ناپسند
کرتا ہوں جو ابن مسعود ان کے واسطے ناپسند کریں۔

علامہ تورپشچی نے لکھا ہے۔ اس مبارک ارشاد کے پیش نظر جب ہم حضرت ابو بکر کی خلافت
کے مسئلہ کو دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت ابن مسعود نے فرمایا۔ اِنَّا نَرْضَى لِدُنْيَانَا مِنَ ارْتِضَاءِ
لِدِينِنَا۔ ہم اپنے امور دنیویہ کے واسطے اسی کو پسند کرتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمارے دین کے کام کے واسطے پسند کیا ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے
واسطے مقرر کیا ہے۔ ابن مسعود کی اس دلیل کو صحابہ نے تسلیم کیا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابن مسعود کا یہ ارشاد پہلا اجتہاد تھا۔

بدر کے دن معاذ اور معوذہ پسرانِ عفرار نے ابو جہل کو گھائل کیا۔ حضرت ابن مسعود کا گزر
اس طرف ہوا۔ ابو جہل کی آخری گھڑی قریب آگئی تھی۔ حضرت ابن مسعود کی تلوار کام کی نہ تھی
آپ نے ابو جہل کی تلوار اٹھائی، ابو جہل کی نظر آپ پر پڑی وہ آپ کے ارادہ کو بھانپ گیا
اور اس نے کہا۔ لَقَدْ رَقِيْتُ فَرَقِي صَغَبًا يَا رُوَيْبِي الغنم۔ اے بھڑوں کے حقیر حیرولہے تو نے
کٹھن کام پر ہاتھ ڈالا ہے۔ حضرت ابن مسعود نے اسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹی اور اس کا
سر اور اس کی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آنحضرت نے وہ تلوار آپ
ہی کو عنایت کی۔

حضرت ابن مسعود کا قد چھوٹا تھا۔ پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے درخت پر سے کسی چیز کے لانے کو فرمایا۔ لہذا وہ درخت پر چڑھے۔ ان کی باریک پنڈلیوں
کو دیکھ کر حضرات صحابہ کو ہنسی آگئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ہنستے کیا ہو عبداللہ کی ٹانگیں میزان میں

ابن سعد نے ابو عمر و شیبانی سے حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تک تم میں خبر موجود ہے مجھ سے نہ پوچھا کرو یعنی جب تک جلیل القدر عالم عبداللہ بن مسعود ہیں ان سے مسائل دریافت کر لیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود حدیث مبارک کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت صفوان بن عسال مروی سے کرتے ہیں۔

اور آپ سے آپ کے دو صاحبزادے عبدالرحمن و ابو عبیدہ اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ، آپ کی اہلیہ زینب ثقفیہ اور حضرات صحابہ میں سے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمرو بن العاص عبداللہ بن زبیر، ابو موسیٰ اشعری، ابو رافع، ابو شریح، ابو سعید خدری، جابر، انس، ابو جحیفہ، ابو امامہ، حجاج بن مالک سلمی، طارق بن شہاب، ابو ثور الفہمی عبداللہ بن الحارث الزبیدی، عمرو بن الحارث المصطلق، قرۃ بن ایاس اور کلثوم بن مصطلق روایت کرتے ہیں۔

اور تابعین میں سے علقمہ، اسود، مسروق، ربیع بن خثیم، زید بن وہب، ابو وائل، قاضی شریح بن الحارث، ربیع بن حراش، حارث بن سواد الیثمی، زر بن حبیش، ابو عمر و شیبانی، عبداللہ بن شداد عبداللہ بن حکیم عبدالرحمن ابی سلمی، عبیدہ بن عمرو السلمانی، ابو عثمان النهدی، ابو الاسود الدؤلی اور خلق کثیر نے آپ سے روایت کی ہے۔

آپ سنہ سے سنہ تک کوفہ میں مقیم رہے۔ یہ وہی کوفہ ہے جس کو سنہ میں یا سنہ یا سنہ میں حضرت عمر نے بسایا اور حضرت عظیم معلّم عبداللہ بن مسعود کو وہاں قرآن مجید کی تعلیم دینے اور مسائل دین بتانے کے واسطے بھیجا، آپ کی برکت سے کوفہ پہلا اسلامی مدرسہ بنا اور حضرت عمر نے اس مبارک مدرسہ کو کنز الایمان قرار دیا اور حضرت علی نے اس کو جمیۃ الاسلام اور حضرت سلمان نے مکتبہ الاسلام کا لقب دیا۔

کتاب الفقه علی المذاهب الاربعہ کے قسم عبادات کے مقدمہ میں لکھا ہے:

تَلَقَى النُّعْمَانُ بْنُ حَمَادٍ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهَذَا تَلَقَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ النُّعْمَانِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ أَخَذَ عَنِ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ تَمِيمِيٍّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَمِينُ إِلَى الْأَجْيَتِهَا دِيَارِيٍّ فَلَمَّا أَرْسَلَهُ عُمَرُ إِلَى الْكُوفَةِ وَجَدَ بِهَا مَرْتَعًا خَصِيْبًا نَمَى فِيهِ هَذَا الْمِثْلُ وَقَوَى عِنْدَهُ مَلَكَةٌ اسْتِنَابِطِ الْأَحْكَامِ، لِأَنَّه وَجَدَ بِالْعِرَاقِ مَسَائِلَ كَثِيرَةً لَمْ يَكُنْ لَهُ بِعَاقِمَةً بِالْمَدِينَةِ وَإِحْدَاثُ جُزْئِيَّةٍ كَانَتْ تُتَجَدُّ كُلُّ يَوْمٍ فَكَانَ لَا يَدَّ مِنْ غَرَضِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ

وَالْأَخْدَاتِ عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ لِاسْتِبْلَاطِ الَّتِي تَنْأَسِبُهَا۔

امام ابوحنیفہ نے علم حماد بن ابی سلیمان سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود کے شاگرد علقمہ بن قیس سے حاصل کیا۔ ابن مسعود کا میلان رائے سے اجتہاد کن طر تھا اور جب حضرت عمر نے ان کو کوفہ بھیجا وہاں ان کے خیال کو تقویت ملی اور ان کے میلان رائے میں اضافہ ہوا، کیونکہ عراق میں بہت سے ایسے مسائل پیش آئے جن سے مدینہ منورہ کے پیام میں سابقہ نہیں پڑا تھا۔ نئی نئی جزئیات ہر روز پیش آتی تھیں لہذا ضروری ہوا کہ ان میں آمدہ مسائل کو قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے اور اس کے حکم کا جو اس کے مناسب ہوا استنباط کیا جائے۔

اور چند سطر بعد لکھا ہے۔ وَقَدْ مَهَّرَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ وَاشْتَهَرَ فِي الْعِرَاقِ وَشَهِدَ لَهُ بِعُلُومِ مَقَامِهِ فِي الْفِقْهِ مَا لَيْكُ وَالشَّافِعِيُّ وَكَثِيرُونَ مِنْ عُلَمَاءِ وَقْتِهِ۔

فقہ میں ابوحنیفہ کو مہارت حاصل ہوئی اور عراق میں آپ مشہور ہوئے۔ آپ کی نقبیں مہارت کا اعتراف امام مالک اور امام شافعی اور آپ کے زمانہ کے بہت علمائے نے کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے اور حقیقت امر کا اظہار کیا ہے۔

الْفِقْهُ زَرْعُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَلْقَمَةُ حَصَادَةُ ثَمِّ اِبْرَاهِيمَ دَوَّاسُ
نَعْمَانُ طَاحِنَةُ يَعْقُوبَ عَاجِنَةُ مُحَمَّدٌ خَابِزُ وَالْاَكْلُ النَّاسُ

۱۔ لقا بن مسعود کا کھیت ہے اور علقمہ اس کے کاٹنے والے ہیں اور ابراہیم اس کے روندنے والے ہیں۔
۲۔ ابوحنیفہ نعمان اس کے پینے والے، یعقوب ابو یوسف اس کے گوندھنے والے اور محمد پکنے والے اور بندگان خدا کھانے والے ہیں۔

یہ عاجز عنفی اللہ عنہ کہتا ہے

مُبَارَكٌ سِلْسِلَةٌ

سلسلہ ہے خوب کیا نعمان کا	ہے سراسر یہ کرم رحمان کا
حضرت حماد سے نعمت ملی	ان کو ابراہیم سے دولت ملی
ان کے مرشد علقمہ اسود ہوئے	وہ جہاں میں اعلم وامنعد ہوئے
ابن اُمّ عبد کے اصحاب سے	نام آور ہیں یہ دو مہتاب سے
کیا بیاں ہو مجھ سے حضرت کا کال	ازنح داعلی ہے بیحد بے مثال

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ابن اُمّ عبد رضی اللہ عنہ۔

آپ ہیں وہ فردِ اکمل یکہ تاز
سرورِ عالم نے ان سے کہہ دیا
پھر رفاقت مصطفیٰ کی مل گئی
یہ مبارک سلسلہ ہے بے مثال
ہے یہی مسلک ہمارا بالتمام
عزوت و ثقیٰ یہی ہے لاکلام

زید ہے اس پر فدا از جان و دل
کچھ نہیں اس کو غرض از غش و غل

افسوس کا مقام جمع قرآن مجید کے سلسلہ میں خلیفہ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں برادرانہ طور کی شکر رنجی ہوئی، اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں نفیس کلام کہا ہے۔ یہ عاجز اس کا خلاصہ اردو میں لکھا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ قرآن مجید کی قرارت میں اختلافات رونما ہو رہے ہیں، قرأت شاذہ کو ترویج دی جا رہی ہے، دُمانے قنوت کے بعض جملوں کو قرآن مجید میں شامل کیا جا رہا ہے اور بعض تفسیری جملے بڑھادئے گئے ہیں۔ حضرت عثمان نے اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؑ حضرت حذیفہ بن الیمان وغیرہما رضی اللہ عنہما جمعین سے مشورہ کیا اور طے پایا کہ تمام مصاحف کو جمع کر لیا جائے، چنانچہ سب حضرات سے ان کے مصاحف لے لئے گئے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضرت عثمان کے حوالے کر دیا، حضرت ابن مسعود اپنا مصحف دینے پر راضی نہ ہوئے اور ان سے جبریہ ان کا مصحف لیا گیا۔ شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے۔

واین فعل ابن مسعود با عثمان رضی اللہ عنہما از قبیل شکر رنجیہاست کہ اخوان و اقران را با ہم می باشد یعنی ان دونوں حضرات کا یہ اختلاف اقران اور برادران کے اختلاف کی طرح کا ہے حضرت ابن مسعود نے جو قرآن سا لہا سال میں لکھا تھا اس کو اپنے سے الگ کرنا نہیں چاہتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے سامنے امت اسلام کی ہدایت کا سوال تھا کہ قرآن مجید میں اختلاف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ قرآن مجید اختلافات سے پاک و صاف رہا ہے اور رہے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنہ کا آغاز ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

شہادت کے بعد طرح طرح کے فتنوں نے سر اُبھارا اور فرقِ باطلہ کا ظہور ہوا۔ اس دورِ پرنتن میں حجاج کا ظہور ہوا۔ صلّت بن دینار کا بیان ہے کہ وائسط کی مسجد کے منبر پر حجاج نے کہا۔ عبد اللہ بن مسعود منافقوں کا رئیس ہے۔ اگر میں اس کو پالیتا زمین کو اس کا محون پلاتا لے کہاں اس اشقی الاشیاق کی یہ خواہش اور کہاں سر در اور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَخْذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ " میرے اصحاب کے بارے میں خدا سے خوف کرو خدا سے خوف کرو، تم میرے بعد ان کو اپنی ملامت کا برف نہ بنانا۔ اور مشکوٰۃ کے باب المناقب میں صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَسْتَبُوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدًا كَرِهَ اَنْفَقَ مِثْلَ اَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا اَحَدٍ هُمْ وَلَا تَصِيْفُهُ " میرے اصحاب کو برا نہ کہو (گالی مت دو) اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مقدار میں سونا صرف کرے وہ میرے اصحاب کے ایک مُد بلکہ نصف مُد کی نفیست کو نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث شریف کا تعلق حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت خالد بن الولید سے ہے رضی اللہ عنہما۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف سابقین الاولین میں سے ہیں اور حضرت خالد بن ولید "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ يٰ اَحْسَابُ" (اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے) کے مبارک زمرے میں سے ہیں۔ حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن کو کچھ کہہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات سابقین الاولین کے مرتبہ سے اُن کو آگاہ فرمایا ہے۔

کتنے افسوس! مقام ہے کہ بعض افراد حضرت عثمان یا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے متعلق تہیق کے نام پر کچھ لکھ جاتے ہیں۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد سے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ ان افراد کا بھروسہ بعض روایات پر ہے۔ ان کو خبر نہیں ہے کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اخبار آحادِ عدول اگر جمع علیہا اصول کے خلاف ہوں تو وہ غیر مقبول ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ارشادِ گرامی اللہ اللہ فی اصحابی پر نظر رکھیں۔ حضرات صحابہ کے عمل کی ہم سے پوچھ نہ ہوگی اور ہماری لب کشائی کی یقیناً ہم سے پوچھ ہوگی۔ وَفَقْنَا اللّٰهُ لِمَرْضَاتِهِ۔

حضرت امام کے اساسی اصول

مسائل کے استنباط اور استخراج کے سلسلہ میں آپ کے سات اصول ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید و فرقان مجید۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریرات۔

۳۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اور ان کے فتاویٰ۔

۴۔ اجماع۔ یعنی اہل علم کا کسی دور میں کسی مسئلہ پر اتفاق کر لینا۔

۵۔ قیاس، یعنی کسی ایسے مسئلہ کا حکم جس کا بیان نہیں آیا ہے کسی ایسے مسئلہ سے نکالنا جس کا حکم معلوم ہو۔

۶۔ استحسان۔ علمائے فرمایا ہے، قیاس کی ایک قسم حلی اور واضح ہے اور اس کا اثر

ضعیف ہوتا ہے اور دوسری قسم خفی اور غیر واضح ہے لیکن اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔

پہلی قسم کو قیاس کہتے ہیں اور دوسری قسم کو استحسان۔

۷۔ وہ مروج طریقہ ہے جس پر بندگان خدا کا تعامل ہو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔

سمجھ لو، علمائے اس بات سے کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اہل رائے ہیں کوئی یہ نہ سمجھنے

کہ علمائے ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تنقیص کی ہے یا یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حضرات اپنی رائے کو سنت

پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ سے یہ بات مستعد طریقوں سے کثرت کے ساتھ ثابت

ہے کہ آپ پہلے قرآن مجید سے لیتے ہیں۔ اگر قرآن مجید میں حکم نہیں ملتا ہے تو سنت سے لیتے ہیں

اور اگر سنت میں نہ ملتا تو حضرات صحابہ کا قول لیتے ہیں اور اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن یا سنت

کے زیادہ قریب ہو۔ اور اگر صحابہ کا قول نہیں ملتا تو آپ تابعین کے قول کے پابند نہیں رہتے،

بلکہ آپ بھی اجتہاد کرتے ہیں جیسا کہ تابعین سے اجتہاد کیا ہے۔

نہ ملاحظہ کریں، الخیرات الحسان کی فصل گیارہ۔

فضیل بن عیاض نے کہا ہے۔ اگر مسئلہ میں صحیح حدیث ملتی ہے ابوحنیفہ اس کو لیتے ہیں اور اگر صحابہ یا تابعین سے ہو تو یہی صورت ہے۔ ورنہ یہ قیاس کرتے ہیں اور قیاس اچھا کرتے ہیں۔ ابن مبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ملتی ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر صحابہ سے روایات ہیں تو ہم ان میں سے کسی روایت کو لیتے ہیں اور صحابہ کے دائرہ اقوال سے باہر نہیں نکلتے ہیں اور اگر اقوال تابعین کے ہوتے ہیں ہم ان کی پابندی نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم بھی اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔

اور ابن مبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے، لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ میرے متعلق کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے پر فتویٰ دیتا ہوں۔ میں تو اثر پر فتویٰ دیتا ہوں۔

اور ابن مبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ کتاب اللہ میں حکم ہوتے ہوئے کسی کو اپنی رائے سے بولنے کا حق نہیں ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرات صحابہ کے اجماع کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ جس امر میں صحابہ کا اختلاف ہوا ہے تو ہم اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن کے قریب تر ہو یا سنت کے قریب تر ہو۔ اس کے بعد ہی قیاس کیا جاتا ہے اور اپنی رائے سے اجتہاد وہ شخص کر سکتا ہے جس کو اختلاف کا علم ہو اور قیاس کو جانتا ہو، اسی پر حضرت امام کا عمل تھا۔

مزنی نے کہا میں نے شافعی سے سنا قیاس میں لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں چونکہ ابوحنیفہ کے مذہب کے قیاسات بہت دقیق ہوا کرتے ہیں اس لئے مزنی ان حضرات کے کلام کا مطالعہ کثرت سے کیا کرتے تھے۔ امام طحاوی مزنی کے بھانجے تھے۔ انہوں نے مزنی کے اس عمل کو دیکھا اور وہ ابوحنیفہ کے پیرو ہو گئے۔ جیسا کہ امام طحاوی نے اس کا بیان کیا ہے۔

ایک دن ابوحنیفہ کسی سے قیاس میں بحث کر رہے تھے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا تھا وہ چلا کر بولا۔ اس مقایسہ کو چھوڑ دو کیونکہ پہلا قیاس اہلبیس نے کیا تھا۔ حضرت امام نے اس سے کہا۔ اہلبیس نے اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا ہے جس کا بیان اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے لہذا اہلبیس کافر ہوا اور ہمارا قیاس اللہ کے امر کی پیروی کے لئے ہے کیونکہ ہم مسئلہ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور ائمہ صحابہ اور تابعین کے اقوال کی طرف لے جا رہے ہیں ہم فرماں برداری کے سلسلہ میں گھوم رہے ہیں، بھلا ہم کس طرح اہلبیس ملعون کے مساوی ہو سکتے ہیں۔ یہ سن کر اس شخص

نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی، میں توبہ کرتا ہوں، اللہ تمہارے دل کو منور کرے جس طرح تم نے میرے دل کو منور کیا ہے۔

حسن بن صالح کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ ناسخ و منسوخ کی تحقیق دقیق نظر سے کیا کرتے تھے۔ آپ اہل کوفہ کی احادیث کے عارف تھے اور جس پر لوگوں کا عمل رہتا تھا اس کی پروردی سختی سے کیا کرتے تھے۔ آپ ان روایات کے حافظ تھے جن کی روایت آپ کے اہل بلد کرتے تھے۔

ابن مبارک کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ کہا کرتے تھے ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ایک بلے ہے ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے کہ اس عمل کرے اور نہ ہم یہ کہیں کہ اس پر عمل واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس اس سے بہتر رائے ہو دلائے ہم اس کو قبول کریں گے۔

علامہ ابن حزم اندلسی ظاہری نے کہا ہے: ابوحنیفہ کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کے مذہب میں ضعیف حدیث پر عمل قیاس سے اولیٰ ہے۔

فتاویٰ: علامہ ابن قیم نے "ابوحنیفہ یقدم الحدیث" کی سرخی لکھی ہے کہ "ابوحنیفہ حدیث شریف کو مقدم رکھتے تھے" اور پھر لکھا ہے: لہ

اصحاب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوحنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث بہتر ہے قیاس اور رائے سے، لہذا انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے سفر میں کھجور کی بنیڈ سے وضو کرنے کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھا ہے اور ایک ضعیف حدیث کی بنا پر دس درم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے سے روز کا ہے اور ایک حدیث کی وجہ سے کہ اس میں صنف ہے اکثر حیض دس دن قرار دیا ہے اور جمعہ کی نماز قائم کرنے کے لئے مسفر (شہر) کی شرط اسی طرح کی حدیث سے رکھی ہے اور کنز کے مسائل میں آثار غیر مرفوعہ کی وجہ سے قیاس محض کو چھوڑ دیا ہے۔ ابوحنیفہ آثار صحابہ کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور یہی امام احمد کا مسلک ہے اور سلف کے نزدیک حدیث ضعیف کی وہ اصطلاح نہیں ہے جو متاخرین کی ہے۔ بلکہ جس کو متاخرین حسن کہتے ہیں سلف اس کو ضعیف کہہ جاتے ہیں۔

علامہ شامی نے عقود الجمان کے "باب العاشر" میں علامہ ابن عبدالبر کی کتاب الاستغنا سے لکھا ہے۔

"كَانَ مَذْهَبُهُ فِي آخِبَارِ الْأَحَادِثِ أَنْ لَا يَقْبَلُ مِنْهَا مَا خَالَفَ الْأَصُولَ الْمَجْمُوعَ عَلَيْهَا"

لہ حافظہ فرمایا میں اعلام المومنین ج ۱ ص ۱۱۲

ابو حنیفہ کا مذہب اخبار آحاد و عدول کے سلسلہ میں یہ تھا کہ جو خبر واحد اصولِ مسلمہ اور متفقہ کے خلاف
بودہ غیر مقبول ہے۔ لے

اب یہ عاجز حضرت امام کے چھ اصولوں کا بیان مختصر طریقہ پر کرتا ہے اور پھر حیلہ کا ذکر کیا
جائے گا۔ واللہ الموفق المعین۔

اصل اول قرآن مجید: یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے جو فصاحت و بلاغت میں
آپ ہی اپنی مثال ہے۔ اس مبارک کتاب سے وہی شخص حکم بیان کر سکتا ہے جو علوم عربیہ سے پوری
طرح واقف ہو۔ خاص و عام مشترک و مذکور کو پہچانتا ہو اور ظاہر و نص کی تمیز کرتا ہو اور یہ جانتا
ہو کہ یہ منسخر ہے یا محکم، اور اس کا جو بیان کیا گیا ہے وہ حقیقی ہے یا مجازی اور وہ صریح ہے یا کنائی
اور جو استدلال کیا گیا ہے وہ نص عبارت ہے یا اشارہ ہے وہ دلالت و اقتضا کے فرق کو بھی سمجھتا ہو۔
ان امور کو دیکھتے ہوئے علماء اعلام کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ کسی
بھی صورت سے ہو ہی نہیں سکتا البتہ اس کا بیان اور شرح کی جاسکتی ہے۔ اردو تراجم بہ کثرت
شائع ہوئے ہیں، ان سب کے مرجع و آب حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہ ہیں۔ آپ نے
موضوع قرآن (۱۲۰۵) کے ابتدائیہ میں لکھا ہے۔

”چند ہندوستانیوں کو معنی قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا
لازم ہے۔ اول معنی قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوم ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام
سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبانِ عربی ہے اور عرب بھی محتاج استاد تھے۔“
حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آن حضرت سلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کرتے تھے۔
اور یہی سلسلہ آپ کی امت میں اللہ کے لطف و کرم سے رائج ہے۔ اگر کوئی سر پھر اس کے خلاف
کرتا ہے اس کی بات مقبول نہیں ہوتی ہے۔

حضرت امام کے کثرتِ تلامیذ کا بیان امام ابن عبدالبر مالکی، امام زہبی شافعی، امام سیوطی
شافعی نے کیا ہے۔ آپ کے پڑھانے کا طریقہ پوری آزادی کا تھا۔ شاگردوں کو اجازت تھی کہ اپنے
اشکالات بیان کریں، مباحثہ کریں۔ اور جس پر اتفاق ہو جاتا تھا اس کو آپ کے اصحاب لکھ لیا کرتے
تھے۔ ہر مسئلہ از روئے احادیثِ مرویہ اور از روئے قواعد عربیہ درست ہوتا تھا۔ ائمہ اعلام نے کھلے
طور پر اس کا اعتراف کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین میں یہ بات اور کیفیت کسی دوسرے کو نہیں نصیب ہوئی ہے۔

لے علامہ ابن عبدالبر کی پوری عبارت حضرت امام کی مخالفت کے بیان میں آئے گی۔

اصل دوم حدیث مبارک: جو کچھ آنحضرت نے فرمایا ہے یا آپ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ نے اس سے روکا نہیں یا آپ کو کچھ کرتے ہوئے دیکھا گیا ہو، وہ حدیث ہے۔ حدیث کی روایت کے سلسلہ میں تمام ائمہ حدیث کی کوشش رہی ہے کہ وہ صحیح طور پر حدیث کی روایت کریں، اگر احادیث مبارکہ کی تدوین کا کام حضرات صحابہ کے دور میں کیا جاتا سہل ہوتا، چونکہ وہ مبارک دور تبلیغ اسلام اور جہاد کا دور تھا اس طرف کوئی متوجہ نہ ہو سکا اور جب اس کام کی طرف اللہ کے نیک بندے متوجہ ہوئے، احادیث مبارکہ میں تصرفات کا دور شروع ہو چکا تھا، لہذا حضرت امام نے اخبارِ آحاد عدول کے قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ روایت اس وقت قبول کی جائے کہ وہ روایت ایسی اصل کے خلاف نہ ہو جس کو رب نے قبول کیا ہے۔ اے کاش اس شرط کو دوسرے ائمہ حدیث بھی تسلیم کرتے اور بعد کے افراد دقتوں سے محفوظ رہتے، جس کا ذکر حضرت امام کی مخالفت کے بیان میں آئے گا۔

اصل سوم حضرات صحابہ کا عمل اور ان کے فتاوی: حضرت امام نے فرمایا ہے۔ اگر کتاب اللہ میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجھ کو حکم نہیں ملتا ہے میں صحابہ کے اقوال میں سے کسی کا قول لیتا ہوں اور ان کے دائرہ اقوال میں سے باہر نہیں نکلتا ہوں۔ استاد ابو زہرہ نے اس سلسلہ میں اعلام ائمہ کا کلام نقل کر کے لکھا ہے۔

ابوسعید بر دعی نے کہا ہے۔ صحابی کی تقلید واجب ہے، لہذا قیاس کو چھوڑنا ہوگا اور کرنی نے کہا ہے کہ صحابی کی تقلید اس وقت کی جائے گی جب وہ بات قیاس سے نہ کہی جاسکے جیسے حضرت انس اور عثمان بن ابی العاص کا قول ہے کہ اقل حیض تین دن ہے اور اکثر حیض دس دن اور جیسے حضرت عائشہ کا قول ہے۔ جب آپ کو مسموم ہوا کہ زید بن ارقم نے کسی کے ہاتھ آٹھ سو میں کوئی شے فروخت کی اور روپیہ وصول کرنے سے پہلے وہی شے اس سے چھ سو میں خرید لی۔ آپ نے زید بن ارقم کو کہلا بھیجا۔ اگر تم نے توبہ نہ کی، اللہ تمہارے حج کو اور جہاد کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے، باطل کر دے گا۔ یہ سن کر زید بن ارقم حضرت صدیق کے در پر ندامت کرتے ہوئے توبہ کناں حاضر ہوئے۔ حضرت صدیق نے یہ آیت پڑھی: "فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ" (بقرہ۔ ت ۲۴۵) پھر جس کو نصیحت پہنچی اپنے رب کی اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہوگا، حضرت زید بن ارقم کے حج اور جہاد کا از روئے قیاس اس فعل سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا ظاہر ہے کہ حضرت صدیق نے آنحضرت سے سنا ہے

شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کے اقوال کا لینا ہر حال میں واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ يَأْتِيهِمُ الْيُسْرَىٰ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ يَأْتِيهِمُ الْيُسْرَىٰ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ يَأْتِيهِمُ الْيُسْرَىٰ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر اور انصار صحابہ کی مدح کی ہے اور ان لوگوں کی مدح کی ہے جنہوں نے ان حضرات کی پیروی کی ہے۔ ان کی پیروی کرنی مدح کا سبب ہے، اور اس مدح اور پیروی کی وجہ سے اللہ ان کی پیروی کی طرف بلا تا ہے اور یہ اتباع اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ دین میں ان کی رائے کی پیروی کی جائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَنَا أَمَانٌ لِأَصْحَابِي وَأَصْحَابِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي۔ میں اپنے صحابہ کے واسطے امان ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں۔

امام سرخسی نے مزید دلیلیں لکھی ہیں اور استاد ابو زہرہ نے ان کو نقل کیا ہے۔ خلاصہ کلام اس طرح ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ حضرات صحابہ کا اتباع کرتے تھے۔ آپ کے مذہب کے بعض ائمہ اس طرف گئے ہیں کہ آپ اپنے قیاس کو قول صحابی پر ترجیح دیتے تھے لیکن ہم آپ کے صریح قول کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی آپ کے ورع و تقویٰ سے مستفوق ہے۔ آپ نے صاف طور سے فرمایا ہے۔ میں دائرۃ اقوال صحابہ میں سے جس قول کو پسند کرتا ہوں لیتا ہوں میں ان کے اقوال کے دائرے سے باہر نہیں جاتا ہوں۔ پھر حضرت امام نے چند تابعیوں کا نام لے کر فرمایا ہے۔ جس طرح ان افراد نے کوشش کی ہے میں بھی کرتا ہوں۔ میں ان کے اقوال کا پابند نہیں ہوں۔

اصل چہارم اجماع: استاد ابو زہرہ نے لکھا ہے۔ ان اکثر علماء کے قول کی رو سے جنہوں نے اجماع کو اسلامی فقہ کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا ہے اجماع کی یہ تعریف کی جاسکتی ہے کہ اسلامی امت کے مجتہدین کسی زمانہ میں کسی امر پر اتفاق کر لیں۔ یہ تعریف امام شافعی نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے اور علماء اصول فقہ نے اس کو پسند کیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اس کو اپنی فقہ کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا ہے یا نہیں۔

حنفی مذہب کے علماء نے کہا ہے کہ اجماع اصول فقہ میں سے ایک اصل ہے اور ان حضرات نے چند طرق سے اس کا اثبات کیا ہے۔

ان علمائے کبار نے کہا ہے۔ اجماع قوی بھی ہوتا ہے اور سکوئی بھی۔ وہ کہتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف دو صورتوں میں یا زیادہ صورتوں میں محدود رہا اور یہ محدودیت ایک عرصہ تک قائم رہی اور پھر کوئی عالم اس مسئلہ میں نقل کی ہوئی رایوں کے علاوہ کوئی رائے ظاہر کرے تو اس کا یہ فعل اجماع کے خلاف ہے۔

ان حضرات نے فرسہ ماثورہ اور اقوال اصحاب ابو حنیفہ سے اس قول کو ثابت کیا ہے۔ ہم نے ان حضرات کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جنہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کی سوانح حیات لکھی ہیں۔ ہم کو یہ عبارت ملی ہے کہ آپ کتاب و سنت و آراء صحابہ اور قیاس پر عامل تھے اور اس کے ساتھ ہم کو یہ بھی ملا، جیسا کہ مناقب کی میں ہے کہ آپ "شدید الاتباع لِمَا كَانَ عَلَيْهِ النَّاسُ بِبَلَدِهِ" شدت کے ساتھ پیروی کرتے تھے جس پر آپ کے بلد (ملک) میں عمل ہوتا تھا۔ اور مناقب کی میں سہل بن مزاحم کا یہ قول ملا، "وَكَلَّمَ نَبِيَّ حَنِيفَةَ أَخَذَ بِأَثْقَاتِهِ وَفَرَّادٍ مِنَ الْقَبْرِ وَالنَّظْرُفِي مَعَامَلَاتِ النَّاسِ وَمَا اسْتَقَامُوا عَلَيْهِ مَوْرَهُمْ" ابو حنیفہ کی بات یعنی ان کا طریقہ یہ تھا کہ معتمد کو لیتے اور بد سے بچتے اور لوگوں کے معاملات کو پرکھتے اور جس پر کہ ان کے امور درست بیٹھے۔

ان دو روایتوں سے جو کہ آپ کے معاصرین کی ہیں آپ کے طریقہ استنباط کا پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے وطن کے فقہاء کی روش پر قائم تھے اور جن مسائل میں نص (قطعی حکم) نہیں ملتا تھا۔ تعامل پر عمل کرتے تھے یعنی آپ کے وطن میں جو رائج ہوتا تھا اس کو لیتے تھے۔ اس سے یہ بات صاف طور سے ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے وطن کے علماء کا اتباع کرتا ہو وہ یقیناً علماء کے متفقہ فیصلہ کا اتباع کرے گا۔

تین وجوہات کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ فقہاء کے نزدیک اجماع حجت ہے۔

۱۔ صحابہ کرام پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور جب سیاست عامہ کی صورت پیدا ہوتی تھی حضرت عمر صحابہ کو جمع کرتے تھے اور ان سے مشورہ کرتے تھے اور ان کی رائے معلوم کرتے تھے اور جب کسی بات پر صحابہ کا اتفاق ہو جاتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔ اور اگر صحابہ میں اختلاف ہوتا تھا تو معاملہ اہل علم کے سپرد کر دیتے تھے اور جس بات پر ان کا اتفاق ہوتا تھا اس پر عمل کیا جاتا تھا اور یہ وہ اجماع ہے کہ اس کی مخالفت جائز نہیں۔

۲۔ وہ اجتہاد کا دور تھا ہر امام اجتہاد کرتا تھا اور وہ اپنے وطن کے متفقہ فیصلہ کے خلاف سے اپنے کو بچاتا تھا تاکہ اس کا قول شاذ نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ اپنے بلد کے متفقہ مسائل کی شدت

سے پیر دی کرتے تھے۔ امام مالک اہل مدینہ کے اتفاق کو خبر واحد پر مقدم رکھتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر ہمارا پختہ خیال ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔

۳۔ اس سلسلہ میں بعض آثار بھی وارد ہیں جن سے اجماع کے حجت ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے حدیث نبوی ہے۔ **رَأَيْتُمُ امْتِي عَلَى ضَلَالَةٍ**۔ میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور ارشادِ گرامی ہے **مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ** جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور امام شافعی نے روایت کی ہے۔ **أَلَا قَمَنْ سَرَّةٌ تَجْتَبِي الْجَنَّةَ فَيَلْتَزِمُ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفِتَى وَهُوَ مِنَ الْإِثْمَيْنِ أَبْعَدُ**۔ سمجھ لو جس کو جنت کی راحت پسند ہو وہ جماعت سے لگا ہے اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دوسے دور رہتا ہے۔

استاد ابو زہرہ نے امام ابو یوسف کی کتاب **”الرَّدَّ عَلَى سَبْرِ الْأَوْزَاعِي“** کی عبارت نقل کی ہے۔ اوزاعی نے اجماع سے احتجاج کیا ہے۔ ابو یوسف نے ان کے احتجاج کو رد کرتے ہوئے کہا ہے اوزاعی نے حجاز اور شام کے بعض ایسے مشائخ کو رد کیا ہے۔ **”مَنْ لَا يَحْسِنُ الْوُسُوءَ وَلَا التَّشَهُدَ وَلَا أَصُولَ الْفِقْهِ“** جن کو صحیح طور پر رد وضو آئے اور نہ تشهد اور نہ اصول فقہ۔ یعنی ایسے افراد کا اجماع اجماع ہی نہیں ہے۔ دورِ اجتہاد میں اجماع کی حیثیت میں اختلاف نہیں ہوا ہے بلکہ غلط طور پر اجماع قرار دینے پر شافعی وغیرہ نے انکار کیا ہے جس طرح ابو یوسف نے اوزاعی کے بیان کردہ اجماع کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ علماء حنفیہ نے کہا ہے اجماع حجت ہے۔ امام ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے اور آپ کے صاحبین کا بھی یہی مسلک ہے۔ اجماع سکوتی کو بھی حنفیہ نے تسلیم کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرات صحابہ نے مسئلہ کی صورت محدود کر دی ہے۔ ان کے اقوال میں سے کوئی قول اختیار کیا جاسکتا ہے کوئی نیا قول نہیں کہا جاسکتا۔

اصل پیچیدگی قیاس: کتاب و سنت اور اجماع سے جن مسائل کا حکم معلوم ہو چکا ہے ان احکام کی علتوں کو سمجھ کر دوسرے مسائل کے حکم کو معلوم کرنا قیاس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو حاکم بنا کر یمن بھیجنے کا قصد فرمایا آپ نے معاذ سے کہا۔ **يَا تَقِيضِي** تم حکم کس سے کر دو گے۔ عرض کی۔ کتاب اللہ سے۔ آپ نے فرمایا۔ **فَإِنْ لَمْ تَجِدْ** اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملا۔ عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے۔ آپ نے فرمایا۔ **فَإِنْ لَمْ تَجِدْ** اگر تم کو سنت رسول میں حکم نہ ملا۔ عرض کی **أَجْتَهِدُ** پڑائی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ یہ سن کر سردارِ دو عالم نے فرمایا۔ **أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي دَفَّقَ رَسُوْلًا رَسُوْلًا بِمَا**

یزنی بہ رسوٰۃ حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنے رسول کے رسول کو توفیق اس بات کی دی کہ وہ اللہ کے رسول کو راضی کرے۔

شریعت کے احکام کی علتوں کا معلوم کرنا آسان کام نہیں ہے اس کے لئے اسباب نزول کا معلوم کرنا، الفاظ کا، عبارات کا، اشارات کا سمجھنا ضروری ہے۔ شریعت کے احکام میں دینی اور دنیوی فوائد مضمون ہیں، علل کے معلوم کرنے سے ان فوائد سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ قیاس کر کے حکم بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے بیان کردہ مسائل کو دیکھ کر آپ کے اتباع نے احکام کی علتوں کا بیان کیا ہے اور قیاس کرنے کے قواعد و ضوابط مقرر کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام فخر الاسلام بزدوی کی کتاب "اصول فقہ" قابل اعتماد ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر حضرت امام کی مساعی کا اندازہ لگایا جائے جو انہوں نے مدۃ العمر کی ہیں اور ارشاد نبوی "بَشِّرُوا أَوْلَادًا تَحْتَرِدُوا" آسانی پیدا کر دہکتی نہ کرو کہ پیش نظر مسلمانوں کے واسطے کیسے ابواب نینر کھولے ہیں۔ اللہ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اجر کثیر دے۔

علامہ قاضی عثمان بن محمد بن عبید اللہ بن سالم المرزوی النیساپوری ابو یحییٰ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وَصَحَّ الْقِيَاسُ أَبُو حَنِيفَةَ مَحَلَّةٌ

قیاس کی ساری بنیاد ابو حنیفہ نے رکھی ہے

وَبَنَى عَلَى الْآثَارِ دَامَ بَنَاتِهِ

اور آپ نے آثار مبارکہ پر اپنی تعمیر کی اساس رکھی ہے

فَأَنَّ بَأَوْضَعٍ مَحْتَجَّةٍ وَ قِيَاسٍ

آپ واضح حجت اور قیاس نے کرائے ہیں

فَأَنَّ غَوَا مِصْطَهٌ عَلَى الْأَسَاسِ

لہذا قیاس کی بارکیاں مضبوط اساس پر ہیں

واضح رہے کہ آپ کی روایتوں کو کتاب الآثار کے نام سے آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے روایت کی ہے اور بعد کے ائمہ نے مسانید کے نام سے ان کو جمع کیا ہے۔

اصل ششم، اللہ کا احسان استخسان: امام ابو الحسن کرخی نے استخسان کا بیان اس طرح کیا ہے کہ مجتہد کسی مسئلہ میں زیادہ قوی وجہ کی بنا پر اس حکم سے عدولی کرے جو اس مسئلہ کے امثال میں کر چکا ہے۔

وضاحت کے لئے ایک مسئلہ لکھا جاتا ہے۔

شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی نجس ہے یا نہیں۔ قیاس کی رو سے پانی نجس ہے کیوں کہ شکاری پرندوں کا حکم شکاری چوپایوں کا ہے۔ دونوں کا گوشت نجس ہے لہذا دونوں کا جھوٹا پانی

نجس ہونا چاہئے لیکن یَسْرُؤَا وَلَا تُعَسِّرُوا کے پیش نظر شکاری پرندوں کا پانی نجس نہیں ہے کیونکہ پرندہ چونچ سے پانی پیتا ہے اور چونچ میں اس کا لعاب نہیں ہوتا ہے، بہ خلاف چوپائے کے کہ وہ ہونٹوں اور زبان سے پانی پیتا ہے، اس کا لعاب پانی میں ملتا ہے اور پانی نجس ہو جاتا ہے لہذا شکاری پرندہ کا پانی کراہت کا متحمل ہے نجس نہیں ہے۔

استحسان کے بیان میں ائمہ کے الفاظ مختلف ہیں۔ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ قیاس کا چھوڑنا اور لوگوں کے واسطے ان کے مناسب امر کا اختیار کرنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے جس امر میں خاص و عام مبتلا ہوں اس میں راہِ سہولت کا نکانا استحسان ہے۔ بعض نے کہا ہے فراخی کا اختیار کرنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے سہولت کا فراہم کرنا اور تکلیف سے بچانا استحسان ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ یعنی اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر مشکل۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یَسْرًا وَلَا تُعَسِّرًا۔ آنحضرت کا یہ خطاب حضرت علی اور حضرت معاذ کو ہے کہ تم دونوں آسانی کرو، مشکل نہ بناؤ۔

قیاس اور استحسان درحقیقت دو قیاس ہیں۔ ایک جلی ہے اور اس کا اثر ضعیف ہے۔ سادہ دوسرا خفی ہے لیکن اس کا اثر قوی ہے۔ پہلا قیاس ہے اور دوسرا استحسان ہے۔

قاضی صیمری نے لکھا ہے۔ بشر بن الولید نے محمد بن حسن شیبانی سے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنے اصحاب کے ساتھ قیاس میں مناظرہ کیا کرتے تھے اور آپ کے اصحاب بھی داد و تحقیق دیا کرتے تھے اور آپ سے خوب معارضہ کرتے تھے لیکن جب آپ اُتْحَسِنُ فرماتے تھے تو پھر آپ کے اصحاب میں سے کسی کی رسائی آپ تک نہیں ہوتی تھی اور آپ اس کثرت سے استشادات پیش کرتے تھے کہ سب آپ کے قول کو تسلیم کرتے اور آپ کو دعائیں دیتے۔

استحسان کے متعلق امام مالک نے کہا ہے۔ إِلَّا سِتْحَسَانٌ تَسْنَعُهُ أَغْثَارُ الْعِلْمِ عِلْمِ كَيْ دَسَلُ حَقُّوْنَ مِنْ سَعِ نَوْحِيَّةِ اسْتِحْسَانٍ هِيَ عِنْفِي اس میں کامل علم اور وقتِ نظر اور فہمِ راسخ کی ضرورت ہے۔ یہ نہایت مہتمم باثان علم ہے۔

بعض شوافع نے استحسان کی شدت سے مخالفت کی ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں امام شافعی

کا قول نقل کیا ہے۔ مَنْ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ۔ جس نے استحسان کیا اس نے شریعت بنائی۔

اس قول کی علت یہ ہے قیاس کا ثبوت شریعت سے ہے۔ جو شخص قیاس کو چھوڑ کر استحسان پر عمل کرے اس نے نئی شریعت بنائی۔ لیکن ہم جب ابو حنیفہ کے استحسانات کو دیکھتے ہیں تو ان میں نص اور قیاس کی مخالفت نہیں پاتے بلکہ ہم کو اس میں نص اور قیاس کا تسک نظر آتا ہے۔ اگر ہم استحسان کو چھوڑ کر صرف قیاس پر عمل کریں تو عوام کے مصلح کو نظر انداز کرنا پڑے گا۔ حالانکہ مصالح عامہ کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ شریعت نے اس کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔

بعض محققین نے کہا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے۔ مَنْ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ جس نے استحسان کیا ہے اس نے شرح و بسط سے کام لیا حقائق کو سمجھا ہے اور مسئلہ بیان کیا ہے۔

عاجز کہتا ہے یہ بات جس نے کہی ہے درست کہی ہے۔ قاضی صیبری نے لکھا ہے۔

ہم سے عمر بن ابراہیم نے ان سے کرم نے ان سے احمد نے کہا۔ میں نے مزنی سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے شافعی سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ اَلْاَسُّ عِيَالٌ عَلٰى اِبِي حَنِيفَةَ فِي الْقِيَاسِ وَالْاِسْتِحْسَانِ یعنی قیاس میں اور استحسان میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ امام مزنی کی اس روایت نے اَلْحَقُّ يَنْقُضُوْا وَلَا يُعْلَى عَلَيْهِ شَيْءٌ کی یاد دلادی کہ حق ظاہر ہو کر بلند و بالا ہوتا ہے اور کوئی شے اس سے بالاتر نہیں ہوتی۔

احناف کے بعض متاخر مشائخ نے کہا ہے کہ استحسان پر عمل بہتر اور اولیٰ ہے باوجود اس کے کہ احسان کی جگہ قیاس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

امام سرخسی نے ان لوگوں کا رد کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ قول وہم کی بنا پر ہے، کیونکہ ہماری کتابوں میں یہ عبارت ہے۔ اِلَّا اِنَّا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ : مگر ہم نے قیاس چھوڑ دیا ہے جس چیز کو چھوڑ دیا جاتا ہے اس پر عمل جائز نہیں۔ ہمارے مشائخ نے بعض اوقات چھوڑے ہوئے قیاس کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔ اِلَّا اِنِّي اسْتَقْبَحْتُ ذٰلِكَ : مگر میں اس کو قبیح سمجھتا ہوں اور یہ کھلی ہوئی بات ہے۔ مَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهٖ شَرْعًا يَكُوْنُ اسْتِقْبَاحًا كُفْرًا جو چیز شرعاً جائز ہو اس کو قبیح سمجھنا کفر ہے۔ اگر اس قیاس پر بھی عمل جائز ہوتا ہمارے مشائخ ہرگز اس قیاس کو قبیح نہ سمجھتے لہذا جہاں استحسان کی وجہ سے قیاس چھوڑا گیا ہے وہاں اس قیاس پر عمل جائز نہیں۔

۷۔ اَلْعَامِلُ : امام موفق نے سہل بن مزاحم سے روایت کی ہے۔

۸۔ ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ ص ۱۲۲

كَلَامُ أَبِي حَنِيفَةَ أَخَذَ بِالنَّقْصَةِ وَفَرَّازُ بِالْقَبْحِ وَالنَّظْرُ فِي مَعَامَلَاتِ النَّاسِ وَمَا اسْتَقَامُوا عَلَيْهِ وَصَلَحَتْ عَلَيْهِ أُمُورُهُمْ - ابوحنیفہ کی بات یہ تھی کہ وہ مستند اور صحیح کو لیتے تھے اور بُرے سے دُور رہتے تھے، وہ لوگوں کے معاملات پر نظر رکھتے تھے اور دیکھتے تھے کہ ان کا صحیح رویہ کیا ہے اور ان کے امور کس ڈھب پر درست بیٹھے ہیں۔

يُمْنِي الْأُمُورَ عَلَى الْقِيَاسِ فَإِذَا قُبِحَ الْقِيَاسُ يُمْنِيهَا عَلَى الْإِسْتِحْسَانِ مَا دَامَ يُمْنِي لَهُ فَإِذَا لَمْ يُمْنِ لَهُ رَجَعَ إِلَى مَا يَتَّعَمَلُ بِهِ الْمُسْلِمُونَ -

حضرت امام قیاس کر کے مسئلہ حل کرتے تھے اور جب قیاس میں قباحت پیدا ہوتی تھی استحسان سے حل کرتے جب تک کہ استحسان ساتھ دیتا تھا اور جب معاملہ اہم جاتا تھا آپ مسلمانوں کے طور طریقوں اور ان کے تعامل کی طرف رجوع کرتے۔

اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں کہ پہلے آپ قیاس اور استحسان سے مسئلہ حل کرنے کی سعی کرتے۔ اگر قیاس و استحسان سے راہِ سہولت نہیں نکلتی تھی آپ لوگوں کے تعامل اور عرف سے مسئلہ حل کرتے تھے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ اصولِ شہ (چھ اصول) کے بعد عرف سے حضرت امام استدلال کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے ارشاد و ما ز آة الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ (جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے) سے عرف کا دلیل ہونا ثابت کرتے ہیں

۸۔ حیلے : علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف بہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ نے کتاب اعلام المؤمنین کے جلد سوم اور چہارم میں تین سو اکتھ صفحات میں اس کا بیان کیا ہے۔ انہوں نے اساسی طور پر حیلوں کو تین قسم میں رکھا ہے۔ پہلی قسم ایسے خفیہ طریقوں کا استعمال کرنا ہے جس کی وجہ سے حرام فعل جائز ہو جائے۔ ایسے حیلے حرام ہیں۔

دوسری قسم ایسے حیلوں کی ہے کہ جس شے کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جائز اور مشروع کام ہے اور جن خفیہ طریقوں سے اُس تک پہنچتا ہے وہ بھی جائز ہیں۔ مثلاً کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس شے سے فائدہ حاصل کروں یا اس کام کی وجہ سے نقصانات اور مفترات سے محفوظ رہوں ایسے حیلے جائز اور بہتر ہیں۔ بعض سلف نے اس سلسلہ میں کہا ہے۔ الْأَمْرُ آمْرَانِ الْأَمْرُ فِيهِ جِلَّةٌ فَلَا يَجْزَعُهُ وَالْأَمْرُ لَا جِلَّةَ فِيهِ فَلَا يَجْزَعُ مِنْهُ - کام دو طرح کے ہیں ایک ایسا ہے کہ

اس میں سوچ سمجھ اور تدبیر کی ضرورت ہے لہذا اس میں بے پروائی نہ کرے اور ایک ایسا کام ہے کہ اس میں کسی شے کی گنجائش نہیں ہے، لہذا صابر برہنہ رہے، جزع جزع سے بچے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ کوئی اپنا حق لینا چاہتا ہے یا ظلم سے بچنا چاہتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امور مباح سے مدد لیتا ہے۔ یہ قسم بھی جائز ہے۔ حضرات ائمہ جائز اور مباح طریقوں کی نشان دہی کر کے بندگاہ خدا کی مشکلیں آسان کرتے ہیں حرام طریقوں سے ان کا تعلق نہیں ہے۔

خطیب نے تاریخ بغداد کی جلد تیرہ صفحہ ۲۲۶ میں **کتاب الحیل کی روایت خطیب کی** لکھا ہے کہ ہم سے محمد بن اسماعیل سلمی نے اس سے

ابو توبہ الرزیق بن نافع نے اس سے عبد اللہ بن مبارک نے کہا: "من نظری فی کتاب الحیل لابن حنیفۃ أحلّ ما حرمّ الله وحرّم ما أحلّ الله" جو ابو حنیفہ کی کتاب الحیل دیکھے گا وہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال کردہ کو حرام کرے گا

اس روایت پر علماء ازہر نے حاشیہ لکھا ہے اور اس کے راویوں میں محمد بن اسماعیل سلمی ہے اس کے متعلق ذہبی کی کتاب میزان میں کلام ہے اور ابو حنیفہ کی کتاب الحیل ہمارے دیکھنے میں نہیں آئی ہے اور لکھا ہے۔

وَقَدْ قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ عَرَفَ النَّاسَ مِنْ مَذَاهِبِ السَّلَفِ وَأَصُولِهِمْ وَقَوَاعِدِهِمْ بَعْدَ أَنْ ذَكَرَ كَلَامَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَبْرُوكٍ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ فِي كِتَابِ الْحَيْلِ الَّذِي لَيْسَ فِي كَلَامِهِمْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ نَبَتْهُ لَأَبِي حَنِيفَةَ وَإِلَّا لَغَيْرِهِ مِنْ أُمَّةِ الْمُسْلِمِينَ مَا نَصَهُ وَإِنَّمَا قَالَ مِثْلُ هَؤُلَاءِ الْأُمَّةُ فِي كِتَابِ الْحَيْلِ مَا قَالُوا لَأَنَّ فِيهِ الْاِحْتِيَالَ عَلَى تَأْخِيرِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَإِسْقَاطِ الشَّعْثَةِ وَحَلِّ الرِّبَا وَإِسْقَاطِ الْكُفَّارَاتِ فِي الصِّيَامِ وَالْاِحْتِمَالِ وَالْإِيمَانِ وَحَلِّ السَّفَاحِ وَقَسْمِ الْعُقُودِ وَفِيهِ الْكُذْبُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَإِبْطَالِ الْحُقُوقِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَمِنْ أَقْبَمِ مَا فِيهِ اِحْتِيَالَ لِمَنْ أَمْرًا دُونَ ذَاكَ زَوْجَهَا بَأَنَّ تَرْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَيُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ فَلَا تَسْلَمُ فَتَحْسِبُ وَيَنْفَسِحُ النِّكَاحُ ثُمَّ تَعُودُ إِلَى الْإِسْلَامِ إِلَى أَشْيَاءَ أُخْرَى كَثِيرٍ مِنْ هَذِهِ الْحَيْلِ حَرَامٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ بَلْ بَعْضُهَا كَفَرْنَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى مَنِ اهْتَدَى إِلَى الْحَيْلِ الَّتِي هِيَ مُحْرَمَةٌ بِالْإِتِّفَاقِ أَوْ هِيَ كُفْرٌ إِلَى أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ وَمَنْ يَنْسِبُ ذَلِكَ إِلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ فَهُوَ مُخْطِئٌ جَاهِلٌ بِأَصُولِ الْفُقَهَاءِ وَإِنْ كَانَتْ الْحَيْلَةُ قَدْ تَنَفَّذَتْ عَلَى أَصْلِ بَعْضِهِمْ بِحَيْثُ لَا يَبْطُلُهَا عَلَى صَاحِبِهَا، فَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْحَيْلَةِ شَيْءٌ وَعَدَمُ اِبْطَالِهَا عَلَى مَنْ يَفْعَلُهَا شَيْءٌ أُخْرَى

الی ان قال۔

وَمَا غَرَضَانَا أَنْ هَذِهِ الْحَيْسَةُ الَّتِي هِيَ مُحَرَّمَةٌ فِي نَفْسِهَا لَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى إِمَامٍ
أَنَّهُ أَمْرٌ بِهَا فَإِنَّ ذَلِكَ قَدْ حُجِّجَ فِي إِمَامَتِهِ وَذَلِكَ قَدْ حُجِّجَ فِي الْأُمَّةِ، حَيْثُ اسْتَمْتُوا بِمَنْ لَا يَنْصَلِحُ
لِلْإِمَامَةِ وَفِي ذَلِكَ نَسَبَ بَعْضُ الْأُمَّةِ إِلَى تَكْفِيرٍ أَوْ تَفْسِيحٍ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ - إِلَى آخِرِ مَا أَطَالَ
بِهِ مِنَ الْقَوْلِ الَّذِي نَزَدَ بِهِ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابَهُ وَعَامَّةُ عُمَّاءِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَقُولُوا بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ.

(ترجمہ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو کہ سلف کے مذاہب اور ان کے اصول و قواعد سے
بر نسبت دوسرے افراد کے بہت زیادہ واقف ہیں، عبد اللہ بن مبارک اور دوسرے علماء کا کلام ذکر
کر کے کہا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے کلام میں بلکہ علمائے مسنین میں سے کسی کے کلام میں اس
کتاب کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف نہیں ہے اور لکھا ہے۔

"ان جیسے ائمہ کرام نے اس کتاب کے متعلق جو کچھ کہے ہیں اس وجہ سے کہا ہے کہ اس میں رمضان
کے روزوں کو مؤخر کرنے اور زکات و حج کے ساقط کرنے اور شفعو کا حق ضائع کرنے اور رسوڈ کو جائز کرنے
اور روزوں اور احرام اور قسموں کے کفاروں کے بٹانے اور بدکاری کو عمال کرنے اور عہد و پیمانے
کے توڑنے جس میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی اور حقوق کا بطلان شامل ہیں اور ان کے علاوہ نہایت
بڑے جیلے اس عورت کے لئے جو اپنے شوہر سے الگ ہونا چاہتی ہے، یہ ہے کہ عورت اسلام سے
پھر جائے، پھر اس پر اسلام کو پیش کیا جائے تو وہ مسلمان نہ ہو پھر اس عورت کو قید کیا جائے
تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور پھر وہ مسلمان ہو جائے اور اس قسم کے بہت سے جیلے ہیں جو باتفاق
علماء حرام ہیں۔ اس میں تمام طائفوں کا اتفاق ہے بلکہ بعض جیلے تو کفر میں اور ایسے جیلوں کا کسی
امام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے اور جو شخص کسی امام کی طرف ایسے جیلے منسوب کرتا ہے
وہ فقہاء کے اصول سے جاہل ہے، چاہے کوئی حیلہ کسی امام کے کسی اصل کسی قاعدے کے
تحت اس طرح آجاتا ہو کہ وہ حیلہ کرنے والے کے لئے اس کو باطل نہیں قرار دے رہا ہے کیونکہ حیلہ
کرنے کا حکم دینا الگ بات ہے اور حیلہ کرنے والے کے لئے حیلہ کو باطل قرار نہ دینا الگ فعل ہے۔
یہ لکھ کر ابن تیمیہ نے کچھ رقاحت کی ہے اور پھر لکھا ہے۔ یہاں پر ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ
جو اپنی ذات سے حرام ہے، کسی امام سے اس کی نسبت جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس
کی امامت پر عیب لگ رہا ہے اور اس وجہ سے امت اسلامیہ پر دھبہ لگتا ہے کہ اس خیر ائمہ نے
ایسے شخص کو اپنا امام بنایا ہے، اس نسبت کی وجہ سے اس امام کی تکلیف یا تفسیق ثابت ہوتی ہے اور

یہ جائز نہیں ہے۔ الخ

اس کے بعد علماء ازہر نے اپنے ماسخ میں لکھا ہے : "وَقَدْ سَلَكَ مَسَلَكَهُ فِي هَذَا وَأَقْتَضَى أَثَرَهُ تَمِيذُهُ الْعَلَامَةُ ابْنُ الْقَيْمِ فِي كِتَابِ أَعْلَامِ الْمَوْقِعِينَ وَبِمَا قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةٍ وَتَمِيذُهُ ابْنُ الْقَيْمِ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى يَنْبَغُ رُكْنٌ مَسَاقَهُ الْخَطِيبُ فِي هَذَا الْبَابِ وَغَيْرُهُ طَعْنًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَلْ مَنْ تَأَمَّنَ مَا لَمْ نَذْكُرْهُ مِنْ كَلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ، خَشْيَةَ الْإِطَالَةِ رَأَى فِيهِ التَّعْرِيفَ بِالْخَطِيبِ فِي تَشْنِيعِهِ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فَانظُرْهُ فِي إِقَامَةِ الدَّلِيلِ إِلَى إِبْطَالِ التَّحْلِيلِ فِي الْبَعْضِ مِنَ الْفَتَاوَى، وَإِنَّمَا اعْتَمَدْنَا كَلَامَ هَذَيْنِ الْأَمَامَيْنِ لِأَنَّهُمَا مِنْ أَكْبَرِ الْمُحَدِّثِينَ وَالذَّابِّينَ عَنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَمَذَاهِبِهِمْ، فَيَكِلَاهُمَا شَهَادَةً عَلَى مُتَقَصِبِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَكَيْفَ يَنْسَبُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْكِتَابَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ مَعَ أَنَّهُ مِنْ تَلَامِيذِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَجْلِسُونَ لَهُ حَيًّا وَمَيِّتًا كَمَا نَقَلَ ذِيكَ الثَّقَاتُ الْعَدُولُ نَقْلًا يَقِينًا الْعِلْمُ الْقَطِيعُ."

اور ابن تیمیہ کے طریقہ اور منہج پر ان کے شاگرد ابن القیم رحمہما اللہ تعالیٰ کے بیان سے وہ سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا ہے جو خطیب وغیرہ نے ابوحنیفہ پر طعن و تشنیع کے سلسلہ میں کہا ہے بلکہ اگر کوئی اس تحریر کو کہ جس کو ہم نے مضمون طویل ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے، ابن تیمیہ کے فتاویٰ کے تیسرے حصہ میں "إِقَامَةُ الدَّلِيلِ عَلَى إِبْطَالِ التَّحْلِيلِ" کے بیان میں پڑھ لے وہ دیکھ لے گا کہ ابن تیمیہ نے خطیب پر گرفت کی ہے کہ اس نے ابوحنیفہ کی مشناعت کیوں کی ہے، ہم نے ان دو اماموں (ابن تیمیہ، ابن قیم) کی بات پر بھروسہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں بڑے محدثین میں سے ہیں اور یہ دونوں اہل حدیث کی طرف سے دفاع کیا کرتے ہیں۔ بھلا عبد اللہ بن مبارک اس کتاب کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کیسے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور وہ ابوحنیفہ کی جلالتِ قدر کا بیان ان کی حیات میں اور پھر ان کی وفات کے بعد کیا کرتے تھے، جس کو ثناء اور عادل افراد نے نقل کیا ہے اور اس سے علم یقینی ثابت ہے۔ علماء ازہر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے ابن مبارک اور دوسرے علماء سے صرف کتاب التحلیل کا ذکر کیا ہے ابوحنیفہ کی طرف کتاب کی نسبت نہیں کی ہے جیسا کہ خطیب نے کیا ہے۔



حضرت امام کے محیر العقول جوابات

قاضی صیرمی نے لکھا ہے کہ ابو یوسف شدید مریض ہوئے اور ابو حنیفہ ان کی عیادت کو کئی مرتبہ گئے، آخری مرتبہ آپ نے ابو یوسف کے مرض میں شدت دیکھ کر فرمایا۔ میں نے تم کو اپنے بعد مسلمانوں کے واسطے سوچا تھا، اگر تم کو حادثہ پیش آجائے مسلمانوں پر افتادہ پڑے گی اور تمہارے ساتھ بہت علم ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

عقود الجمان کی روایت میں ہے: اگر یہ جوان مر جاتا ہے کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ یہ بات ابو یوسف کو پہنچی اور اللہ نے ان کو شفا دی، ان کو خیال ہوا کہ فقہ میں اپنا الگ حلقہ قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا الگ حلقہ قائم کیا۔ جب ابو حنیفہ کو اس کی خبر ہوئی، آپ نے ایک شخص سے کہا تم یعقوب (ابو یوسف) کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے درزی کو کوئی کپڑا چھوٹا کرنے کے واسطے دیا، دو درہم اجرت قرار پائی۔ کچھ دن بعد مالک اپنا کپڑا لینے درزی کے پاس گیا، درزی نے کہا۔ تمہارا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے۔ کپڑے کا مالک کچھ دن بعد پھر درزی کے پاس گیا۔ اس نے کپڑا چھوٹا کیا ہوا مالک کو دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ درزی کو اجرت دی جائے گی یا نہیں۔ حضرت امام نے اس شخص سے کہا۔ اگر ابو یوسف جواب دیں کہ اجرت دی جائے گی تم کہنا غلط ہے اور اگر وہ کہیں نہیں دی جائے گی جب بھی ان سے کہنا غلط ہے۔ چنانچہ یہ شخص گیا اور ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ اجرت دینی ہے۔ اس شخص نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ ابو یوسف سوچ میں پڑ گئے۔ پھر انہوں نے کہا اجرت نہیں دی جائے گی۔ اس شخص نے پھر کہا یہ غلط ہے۔ یہ سن کر ابو یوسف اسی وقت اٹھ کر ابو حنیفہ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھ کر کہا۔ غالباً درزی کا مسئلہ تم کو لایا ہے اور پھر آپ نے بتایا کہ اگر درزی نے کپڑا غصب کرنے کے بعد چھوٹا کیا ہے تو اجرت نہیں ہے اس نے اپنے واسطے چھوٹا کیا ہے۔ اور اگر غصب کرنے سے پہلے چھوٹا کیا ہے تو اجرت دینی ہے۔

۲- اور صیمری نے لکھا ہے کہ دیکھنے نے بیان کیا ہے کہ ایک ولیمہ کی دعوت میں ابوحنیفہ سفیان مسعر مالک بن مغول جعفر بن زیاد احمد اور حسن بن صالح کا اجتماع ہوا۔ کوفہ کے اشراف اور موالی کا اجتماع تھا۔ صاحب خانہ نے اپنے دو بیٹوں کی شادی ایک شخص کی دو بیٹیوں سے کی تھی۔ یہ شخص گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا۔ ہم ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اس نے بیان کیا گھر میں غلطی سے ایک کی بیوی دوسرے کے پاس پہنچادی گئی اور دونوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے شب باشی کر لی ہے۔ سفیان ثوری نے کہا کوئی بات نہیں۔ حضرت علی کے پاس حضرت معاویہ نے آدمی بھیجا کہ ان سے مسئلہ بوجھ کر جواب لائے۔ جب اس شخص نے حضرت علی سے استفسار کیا آپ نے فرمایا، کیا تم معاویہ کے فرستادہ ہو کیونکہ ہمارے ملک میں یہ صورت پیش نہیں آئی ہے۔ اور آپ نے کہا۔ میرے نزدیک دونوں افراد پر شب باشی کرنے کی وجہ سے گہر واجب ہے۔ اور ہر عورت اپنے زوج کے پاس چلی جائے (یعنی جس سے اس کا نکاح ہوا ہے) لوگوں نے سفیان کی بات سنی اور پسند کی۔ امام ابوحنیفہ خاموش بیٹھے رہے۔ مسعر نے ان سے کہا۔ تم کیا کہتے ہو۔ سفیان ثوری نے کہا وہ اس بات کے علاوہ کیا کہیں گے۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ دونوں لڑکوں کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں آئے حضرت امام نے ان میں سے ہر ایک سے دریافت کیا۔ تم کو وہ عورت پسند ہے جس کے ساتھ تم نے شب باشی کی ہے۔ ان دونوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے ہر ایک سے کہا اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس گئی ہے۔ دونوں نے لڑکی کا اور اس کے باپ کا نام بتایا۔ آپ نے ان سے کہا۔ اب تم اس کو طلاق دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دی اور پھر آپ نے خطبہ پڑھ کر ہر ایک کا نکاح اس عورت سے کر دیا جو اس کے پاس رہی ہے۔ اور آپ نے دونوں لڑکوں کے والد سے کہا۔ دعوت ولیمہ کی تجدید کرو۔

ابوحنیفہ کا فتویٰ سن کر سب متحیر ہوئے اور مسعر نے اٹھ کر ابوحنیفہ کا منہ چوما اور کہا تم لوگ مجھ کو ابوحنیفہ کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔

۳- اور صیمری نے لکھا ہے کہ شریک کا بیان ہے کہ سادات بنی ہاشم میں سے ایک ادھیڑ شہر کے جوان بیٹے کا جنازہ تھا۔ سفیان ثوری، ابن خیرمہ، ابن ابی لیلی، ابوالاحوص، مندل اور حبان اور شہر کے عمائد شریک تھے۔ میں بھی اس جنازہ میں تھا۔ اچانک جنازہ کھڑا ہو گیا اور معلوم ہوا کہ مرنے والے کی والدہ دیوانہ وار گھر سے نکل آئی ہیں۔ وہ ہاشمیہ تھیں کسی نے ان پر کپڑا ڈال دیا۔ مرنے والے

کے والد اُن پر چلے اور اُن سے گھر جانے کو کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ والد نے طلاق کی قسم کھائی تاکہ وہ گھر چلی جائیں۔ والدہ نے تمام غلام باندیوں کے آزاد ہونے کی قسم کھائی کہ وہ نہیں جائیں گی، جب تک جنازے کی نماز نہ پڑھ لیں گی۔ سب لوگ حیران ہوئے۔ اس پریشانی کی حالت میں لڑکے کے والد نے امام ابوحنیفہ کو پکارا چنانچہ آپ وہاں پہنچے اور انہوں نے دونوں کے قسموں کو معلوم کیا اور باپ سے کہا بڑھو اور اپنے بیٹے کی نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے لڑکے کی والدہ سے کہا جاؤ تمہاری قسم پوری ہو گئی اور لڑکے کے والد سے کہا تمہاری قسم بھی پوری ہو گئی۔

ابن شبر نے اس دن ابوحنیفہ سے کہا "بَحْرَتِ النِّسَاءِ اَنْ يَلِدْنَ مِثْلَكَ سَرِيْعًا مَا عَلَيَّ فِي الْعِلْمِ كَلْفَةٌ" یعنی عورتیں عاجز ہو گئی ہیں کہ تم جیسا تیز فکر جنس، تم کو علمی مسائل کی وجہ سے کوئی کوفت نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ صیری نے لکھا ہے لہ ابن مبارک نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابوحنیفہ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں موکھا پھوڑنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھوڑ لو لیکن ہمسایہ کے گھر میں نہ دیکھو، وہ ہمسایہ قاضی ابن ابی یلی کے پاس گیا۔ قاضی نے دیوار کے مالک کو موکھا پھوڑنے سے منع کیا، وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا تم اس جگہ دروازہ کھول لو۔ ہمسایہ پھر قاضی کے پاس گیا۔ اور قاضی نے دروازہ کھولنے سے روکا، مکان والا ابوحنیفہ کے پاس آیا کہ قاضی نے روک دیا آپ نے اس سے پوچھا تمہاری دیوار کی قیمت کیا ہے۔ اس نے تین دینار بتائے۔ آپ نے اس سے کہا لو یہ رقم اور ساری دیوار گرا دو۔ چنانچہ وہ دیوار گرانے لگا اور ہمسایہ قاضی کے پاس پہنچا۔ قاضی نے کہا وہ اپنی دیوار گرا رہا ہے اور پھر دیوار کے مالک سے کہا جاؤ اپنی دیوار گراؤ اور جیسی چاہو بناؤ۔ پڑوسی نے قاضی سے کہا کہ آپ نے موکھے کے وقت کیوں روکا تھا وہ تو کم معاملہ تھا۔ قاضی نے کہا، میں کیا کروں، وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری خطا کو پکڑتا ہے۔

۵۔ صیری نے لکھا ہے لہ دیکھنے کہا۔ ہم ابوحنیفہ کے پاس تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرے بھائی کی وفات ہوئی ہے اس نے چھ سو دینار چھوڑے اور اب مجھ کو ورثہ میں ایک دینار ملا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ میراث کی تقسیم کس نے کی ہے۔ اس نے کہا داؤد طائی نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کی ہے کیا تمہارے بھائی نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ عورت

لہ مثل لہ ما

نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور ماں چھوڑی ہے۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور بیوی چھوڑی ہے۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور ایک بہن اور بارہ بھائی چھوڑے ہیں۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے کہا لڑکیوں کا دو تہائی حصہ ہے یعنی چار سو دینار اور چھٹا حصہ ماں کا ہے یعنی ایک سو دینار اور آٹھواں حصہ بیوی کا ہے یعنی پچھتر دینار باقی رہے پچیس دینار، اس میں سے بارہ بھائیوں کے چوبیس دینار یعنی ہر بھائی کو دو دینار اور تم بہن ہو تمہارا ایک دینار ہوا۔

۶۔ صیمری نے لکھا ہے لہ اسد بن عمرو نے بیان کیا کہ قتادہ کو ذہ آئے اور ابی بردہ کے گھر میں قیام کیا۔ آپ نے کہا حلال و حرام کے متعلق جو بھی استفسار کرے گا میں اس کا جواب دوں گا اُن سے ابو حنیفہ نے کہا، آپ کیلئے ہیں اس شخص کے متعلق جو برسوں گھر سے غائب رہا اور اس کی بیوی سے کہا گیا کہ وہ مر گیا ہے اور اس کی بیوی کو یقین ہوا کہ وہ مر گیا ہے لہذا اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اب اس کا پہلا شوہر آ گیا اور عورت کے لڑکا پیدا ہوا۔ پہلے شوہر نے لڑکے سے نفی کی اور دوسرے شوہر نے اس کو اپنا بیٹا بتایا۔ اس صورت میں دونوں نے عورت پر الزام لگایا ہے یا صرف اس نے الزام لگایا ہے جس نے لڑکے کو بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

پھر ابو حنیفہ نے کہا اگر قتادہ رائے سے جواب دینگے تو خطا کرینگے اور اگر انہوں نے حد ثنا سے جواب دیا تو جھوٹ بولیں گے (یعنی اس مسئلہ میں کوئی حدیث نہیں ہے) قتادہ نے کہا۔ کیا یہ صورت پیش آگئی ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ پیش نہیں آئی ہے۔ قتادہ نے کہا پھر کیوں مجھ سے پوچھتے ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ علماء مصائب کے لئے اپنے کو تیار کرتے ہیں تاکہ اس مصیبت کے نازل ہونے پر اپنے کو بچائیں کہ کس طرح اس میں پڑیں اور کس طرح اس میں سے نکلیں۔

قتادہ نے کہا اس کو چھوڑو اور تفسیر میں کچھ دریافت کرو۔ ابو حنیفہ نے کہا کیا کہتے ہو اس آیت میں۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يَّزِدَكَ اِلَيْكَ مِثْرًا (نمل ۳) وہ شخص بولا جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف پھرے آنکھ۔

قتادہ نے کہا یہ شخص آصف بن برخیا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا اور اس

کو اسم اعظم معلوم تھا۔ ابوحنیفہ نے پوچھا۔ کیا سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ قتادہ نے کہا ان کو علم نہیں تھا۔ آپ نے کہا۔ نبی کے زمانہ میں نبی سے زیادہ علم والا کیا کوئی شخص نہیں ہوتا ہے۔ قتادہ نے کہا۔ تفسیر کے متعلق میں تم سے کچھ نہیں کہتا، مجھ سے ایسی بات پوچھو جس میں علماء نے اختلاف کیا ہو۔ ابوحنیفہ نے ان سے پوچھا۔ کیا تم مومن ہو۔ قتادہ نے کہا، اَرَجُو، میں امید رکھتا ہوں۔ ابوحنیفہ نے کہا کیوں۔ قتادہ نے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِي اُطْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (شعراء - ۸۲) اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے۔ ابوحنیفہ نے قتادہ سے کہا۔ تم نے وہ جواب کیوں نہیں دیا جو "اَوْلَمَّ تُوْمِيْنِي" کیا تو نے یقین نہیں کیا، کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہے۔ "قَالَ بَلَىٰ وَ لٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي" (سورہ بقرہ ۱۲۵) کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو، یہ سن کر قتادہ ناراض ہو کر گھر چلے گئے۔ اور کہا میں اب اُن سے (ابوحنیفہ سے) بات نہیں کروں گا۔

ابوحنیفہ نے بیان کیا کہ کئی سال کے بعد قتادہ پھر کوفہ آئے۔ ان کی بیٹائی جاتی رہی تھی میں نے بلند آواز سے پوچھا۔ اے ابوالخطاب، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کیا کہتے ہو۔ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (نور آیت) اور دیکھے ان کا پٹنا مسلمانوں کی ایک جماعت۔ قتادہ نے کہا طائفہ سے مراد ایک آدمی یا زیادہ ہیں۔

ابوحنیفہ نے کہا، میری آواز سے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا اور انہوں نے لوگوں سے سنا کہ کہ وہ مجھ کو کنیت سے پکارتے ہیں۔

۴۔ صیرمی نے لکھا ہے اے ابراہیم الصانع نے بیان کیا کہ میں عطار بن رباح کے پاس تھا اور ابوحنیفہ بھی تھے۔ انہوں نے عطار سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَآتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَّتَعَهُمْ (انبیاء ۸۵) اور دے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر سنا تھا ان کے۔ اس کا بیان کیا ہے۔ عطار نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی بچوں کو ٹوٹا دیا یعنی زندہ کر دیا اور بیوی بچوں کا مثل ان کو دیا۔ ابوحنیفہ نے کہا کیا اللہ نے مزید ایسی اولاد ان کو دی جو کہ اُن کے صلب سے نہیں ہے۔ اے ابو محمد۔ عطار نے کہا، اللہ تم کو غایت دے۔ میں نے اس سلسلہ میں نہیں پوچھا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی اہلیہ اور اولاد لوٹائی اور مثل اولاد کی اجر کا عنایت کیا۔ یہ سن کر عطار نے کہا۔ یہ اچھا ہے۔

فائدہ: حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے "موضح قرآن" (۱۲۰۵ء) میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور مری اولاد دی۔

یعنی مری ہوئی اولاد اسی وقت زندہ کر دی اور بعد میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صلب سے اتنی ہی اولاد عنایت کی۔

علامہ شامی محمد یوسف شافعی نے لکھا ہے۔ لے

۱۔ حسن بن زیاد لو لومی کا بیان ہے۔ ایک دیوانی عورت تھی کہ اس کو اُمّ عمران کہتے تھے اس کے پاس سے ایک شخص اس کو کچھ کہتا ہوا گزرا۔ اس عورت نے اس شخص کو لے زانیوں کے بچے کہا قاضی ابن ابی یلی نے عورت کی یہ بات سنی اور حکم دیا کہ عورت کو پکڑ کر لائیں اور اس کو مسجد لے گئے۔ قاضی ابویلی نے مسجد میں اس کی دو حدیں لگوائیں۔ ایک حد باپ کی وجہ سے اور ایک ماں کی وجہ سے۔ اس واقعہ کی خبر امام ابوحنیفہ کو ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ابی یلی نے اس واقعہ میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

- ۱۔ دیوانی پر حد جاری کی ہے حالانکہ دیوانی پر حد نہیں ہے۔
- ۲۔ حد مسجد میں قائم کی حالانکہ مسجد میں حد قائم نہیں کی جاتی۔
- ۳۔ عورت کو کھڑا کر کے حد لگوائی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد جاری جاتی ہے۔
- ۴۔ اس عورت پر دو حدیں قائم کیں حالانکہ حد ایک ہی لگتی ہے۔ اگر کوئی ایک جماعت کو لے زانیوں کہہ دے اس کو ایک حد لگے گی۔
- ۵۔ عورت نے جس شخص کے ماں باپ کو زانی کہا تھا وہ دونوں نائب حصے حالانکہ حد ان کے سامنے لگنی تھی۔

۶۔ دونوں حدوں کو ایک ساتھ لگوا یا گیا ہے حالانکہ دوسری حد اس وقت لگنی چاہئے جب پہلی حد کی چوٹیں ٹھیک ہو جائیں۔

حضرت امام کی صحیح علمی تنقید قاضی ابن ابی یلی کو پہنچی وہ گھبرا کر امیر کو ذکے پاس پہنچے۔ اور ابوحنیفہ کی شکایت کی۔ امیر نے حکم جاری کر دیا کہ ابوحنیفہ فتویٰ نہ دیا کریں۔ پھر امیر عیسیٰ بن موسیٰ نے کچھ مسائل ابوحنیفہ کے پاس بھیجے آپ نے ان کا جواب لکھ دیا۔ امیر کو آپ کے جوابات پسند آئے اور اس نے آپ کو اجازت دے دی کہ فتویٰ دیا کریں۔

۲- اور شامی نے لکھا ہے کہ ابو الولید طرابلسی نے روایت کی ہے کہ مشہور خارجی ضحاک شامی کو فرس میں داخل ہو گیا۔ اس نے ابو حنیفہ سے کہا کہ توبہ کرو۔ آپ نے پوچھا کس چیز سے توبہ کرو۔ اس نے کہا کہ حکمتیں کے تجویز کرنے سے (حضرت علی اور حضرت معاویہ میں مصالحت کرانے کی کوشش سے) ابو حنیفہ نے اس سے کہا کہ تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو یا مناظرہ کرو گے۔ اس نے کہا کہ مناظرہ کروں گا۔ آپ نے کہا اگر کسی بات پر ہم میں اور تم میں اختلاف ہو جائے تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا۔ ضحاک نے کہا تم جس کو چاہو مقرر کر دو۔ ابو حنیفہ نے ضحاک کے رفتار میں سے ایک سے کہا۔ تم یہاں بیٹھو اور جس بات میں ہم دونوں کا اختلاف ہو تم فیصلہ کرنا۔ پھر آپ نے ضحاک سے کہا۔ کیا تم اس پر راضی ہو۔ اس نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا۔

مَقْدَجَوَزَتِ التَّحْكِيمِ ۛ تَمَّ نِي تَحْكِيمِ كَو تَسْلِيمِ كَرِنِيَا هِي ۛ وَه لَاجَوَابِ هُو كَر جَلَا كِيَا۔

۳- اور شامی نے ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے کہا کہ میں نے قسم کھانی کہ اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا جب تک وہ مجھ سے بات نہ کرے، اور میری بیوی نے قسم کھانی کہ جو مال میرا ہے وہ سب صدقہ ہوگا اگر وہ مجھ سے بات کرے جب تک کہ میں اس سے بات نہ کر لوں۔ ابو حنیفہ نے اس شخص سے کہا۔ کیا تم نے یہ مسئلہ کسی سے پوچھا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے سفیان ثوری سے یہ مسئلہ پوچھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تم دونوں میں سے جو بھی دوسرے سے بات کرے گا وہ عانت ہو جائیگا۔ ابو حنیفہ نے اس شخص سے کہا۔ جاؤ اپنی بیوی سے بات کرو، تم دونوں میں سے کوئی بھی عانت نہ ہوگا۔ وہ شخص ابو حنیفہ کی بات سن کر سفیان ثوری کے پاس گیا۔ اس شخص کی سفیان ثوری سے کچھ رشتہ داری بھی تھی، اس نے ابو حنیفہ کا جواب سفیان سے بیان کیا، وہ جھنجھلا کر ابو حنیفہ کے پاس آئے اور انہوں نے ابو حنیفہ سے غصہ میں کہا۔ کیا تم حرام کراؤ گے۔ آپ نے کہا کیا بات ہے، اے ابو عبد اللہ۔ اور پھر آپ نے سوال کرنے والے سے کہا کہ اپنا سوال ابو عبد اللہ کے سامنے دہراؤ۔ چنانچہ اس نے اپنا سوال دہرایا اور ابو حنیفہ نے اپنا فتویٰ دہرایا۔ سفیان نے کہا تم نے یہ بات کہاں سے کہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خاندان کے قسم کھانے کے بعد اس کی بیوی نے خاندان سے بات کی لہذا خاندان کی قسم پوری ہو گئی اب وہ جا کر بیوی سے بات کرے تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی بھی عانت نہیں ہے۔

یہ سن کر سفیان ثوری نے کہا: اِنَّهُ لَيَكْشِفُ لَكَ مِنَ الْعِلْمِ عَن فَتْوٰی كَلْنَا عَنْهُ عَمَلًا۔

حقیقت امر یہ ہے کہ تم پر علم کے وہ دقائق واضح ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے غافل ہیں۔
 ۴۔ اور شامی نے علی بن مسہر کی روایت لکھی ہے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک آئے اور انہوں نے کہا۔ کیا کہتے ہو اس امر میں کہ ایک شخص اپنی ہنڈیا پکارا تھا، اتفاق سے ایک پرعدہ اس میں جا پڑا اور مر گیا۔ ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ شور با بہا دیا جائے اور بوٹیوں کو دھو کر کھایا جائے۔ ابو حنیفہ نے کہا ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ اگر ہنڈیا میں شور با جوش کھا رہا ہے اور اسی حال میں پرندہ گرابے تو گوشت پھینک دیا جائے اور شور با بہا دیا جائے اور اگر ہنڈیا میں جوش نہیں آرہا ہے اور وہ سکون کی حالت میں ہے شور با بہا دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھایا جائے۔ ابن مبارک نے کہا۔ آپ یہ بات کس وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے کہا جوش کی حالت میں سرکہ اور گرم مصالح سے بوٹیاں لتھڑ جاتی ہیں اور گوشت دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر ابن مبارک نے کہا۔ "ہذا از زین" یہ ہے زین قول یعنی بہت بہتر بات۔ اور ابن مبارک نے عقیدہ انامل کے حساب سے تیس کے عدد کی شکل میں ہاتھ کی انگلیوں کو کیا یعنی تین انگلیاں بند اور شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کے ناخن پر رکھ دینا، ختمی امر کے لئے اس صورت کا استعمال اب بھی جہاتِ افغانستان میں ہوتا ہے۔

۵۔ اور شامی نے حسن بن زیاد کی روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے گھر میں کچھ مال دفن کیا اور وہ بھول گیا کہ کس جگہ مال دفن کیا ہے۔ وہ امام ابو حنیفہ کے پاس گیا اور ان سے فریاد کی، آپ نے فرمایا یہ فقہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ تمہارے واسطے حیلہ کرتا ہوں، تم جاؤ اور ساری رات نماز پڑھو، اللہ نے چاہا تم کو یاد آ جائے گا۔ چنانچہ اس نے نماز پڑھی شاید رات کا چوتھائی حصہ گزرا ہوگا اور وہ جگہ یاد آگئی۔ اور پھر اس نے امام ابو حنیفہ سے آکر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تم کو ساری رات نماز پڑھنے کے واسطے زچھوڑے گا۔ کاش تم اللہ کے شکرانہ میں ساری رات نماز میں صرف کر دیتے۔

۶۔ اور شامی نے محمد بن احسن کی روایت لکھی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چور داخل ہوئے انہوں نے اس کا مال و متاع لیا اور اس سے عین طلاق کی قسم لی کہ وہ کسی سے نہیں کہے گا، اس نے صبح کو دیکھا کہ چور اس کا مال فروخت کر رہے ہیں اور وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ وہ حضرت امام کی

خدمت میں حاضر ہوا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس سے کہا تم اپنے محلہ کے امام کو مؤذن کو اور گوشہ نشینوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جب یہ صاحبان آگئے آپ نے صورتِ واقعہ سے سب کو آگاہ کیا اور ان سے پوچھا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اس شخص کا مال اس کو مل جائے۔ سب نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ آپ نے ان صاحبان سے کہا کہ تم اپنے محلہ کے ہر فاجر و فاسق کو اپنے گھر میں یا محلہ کی مسجد میں جمع کرو اور پھر تم اس شخص کو لے کر دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور ایک ایک کو باہر جانے دو ہر شخص کے متعلق اس سے پوچھو۔ کیا یہ شخص تمہارا چور ہے۔ اس کے انکار پر اس کو جانے دو اور جس شخص کے متعلق یہ خاموش رہے اس کو پکڑ لو۔ چنانچہ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ سے سب چور پکڑ لئے گئے اور سارا مال برآمد کر لیا گیا۔

۷۔ اور شامی نے شراحیل کی روایت لکھی ہے کہ ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ اقامت کہنے والا اقامت کہنے سے پہلے کھنکارتا ہے، کیا اس کی کوئی اصل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اقامت کہنے والوں کی طرف سے یہ ایک طرح کا اعلام ہے کہ اب وہ تکبیر کہنے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات میں ایک وقت میری حاضری کا تھا اور میں جب حاضر ہوتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے۔ آپ تسبیح فرما کر مجھ کو اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

۸۔ اور شامی نے ابن مطیع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی وفات ہوئی، اس نے ابوحنیفہ کے واسطے وصیت کی، آپ باہر گئے ہوئے تھے، آپ کے آنے پر قنیہ ابن شبرمہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ حضرت امام نے گواہ میش کے کفلاں شخص مرا ہے اور اس نے آپ کے واسطے یہ وصیت کی ہے۔ ابن شبرمہ نے حضرت امام سے کہا کہ تم حلفیہ بیان دو گے کہ گواہوں نے حق پر گواہی دی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر قسم نہیں ہے، میں غائب تھا۔ ابن شبرمہ نے کہا "ضَلَّتْ مَقَابِسُكَ" تمہارے قیاسات بھٹک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا، تم اندھے شخص کے متعلق کیا کہو گے، جس کو کسی نے زخمی کر دیا ہے اور وہ گواہ مارنے والے کی شناخت کر رہے ہیں، کیا تم اندھے سے کہو گے کہ وہ گواہوں کی صداقت کا حلفیہ بیان دے۔ حالانکہ اس نے نہیں دیکھا ہے۔ ابن شبرمہ نے یہ سن کر حضرت ابوحنیفہ کے حق میں فیصلہ دیا۔

۹۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ یوسف بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ ربیعۃ الراعی اور یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ کی آمد ہوئی ہے۔ یحییٰ نے ربیعہ سے کہا کیا اس شہر

کے رہنے والوں پر تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ وہ سب ایک شخص کی رائے پر متفق ہو گئے ہیں۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں جب مجھ کو یحییٰ کی بات کی خبر ہوئی، میں نے یعقوب (ابو یوسف) زفر اور دوسرے اصحاب کو ان کے پاس بھیجا، میں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم یحییٰ سے قیاس میں مناظرہ کرو۔ چنانچہ یحییٰ کے پاس پہنچ کر یعقوب نے ان سے کہا کہ وہ افراد کی ملکیت میں ایک غلام ہے۔ ایک نے غلام کو آزاد کر دیا۔ یحییٰ نے کہا یہ جائز نہیں ہے۔ یعقوب نے وجہ پوچھی۔ یحییٰ نے کہا اس میں ضرر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **لَا ضَرَرَ وَلَا فَضْرًا**۔ اسلام میں نقصان پہنچانا اور تکلیف پہنچانی نہیں ہے۔ یعقوب نے کہا ہے اگر دوسرا مالک اپنا حق آزاد کر دے۔ یحییٰ نے کہا اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ یعقوب نے کہا تم نے اپنی پہلی بات چھوڑ دی ہے اگر پہلے کا آزاد کرنا درست نہیں ہے تو دوسرے کے آزاد کرنے پر بھی وہ غلام رہے گا۔ یہ سن کر یحییٰ خاموش ہو گئے۔

۱۰۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ امام محمد نے امام لیث بن سعد سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں ابوحنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری تمنا اور خواہش تھی کہ ان کو دیکھوں۔ اتفاق سے میں مکہ میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑے ہیں اور ایک شخص ان کو یا اباحنیفہ کہہ کر صدمہ کر رہا تھا لہذا میں سمجھ گیا کہ یہ شخص ابوحنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے ان سے کہا میں دو تہمتوں میں ایک بیٹا ہے۔ میں اس کی شادی کرتا ہوں، روپیہ خرچہ ہوں، وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے، میں اس کی شادی پر کافی روپیہ خرچ کر رہا ہوں اور یہ سب ضائع ہوتا ہے، کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا تم اپنے بیٹے کو اس بازارے لجاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں وہاں اس کے پسند کی لونڈی خرید لو، وہ تمہاری ملکیت میں رہے اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دو، اگر وہ طلاق دے گا باندی تمہاری رہے گی۔

یہ کہہ کر لیث بن سعد نے کہا: **فَوَاللَّهِ مَا أَنْجَبَنِي بِجَوَابِهِ كَمَا أَنْجَبَنِي مُرْعَةُ جَوَابِهِ**۔ اللہ کی قسم ہے آپ کے جواب پر مجھ کو اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ ان کے جواب دینے کی سرعت سے ہوا۔ یعنی پوچھنے کی دیر تھی کہ جواب تیار تھا۔

۱۱۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ اسماعیل بن محمد بن حماد کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں، میں شریک کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، انہوں نے کہا: **طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلَيَّ رَجَعَتِهَا**۔ اس کو طلاق دے دو اور پھر گواہ بنا کر اس کی طرف رجوع کر لو۔ پھر میں سفیان ثوری

کے پاس گیا اور اُن سے پوچھا انہوں نے کہا اگر تم نے طلاق دی ہے کہہ دو میں نے اس کی طرف رجوع کیا۔ پھر میں زفر بن ہذیل کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جب تک تم کو طلاق دینے کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی ہے۔ پھر وہ ابو حنیفہ کے پاس گئے اور شریک، سفیان اور زفر کے اقوال ذکر کئے آپ نے فرمایا، سفیان نے از روئے ذرع جواب دیا ہے اور زفر نے عین فقہ کی رو سے جواب دیا ہے اور شریک کا جواب ایسا ہے جیسے میں کسی سے کہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میرا کپڑا پیشاب سے ملوث ہوا ہے یا نہیں اور وہ جواب دے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کر لو اور پھر دھو لو۔

۱۲۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ اعمش کو ابو حنیفہ سے لگا، نہیں تھا اور نہ وہ اچھائی سے پیش آتے تھے۔ اعمش کے اخلاق میں کچھ کمزوری تھی، اُن کو یہ صورت پیش آگئی کہ انہوں نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھالی۔ اگر ان کی بیوی گیسوں کے ختم ہونے کا ذکر ان سے کرے یا ان کو کہلوائے یا کسی سے کہے کہ وہ ذکر کرے یا وہ اس کا اشارہ کرے۔ ان کی بیوی پریشان ہوئی اور راہِ خلاص کی تلاش میں رہی۔ کسی نے اس سے کہا کہ تم ابو حنیفہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ابو حنیفہ کے پاس گئی۔ اور واقعہ بیان کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا کوئی بات نہیں جب اعمش سو جائیں تو اُن کے ازار بند یا کسی کپڑے سے گیسوں رکھنے کا تھیلا باندھ دو جب اُن کی آنکھ کھلے گی وہ سمجھ جائیں گے۔ اعمش کی بیوی نے یہی کیا، جب اعمش اُٹھے اور ان کے ساتھ گیسوں کا تھیلا گھٹسا آیا وہ سمجھ گئے کہ یہ حیلہ ابو حنیفہ نے بتایا ہے اور انہوں نے کہا۔ ہم چین سے کب رہ سکتے ہیں جب کہ ابو حنیفہ موجود ہیں۔ انہوں نے ہماری عورتوں میں ہماری فضیلت کرا دی اور ہمارے عاجز ہونے اور ہماری عقل کی کمی کو اُن پر ظاہر کر دیا۔

۱۳۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ مناقب الزرنجری میں ہے کہ ابو حنیفہ کو فو کی مسجد شریف میں تھے کہ آپ کے پاس ایک رافضی آیا اور وہ "شیطان الطاق" سے مشہور تھا، اس نے ابو حنیفہ سے استفادہ کیا کہ "أَشَدُّ النَّاسِ" (لوگوں میں سب سے شدید) کون ہے۔ آپ نے کہا۔ ہمارے قول سے حضرت علی ہیں اور تمہارے قول سے حضرت ابو بکر ہیں۔ اس نے کہا تم نے پلٹ کر بات کہی ہے۔ آپ نے کہا۔ ہم اس وجہ سے حضرت علی کو اشد الناس کہتے ہیں کہ ان کو معلوم ہوا کہ خلافت ابو بکر کا حق ہے اور انہوں نے ابو بکر کو خلافت پر دردی اور تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا اور حضرت ابو بکر نے ان سے زبردستی لے لیا، حضرت علی میں طاقت نہ تھی کہ ان سے لیتے، تمہارے اس قول سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر أَشَدُّ النَّاسِ ہیں۔ یہ سن کر شیطان الطاق حیران ہو کر چلا گیا۔

۱۴۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ امام ابو الفضل کرمانی کی روایت ہے کہ کوفہ میں خوارج داخل ہو گئے ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور جو شخص ان کے عقائد کو تسلیم نہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ کوفہ میں داخل ہونے والے خوارج سے کہا گیا کہ ابوحنیفہ کوفہ کا امام ہے لہذا وہ ابوحنیفہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا، "تُبَّ مِنَ الْكُفْرِ" کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے فرمایا۔ "أَنَا تَائِبٌ مِنْ كُفْرِكُمْ" تمہارے کفر سے میں تائب ہوں۔ خوارج نے ابوحنیفہ کو پکڑا، آپ نے خوارج سے کہا۔ "بِعَلِيمِ قُلْتُمْ أَقْرَبُ بَطْنٍ" تم نے یہ بات از روئے علم کہی ہے یا خیال و گمان سے کہی ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے حضرت امام کے اس قول سے ظاہر ہے کہ آپ نے خوارج کی بات کا جواب دیا ہے۔ خوارج کی بات کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔

خوارج نے کہا ہم نے گمان سے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "إِنَّ بَعْضَ الظَّالِمِ أَتَمُّ" یعنی بعض گمان گناہ ہے۔ لہذا تم کفر سے توبہ کرو۔ خوارج نے کہا تم بھی کفر سے توبہ کرو آپ نے فرمایا۔ "أَنَا تَائِبٌ مِنْ كُلِّ كُفْرٍ" میں ہر کفر سے تائب ہوں۔

امام ابو الفضل کرمانی نے یہ واقعہ لکھ کر تحریر کیا ہے۔ اس واقعہ سے ابوحنیفہ کے مخالفوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ مشہور کیا ہے کہ ابوحنیفہ سے دو بار کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

۱۵۔ اور کرمانی نے لکھا ہے کہ دہریوں کی ایک جماعت حضرت امام کو قتل کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچی۔ حضرت امام نے ان سے کہا۔ مجھ کو کچھ مہلت دو کہ ہم ایک مسئلہ میں بحث کریں پھر جو بھی تم چاہو کرنا۔ آپ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اس کشتی کے متعلق جو سامان اور آمتد سے بھری ہوئی سمندر کی موجوں میں ہے، کیا وہ بغیر کسی ملاح کے سمندر میں رواں ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ ناممکن ہے۔ آپ نے کہا کیا عقل اس بات کو مانتی ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ بغیر کسی حکیم مدبر کے چل رہا ہے۔ یہ سن کر دہریوں نے توبہ کی اور اپنی تلواروں کو نیاموں میں رکھا۔

۱۶۔ اور کرمانی نے لکھا ہے کہ وکیع نے کہا۔ ہمارا ایک پڑوسی حدیث کے حانظوں میں سے تھا۔ امام ابوحنیفہ پر قیل و قال کرتا رہتا تھا۔ ایک رات اس میں اور اس کی بیوی میں کچھ تکرار ہو گئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ اگر تو نے آج کی رات مجھ سے طلاق کی طلب کی اور میں نے تجھ کو طلاق نہ دی تو تو طالق ہے یعنی تجھ کو طلاق ہے۔ اور اس کی بیوی نے اس سے کہا۔ اگر میں تجھ سے طلاق نہ طلب کروں تو میرے غلام آزاد ہیں۔ پھر دونوں کو ندامت ہوئی اور وہ دونوں ثوری کے پاس گئے

اور ابن ابی لیلیٰ کے پاس گئے۔ دونوں کوئی عمل تلاش نہ کر سکے اور پھر مجبوراً وہ میاں بیوی امام صاحب کے پاس گئے، آپ نے اس شخص کی بیوی سے کہا۔ تم طلاق کی طلب کرو۔ چنانچہ اس نے طلاق طلب کی، پھر آپ نے اس شخص سے کہا تم اپنی بیوی سے کہو، تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے۔ پھر آپ نے ان دونوں سے کہا، تم دونوں کی قسم درست ہوگئی اور تم پر اب کوئی گرفت نہیں ہے۔ اور آپ نے اس شخص سے کہا، تم اللہ تعالیٰ سے ایسے شخص کی غیبت اور برائی کرنے سے توبہ کرو جس نے تم کو علم تک پہنچایا۔ چنانچہ میاں بیوی حضرت امام کے واسطے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے۔

۱۷۔ اور مناقب خوارزمی سے لکھا ہے کہ ایک دن ابن ہبیرہ کے پاس حضرت امام تشریف لے گئے وہاں ابی ہبیرہ ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ ابن ہبیرہ حضرت امام کی خاطر مدارات کر رہا تھا۔ اس شخص نے کہا یا ابا حنیفۃ تعرفنی (اے ابوحنیفہ تم مجھ کو پہچانتے ہو) آپ نے فرمایا۔ تم وہ ہو کہ اذان کہتے وقت لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ کو کہنے سے کہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت امام کا اس بات کہنے سے یہ مقصد تھا کہ اس شخص کا اہل توحید ہونا ظاہر ہو جائے۔ اس سوال و جواب کی وجہ سے ابن ہبیرہ نے اس کو رہا کر دیا۔

علامہ موفق نے المناقب میں لکھا ہے۔ ۱۷

علی بن عاصم نے کہا میں ابوحنیفہ کے پاس گیا اور حجام ان کے بال کاٹ رہا تھا۔ آپ نے حجام سے کہا کہ سفید بالوں کو کاٹ دو۔ حجام نے کہا یہ ٹھیک نہیں۔ آپ نے وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ سفید بال اور بڑھ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو تم کالے بال کاٹ دو تاکہ وہ زیادہ ہو جائیں۔

علی بن عاصم کا بیان ہے کہ یہ بات شریک کو پہنچی وہ ہنسے اور انہوں نے کہا۔ اگر وہ قیاس کرنا چھوڑتے تو حجام کے ساتھ قیاس چھوڑتے۔

خارجہ نے بیان کیا کہ ابو جعفر منصور عباسی نے ابوحنیفہ کو بلایا۔ حضرت امام جب منصور کے پاس پہنچے وہاں ابن شبرہ اور ابن ابی یسار کو بیٹھا دیکھا۔ ابن ابی یسار کو ذکے قاضی تھے اور ابن شبرہ بغداد کے قاضی تھے۔ منصور نے ابوحنیفہ سے دریافت کیا۔ کیا کہتے ہو خوارج کے متعلق جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور ان کا مال لیا ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ آپ ان دونوں قاضیوں سے دریافت کریں جو کہ آپ کے پاس ہیں۔ منصور نے کہا۔ ایک نے کہا ہے کہ اس معاملہ میں ان سب

کی گرفت ہوگی اور دوسرے نے کہا ہے کہ کسی چیز میں بھی گرفت نہ ہوگی۔ یہ سن کر ابوحنیفہ نے کہا دونوں نے جواب میرا خطا کی ہے۔ منصور نے کہا اسی واسطے ہم نے تم کو بلوایا ہے کہ حکم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر خوارج نے قتل و غارتگری کی ہے اور ان خوارج پر اسلامی احکام جاری نہیں تھے ان سے گرفت نہیں کی جائے گی اور اگر خوارج نے قتل و غارتگری کی ہے اور ان پر اسلامی قوانین جاری تھے ان پر گرفت کی جائے گی۔

منصور ابو جعفر کے دربار میں اس وقت جتنے بھی علماء تھے انہوں نے کہا۔ الْقَوْلُ مَا قَالَهُ أَبُو حَنِيفَةَ حَقِيقَةٌ وَهِيَ هِيَ جَوَابُ حَنِيفَةَ فِي بَيَانِ كَيْفَ هِيَ۔

اسد بن عمرو نے بیان کیا کہ عمر بن ذر ابوحنیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ میرا ایک پڑوسی خبیث ہے اس کو ایک مسئلہ پیش آ گیا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا اپنے پڑوسی کو لاؤ۔ چنانچہ عمر بن ذر اپنے پڑوسی کو لے کر آئے۔ پڑوسی نے ابوحنیفہ سے کہا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تو مجھ پر حرام ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا تمہارے پیشوا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول سے عین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اس نے کہا میں اپنے پیشوا کا قول نہیں پوچھتا۔ آپ نے فرمایا تو نے جس وقت اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تیری نیت کیا تھی۔ اس نے کہا میری نیت کچھ نہ تھی۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اس نے کہا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو پھر کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور جنت عطا کرے چاہے میں تاخوش رہوں۔

محمد بن ابی یوسف نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ہرن میں سے چار ہزار مشکل مسائل جمع کئے اور میں ان مسائل کو لے کر ابوحنیفہ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے کہا اس قسم کے مسائل تمہارے پاس کثرت سے ہوں گے۔ میں نے کہا ایسے مسائل میرے پاس تقریباً چار ہزار ہیں آپ نے فرمایا جس وقت میں مشغول ہوا کروں مجھ سے ان مسائل کو نہ پوچھا کرو بلکہ ایسے وقت پوچھا کرو جب میں فارغ ہوا کروں۔ چنانچہ میں آپ کی فراغت کا منتظر رہا کرتا تھا۔ اور میں نے فرصت کے اوقات میں آپ سے سب مسائل پوچھ لئے۔ مسائل کے تمام ہونے پر آپ نے مجھ سے کہا۔ اے ابو یوسف مجھ کو ان مسائل کا حسن اور ان کی دقت اور جودت پسند آئی۔ اور ایسے مسائل کو وہی شخص جمع کر سکتا ہے جو صاحب استعداد ہو۔ امام موفق نے لکھا ہے۔ ابو یوسف بلخی مشہور امام ہوئے ہیں۔

احکام شرعیہ کے مدون اول حضرت امام اعظم

امام الموفق نے برسد متصل امام ابو القاسم بن برہان نخوی ثقہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔
 مَنْ رَزَقَهُ اللهُ فَهِيَ الْمَذْهَبِ آيِ حَنِيفَةٍ وَنَحْوِ الْخَلِيلِ رَأَى مِنْهُمَا آيَةَ الْبَاهِرَةِ
 وَالْجُرْعَةَ الْمُفْجِرَةَ وَاسْتَنَّا فِي قَلْبِهِ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْصُ بِهِنَّ إِلَّا مَنَاجِي الْحَقِّ وَشُرْعَةَ الصِّدْقِ
 جس کو اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ کے مذہب اور امام غلیل بصری کی نحو کے سمجھنے کی صلاحیت
 عنایت کرتا ہے وہ متحیر کرنے والی نشانی اور عاجز کر دینے والا گھونٹ بھرے گا اور اس کے دل میں
 نور پیدا ہوگا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کے مذہب اور غلیل کی نحو سے راہِ حق اور طریقہ صدق
 کو مخصوص کیا ہے۔

استاذ ادیب ابو یوسف یعقوب بن احمد نے کہا ہے کہ

بِحَبِيْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا اَعَدَّ اللهُ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضْوَانِ الرَّحْمٰنِ
 دِينِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى
 ثُمَّ اَعْتَقَادِي مَذْهَبَ النُّعْمَانِ

کافی ہیں محمد کو قیامت کے دن وہ بھلائیاں جو اللہ کی رضا مندی کے لئے میں نے مہیا کر رکھی ہیں
 اور وہ حضرت محمدؐ بہترین خلائق کا دین اور ابوحنیفہ نعمان کے مذہب کا اعتقاد ہے۔

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شافعی دمشقی اشامی نے لکھا ہے کہ

لِأَنَّ (أَبَا حَنِيفَةَ النُّعْمَانَ) أَوَّلَ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الْفِقْهِ وَرَتَّبَهُ أَبَوَا بَا ثُمَّ تَابَعَهُ مَالِكُ
 بْنُ أَنَسٍ فِي تَرْتِيبِ الْمَوْعِظَاتِ، لَمْ يُسَبِّحْ أَبَا حَنِيفَةَ أَحَدٌ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ وَالْقَابِعِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
 إِنَّمَا كَانُوا يَتَعَمَّدُونَ عَلَى قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَلَمَّا رَأَى أَبُو حَنِيفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا خَافَ عَلَيْهِ جَمْعَةُ أَبَوَا
 مَسْبُوبَةَ وَكُتِبَ مَرْتَبَةٌ قَبْدًا بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ بِالصَّوْمِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ ثُمَّ
 بِالْمَعَامَلَاتِ ثُمَّ نَحَمَّ بِالْمَوَارِيثِ لِأَنَّهَا آخِرُ أَحْوَالِ النَّاسِ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ
 وَأَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الشَّرْوَطِ۔

۱۳۱ ملاحظہ فرمائیں الناقد ج ۱ ص ۱۳۱ ملاحظہ فرمائیں عقود البان ص ۱۳۱

سینانی سے کہا۔ جو لوگ ابوحنیفہ پر اعتراضات کرتے ہیں ان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ سینانی نے کہا۔ اِنَّ اَبَاحَنِيفَةَ جَاءَهُمْ بِمَا يَفْقَهُونَهُ وَمَا لَا يَفْقَهُونَهُ مِنَ الْعِلْمِ فَحَسَدُؤُهُ۔ ابوحنیفہ نے ان کے سامنے علم کے ایسے نکتے رکھے کہ ان میں سے کچھ کو یہ لوگ سمجھے اور کچھ کو نہ سمجھے، لہذا۔ وہ لوگ امام ابوحنیفہ سے حسد کرنے لگے۔

۳۔ علامہ عبدالوہاب بن احمد شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ نے "الميزان الشعرانية کے "فصول في بعض الأجوبة" کے "الفصل الاول" میں لکھا ہے۔

الفصل الاول في شهادة الأئمة بغزارة العلم وبيان أن جميع أقواله وأفعاله وهنأيته مشيدة بالكتاب والسنة۔

میں اس پہلی فصل میں حضرات ائمہ کی شہادت کا بیان کر رہا ہوں کہ حضرت امام اعظم کا علم خوب کثرت سے تھا اور یہ بیان کرتا ہوں کہ آپ کے سب اقوال اور افعال اور آپ کی ساری گوشش کی بنیاد کتاب و سنت ہے۔

اعلم يا اخي اني لم اجد عن الامام في هذه الفصول بالصدور و احسان الظن فقط كما يفعل بعضهم وانما اجبت عنه بعد التتبع والفحص في كتب الأدلة كما اوضحت ذلك في خطبة كتاب المنهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين۔

اے بھائی! سمجھ لو کہ میں ان فصلوں میں امام ابوحنیفہ کی طرف سے جوابات کے دینے میں اپنے خیال اور ضمیر کی بنا پر جواب نہیں دے رہا ہوں جیسا کہ بعض افراد کیا کرتے ہیں بلکہ میرا جواب اس تتبع اور کاوش کی بنا پر ہے جس کا بیان میں اپنی کتاب "المنهج المبين" کے مقدمہ میں کر چکا ہوں۔

مَذَهَبُ اَوَّلِ الْمَذَاهِبِ تَدْوِينًا وَآخِرُهَا انْقِرَاضًا لَمَّا قَالَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْكُتُفِ قَدْ اخْتَارَهُ اللهُ اِمَامًا لِدِينِهِ وَعِبَادِهِ وَلَمْ تَنْزَلِ اتِّبَاعُهُ فِي زِيَادَةٍ فِي كُلِّ عَصْرِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

۱۔ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اللہ کے واسطے جس کے سامنے آسمان سرنگوں ہیں اور وہ کتنا عزم سے پیدا کرنے والا ہے۔

۲۔ کہ جب بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے کاتب کے واسطے دعا کرے تاکہ وہ آگ سے نجات پائے۔ اللہم اجز عبادك

ابن الحسن زيد و علي بن يحيى الجعفي من الناس۔

لَوْ حَسِبَ أَحَدُهُمْ وَضُرِبَ عَلَىٰ أَنْ يَخْرُجَ عَنْ طَرِيقِهِ مَا آجَابَ فَرَضِي اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ أَتْبَاعِهِ
وَعَنْ كُلِّ مَنْ لَزِمَ الْأَدَبَ مَعَهُ وَمَعَ سَائِرِ الْأُمَّةِ۔

حضرت امام کا مذہب بہ اعتبار تدوین کے سب مذاہب سے پہلا مذہب ہے اور ختم ہونے
میں سب مذاہب سے آخر کا مذہب ہے جیسا کہ بعض اہل کشف نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ
کو اپنے دین کا اور اپنے بندوں کا امام بنایا ہے اور ہمیشہ اور ہر دور میں ان کے مقلد زیادہ بچے
ہیں اور قیامت تک زیادہ رہیں گے۔ اگر ان کے مقلدوں میں سے کسی کو گرفتار کر لیا جائے یا کسی کو پکڑ کر پیشا
جائے۔ تاکہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے وہ نہیں چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے مقلدوں سے
اور ہر اس شخص سے جو امام ابوحنیفہ اور تمام اماموں کے ساتھ ادب کے طریقہ کو ملحوظ رکھتا ہے راضی ہو۔
عاجز اختصار کی وجہ سے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے۔ میرے مرشد علی خواص فرمایا کرتے تھے۔ اگر امام مالک اور امام شافعی
کے مقلد انصاف سے کام لیں امام ابوحنیفہ کے کسی قول کی تضعیف نہ کریں کیونکہ امام ابوحنیفہ کی
مدح اپنے اماموں سے سن چکے ہیں یا ان تک ان کے ائمہ کی مدحت پہنچ چکی ہے میں اس سے پہلے
بیان کر چکا ہوں کہ امام مالک کہا کرتے تھے اگر مجھ سے ابوحنیفہ مناظرہ کرتے اور اس ستون کے
متعلق کہتے کہ اس کا آدھا حصہ سونے کا یا چاندی کا ہے وہ اس بات کو حجت سے یقیناً ثابت
کر دیتے اور شافعی کی یہ بات لکھ چکا ہوں کہ سب لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں اللہ ان سے
راضی ہو۔ اگر امام ابوحنیفہ کی جلالت قدر کے ثابت کرنے کے لئے بجز اس واقعہ کے کہ امام شافعی
نے صبح کی نماز میں امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس قنوت نہیں پڑھی، باوجود اس واقعہ کے کہ امام شافعی کے نزدیک
صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا مستحب ہے۔ اور کوئی واقعہ نہ ہو امام شافعی کے مقلدین کے لئے
کافی ہے کہ وہ حضرت ابوحنیفہ کا ادب کریں۔

اور صفحہ ۶۵ میں لکھا ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ ابوحنیفہ قیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث پر مقدم رکھتے ہیں وہ متعصب ہے وہ اپنے دین کا استغناء کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ
کے اس ارشاد سے غافل ہے۔ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُورًا۔
بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب کی، اس سے پوچھ ہے۔ اور اس ارشاد سے غافل ہے۔
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس ایک اہ

لہ اس سلسلہ میں حضرت مجدد کاتب حضرت امام کی تعریف اللہ کی زبانی میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

دیکھتا تیار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے غافل ہے جو کہ آنحضرت نے حضرت معاذ سے فرمایا۔ وَهَلْ يَكْتُمُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَنِّي وَجُوهَهُمْ إِلَّا خَصَائِدًا أَلَسْتَبِيَهُمْ اور نہیں منہ کے بل اوندھا گرائیں گی لوگوں کو جہنم میں گر ان کی زبان کی کھتیاں۔ اور امام ابو جعفر شیعہ ہمارے نے (شیخ امارت بلخ کا ایک گاؤں ہے) مشہیل سند سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے جو آپ فرمایا کرتے تھے، اللہ کی قسم ہے کہ ہم پر جھوٹ بولا اور ہم پر افترا کی ہے اس شخص نے جو ہمارے متعلق کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم رکھتے ہیں قیاس کی ضرورت تو نص کے بعد ہوتی ہے۔

اور صفحہ ۶ میں لکھا ہے بعض شافعی مذہب طالبان علم میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک طالب علم امام ابو حنیفہ کے اصحاب پر نکیر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا میں ابو حنیفہ کے اصحاب کا کلام سن نہیں سکتا۔ میں نے اس کو روکا لیکن وہ باز نہ آیا اور مجھ سے الگ ہو گیا۔ وہ اونچی عمارت کی سیڑھی سے گرا اور اس کے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ اس تکلیف میں رہا اور بُری حالت میں رہا۔ اس نے اپنی تکلیف کے دوران میں خواہش کی کہ میں اس کی عیادت کو جاؤں لیکن امام ابو حنیفہ کے اصحاب کے ادب کی وجہ سے میں نے انکار کیا۔ اس واقعہ کو سمجھ لو اور جان لو کہ حضرت امام کے اصحاب سیدھی راہ پر تھے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۴۔ علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی شافعی نے لکھا ہے۔

الفصل الثامن فی ذکر اللاحدین من عنہ الحدیث والفقہ، قیل استیعابہ مستعذر لا یمکن ضبطہ ومن ثمتہ قال بعض الأئمتہ، لم یظہر لاحد من أئمتہ الإسلام المشہور مثلاً ما ظہر لابی حنیفہ من الأصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا بہ وبأصحابہ فی تفسیر الاحادیث المشتبہة والمسائل المستنبطہ والنوازل والفتاوی والاحکام جزاہم اللہ کثیراً، وقد ذکر منہم بعض متأخرا المحدثین فی تہذیبہ نحو الثماریة مع ضبط أسماءہم ونسبہم بما یطول ذکرہ۔

انہوں نے فصل ان کے بیان میں جنہوں نے آپ سے حدیث شریف اور فقہ حاصل کیا ہے کہا گیا ہے کہ آپ سے حدیث و فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان پوری طرح مستعذر ہے۔ اور پورے ضبط کے ساتھ سب کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ نے فرمایا ہے۔ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے بھی اتنے شاگرد اور اصحاب نہیں ہوئے ہیں جتنے امام ابو حنیفہ کے ہوئے ہیں اور

لہ ملاحظہ فرمائیں الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان ص ۲۳۔

نہ کسی امام سے علماء اور تمام لوگوں کو مشتبہ احادیث کی تفسیر اور استنباط کئے ہوئے مسائل اور پیش آمدہ حوادث اور قاضیوں کے مسائل اور احکام کا فائدہ ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب اور شاگردوں سے پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اچھا اجر عنایت کرے، اور بعد میں آنے والے بعض محدثین نے حضرت امام ابوحنیفہ کے آٹھ سو شاگردوں کا خوب ضبط اور تحقیق سے بیان کیا ہے جن کا ذکر کرنا طوالت کا سبب ہے۔

حضرت امام اعظم کے جلیل القدر اصحاب | حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی مالکی صاحب نے کتاب "مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ" میں صفحہ گیارہ پر لکھا ہے۔

بڑوں کی ایک جماعت نے امام ابوحنیفہ سے فقہت حاصل ہے، ان میں سے ۱۔ زفر بن ہذیل ۲۔ قاضی ابو یوسف ۳۔ آپ کے فرزند حماد بن ابوحنیفہ ۴۔ نوح بن ابی مریم معرف بہ نوح جامع ۵۔ ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی ۶۔ حسن بن زیاد لؤلؤی ۷۔ محمد بن حسن شیبانی ۸۔ قاضی اسد بن عمرو۔

اور آپ سے بے شمار محدثین اور فقہا نے روایت کی ہے۔ ان میں سے درج ذیل افراد ہیں ۱۔ مغیرہ بن مقسم ۲۔ زکریا بن ابی زائدہ ۳۔ مسعر بن کدام ۴۔ سفیان ثوری ۵۔ مالک بن مغول ۶۔ یونس بن ابی اسحاق ۷۔ اور ان کے بعد کے افراد ۸۔ زائدہ ۹۔ شریک ۱۰۔ حسن بن صالح ۱۱۔ ابو بکر بن عیاش ۱۲۔ عیسیٰ بن یونس ۱۳۔ علی بن مسہر ۱۴۔ حفص بن غیاث ۱۵۔ جریر بن عبد الحمید ۱۶۔ عبداللہ بن مبارک ۱۷۔ ابو معاویہ ۱۸۔ وکیع ۱۹۔ المہاجر بن ابی اسحاق الفزارمی ۲۰۔ یزید بن ہارون ۲۱۔ اسحاق بن یوسف آزرثی ۲۲۔ معانی بن عمران ۲۳۔ زید بن الجباب ۲۴۔ سعد بن صلت ۲۵۔ مکی بن ابراہیم ۲۶۔ ابو عاصم نبیل ۲۷۔ عبدالرزاق بن ہمام ۲۸۔ حفص بن عبدالرحمن سلمی ۲۹۔ عبید اللہ بن موسیٰ ۳۰۔ ابو عبدالرحمن مثنوی ۳۱۔ محمد بن عبداللہ انصاری ۳۲۔ ابو نعیم ۳۳۔ ہوزہ بن خلیفہ ۳۴۔ ابواسامہ ۳۵۔ ابو یحییٰ حمانی ۳۶۔ ابن نمیر ۳۷۔ جعفر بن عون ۳۸۔ اسحاق بن سلیمان رازی اور خلق خدا۔

علاؤذہبی نے فقہ کے آٹھ اور حدیث شریف کے اڑتیس اکابر کا ذکر کیا ہے جو حضرت امام کے شاگرد تھے اور وہ خلایق لکھ کر اظہار کر دیا ہے کہ ایک خلق خدا آپ سے روایت کرتی ہے۔

زہبی کے اس رسالہ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ حافظ ابو الجحاج المزنی نے کتاب تہذیب
الکمال میں تقریباً ایک سو اشخاص کے نام لکھے ہیں جنہوں نے حضرت امام سے روایت کی ہے۔
علامہ زہبی مالکی نے کتاب المناقب
حضرت امام کی اپنے شاگردوں کو نصیحت کے صفحہ، ۱ میں لکھا ہے۔

أَنْتُمْ مَسَارِقُ قُلُوبِي وَجَزَاءُ حُرْفِي، أَسْرَجْتُ لَكُمْ الْفِقْهَ وَالْجَمْعَةَ وَقَدْ تَرَكْتُ النَّاسَ
يَطْوُونَ أَعْقَابَكُمْ وَيَلْتَمِسُونَ الْفَاطِمَةَ مَا مِنْكُمْ وَاحِدٌ إِلَّا وَهُوَ يَضِلُّ لِلْقَضَاءِ فَسَأَلْتُمْ
بِاللَّهِ وَيَقْدِرُ مَا وَهَبَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ جَلَالَةِ الْعِلْمِ لِمَا صُنِمُوهُ عَنْ دَلِيلِ الْإِسْتِجَارِ وَإِنْ بَلَى
أَحَدٌ مِنْكُمْ بِالْقَضَاءِ فَعَلِمَ مِنْ نَفْسِهِ خَرِبَةً سَتَرَهَا اللَّهُ عَنِ الْعِبَادِ لَعَنَ مَجْرُؤُهَا وَوَلَّهُ
يُطْبَلُ لَهُ رِزْقُهُ فَإِنْ دَفَعْتَهُ ضَرُورَةً إِلَى الدُّخُولِ فِيهِ فَلَا يَخْتَجِبَنَّ عَنِ النَّاسِ وَلِيُصَلِّ الْخَمْسَ
فِي مَسْجِدِهِ وَيُنَادِيَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَنْ لَهُ حَاجَةٌ؛ فَإِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ نَادَى ثَلَاثَةَ أَصْوَابٍ
مَنْ لَهُ حَاجَةٌ؛ ثُمَّ دَخَلَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَإِنْ مَرِضَ مَرَضًا لَا يَسْتَطِيعُ الْجُلُوسَ مَعَهُ انْقَطَعَ
مِنْ رِزْقِهِ يَقْدِرُ مَرَضِهِ وَإِنَّمَا الْإِمَامُ غَلَّ فَيْئًا أَوْ جَارِيًا مُحْكِمًا بَطَلَتْ إِمَامَتُهُ وَلَوْ مَجْرَحَتُهُ۔

تم میری مسرت اور میرے علم کو زائل کرنے والے ہو، میں نے تمہارے واسطے فقہ پرزین
کس دی ہے اور لگام لگا دی ہے اور لوگوں کو اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ تمہارے نقش قدم پر
چلیں اور تمہارے ارشادات کے طلبگار ہوں، تم میں سے ہر ایک قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا
ہے، میں تم سے اللہ کا اور اس رتبہ کا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو علم کی بڑائی کا عطا کیے واسطے دیکر
یہ چاہتا ہوں کہ اس علم کو اجرت لینے کی ذلت سے بچانا، اگر تم میں سے کوئی تضا میں مبتلا
ہو جائے اور اس کو اپنی کسی خرابی کا علم ہو جس کو اللہ نے اپنے بندوں سے چھپا رکھا ہے تو اس کا
قاضی بننا جائز نہیں، اس کے لئے روزینہ لینا ٹھیک نہیں، اگر کوئی مجبوری کی بنا پر قاضی بن
جائے تو وہ اپنے کو لوگوں سے نہ چھپائے، وہ پانچوں وقت کی نماز اپنی مسجد میں پڑھے اور ہر نماز
کے وقت پکارے، کیا کوئی حاجت مند ہے اور عشاء کی نماز کے بعد میں مرتبہ یہ آواز لگائے اور
پھر وہ اپنے گھر جائے، اور اگر وہ ایسا بیمار ہو جائے کہ وہ بیٹھ نہ سکے تو بیماری کے دنوں کی سخا
نہ لے، اور جو امام (والی) مال غنیمت میں خیانت کرے اس کی ولایت اور امامت ختم ہونی،
اور اس کا حکم نافذ نہیں ہے۔

حضرت امام کے پانچ وصایا کا مجموعہ مولانا عاشق الہی رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔ بعض

فقرات یہ عاجز لکھتا ہے۔

فرمایا۔ مَنْ جَاءَكَ يَسْتَفِيئِكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تَجِبْ إِلَّا عَن سَوَالِهِ وَلَا تَضْمُ إِلَيْهِ غَيْرَ دِقَاتِهِ يَتَشَوَّشُ عَلَيْهِ الْجَوَابُ۔ جو شخص تمہارے پاس مسائل میں فتویٰ لینے آئے، اسے صرف سوال کا جواب دو کوئی دوسری بات جواب میں نہ ملاؤ، کیونکہ اس طرح کرنے سے اس کو جواب کے سمجھنے میں دقت ہوگی۔

فرمایا۔ أَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِتِكَ كَأَنَّكَ اتَّخَذْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدًا لِيَزِيدَهُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ۔ جو لوگ تم سے فقہ حاصل کرنے والے ہوں ان کی طرف اس طرح متوجہ ہو گویا تم نے ان میں سے ہر ایک کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تاکہ ان کی علمی رغبت میں اضافہ ہو۔

فرمایا۔ كُنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَدَرٍ۔ لوگوں سے پر حذر رہو۔

فرمایا۔ مَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْقِكَ فَلَا تَجِبْهُ فَإِنَّ الْبَهَائِمَ تُنَادِي مِنْ خَلْفٍ۔ اگر کوئی تم کو پیچھے سے آواز دے اس کی طرف متوجہ نہ ہو، کیونکہ پیچھے سے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے۔

فرمایا۔ وَادْكُ الْمَوْتَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُتَآذِنِينَ وَمَنْ أَخَذَتْ مِنْهُمْ الدِّينَ۔ موت کو یاد کرو اور اتنا دوسروں کے لئے اور جن سے علم دین سیکھا ہے دعائے مغفرت کرو۔

فرمایا۔ إِذَا مَشَيْتَ فِي الطَّرِيقِ فَلَا تَلْتَفِتْ يَمْنَةً وَئِسْرَةً۔ جب راستہ میں چلو، دائیں بائیں نہ دیکھو (بلکہ نظر زمین پر رہے)۔

فرمایا۔ أَيَّاكَ وَالْغَضَبِ فِي مَجْلِسِ الْعِلْمِ۔ علم کی مجلس میں غصہ سے اپنے کو بچاؤ۔

فرمایا۔ دَاوِمْ عَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَكَثْرَةِ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَارِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ۔ قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرو اور قبروں اور مشاریخ کی اور مبارک مواضع کی کثرت سے زیارت کرو۔

فرمایا۔ لَا تَقْصُ عَلَى الْعَامَّةِ فَإِنَّ الْقَاصَّ لَا يَبْدَأُ لَهُ مِنَ الْكُذِبِ۔ عوام کے سامنے وعظ کوئی نہ کرو کیونکہ واعظ کے لئے جھوٹ بولنا ضروری ہے۔

امام سہمی بصری کو تحریر فرمایا۔ يَحْزُنُنِي مَفَارِقَتُكَ وَيُؤْنِسُنِي مَعْرِفَتُكَ تَوَاصَلْنِي بِكُنْيَتِكَ دَعَرْنِي حَوَائِجُكَ وَكُنْتُ لِي كَابْنٍ يَا نِي لَكَ كَأَبٍ۔ تمہاری جدائی مجھ کو رنج پہنچاتی ہے اور تمہاری معرفت میرے لئے انس ہے۔ تم خط کے ذریعہ مجھ سے تعلق رکھو اور اپنی حاجتوں سے مجھ کو مطلع کرو۔ تم رہو میرے لئے بیٹے کی طرح، کیونکہ میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں۔

حضرت امام نے اپنے فرزند حمار کو وصیت کی۔ تَكثُرُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشْتَغِلُ بِسَيِّدِ الْأَسْتِغْفَارِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
صَنَعْتَ أَبُوؤُكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھو... اور
سید الاستغفار میں مشغول رہو۔

سید الاستغفار کا ترجمہ :- اے اللہ تو ہی میرا پالنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے
مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں بہ قدر اپنی طاقت کے تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، میں
تجھ سے اپنے بُرے اعمال کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، تو نے مجھ پر جو انعام کئے ہیں، میں ان کا
اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا معترف ہوں، تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے
والا کوئی نہیں۔

اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص اسے شام کو پڑھ لے پھر رات کو مر جائے وہ جنت میں داخل
ہوگا اور جو شخص اسے صبح کو پڑھ لے پھر دن میں مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابو عاصمہ لوح بن ابی مریم نے بیان کیا کہ میں حضرت امام عالی مقام سے احادیث
مبارکہ کے معانی دریافت کیا کرتا تھا اور آپ بہت اچھے پیرایہ میں ان کا بیان کیا کرتے تھے اور میں
آپ سے دقیق مسائل پوچھتا تھا۔ ایک دن حضرت امام نے فرمایا۔ اے نوح تم قضا کا دروازہ
کھٹکھٹا رہے ہو۔ اور جب میں اپنے وطن مرو پہنچا، کچھ ہی دن گزرے تھے کہ میں قضا میں مبتلا
ہو گیا۔ میں نے حضرت امام کو خط لکھا کہ میں نے مجبوراً قاضی کا عہدہ قبول کر لیا ہے۔ حضرت امام نے
تحریر فرمایا۔ تمہارے گلے میں بہت بڑی امانت ڈال دی گئی ہے۔ اس بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ
تلاش کرو۔ اللہ کے خوف کو لازم پکڑو۔ اور آپ نے تحریر فرمایا۔ یہ بات خوب جان لو کہ فیصلوں کے
ابواب ایسے ہیں کہ ان کو بڑا عالم ہی سمجھ سکتا ہے۔ جو اصول علم (قرآن، حدیث، اقوال صحابہ) سے
واقف ہو اور خود بھی صاحب بصیرت ہو وہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ جب تم کو کسی واقعہ میں اشکال پیش
آئے تو کتاب و سنت اور اجماع کی طرف رجوع کرو، اگر واضح طور پر مسئلہ حل جائے تو اس پر عمل
کرو ورنہ نظائر تلاش کر کے قیاس کرو اور جو کتاب و سنت اور اجماع سے اقرب اور آتشہ ہو، اس
میں اہل معرفت سے مشورہ کرو اور اس پر عمل کرو۔ جب مدعی اور مدعا علیہ حاضر ہوں تو ضعیف و
قوی، شریف اور دبیح میں فرق نہ کرو۔ ایسی بات ظاہر نہ ہو کہ بڑا یا شریف تم سے بے جا اُمید

رکھنے لگے۔

اللہ تم کو سلامت رکھے اور ہم کو اور تم کو اچھی حیات اور آخرت میں بہتر مقام نصیب کرے۔

حضرت امام کی مرویات اور آراء کے ناقل آپ کے اصحاب ہیں | استاذ محمد ابو زہرہ حنفی

ازہری مصری نے اپنی کتاب "ابو حنیفہ - حیاة و عصرہ - آراؤہ و فقہ" کے صفحہ ۱۸۷ سے ۲۳۷ تک اس سلسلہ میں اچھا بیان لکھا ہے، عاجزاً اختصار کے ساتھ اس کو لکھا ہے۔

استاذ محمد ابو زہرہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو رسالے اور کتابیں خواہ وہ فقہ میں ہوں یا حدیث میں ہوں حضرت امام نے ان کو خورد نہیں لکھا ہے، بلکہ آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے جو کچھ آپ سے سنا اس کو مرتب اور مؤتب کر کے لکھا۔ کیا فقہ اور کیا حدیث۔

آپ کی آراء اور آپ کی مرویات کو نقل کرنے والے آپ کے شاگرد ہیں، ہر ایک ان میں سے ثقہ اور صاحب علم و فضل ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام نے یہ فرمایا اور حضرت امام نے یہ تقریر کی، لہذا ہم ان کے قول کو اور ان کے نقل کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، اب اگر یورپ کے بعض افراد ہم سے کہتے ہیں کہ تمہارے کلام میں اور نقل میں، محل نظر اور فکر ہے اور ان یورپیوں کی تقلید میں اگر بعض شریعوں نے یہ بات کہی ہے، خطا و اخطا ہے اور ہم اس کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم ان اصحاب سے حضرت امام کی فقہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام کے اصحاب بہ ندرت تھے۔ ایک جماعت وہ تھی کہ کچھ مرت آپ کی خدمت میں رہ کر اور فضل و کمال حاصل کر کے اپنے وطن کو چلی گئی اور ایک جماعت وہ تھی جو آپ ہی سے وابستہ رہی، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام نے فرمایا کہ یہ میرے چھتیس اصحاب ہیں ان میں سے اٹھائیس میں صلاحیت ہے کہ وہ قاضی بنیں اور چھ افراد میں فتویٰ دینے کی صلاحیت ہے اور دو جو کہ ابو یوسف اور زفر ہیں صلاحیت رکھتے ہیں کہ قاضیوں اور مفتیوں کو مہذب اور مؤتب بنائیں۔

اس میں کوئی شک اور کسی طرح کا شبہ نہیں ہے کہ یہ حضرات امام عالی مقام کی حیات طیبہ میں پوری طرح درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے ان میں سے ہر ایک امام تھا البتہ امام محمد بن یحییٰ اہل کمال و تکمیل کے درجہ پر فائز نہیں ہوئے تھے، آپ اٹھارویں سال میں تھے کہ حضرت امام کی رحلت ہو گئی اور آپ نے امام ابو یوسف سے تکمیل کی اور ثوری اور ازاعی سے علم حاصل کیا اور امام مالک سے تین سال استفادہ کیا، ان کی موطان ان سے پڑھی۔ اس طرح آپ فقہ عراقین کے روایت

و در آئیہ اور آراء امام مالک کے جامع ہوئے۔

قاضی القضاة امام ابو یوسف۔ یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری کو فی کی ولادت سال ۱۱۰ھ میں ہوئی، آپ کی نشوونما غریب گھرانے میں ہوئی، لہذا آپ مجبور تھے کہ کچھ کمائیں، باوجود اس افلاس کے علم پڑھنے اور علماء کے حلقوں میں بیٹھنے کا شوق تھا، آپ قاضی ابن ابی یلی کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، کہا گیا ہے کہ آپ نو سال ابن ابی یلی کے حلقے سے وابستہ رہے۔ اتفاق سے کسی کے عقد نکاح کی محفل میں شریک ہوئے، قاضی ابن ابی یلی بھی اس مجلس میں تھے، نکاح کے بعد کچھ شیرینی پنچا اور کی گئی۔ ابو یوسف نے کچھ شیرینی اٹھائی، قاضی ابن ابی یلی کو یہ فعل ناپسند آیا، انہوں نے ابو یوسف کو سخت لفظ کہا اور آما عیلمت ان ہذا لایحی ارشاد کیا یعنی تم کو خبر نہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ یہ سن کر ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے پاس آئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کے ایک انصاری کے عقد نکاح کی محفل میں شریک ہوئے۔ نکاح کے بعد اس نے چھوڑے اچھالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے اٹھائے اور صحابہ سے فرمایا: اِنْتُمْ حَبِوْا لُوْلُو۔

اس واقعہ کے بعد ابو یوسف حضرت امام کے حلقے سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت امام کو ان کے گھر کی تنگدستی کا اور ان کے شوقِ علم کا علم ہوا۔ حضرت امام نے ان سے فرمایا۔ تم اطمینان سے علم حاصل کرو اور ان کے اخراجات کے پوری طرح متکفل ہوئے۔

امام ابو یوسف حضرت امام سے فقہ میں درجہ کمال و اکمال کو پہنچے اور محدثین کبار سے اعادہ شریف سنتے تھے اور یاد کرتے تھے۔ امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے۔

كَانَ أَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْقَاضِي فَقِيهًا عَالِمًا حَافِظًا ذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُعْرِفُ حِفْظَ الْحَدِيثِ وَأَنَّهُ كَانَ يَحْفَظُ الْحَدِيثَ فَيَحْفَظُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِينَ حَدِيثًا ثُمَّ يَقُومُ فَيُلِيهِمَا عَلَى النَّاسِ وَكَانَ كَثِيرًا الْحَدِيثِ ۝

ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی نقید تھے عالم تھے اور حدیث کے حافظ تھے۔ کہا گیا ہے کہ وہ حدیث کے حفظ کرنے میں مشہور تھے اور وہ محدث کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ بیاس ساٹھ حدیثیں سنتے اور پھر کھڑے ہو کر لوگوں کو لکھا دیتے تھے وہ کثیر الحدیث تھے یعنی کثرت سے حدیثوں والے تھے۔

وہ تین خلفاء کے عہد میں قاضی رہے۔ خلیفہ مہدی، خلیفہ ہادی اور خلیفہ ہارون رشید،

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ہارون رشید ان کا احترام کرتا تھا اور ابو یوسف اس کے نزدیک نصیب والے اور مرتبہ والے تھے، چوں کہ ابو یوسف قاضی تھے اور ایسے فقیہ تھے جن پر رائے غالب تھی اس وجہ سے اہل حدیث میں سے ایک جماعت ان کی روایت سے کترات تھی جیسا کہ امام طبری نے بیان کیا ہے۔

ابو یوسف سے حنفی فقہ کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ وہ قاضی بنے اور لوگوں کی مشکلات سے ان کو واسطہ پڑا، لہذا عملی طور پر ان کی چلا رہی تھی اور مشاغل کے ازالہ کرنے کے طریقوں سے مشناسا ہوئے اور لوگوں کی بیماریوں کی دوا بن گیا۔ ابو یوسف وہ پہلے قاضی ہیں جو مملکت اسلامیہ کے قاضی تھے اور غالباً ابو یوسف وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی آراء کو حدیث سے مؤید کیا ہے۔ انہوں نے اہل رے اور اصحاب حدیث کے طریقہ کو جمع کیا ہے۔

ابو یوسف کی کتابیں۔ ابن ندیم نے آپ کی درج ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ کتاب فی الأصول ۲۔ کتاب الامالی ۳۔ کتاب الصلاة ۴۔ کتاب الزکات ۵۔ کتاب الیمام ۶۔ کتاب الفرائض ۷۔ کتاب البیوع ۸۔ کتاب الحدود ۹۔ کتاب الوکالۃ ۱۰۔ کتاب الوصایا ۱۱۔ کتاب العید والذباح ۱۲۔ کتاب الغصب والاستبراء ۱۳۔ کتاب اختلاف الامصار ۱۴۔ کتاب الردی مالک بن انس ۱۵۔ رسالۃ فی الخراج ۱۶۔ کتاب الجوامع، یہ کتاب یحییٰ بن خالد کے واسطے لکھی اس میں چالیس کتابیں ہیں اور اس کی روایت قاضی بشر بن الولید نے کی ہے۔ آپ نے ان میں لوگوں کے اختلاف کا اور اس رائے کا جس کو اپنایا گیا ہے ذکر کیا ہے اور ابو یوسف کی کتاب المار بھی ہے جس میں چھتیس کتابیں ہیں اور اس کی روایت قاضی بشر بن الولید نے کی ہے۔

یہ ابن ندیم کا بیان ہے اور ہم نے ان کے علاوہ اور کتابیں بھی دیکھی ہیں۔

۱۷۔ آراء ابی حنیفہ والدفاع عنہا ۱۸۔ کتاب الآثار ۱۹۔ اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ

۲۰۔ الرد علی سیر الادزاعی۔ ہم مختصر طور پر ان کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

۱۔ کتاب الخراج خلیفہ ہارون الرشید کے واسطے لکھی ہے اس میں زمین کی مالیت

کا بیان ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مالیت سے بعض جگہ اختلاف کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ابو یوسف سے کہا گیا۔ آپ نے فرمایا جس وقت حضرت عمر نے زمین کا محصول مقرر

کیا وہ زمین اس مقدار محصول کی بہ خوبی متحمل تھی اور خراج مقرر کرتے وقت حضرت عمر نے یہ نہیں

فرمایا کہ یہ مقرر کردہ خراج ہمیشہ اس مقدار میں لیا جائے گا بلکہ آپ نے حضرت حذیفہ اور حضرت عثمان

بن حنیف سے فرمایا جبکہ یہ دونوں صاحبان عراق سے محصول لگا کر آئے۔ لَعَلَّكُمْ سَحَلْتُمْ اَمْ لَا سَحَلْتُمْ
مَا لَا تُطَبِّقُ شاید تم دونوں نے زمین کی برداشت سے زائد محصول لگا دیا ہے۔ حضرت عثمان بن
حنیف نے عرض کیا جو محصول زمین پر لگا یا گیا ہے زمین آسانی سے اس کو برداشت کر سکتی ہے، اگر
آپ اس محصول کو ڈگنا کر دیں جب بھی زمین برداشت کرے گی اور اسی طرح کا جواب حذیفہ نے بھی دیا۔
یہ کتاب کامل طور پر امام ابو یوسف کی تالیف و تصنیف ہے۔ اس کتاب میں جہاں بھی
انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ذکر کیا ہے اس کی دلیل بھی بیان کی ہے اور وجہ قیاس اور
استحسان کا اظہار کیا ہے اور اپنے اختلاف کا اظہار کیا ہے، میں ایک مسئلہ کا بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم
ہو جائے کہ وہ حضرت امام کے مسلک کو کامل طور پر دلیل سے بیان کرتے ہیں، وہ امامتِ علم کی
منزلت کی پوری قدر کرتے ہیں۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ أَحْبَبَ اَرْضًا مَتَا ثَابِتِي لَهٗ "جو کسی
افتادہ زمین کو آباد کرے یہ زمین اس کی ہے۔ اس حدیث شریف کے بیان میں حضرت امام فرماتے
ہیں۔ بے شک زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اگر اس نے حاکم یا دالی سے اجازت
لے لی ہے تاکہ دوسرا شخص کوئی دعویٰ نہ کرے اور لڑائی جھگڑے کی راہ مسدود ہو۔ حضرت امام نے
حدیث شریف کو رد نہیں کیا ہے بلکہ آپ نے فتنہ و فساد کی راہ مسدود کی ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے۔ امام ابو یوسف کی کتاب الخراج اس دور کی تالیف ہے جبکہ بادشاہ
وقت کامل طور پر مطلق العنان تھا۔ اس دورِ ظلم و استبداد میں نہ حضرات اہل بیت اطہار کی جان
محفوظ تھی، نہ علماء و اخیار کی اور نہ ادویا پروردگار کی۔ حضرت امام الاعظم ابو حنیفہ کا واقعہ امام ابو یوسف
کے سامنے کا ہے، باوجود اس کے انہوں نے جس طرح جلیل القدر مطلق العنان بادشاہ کو اس کے سوالات
کا جواب لکھا ہے حیرت کا مقام ہے، اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ امام ابو یوسف نے نصیحت کا
حق ادا کر دیا ہے۔ آپ کی اس بے مثال کتاب کا ترجمہ دہلی یونیورسٹی کے سابق عربی کے پروفیسر جناب
نور شید احمد فاروق نے "جائزے" کے نام سے کیا ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ رفیق قدیم جناب حافظ
جمیل الرحمن خاں سے اس عاجز کو ملا ہے، عاجز اس کو لکھتا ہے۔ حضرات ناظرین مطالعہ فرمائیں۔

جائزے | ابو یوسف یعقوب خلیفہ ہارون الرشید کے چیف جسٹس تھے، الرشید سے پہلے خلیفہ
مہدی (متوفی ۱۶۹ھ) اور ہادی (متوفی ۱۷۰ھ) کے بھی قاضی رہ چکے تھے۔ الرشید نے کچھ قانونی
سوالات چیف جسٹس کے سامنے پیش کئے اور ان کا مبسوط جواب طلب کیا، کتاب الخراج ان ہی

سوالات کے تحریری جوابات کا مجموعہ ہے۔ ان سوالات کا تعلق نہ عبادات سے ہے، نہ افراد کے باہمی معاملات سے، اس لئے ایسے مسائل جیسے نماز روزہ، حج یا شادی بیاہ، خرید و فروخت، لین دین، اس کتاب کے حدود سے خارج ہیں۔ کتاب کا موضوع وہ معاملات ہیں جو حکومت اور رعایا کے درمیان رونما ہوتے ہیں جن کا حکومت کے انتظام اور پالیسی سے تعلق ہوتا ہے، جیسے بند و بست، آراضی، نظام آب پاشی، انتظام محصولات، قوانین جرائم، غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ، مصنف نے ہر سوال کا جواب الگ دیا ہے۔ کتاب کی ابتدائی فصلیں چونکہ آراضی اور لگان سے متعلق ہیں اور زیادہ تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، اس لئے مصنف نے کتاب کا نام "کتاب الخراج" رکھ دیا ہے۔

اسلام کے قانون لگان، قانون آراضی، قانون محصولات، تعزیرات، غیر مسلم ذمی رعایا، ان کی عبادت گاہوں، اس کے حقوق اور پابندیوں سے متعلق، یہ سب سے زیادہ پُرانی کتاب ہے جو ہم تک پہنچی ہے۔

کتاب کی ابتدا ایک طریق مقدمہ سے ہوئی ہے جس میں مصنف نے اشرافیہ الفاظ میں خلیفہ کو راست بازی اور رعیت پر درمی کی ہدایت کی ہے۔

امیر المومنین، خدا نے آپ کو بھاری ذمہ داری سونپی ہے، جس کا ثواب ہر ثواب سے زیادہ اور عذاب ہر عذاب سے سخت تر ہے۔ خدا نے مسلمان قوم کو آپ کی فرمان میں دے دیا ہے اور ان کی بہبودی کا بار آپ کے کندھوں پر ڈالا ہے اور اس بار کو آپ کے کندھوں پر ڈال کر آپ کی آزمائش کرنی چاہی ہے۔ آپ کی صبح و شام بہت سے انسانوں کی تعمیر حیات کے لئے وقف ہو گئی ہے اور ہر وہ عمارت جس کا سنگ بنیاد خوف الہی کے علاوہ کسی اور اصول پر قائم ہو، پائیدار نہیں ہوتی۔ بہت جلد خدا اس عمارت کو بنانے والے کے سر پر گرا دیتا ہے۔ لہذا رعیت کی دیکھ بھال کا منصب آپ کو دیا گیا ہے، اُسے ناخدا ترسی یا بے توجہی سے ضائع نہ ہونے دیجئے۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیئے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ کام ضائع ہو جائے گا، جس طرح چرانے والا موشیوں کی حفاظت کے لئے اُن کے مالک کے سامنے جواب دہ ہے، اسی طرح حکمران خدا کے سامنے رعایا کی بہبودی کے لئے ذمہ دار ہیں، رعیت کی کسی معاملے میں اپنی ذاتی خواہش یا میلان کو دخل نہ دیجئے، نہ غصہ اور غضب میں آکر کوئی قدم اٹھائیئے اور اس بات کا وہ بیان رکھئے، کہ میں خدا آپ سے ناراض نہ ہو جائے، احکام جاری کرتے وقت اپنے پرانے عزیز اور اجنبی میں تفریق نہ کیجئے، خدا کا خوف یہ نہیں کہ زبان سے اس کا اظہار کیا جائے، خدا کا خوف یہ ہے کہ دل میں اس کا زعمہ احساس ہو اور آپ کے ہر کام میں

اس کی جھلک نظر آئے، ایسا نہ ہو کہ جب خدا کے سامنے آپ حاضر ہوں تو آپ کا نام اعمال ظلم و ستم کی سیاہی سے رنگا ہو، اور جزا کی عدالت کا ماکم لوگوں کو اعمال کی بنا پر جزا سزا دے گا، ان کے منصب یا خاندانی تعلق کا کچھ لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ آپ کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے اور آپ کو بغیر باز پرس کے نہیں چھوڑا جائے گا، بلاشبہ خدا آپ سے آپ کے سارے کاموں کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا، پس آپ خیال رکھئے کہ آپ کیا جواب دیں گے، آپ کو یاد رہے کہ کوئی انسان خدا کی پیشی سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتا جب تک ان چار سوالوں کا جواب نہ دے۔

۱۔ اپنے علم سے کس طرح کام لیا۔

۲۔ اپنے جسم کو کس تک و دو میں کھپایا۔

۳۔ مال کس طرح کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا۔

۴۔ اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا۔

امیر المؤمنین، ان سوالوں کا جواب تیار رکھئے، وہ وقت نہ بھولئے جب خدا کی بھسری مجلس میں ان تمام اعمال کی نقاب کشائی ہوگی جو آپ نے در پردہ کئے ہوں گے۔ خدا کی نظر میں تعمیر اور اصلاحی کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے اور تخریب و فساد سے زیادہ وہ کسی کام کو بڑ نہیں سمجھتا۔ ارتکابِ معاصی کفرانِ نعمت کے برابر ہے۔ اور جب کسی قوم نے نعمتِ خداوندی کی قدر نہ کی، معاصی کی مرتکب ہوئی اور توبہ نہ کی تو اس کی عزت اور نعمت سب حسین لی گئی اور خدا نے دشمنوں کو اس پر مسلط کر دیا۔

قاضی ابو یوسف ۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۲ھ میں وفات پائی۔ بعض زماں مالی دشواریوں میں گزرا، امام ابو حنیفہ متوفی ۲۴۱ھ کے خاص شاگرد تھے۔ امام ابو حنیفہ ان کی مالی مدد بھی کرتے تھے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر قاضی ابو یوسف خلیفہ عباسی مہدی (متوفی ۱۶۹ھ) کے قاضی ہو گئے، مہدی کے بعد ہادی (متوفی ۱۷۵ھ) نے انہیں اس منصب پر برقرار رکھا اور جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا (۱۷۵ھ) تو اس نے قاضی ابو یوسف کو ان کے تجربے، فقہی لیاقت اور دینی بصیرت سے متاثر ہو کر حکومت کا چیف جسٹس (قاضی القضاة) مقرر کر دیا۔

اسلامی فقہ کے طالب علم جانتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ (ولادت ۲۴۱ھ وفات ۳۲۰ھ) صرف مشہور حدیثیں جانتے تھے اور احادیثوں پر اعتماد نہیں کرتے تھے، جو پہلی صدی ہجری کے اموی دور

میں بڑے پیمانے پر وضع ہونے لگی تھیں۔ انہوں نے غیر مشہور احادیث اور آثار صحابہ و تابعین کی جگہ قرآن اور قرآن سے قیاس اور اجتہاد کو قانون سازی کی بنیاد قرار دے لیا تھا اور یہی مسلک ان کے شاگردوں کا ہو گیا تھا، جن میں سے تین کو عباسی دور میں سرکاری حج اور سرکاری مشیز ہونے کے باعث بڑا عروج حاصل تھا اور جنہوں نے ہر شہر اور چھاؤنی میں اپنے ہم مسلک قاضی مقرر کر دیئے تھے۔ ساری اسلامی قلم زد کے محدث جو معاشرے پر چھائے ہوئے تھے اور جن کی مذہبی اور اخلاقی اور ذہنی گرفت عوام اور بہت سے خواص پر بڑی سخت تھی، ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مخالف ہو گئے، انہوں نے محسوس کیا کہ اگر اجتہاد کا دروازہ قانون سازی کے لئے کھل گیا تو حدیث کا جسے وہ اپنے حلقوں میں پڑھتے تھے، جس کی بڑے پیمانے پر اشاعت کرتے تھے اور جس کی بدولت انہیں معاشرے میں عزت و جاہت حاصل تھی، بازار سرد ہو جائے گا، لوگ حدیث پڑھنا چھوڑ دیں گے اور وہ سارے سماجی و اقتصادی منافع جو انھیں حدیث گوئی سے حاصل تھے ختم ہو جائیں گے اور معاشرے کی مذہبی، فکری اور قانونی قیادت ان کی بجائے اجتہاد سے قانون بنانے والوں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ محدثوں نے ابوحنیفہ اور ان کے ہم مسلک مجوں اور فقیہوں کے خلاف زبردست محاذ بنالیا اور وہ خود ان کے شاگرد اور بہت سے ذمی اثر اور دربار سے تعلق رکھنے والے قدر دانوں نے اجتہاد کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ بدعت ہے، زندق ہے، الحاد ہے۔ وقت کے ممتاز محدثوں نے ابوحنیفہ پر ہادم ارکان اسلام، زندیق اور ملحد جیسے ٹیبل لگا دیئے۔

کتاب الخراج میں متوسط تقطیع کے قریب سواد و صنفی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیڑھ سو سے زیادہ حدیثیں اور صحابہ کرام نیز تابعین کی لگ بھگ ساڑھے تین سو قانونی آراء بیان کی گئی ہیں۔

قاضی ابو یوسف پہلے خلیفہ رشید کے ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔ پھر اس جواب کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام یا تابعین کے قول و فعل کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ ابو یوسف اپنی خصوصیتوں اور روایتوں کے انتساب میں سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں اور اکثر ذہنی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو انھیں اسلامی نظریات سے ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں، جہاں تک صحابہ کے قانونی اقوال کا تعلق ہے، ابو یوسف نے اکثر ان صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے ہیں جن کا حکومت و خلافت سے تعلق تھا مثلاً کتاب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال کے حوالے سب سے زیادہ ہیں۔ علی حدیث اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حدیث کے حد کرنے اور مخالفت کرنے کی توجیہ دہیہ۔

سے بھی استناد کیا گیا ہے اور عمر فاروق کے بعد عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ (۶۹۹ تا ۷۱۵ م) کے اقوال و آراء سب سے زیادہ قانونی سند کے طور پر بیان کئے ہیں، تاہم بعض میں صرف ان محدثوں کے اقوال سے استناد کیا ہے جن پر مصنف کو اعتماد تھا۔ ان میں کوفہ ہی کے محدث نہیں بلکہ حجاز اور شام کے ممتاز شیوخ بھی شامل ہیں۔ مثلاً قتادہ، ابراہیم، ابن ابی لیلیٰ، شعبی، امام مالک، نافع، سعید بن المسیب اور زہری۔

ابو یوسف ایسے علماء کی روایت قبول کرنے سے گریز نہیں کرتے جنہیں محدث طبقہ بالعموم ناپسند کرتا ہے، جیسے محمد بن اسحاق اور کلبی، ان کے پیش نظر یہ نہیں ہوتا کہ راوی کس گروہ سے تعلق رکھتا ہے بلکہ یہ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اُسے ان کی نقیب عقل تسلیم کرتی ہے یا نہیں۔

جزیہ وصول کرنے کے لئے ذمیوں (غیر مسلموں) کو مارا جائے
کتاب کے بعض اقتباسات
 نہ دھوپ میں کھرا کیا جائے نہ اور کوئی جسمانی اذیت دی جائے
 بلکہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ (۱۳۳)

پھر خلیفہ کو مخاطب کر کے۔ امیر المؤمنین! آپ اپنے افسروں کو اس بات کی تاکید کیجئے کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، ان کی پوری نگرانی کی جائے، ان کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ ہو، نہ ان کی طاقت سے زیادہ جزیہ وصول کیا جائے، نہ ان کا مال و متاع ناجائز طریقہ سے لیا جائے۔

مصنف نے ایک روایت بیان کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اموی افسر ذمیوں سے ناجائز مطالبے کرتے تھے، جن سے مجبور ہو کر انہیں اپنی مصنوعات سستی بیچنی پڑتی تھیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے کسی نے ان کے عہد میں اشیاء کی گرانی کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا۔ مجھ سے پہلے خلفاء ذمیوں سے ان کی طاقت سے زیادہ جزیہ (ٹیکس) اور خراج (لگان) لیتے تھے اور ذمی اپنا سامان ارزاں بیچنے پر مجبور ہو جاتے تھے اور اس کے نتیجے میں چیزیں سستی ہو جاتی تھیں، میں ذمی سے اتنا لیتا ہوں جتنا وہ آسانی سے ادا کر سکتا ہے اب وہ جس قیمت پر چاہتا ہے اپنا سامان بیچتا ہے۔ (۱۳۳)

مصنف نے ایک اور روایت بیان کی ہے جو بتاتی ہے کہ عمر فاروق ایسے ذمیوں کی جرمانے سے معذور تھے خزانہ سے مدد کرتے تھے۔ انہوں نے ایک اندھے بوڑھے بھکاری کو کسی دروازے پر بھیک مانگتے دیکھا تو اس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا۔ تمہارا کیا مذہب ہے؟

بھکاری: میں یہودی ہوں۔

عمر فاروق: تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟

بھکاری: میں بھیک سے جزیہ اور اپنی معاش فراہم کرتا ہوں۔

عمر فاروق اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے کچھ لاکر دیا پھر بیت المال کے خزانچی کو بلا کر کہا۔ اس کا اور اس جیسے معذوروں کا خیال رکھو، بخدا یہ انصاف نہیں کہ ہم اس کی جوانی کھائیں۔

اور بڑھاپے میں اُسے بے سہارا چھوڑ دیں۔ پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی: **إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ** **وَالْمَسْكِينِ** «فقرا سے مراد مسلمان نادار ہیں اور یہ اہل کتاب کے مسکین ہیں سے ہے۔ (مت ۱۳)»

بڑے شہروں جیسے کوفہ، بصرہ، بغداد اور دمشق کے ذمیوں سے جزیہ وصول کرنے کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ خلیفہ ہر شہر میں ایک ایسا نڈار افسر جس کی راست بازی پر اُسے بھروسہ ہو، جزیہ وصول کرنے کے لئے مقرر کرے اور اس کے ساتھ مددگار اٹاف لگائے، یہ اٹاف شہر کے یہودیوں، نصاریٰ، پارسیوں، صابئیہ اور سامیرہ کو جمع کر کے اس کے پاس لائے اور وہ ان سے حسب ذیل جزیہ وصول کرے۔

۱۔ مالداروں سے اڑتالیس درہم سالانہ۔ اس صنف میں خاص طور پر ایسے لوگ ہوں گے جیسے مہاجن، بزاز، جاگیر دار، بڑے تاجر، حکیم۔

۲۔ تاجر اور صنعت پیشہ لوگ۔ ان سے ان کی حیثیت اور آمدنی کے مطابق جزیہ وصول کیا جائے۔ ان میں خوب کھاتے پیتے ہوں ان سے اڑتالیس درہم اور متوسط آمدنی والوں سے چوبیس درہم لئے جائیں۔

۳۔ دست کار جیسے درزی، رنگ ساز، قصاب اور موچی، ان سے بارہ درہم۔

میری رائے ہے کہ امیر المؤمنین آپ نے عراقی و اسلامی حکومت کی کسی دوسری اراضی میں لگان کا ٹھیکہ نہ دیں، کیونکہ اگر پیداوار کم ہوئی اور ٹھیکیدار کو مقررہ رقم سے کم وصول ہوا تو وہ کاشتکاروں اور زمینداروں پر ظلم کرے گا اور ان سے ٹھیکہ کی کل رقم وصول کرنے میں ظلم و ستم سے کام لے گا اور ظلم و ستم کے معنی ہیں زراعت کی تباہی اور رعیت کی بربادی۔ ٹھیکیدار کو اس کی کیا پرواہ، اگر زراعت یا رعیت تباہ ہو اسے تو اپنے ٹھیکے کی سلامتی سے دل چسپی ہوتی ہے۔ اس بات کا بھرپور احتمال ہے کہ وہ ٹھیکہ کی مقررہ رقم سے زیادہ وصول کرے اور رعیت کے ساتھ زیادتیاں کرے، انہیں مارے، جلتی دھوپ میں کھڑا کرے، ان کی گردنوں میں پتھر لٹکائے۔ اور یہ تکلیفیں دے کر کاشتکاروں سے وہ روپیہ وصول کرے جو ان پر واجب نہیں ہے اور اس طرح خدا کی زمین میں فساد برپا کرے جس سے خدا نے روکا ہے۔ خدا کا حکم تو بس اتنا ہے کہ کسانوں سے اس قدر لیا جائے جو ان کی ضروریات سے بچ رہے، ان کی برداشت سے زیادہ لینا بالکل ناجائز ہے۔ میں ٹھیکیداری کی مخالفت اس اندیشہ

سے کر رہا ہوں کہ کہیں ٹھیکیداران سے ایسے مالی مطالبے نہ کرے جو ان کے ذمے نہیں ہیں اور انہیں پورا کرانے کے لئے ایسے طریقے اختیار کرے جن کا میں نے ادیر ذکر کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ ایک طرف کسانوں کو نقصان پہنچے اور دوسری طرف وہ تنگ آکر زراعت چھوڑ بیٹھیں جس سے سرکاری آمدنی کم ہو جائے، جہاں ظلم و ستم ہو گا وہاں کوئی بھلائی نہیں پہنچے گی اور جہاں راست بازی ہو گی وہاں ہر کوشش پھلے پھولے گی۔

امیر المؤمنین، خدا آپ کو سلامت رکھے، میری رائے ہے کہ آپ لگان کی وصولی کے لئے ایسے افسر مقرر کریں جو کسانوں کے خیر اندیش، دیندار اور راست باز ہوں اور ان میں سے آپ جسے افسر اعلیٰ مقرر کریں تو ضروری ہے کہ وہ مذکورہ صفات کے علاوہ نقیہ اور عالم دین بھی ہوں، اس کی سیرت بے عیب ہو، سمجھ دار تجربے کار لوگوں سے مشورہ کرنے میں اپنی ہتک نہ سمجھے، اس کی پاکبازی مسلم ہو، صحیح کام کرنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے۔ صرف خدا کی خوشنودی کے لئے صحیح کام کرے۔ اس سے اگر نغزش ہو تو خدا کی ناراضی کا خوف اس کے دل میں لرزش پیدا کر دے، شہادت دے تو اس کی شہادت قبول ہو فیصلہ کرے تو فیصلہ بے لاگ ہو، حاکموں کو میں نے دیکھا ہے کہ مال گزاری کے افسروں کے انتخاب میں احتیاط سے کام نہیں لیتے، کوئی شخص اگر ان کے دروازے پر کچھ دن ٹھہرا رہے تو اسے گورنری جیسا عہدہ جس سے مسلمانوں کی زندگی اور موت، نیز محصولات اس کے تصرف میں آجاتے ہیں اسے دے دیتے ہیں اور شاید اس شخص کی دینداری اور سلامت روی کا پورا اطمینان کئے بغیر۔

جس شخص کو آپ گورنریا حاکم اعلیٰ بنائیں اسے تاکید کر دیجئے کہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے، انہیں حقارت کی نظر سے دیکھے، نہ ان کے ساتھ بے نیازی اور بے پرداہی کا برتاؤ کرے بلکہ ان کے سامنے نرمی کا لباس پہن کر آئے، جس میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا رنگ جھلکتا ہو گریہ سختی اور پرہیزگاری ظلم کی شکل اختیار نہ کرے اور نہ ماتحتوں کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جن کے لئے وہ ملازم نہیں رکھے گئے ہیں۔ حاکم اعلیٰ کو آپ یہ بھی تاکید کر دیجئے کہ وہ نیکو کاروں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور بدکاروں کو تانوں کے شکنجے میں کسے، ذمیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ انصاف پر مبنی ہو اور مظلوم کا حق ظالم سے دلوائے، نیز مالگزاری کی تحصیل اس ضابطے کے مطابق ہو جو اسے حکومت کی طرف سے ملا ہے اور مال گزاری کا کوئی نوا بجا طریقہ کاشت کاروں پر نہ آزمائے۔ اس بات کی تاکید کر دیجئے کہ کاشت کاروں اور زمینداروں سے اپنی مجلس میں جہاں تک بیٹھنے اور بات چیت کرنے کا تعلق ہے مساویا برتاؤ رکھے تاکہ انصاف کے سامنے رشتہ دار، اجنبی، بڑے اور چھوٹے سب برابر ہوں۔

جس شخص کو آپ تحصیل لگان کا افسر اعلیٰ منتخب کریں اس کے ساتھ سپاہیوں کی ایک جماعت بھی رکھئے۔ یہ سپاہی رقصا کار نہ ہوں بلکہ سرکاری ملازم ہوں جنہوں نے آپ کی خیر خواہی کا حلق اٹھایا ہو اور آپ کی خیر خواہی یہ ہے کہ کسانوں کے ساتھ زیادتی نہ ہو، یہ حکم کر دیجئے کہ ان سپاہیوں کو ماہ پابندگی کے ساتھ خزانے سے تنخواہ ملتی رہے اور خرچ لگان کی مدد سے ایک پیسہ بھی انہیں نہ دیا جائے، جزیہ اور لگان گزارا اگر کہیں کہ افسر اعلیٰ کی تنخواہ ہمارے ذمے رکھی جائے تو ان کی یہ بات نہ مانئے اور تنخواہ کا باران پر نہ ڈالتے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ گورنروں اور افسران محصولات کے ساتھ مقرّبوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور یہ مقرّب راست باز نہیں ہوتے، جن سے یہ افسر سرکاری کاموں میں مدد لیتے ہیں، یہ لوگ سپرد کئے ہوئے کام ٹھیک ٹھیک انجام نہیں دیتے اور نہ ان لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آتے ہیں، جن کے ذمے سرکاری مالی مواخذات ہوتے ہیں، ان کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ لگان اور جزیہ کے نام سے جو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور ذمیوں کے مال سے جو چاہتے ہیں معتم کر لیتے ہیں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ اپنی مطلوبہ اشیاء کے حصول میں ظلم و ستم سے بھی دریغ نہیں کرتے، اس کے علاوہ افسر اور ان کے مقرّب جب کسی گاؤں کا دورہ کرتے ہیں تو مقامی باشندوں (ذمیوں) سے کھانے پینے کی ایسی چیزیں طلب کرتے ہیں جو ان کی بساط سے باہر ہوتی ہیں اور قانوناً ان پر ناجائز نہیں ہوتیں، یہ چیزیں کسی نہ کسی طرح انہیں فراہم کرنا پڑتی ہیں، اس طرح غریب گاؤں والوں کی پیٹھ ٹوٹ جاتی ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ افسر محصولات اپنے کسی مقرّب کو کاشت کار کے پاس لگان وصول کرنے بھیج دیتا ہے اور کہتا ہے میری طرف سے تمہیں اتنی اتنی رقم وصول کرنے کی اجازت ہے اور یہ رقم جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے واجب الادا لگان سے زیادہ ہوتی ہے، یہ مقرّب کاشتکار کے پاس جا کر کہتا ہے مجھے میرا مختار دو جو افسر محصولات نے اتنا اتنا مقرر کر دیا ہے، اگر وہ نہیں دیتا تو یہ مقرّب ایسے اڑتا ہے، اس کی گلے بکری لے جاتا ہے ان حرکتوں سے رعیت تباہ ہوتی ہے، سرکاری آمدنی کم ہو جاتی ہے اور گناہ الگ ہوتا ہے، اس بات کی بھی ہدایت کر دیجئے کہ غلہ کٹنے کے بعد اس کے خرمن ہونے میں تاخیر نہ کی جائے۔ خرمن کرنے کا انتظام ہوتے ہی نڈ مغانی کے لئے کھلیان میں پہنچا دیا جائے اور اس معاملہ میں ایک دن کی بھی تاخیر روا نہ رکھی جائے کیونکہ اگر غلہ جلد از جلد کھلیان میں محفوظ نہ کر لیا جائے گا تو اسے کاشت کار اور گزرنے والے کھیتوں سے لے جائیں گے نیز پرندے اور چوپائے اسے کھا جائیں گے اور اس طرح لگان میں کمی واقع ہوگی، کھلیان میں پہنچتے ہی غلے کی صفائی شروع کر دی جائے۔ صفائی میں ایک ماہ دو ماہ

یا تین ماہ کی دیر نہ کی جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے کسانوں اور سرکار دونوں کو نقصان ہوگا اور اگلی
 تخم ریزی کے کام میں بھی دیر ہو جائے گی، کھلیان میں بڑے غلے کی تقسیم اندازے سے نہ کی جائے ایسا
 کرنے سے احتمال ہے کہ سرکاری افسر اندازے سے وصول کئے ہوئے حصے کو بعد میں کم بتائیں اور
 کمی کی تلافی چاہیں، ایسا کرنے سے لگان اور کاشت کار دونوں کا خسارہ ہے، لگان افسر کے لئے
 مناسب نہیں، نہ اُسے حق ہے کہ یہ کہہ کر کہ کسانوں نے کچھ غلہ ضائع کر دیا۔ مقررہ مقدار سے زیادہ
 ان سے وصول کرے، لگان افسر کو چاہیے کہ جب غلہ کھلیان میں صاف ہو جائے تو بلا تاخیر
 سرکار اور کسانوں کے حصے تقسیم کرنے اور تقسیم کے وقت سرکار کا حصہ بڑے پیمانے سے اور
 کسانوں کا چھوٹے پیمانے سے نہ ناپے بلکہ دونوں کے حصے کی تقسیم ایک ہی پیمانے سے
 کرے، کسانوں کے ذمے نہ تو محض لگان کی تنخواہ ہوگی، نہ پیمانے کی اجرت نہ محض اور اس کے
 کارکنوں کی مہمان نوازی، نہ سرکاری غلہ کی ڈھلائی، نہ کسی وجہ سے غلہ کم ہونے کی صورت میں
 کسانوں سے ان کی تلافی کرائی جائے گی، اسی طرح لگان کے رجسٹروں اور کاغذ کا خرچ کسانوں
 کے ذمے نہیں ہوگا، نہ ناپنے والوں کی مزدوری، بھوسے کی قیمت بھی کسانوں کے ذمے نہیں ہوگی
 بلکہ بھوسا ناپ کر غلے کے حصے کے برابر سرکاری حصہ نکال یا جائے گا، یہ سارا بھوسا بیچ کر اس
 کی قیمت سے سرکاری حصہ منہا کر لیا جائے گا۔ اسی طرح لگان کی رقم سے وہ روپیہ لینا بھی ناجائز
 ہے جو رسم درواج کے نام سے یا جاتا ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی کاشت کار لگان دینے
 آتا ہے تو سرکاری اہل کار لگان کا ایک حصہ "رواج و رسم" کے نام سے کم کر لیتے ہیں، جزیرہ لگان
 کی وصولی کے لئے ہرگز ہرگز کسی شخص کو پٹیا نہ جائے، نہ اُسے ایک پیر پر کھڑا ہونے کی سزا دی
 جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری محضل کسانوں کو سزا کے طور پر جلتی دھوپ میں کھڑا کرتے ہیں
 اور سخت مارا کرتے ہیں، ان کی گردن سے بھری بوریاں لٹکا دیتے ہیں اور انہیں باندھ دیتے ہیں
 جس سے وہ نماز بھی ادا نہیں کر سکتے، خدا اور اسلام کی نظر میں یہ ساریے کام بُرے اور نفرت انگیز
 ہیں۔ (مکنا)

امیر المؤمنین! میری رائے ہے کہ آپ راست باز لوگوں کی ایک جماعت جن کی راست بازی اور
 دینداری مسلم ہو، گورنروں اور کلکٹروں کے کام اور سیرت کی تحقیق کے لئے حکومت کے گوشے گوشے
 میں بھیجیں اور یہ لوگ معلوم کریں کہ ان افسروں کی سیرت کیسی ہے، کسانوں کے فائدے یا نقصان کے
 لئے انہوں نے کیا کام کئے ہیں اور لگان کی وصولی میں ان ضابطوں کو ملحوظ رکھا ہے اور کس حد تک

جو حکومت کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں، ان کی رپورٹ پر اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ انہوں نے سرکاری لگان کا کچھ حصہ اڑایا ہے تو انہیں بڑی طرح پکڑا جائے، دوسروں کی عبرت کے لئے دردناک سزا دی جائے اور نہیں کیا ہوا لگان ان سے وصول کیا جائے تاکہ سرکاری احکامات ضوابط اور پالیسی کی خلاف ورزی کی آئندہ انہیں جرأت نہ ہو۔ افسران لگان کسانوں پر ظلم و ستم کریں گے تو کسان یہ سمجھیں گے کہ لگان سرکاری فرمان کے تحت ہوا ہے۔ حالانکہ سرکاری فرمان نرمی اور مہربانی کا ہے، اگر آپ کچھ زور و افسران لگان کو سخت سزا دیں گے تو دوسرے بد طینت افسران سے عبرت پکڑیں گے اور غبن یا ظلم سے محترز رہیں گے، جب تحقیق سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ کسی گورنر یا انسپکٹر نے کسانوں پر ظلم کیا ہے یا ان کے مفاد کو نقصان پہنچایا ہے یا لگان کا کوئی حصہ غبن کر لیا ہے یا ناجائز فوائد حاصل کئے ہیں یا ان کے طور طریق یا چال چلن خراب ہیں تو آپ پر حرام ہے کہ ان کو ملازمت پر برقرار رکھیں یا کسانوں کا کوئی کام ان کے سپرد کریں یا حکومت کا کوئی دوسرا عہدہ انہیں دیں، ایسے افسروں کو عبرت ناک سزا دیجئے تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے عبرت پکڑیں اور غلط کاموں سے باز رہیں۔

امیر المؤمنین! مظلوم کی بددعا سے بچتے، یہ اثر لائے بغیر نہیں رہتی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرکز سے دو واقع شہروں میں اور صوبوں میں آپ کے افسران اطلاعات پہنچانے میں بڑی گڑبڑ کرتے ہیں اور گورنروں کے نیز رعیت کے ضروری حالات لکھنے میں رعایت اور جانبداری سے کام لیتے ہیں، اکثر گورنروں سے بل جاتے ہیں اور رعایا کے ساتھ ان کی بدسلوکی کی خبریں چھپاتے ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر گورنر سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کے بارے میں ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں جو بے بنیاد ہوتی ہیں۔ یہ صورت حال آپ کی پوری توجہ کی محتاج ہے، آپ ہر شہر سے کچھ ثقہ اور منصف مزاج لوگ منتخب کرنے کا حکم دیجئے اور انہیں سرکاری اطلاعات کی افسری پر مقرر کیجئے، انہیں تنخواہ مرکزی خزانہ سے دی جائے اور تنخواہ مستقبل ہو، انہیں تاکید کر دیجئے کہ رعایا یا افسروں کی کوئی خبر آپ سے مخفی نہ رکھیں نہ کوئی بات بڑھا چڑھا کر لکھیں، جو افسر اطلاعات اس حکم کی خلاف ورزی کرے اسے سزا دی جائے۔

امیر المؤمنین! مجھے آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کہ جب کسی لاوارث، خلیفہ یا ہاشمی خاندان والے کی جائداد قاضی کی نگرانی میں کی جائے تو اس قاضی کی تنخواہ جائداد سے دی جائے، میری رائے میں قاضی کی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ملنا چاہیے تاکہ قاضی مفروضہ جائداد پر ہاتھ صاف نہ کر سکے، خود کو عوام کا خادم سمجھے اور چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کے حقوق کی حفاظت کرے، مفروضہ جائداد سے تنخواہ لینے

کی اگر اُسے اجازت دیدی جائے تو اس بات کا قوی احتمال ہے کہ وہ اس سے ناجائز فوائد حاصل کرے اور تنخواہ کی آڑ میں جائداد کو خوردبرد کر جائے، ہاں ان لوگوں کو جو براہ راست جائداد کے منتظم مقرر ہوں اس کی یافت سے اتنی تنخواہ دی جاسکتی ہے جس سے ان کی محنت کا معاوضہ ادا ہو جائے اور جائداد کے دارتوں کو بھی نقصان نہ پہنچے، میرا خیال ہے کہ بہت سے قاضی جائداد کے معاملے میں اندھا دھند کام کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ یتیم تلاش ہو جائے، یا وارث تباہ ہو جائیں۔

امیرالمومنین! قیدیوں کی خوراک کا اندازہ کرائیے اور اس کے مطابق ان کا مشاہرہ مقرر کر دیجئے، یہ مشاہرہ نقد کی شکل میں ہو، کیونکہ اگر آپ نے خوراک مقرر کی تو قیدخانہ کے افسر ملازم اور گارڈ اُسے اڑا جائیں گے، ایک راست باز افسر مقرر کیجئے جو ان قیدیوں کے نام رجسٹر میں درج کرے، مہینہ ختم ہونے پر سب قیدیوں کو جمع کرے اور اپنے ہاتھ سے ہر قیدی کو مشاہرہ دے، اگر قیدی رہا کر دیا جائے تو اس کا مشاہرہ سرکار کو لوٹا دے، اس طرح آپ قیدیوں کو بیڑیوں میں قیدخانہ سے باہر جانے اور بھیک مانگنے سے بے نیاز کر دیجئے، یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جس سے جرم نہ ہوتا ہو، بیڑیوں میں بھیک مانگنے باہر نکلے، میرا خیال ہے کہ غیر مسلم قومیں بھی قیدیوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرتیں، یہ قیدی بھوک سے بے تاب ہو کر باہر جاتے ہیں کبھی انھیں کھانا مل جاتا ہے اور کبھی نہیں ملتا، آپ ان کی خبر گیری کیجئے اور میرے مشورے کے مطابق ان کا مشاہرہ مقرر کر دیجئے جو قیدی مر جاتے ہیں اور اس کا کوئی وارث یا رشتہ دار نہ ہو تو سرکاری خزانہ سے اس کی تجہیز و تکفیلین کی جائے، مجھے بڑے معتبر ذریعے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی پردیسی مر جاتا ہے تو قید میں ایک یا دو دن بڑا رہتا ہے، تب ماکہ سے اس کے دفنانے کی اجازت ملتی ہے اور دوسرے قیدی چندہ کر کے اس کی لاش اٹھوانے کا انتظام کرتے ہیں اور وہ بے چارہ بغیر غسل و کفن اور نماز کے داب دیا جاتا ہے یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑے افسوس کی بات ہے۔

امیرالمومنین! اگر آپ تو ان میں ٹھیک ٹھیک نافذ کرنے کا حکم دے دیں تو قیدیوں کی تعداد یقیناً کم ہو جائے گی، جرائم پیشہ لوگ ڈر جائیں گے اور بڑے ڈھنگ چھوڑ دیں گے، قیدیوں کے بڑھنے کا سبب یہ ہے کہ ان کے جرموں کی تحقیق نہیں کی جاتی اور بغیر چھان بین کے انھیں قید میں ڈال دیا جاتا ہے، آپ اپنے تمام افسروں کو حکم دیجئے کہ قیدیوں کے جرم کی ہمیشہ تحقیق کیا کریں ان میں سے جو معمولی سزا کے مستحق ہوں، انھیں ان کی سزا دے کر چھوڑ دیا جائے اور جس کے جرم کا صیح علم نہ ہو سکے

اسے بھی کوئی سزا نہ دی جائے، افسروں کو تاکید کر دیجیے کہ سزا دینے میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کریں اور ایسی سزا نہ دیں جو جرم سے زیادہ ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہمت یا معمولی جرموں کی سزائیں ایک شخص کے دوست تک کوڑے مارے جاتے ہیں، قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

تمام ہو امام ابو یوسف کی کتاب "الخراج" کے جائزے کا نمونہ، اللہ تعالیٰ قاضی القضاة امام ابو یوسف کو اجر کامل دے کہ انہوں نے پوری طرح حق کا اظہار کیا ہے۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔
۲ کتاب الآثار۔ اس کتاب کی روایت یوسف نے اپنے والد ابو یوسف یعقوب سے اور انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ سے کی ہے اور امام ابوحنیفہ کسی تابعی سے وہ کسی صحابی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، یہ کتاب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سند ہے۔ اس مبارک کتاب سے فقہائے عراق کے اُن قادی کا پتہ چلتا ہے جن کو حضرت امام نے اختیار کیا ہے۔

یہ عاجز ابوالحسن زید فاروقی ایک روایت اس مبارک سند سے نقل کرتا ہے تاکہ نعمات حنیفیہ سے عاجز کا اور قاری کا دل و دماغ سرشار ہو۔ (ملاحظہ فرمائیں روایت ۱۰۶ کو)

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم اَنہ قال: اَزْبَغَ يُسْرَهُنَّ الْاِمَامُ فِي نَفْسِهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ التَّعَوُّذُ وَ اَمِیْنٌ۔ وَقَالَ أَبُو حَنِیْفَةَ بَنَغْنِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ الْجُمْهُرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعْرَابِیَّةٌ۔
ابراہیم نے کہا۔ ان چاروں کو امام اپنے دل میں آہستہ سے کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ، وَ اَعُوْذُ بِكَ اور آمین۔ ابوحنیفہ نے کہا، ابن مسعود کی یہ بات مجھ کو پہنچی ہے کہ بلند آواز سے بسم اللہ کا پڑھنا دیہاتیت ہے۔

۳ کتاب اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی یسلی۔ اس کتاب میں امام ابو یوسف نے ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں آپ کے دونوں اساتذہ کا اختلاف رہا ہے، آپ نے زیادہ تر حضرت ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید کی ہے اور بعض جگہ قاضی ابن ابی یسلی کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ جیسے کتاب القضا میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے اپنے دیوان میں مقدمہ لکھا ہے اور شاہدوں کا بیان کیا ہے اور پھر کچھ زمانہ گزرا اور قاضی کے ذہن سے مقدمہ اُتر گیا، کیا وہ دیوان میں لکھے ہوئے فیصلہ کی رُو سے پھر فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن ابی یسلی کہتے ہیں کہ وہ دیوان کی رُو سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ وہ دیوان کی رُو سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف

کہتے ہیں: كَانَ ابْنُ أَبِي نَيْلٍ يُجَوِّزُ ذَٰلِكَ وَيَبِيحُ مَا نَأْخُذُ. ابن ابی نیلی اس کو جائز قرار دیتے تھے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

یہ کتاب مستند ہے۔ مختصر الحاکم میں یہ کتاب ہے۔

کتاب الرد علی سیر الأوزاعی۔ اس کتاب میں حرب (لڑائی) کے مسائل میں اوزاعی سے ابوحنیفہ کے اختلاف کا بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید کی ہے۔ بطور مثال غنہ (غلام) کے امان دینے کا مسئلہ ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ عبد کا امان دینا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں عبد کا امان دینا اس وقت جائز ہے جب وہ جہاد کر رہا ہو۔ ابو یوسف فرماتے ہیں۔

امان کا دینا عبد کا کام نہیں، وہ اپنے نفس کا بھی مالک نہیں ہے، نہ وہ بلا اجازت کچھ خرید سکتا ہے اور نہ شادی کر سکتا ہے تو اب اس کا امان تمام مسلمانوں کے لئے کیسے حجت ہو گیا، اور اگر عبد کافر ہے اور اس کا مالک مسلم کیا اس کے امان کو تسلیم کیا جائے گا۔ اگر وہ اہل حرب کا غلام ہے اور دارالاسلام میں امان سے آیا ہے اور پھر مسلمان ہو گیا ہے اور وہ اہل حرب کو امان دے کیا یہ جائز ہے اور اگر عبد مسلمان ہے اور اس کا مالک زنی سے اور وہ اہل حرب کو امان دے کیا وہ درست ہو گا۔ ابوحنیفہ نے کہا ہے اگر کسی کے پاس دو گھوڑے ہیں اس کو ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا۔ اوزاعی کہتے ہیں اس کو دو گھوڑوں کا حصہ ملے گا اور دو سے زائد گھوڑوں کا حصہ نہیں ملے گا۔ اہل علم کا یہی مسلک ہے اور ائمہ کا اسی پر عمل ہے۔

ابو یوسف کہتے ہیں یہ بات ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے نہیں پہنچی ہے کہ دو گھوڑوں کو حصہ دیا گیا ہو۔ البتہ اس سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہے اور ہمارے نزدیک وہ حدیث شاذ اور وہ ناقابل عمل ہے۔ اور تمہارا (اوزاعی کا) یہ کہنا کہ ائمہ کا اس پر عمل رہا ہے اور یہ اہل علم کا مسلک ہے۔ اہل حجاز کے قول کی طرح ہے کہ یہی سنت طریقہ رہا ہے۔ اور ایسا قول مقبول نہیں، جاہلوں سے ایسی بات نہیں لی جاسکتی۔ بتاؤ وہ امام کون ہے جس نے اس پر عمل کیا ہے اور وہ عالم کون ہے جس نے اس قول کو لیا ہے تاکہ ہم اس پر نظر ڈالیں کہ آیا وہ اس قابل ہے کہ اس کی بات لی جائے اور کیا علم میں وہ محفوظ اور ثقہ ہے۔ وہ دو گھوڑوں کے لئے کس طرح تجویز کرتا ہے اور تین گھوڑوں کے لئے تسلیم نہیں کرتا، یہ کس بنا پر ہے اور وہ کس طرح اس گھوڑے کے واسطے حصہ تجویز کرتا ہے جو گھر میں بندھا ہوا ہے اور اس پر جہاد نہیں کیا گیا ہے بلکہ جہاد کسی دوسرے

گھوڑے پر کیا گیا ہے، جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کو سمجھو اور جو کچھ اوزاعی نے کہا ہے اس میں تدبر کرو۔ ہم نے مختصر طور پر ابو یوسف کا کلام ذکر کر دیا تاکہ ان کی تعبیر کا جمال اور اس کی وضاحت اور جزائت اور ان کے قیاس کی باریکی اور ان کے فکر کی متانت تم پر ظاہر ہو، اگر ابوحنیفہ کی فقہ کی سب کتابیں اس طرح واضح اور ظاہر ہوتیں، امام ابوحنیفہ کی شخصیت کا دل نظر آتی۔

امام محمد بن الحسن شیبانی - آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور شیبانی کی نسبت ولاد سے ہے۔ آپ کی ولادت ۳۲ھ میں اور وفات ۱۸۵ھ میں ہوئی۔ عمر ساون سال پائی۔ امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد فقہ ابو یوسف سے اور احادیث ثوری اور اوزاعی اور مالک

سے حاصل کیں، ہارون رشید کے دور میں قاضی ہوئے۔ لغت اور ادب میں خوب سمجھ تھی، آپ کی زبان شیریں اور بیان عمدہ تھا، اگرچہ بادشاہ سے آپ کا اتصال تھا لیکن اپنی کرامت کا خیال رکھتے تھے، لباس شائستہ اور منظر جمیل تھا۔ امام شافعی نے کہا ہے: "كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يَتَلَاؤُ الْعَيْنَ وَالْقَلْبَ" محمد بن الحسن آنکھوں میں اور دل میں بس جاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے: "كَانَ أَفْضَحَ النَّاسِ كَانِ إِذَا تَكَلَّمَ خَيَّلَ إِلَى سَامِعِيهِ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلُغَتِهِ" آپ لوگوں میں خوب فصیح تھے جب آپ بات کرتے تھے سننے والا سمجھتا تھا کہ قرآن مجید ان کی بولی میں نازل ہوا ہے۔ خطیب کا بیان ہے کہ ہارون رشید کی آمد ہوئی، آئے ہوئے لوگ کھڑے ہو گئے۔

لیکن امام محمد کھڑے نہیں ہوئے۔ پھر داخلہ کی اجازت ہوئی اور محمد بن الحسن کی آواز پڑی۔ اس آواز سے محمد بن الحسن کے رفقا پریشان ہوئے۔ اور جب امام محمد باہر آئے آپ سے کیفیت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ بادشاہ نے کہا۔ کیا بات تھی جو تم کھڑے نہ ہوئے۔ آپ نے کہا۔ آپ نے (اے شاہ) مجھ کو اہل علم کی صف میں کیا ہے لہذا میں نے خدام کی صف سے اپنے کو الگ رکھا ہے۔

محمد بن حسن میں ایسی خوبیاں اور کمالات جمع ہوئیں جو آپ کے استاد ابو یوسف کے سوا امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں کسی دوسرے میں جمع نہیں ہوئیں۔ قاضی بن جانے سے آپ کے علم میں جلا آئی۔ آپ نے حجازی فقہ پوری طرح سے امام مالک سے اور شامی فقہ اوزاعی سے حاصل کی، آپ کو تفریعات میں اور حساب میں اچھی دسترس تھی، علم کے بیان پر قادر تھے اور پھر تفساکی ممارست سے گویا کہ دراست کا دوسرا باب سر کر لیا، اور آپ کا میلان تدریس اور تصنیف کی طرف ہوا۔ آپ نے عراقین کی فقہ کو ضبط کر کے اخلاف کو پہنچایا اور آپ نے امام مالک کی سوا کو

مدون کیا اور آپ کی روایت موطا کی اجود الروایات ہے۔

آپ نے فقہ حنفی کو جمع کیا ہے۔ علامہ ابن نجیم نے بحر الرائق کے "باب التمشہد" میں لکھا ہے
 كُلُّ تَالِيفٍ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ مَوْصُوفٌ بِالصَّغِيرِ فَهُوَ بِاتِّفَاقِ الشَّيْخَيْنِ (الصَّاحِبِينَ) أَبِي يُونُسَ
 وَمُحَمَّدٍ بِخِلَافِ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَعْزُضْ عَلَى أَبِي يُونُسَ: مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ كِي بَرُوهُ تَالِيفِ جَرِّ الصَّغِيرِ
 مَوْصُوفٌ هِيَ اسْ بِرِ ابُو يُونُسَ اُوْر مُحَمَّدًا كَاتِفَاقِ هِيَ اُوْر جَرِّ تَالِيفِ الْكَبِيرِ مَوْصُوفٌ هِيَ وَهُ اَبُو يُونُسَ
 پَرِشِيسِ نَهِيْسِ كِي گِئِي هِيَ۔

اور محقق علامہ ابن امیر الحاج اچلیپی نے شرح منیہ کے باب التشمیع میں لکھا ہے۔ رَدَّ مُحَمَّدًا
 قَرَأَ أَكْثَرَ الْكُتُبِ عَلَى أَبِي يُونُسَ إِلَّا مَا كَانَ اسْمَ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ مِنْ تَصْنِيفِ مُحَمَّدٍ كَامُضَارِيَةِ الْكَبِيرِ
 وَالْمُزَارَعَةِ الْكَبِيرِ وَالْجَامِعِ الْكَبِيرِ وَالسِّيَرِ الْكَبِيرِ۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي أَكْثَرِ كِتَابِيْنَ اَبُو يُونُسَ كُوْسُنَانِي
 هِيَ لِيَكِنِ جِن كِتَابُوْنَ كِي نَام كِي سَا تَمَّ لَفْظُ الْكَبِيرِ لَكَ اَهُ هِيَ وَهُ مُحَمَّدِي كِي تَصْنِيفِ هِيَ جِيسِي الْمُضَارَعَةِ
 الْكَبِيرِ الْمُزَارَعَةِ الْكَبِيرِ الْجَامِعِ الْكَبِيرِ السِّيَرِ الْكَبِيرِ۔

امام محمد کی تصنیفات بہ اعتبار سند کے دو درجہ پر ہیں، ایک ظاہر الروایہ یعنی جن کی نسبت
 اور سند واضح ہے اور دوسری غیر ظاہر الروایہ یعنی جن کی نسبت پوری طرح ثابت اور واضح نہیں ہے۔
 ظاہر الروایہ، چھ کتابیں ہیں۔ ۱۔ المبسوط، جس کو الاصل بھی کہتے ہیں ۲۔ الزیادات
 ۳۔ الجامع الصغیر ۴۔ الجامع الکبیر ۵۔ السیر الصغیر ۶۔ السیر الکبیر ان چھ کتابوں کو اصول کہتے
 ہیں۔

استاذ محمد ابو زہرہ نے لکھا ہے کہ ان سے ملحق ۱۔ کتاب الآثار اور الرد علی اہل المدینہ ہے
 کتاب الرد علی اہل المدینہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس کتاب کو شافعی نے اپنی کتاب الام میں نقل
 کیا ہے اور اس پر تعلق کی ہے۔

غیر ظاہر الروایہ پانچ کتابیں ہیں۔ ۱۔ الکیسانیات ۲۔ البحر جانیات ۳۔ الرقیات ۴۔
 الباردنیات ۵۔ زیادة الزیادات۔

حنفی فقہ کا مدار ظاہر الروایہ پر ہے۔ چوتھی صدی کے ادائل میں ابو الفضل محمد بن محمد
 بن احمد مروزی المشہور بالحاکم الشہید نے ان چھ کتابوں کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے انہوں
 نے مکررات کو حذف کر دیا ہے اور اس کتاب کا نام "الکافی" رکھا ہے۔ شمس الأثر حسنی نے الکافی
 کی شرح لکھی ہے جس کا نام المبسوط ہے، مبسوط کی منزلت کا اظہار علامہ طرسوسی نے ان الفاظ سے

کیا ہے۔ مَبْسُوطُ التَّرْخِيبِ لَا يَفْعَلُ بِمَا يَتَخَالَفُهُ وَلَا يُزَكِّنُ إِلَّا إِلَيْهِ وَلَا يُعْوَلُ إِلَّا عَلَيْهِ۔ یعنی سرخسی کی بسوط اپنے مخالف کا کچھ نہیں کرتی کیونکہ اس کا جھکاؤ بسوط ہی کی طرف اور اعتماد اسی پر ہوتا ہے۔

کتاب الآثار کی روایت محمد بن حسن شیبانی نے بھی امام ابو حنیفہ سے کی ہے اور ابن حجر عسقلانی نے اس کے رواۃ کی تخریج کی ہے اور اس کا نام الاثار رکھا ہے۔ یہ کتاب بھی چھپ گئی ہے۔ حضرت امام کی اس اصحُّ الْکُتُبِ الْمُؤَلَّفَةِ قَاطِبَةً سے چار روایتیں یہ عاجز لکھ رہا ہے۔

۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ، اَلْهُ فَضَّلَ عَلَي الصَّفِّ الثَّانِي؛ قَالَ اِنْهَا كَانَ يُقَالُ لَا تَقْعَمُ فِي الصَّفِّ يَعْنِي الثَّانِي حَتَّى يَتَكَمَّلَ الصَّفُّ الْاَوَّلُ۔ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخِذٌ، لَا يَنْبَغِي اِذَا تَكَمَّلَ الْاَوَّلُ اَنْ يَزَا حَمُّ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُؤَدِّي وَالْقِيَامُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي خَيْرٌ مِنَ الْاَذَى مَا كُهَا مُحَمَّدٌ نِي كَهْمُ كُو خِرْدِي اِبُو حَنِيفَةَ نِي كَرَحْمَانِي كُهَا۔ مِي نِي اِبْرَاهِيمَ سِي پَهْلِي صَفِّ كِي مَتَعَلِقُ سَوَالُ كِيَا، كِيَا پَهْلِي صَفِّ كِي فَضِيلَتُ هِي دُوسَرِي صَفِّ پَرِ اِبْرَاهِيمَ نِي كُهَا، يِه بَات كُہِي جَاتِي تَهِي كِي دُوسَرِي صَفِّ مِي نِي كُھَرِي جُوب تِك پَهْلِي صَفِّ پُورِي نِي جُوبَا نِي۔ مَحْمُودُ كُہِي مِي۔ اَسِي كُو هَمُ لِي تِي مِي۔ يِه نُهِيں چَا ہِي كِي پَهْلِي صَفِّ پُورِي ہُونِي پَر مَزَا حَمَّتُ كِي جَابِي كِيُونَكِي يِه دُوسَرِي كُو اِيذَا پُهِنْجَانِي هِي دُوسَرِي صَفِّ مِي كُھَرَا ہُونَا اِيذَا رِسَانِي سِي بَہْرِي۔

۲۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَتَهَانِي عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَوْ صَلَّوْا۔ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخِذٌ۔ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ فَلَا صَلَاةَ عَلَي جَنَازَةٍ وَلَا غَيْرَهَا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيفَةَ مَت ۲۵، كُهَا مُحَمَّدٌ نِي خِرْدِي هَمُ كُو اِبُو حَنِيفَةَ نِي كَرَحْمَانِي كُهَا مِي نِي اِبْرَاهِيمَ سِي مَغْرِبُ كِي تَمَاز سِي پَهْلِي تَمَاز پُر مَهْنِي كِي مَتَعَلِقُ دَرَا يَتُ كِيَا۔ اِنُهُونِي نِي اَسِي سِي مَحْمُودُ كُو مَنَعُ كِيَا اُو رُكُهَا كِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُو رَا بُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نِي نُهِيں پُر مَهِي هِي، مَحْمُودُ كُہِي مِي اَسِي كُو هَمُ لِي تِي مِي غُرُوبِ اَفْتَابُ كِي بَعْدُ فَرَضُ تَمَاز سِي پَهْلِي كُو نِي تَمَاز نُهِيں هِي، نِي جَنَازَةُ كِي تَمَاز اُو ر نِي كُو نِي دُوسَرِي تَمَاز۔ اُو رِي هِي اِبُو حَنِيفَةَ كَا قَوْلُ هِي۔

۳۔ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ عَنِ اَبِي غَادِيَةَ اَنْ عَمْرٍو بِنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَنِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ

جو کہ حکیمِ قطبی ہے۔ اور کشفِ امرِ قطبی ہے اس لئے نماز کا اعادہ فرض ہوا۔ وَقَفْنَا لِلَّهِ رَمِيَةً وَكَرَمِيَةً
فِيهِ مَدَاحٌ دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَآخِرَتِنَا۔

بقیہ خلاصہ کلام محمد ابو زہرہ۔

امام زفر بن ہذیل۔ آپ کے والد عربی اور والدہ فارسیہ تھیں آپ ابو یوسف سے
اقدام تھے حضرت امام کی شاگردی میں اور آپ کی وفات ۳۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ کو قیاس کرنے کا بڑا
ملکہ تھا۔

امام حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی۔ آپ کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت
امام کے شاگرد اور ان کے اصحاب میں سے تھے اور احادیث کی روایت سے آپ کی شہرت ہوئی اور
ساتھ ہی آراء ابی حنیفہ کی روایت سے بھی ہوئی لیکن محدثین میں سے اکثر ان کی روایت کو رد کرتے
تھے۔ احمد بن عبد الحمید غازی کہتے ہیں میں نے حسن بن زیاد سے بہتر اخلاق والا نہیں دیکھا، لیکن لوگوں
نے ان کے متعلق کہا ہے وہ حدیث میں کچھ نہیں ہیں اور فقہا بھی ان کی روایت فقہ کو کتب
ظاہر الروایہ کے درجے کو نہیں پہنچاتے۔

ان سے محمد بن سماء، محمد بن شجاع ثلمی، علی رازی، عمر بن مہیر والِدِ حَصَّاف نے فقہ حاصل
کی، آپ کی فقہ کی تعریف بہت سے علماء نے کی ہے۔ یحییٰ بن آدم نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ میں
نے حسن بن زیاد سے اچھا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔ وہ ۱۹۳ھ میں کوفہ کے قاضی بنے لیکن فقہ جیسی خوبی
ان کے قضا میں نہ تھی چنانچہ انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور راحت میں ہو گئے۔

ابن ندیم نے فہرہس میں لکھا ہے۔ طحاوی نے کہا ہے کہ کتاب المجرّد کی روایت انہوں نے
ابو حنیفہ سے کی ہے اور کتاب ادب القاضی، کتاب النخصال، کتاب معانی الایمان، کتاب النفا،
کتاب الخراج، کتاب الفرائض، کتاب الوصایا ان کی تالیفات ہیں۔ کتاب الفوائد البہیہ میں
کتاب الامالی کا ذکر ہے۔

اب میں حضرت امام کے اصحاب کے بعض شاگردوں کا یا ان کے شاگردوں کا ذکر کرتا ہوں
جنہوں نے حنفی فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو اخلاف تک پہنچایا ہے۔

عیسیٰ بن ابان امام محمد کے شاگرد ہیں۔ وہ بصرہ کے قاضی تھے، ابتدائے احوال میں امام
محمد کی مجلس سے الگ رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد حدیث کی مخالفت کرتے
ہیں۔ محمد بن سماء ان کو امام محمد کے پاس لے گئے اور ان کی بات امام محمد سے کہی۔ امام محمد نے

عیسیٰ بن ابان سے کہا، تم نے ہم کو حدیث کی مخالفت کرتا ہوا کن مسائل میں پایا ہے۔ عیسیٰ بن ابان نے پچیس ابواب کی حدیثیں ذکر کیں۔ امام محمد ہر حدیث کا جواب دیتے رہے اور شواہد پیش کرتے رہے اس کیفیت کو دیکھ کر عیسیٰ بن ابان امام محمد کے گردیدہ ہوئے اور ان کے حلقہ سے وابستہ ہوئے۔

ابن ندیم نے لکھا ہے کتاب الحج، کتاب خبر الواحد، کتاب الجامع، کتاب اثبات القیاس، کتاب اجتہاد الراہی ان کی تالیفات ہیں۔ ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
محمد بن ساعد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ کتاب ادب القاضی، کتاب المحاضر والسجلات کتاب النوادر ان کی تالیفات ہیں۔ ۲۳۳ھ میں وفات ہوئی رحمہ اللہ۔

ہلال بن یحییٰ الرائی البصری نے یوسف بن خالد سے پڑھا جو کہ حضرت امام کے شاگرد تھے۔ حضرت امام نے ان کو وصیت کی جو سراسر حکمتوں سے مالا مال ہے۔ ہلال نے فقہ عراقی کی کتاب الوقف نقل کی ہے اور تفسیر الشروط اور کتاب المدود بھی لکھی ہے۔ ۲۳۵ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

احمد بن عمر بن مہیر الخفاف نے امام ابوحنیفہ کی فقہ اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن زیاد سے حاصل کی، وہ فرائض اور حساب میں ماہر تھے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب سے واقف تھے۔ شمس الاممہ الحلوانی کا قول ہے: "الخفاف رجل کثیر فی المعلوم وهو من یصح الاقتداء بہ" علوم میں خفاف کی بڑی شان ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی اقتدا کرنی صحیح ہے۔ وہ احکام اوقاف اور تفریح میں مبصر ثانی (دوسرے امام ہیں)، ان کی بارہ تیرہ کتابیں ہیں اور ان کی وفات ۲۳۸ھ میں ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ

احمد بن محمد بن سلامہ ابو جعفر الطحاوی شافعی المسک تھے۔ امام شافعی کے جلیل القدر شاگرد اسماعیل بن یحییٰ الرزنی کے بھانجے تھے اور مصر میں اپنے ماموں سے پڑھتے تھے۔ (الفوائد البہیہ میں لکھا ہے کہ طحاوی اکثر حنفی فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان کے ماموں نے یہ کیفیت دیکھ کر ان سے کہا: "واللہ لا ینحییٰ یشک شیء"۔ بخدا تم کچھ بھی نہ کر سکو گے، وہ مصر سے شام آئے۔ اور وہاں ابو حازم عبد الحمید قاضی القضاة شام سے علم پڑھا۔ ابو حازم عیسیٰ بن ابان کے شاگرد تھے اور وہ امام محمد کے، انہوں نے امام مزنی سے شافعی فقہ اور قاضی القضاة سے حنفی فقہ پڑھی اور کئی روز گزار ہوئے۔ انہوں نے جب کتاب معانی الآثار لکھی تو کہا اللہ میرے ماموں پر رحمت فرمائے اگر وہ یہ کتاب دیکھتے یقیناً اپنی قسم کا کفارہ دیتے۔

امام طحاوی کی جلالتِ قدر کے سب معترف ہیں۔ کتاب احکام القرآن، معانی الآثار، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر، کتاب الشروط الکبیر، کتاب الشروط الصغیر، کتاب الشروط الأوسط، المحاضر والسجلات، الوصایا، الفرائض، حکم آرائضی، قسم الغنی والغنائم اور دوسری کتابیں آپ کی تصنیفات ہیں۔ ۳۲۱ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

یہ کتابیں فقہ حنفی کے ینابیع (سرچشے) ہیں اور یہ اکابر اس کے ناقل ہیں۔ اللہ کی رحمتیں ان حضرات پر ہوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور رحمت کو اطراف و اکناف عالم میں پھیلایا۔

بعض افراد نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک محض اتباع کا تھا۔ **حضرت امام کی فقہ کا مرتبہ** جو کچھ حضرت امام نخعی نے کہا ہے آپ نے خوب وجہ سے اس کا اتباع کیا ہے، کوئی نئی بات نہیں نکالی ہے اور استدلال میں کتاب الآثار کو پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ حضرت حماد سے وہ حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور حضرت امام سے روایت کرنے والے امام محمد کہتے ہیں وہو قول ابی حنیفہ۔

حضرت امام ابوحنیفہ کوئی جدید فقہی تفکیر نہیں پیش کرتے اور وہ امام ابراہیم اور اہل کوفہ کی آراء سے باہر نہیں نکلتے۔

اس قول کے کہنے والوں کی بات اس وقت درست ہوتی جب ہم کتاب الآثار میں ساری روایتیں از حضرت حماد از حضرت ابراہیم ہی کی پاتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام دوسرے ائمہ سے آزادی کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اس کو اپنا مسلک قرار دیتے ہیں اور یہی کیفیت ہم امام ابو یوسف کی روایت کردہ کتاب الآثار میں دیکھتے ہیں۔ اساذ محمد ابو زہرہ نے ایک روایت مشال کے طور پر لکھی ہے۔ عاجز اس کو لکھتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عنات میں وقوف کر لیا اور بیت اللہ کے طواف سے پہلے وہ اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہو گیا۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف از امام ابوحنیفہ از عطار از ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک بدنة (اونٹ) زنج کرے اور حج کو پورا کرے۔ اس کا حج ہو گیا۔ اور اس کے بعد امام ابوحنیفہ کی روایت از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شاة (بکری) ذبح کرے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور دوسرے سال پھر حج کرے۔

امام محمد نے اپنی روایت کردہ کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے ابن عباس کے قول کو یا

کہ وہ شخص بڑے ذبح کرے اور حج کے ارکان کو پورا کرے اس کا حج ہو گیا۔
 قَالَ مُحَمَّدٌ وَنَسْنَا نَاخِذًا بِهَذَا الْقَوْلِ (قَوْلِ اِبْرَاهِيمَ) وَالْقَوْلُ مَا قَالَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. محمد نے کہا ہے کہ ہم (ابراہیم کے) اس قول کو نہیں لیتے۔ بات وہی ہے جو ابن
 عباس نے کہی ہے۔

امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ نے فقہ عراق کو خوب صاف کیا اور حضرات ائمہ کے افکار و آراء
 سے اس کو مرتب کیا، فکری لحاظ سے آپ امام ابراہیم سے متحد نظر آتے ہیں لیکن رائے میں پوری طرح
 آزاد ہیں لہذا تقلید اور اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ابو حنیفہ نے صاف طور پر
 اعلان کیا ہے کہ ہم اولاً قرآن مجید سے حکم لیتے ہیں، پھر حدیث سے لیتے ہیں، پھر حضرات صحابہ کے
 اقوال و افعال سے اور پھر ہم کسی کے تابع نہیں جس طرح ائمہ تابعین نے قیاس کیا ہے ہم بھی
 قیاس کرتے ہیں۔ اتحاد فکری الگ شے ہے اور اتحاد آراء الگ شے ہے۔ جس نے فکر اور رائے
 کے فرق پر نظر نہ ڈالی اس نے حضرت امام الائمہ کو حضرت امام ابراہیم فقیہ العراق کا مقلد سمجھ
 لیا۔ حضرت امام کے حسب حال یہ شعر ہے۔

وَإِنِّي وَإِنْ كُنْتُ الْأَخْيَرَ زَمَانَهُ لَا بِي بِمَالٍ تَسْتَطِغُهُ الْأَوَائِلُ

اگرچہ زمانے کے اعتبار سے میں آخر میں ہوں لیکن اپنے فکر و خیال کے اعتبار سے پہلوں
 سے بڑھا ہوا ہوں۔

یہ ہے عنقریب ثریا سے حقائق ایمانیہ حاصل کرنے والے کی شان۔ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ
 مَنْ يَشَاءُ۔ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمتوں سے نوازے۔

علامہ سراج الدین ابو حنیفہ عمر الغزنوی نے لکھا ہے کہ قَدْ انْتَهتْ تَرْجَمَةُ الْكِتَابِ
 وَلَنْخْتِمُ بِذِكْرِ الْقَضَاةِ وَالْعُدُولِ وَالْأَحْيَاءِ
 وَالْأَمْوَاتِ مُفْتَقِرُونَ إِلَى تَقْلِيدِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَالْمُجْتَمِعِ الْمُقَدَّمِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي
 عَامَّةِ أَحْوَالِهِمْ۔ یہ کتاب اپنے مدعا میں انتہا کو پہنچی اور ہم اس کا خاتمہ اس بیان پر کرتے ہیں
 کہ تمام قصات اور تمام عادل افراد زندہ ہوں یا مردہ، اپنے احوال عامہ میں حضرت امام اعظم مجتہد

لہ آپ کی نسیب کتاب کا نام الغزوة۔ یا۔ العزوة المنيفة في تحقيق بعض مسائل الإمام أبي حنيفة رضي
 الله عنه ہے، اس کی طباعت الغزوة کے نام سے ہوئی ہے۔ جناب مؤلف کی ولادت ۱۱۸۷ھ میں اور وفات ۱۲۴۳ھ
 میں ہوئی۔ ابن حجر عسقلانی نے دررکام میں اور مولانا عبدالحی اور ملا علی قاری اور جلال الدین سیوطی نے آپ کا ذکر کیا ہے۔

مقدم کی تقلید کے محتاج ہیں۔

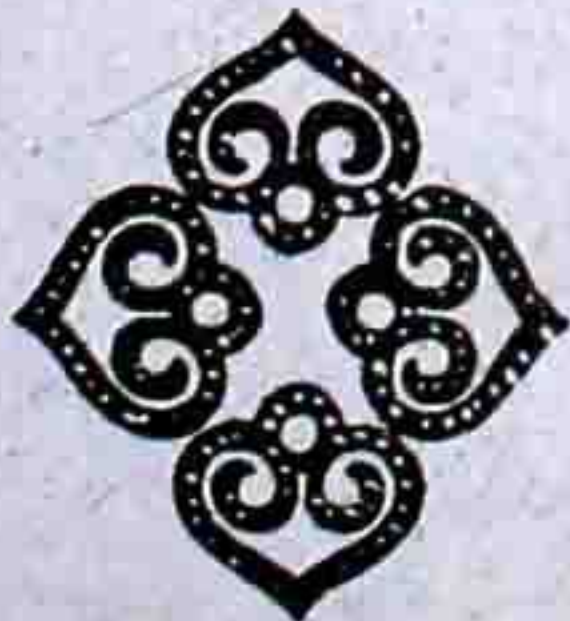
امام شافعی کے مذہب میں کوئی قاضی ہو یا کوئی گواہ ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ فاسق ذہب اور جس وقت بھی اس نے جھوٹ بولا یا فسق کا کوئی کام کیا، وہ قاضی اپنے عہدہ سے برطرف ہو جائے گا اور گواہ کی جو کہ عادل ہوتا ہے عدالت ختم ہو جائے گی۔ وہ قاضی اور گواہ ظاہر اور باطناً عادل ہوں، امام اعظم ظاہری عدالت پر اکتفا کرتے ہیں، باطنی عدالت کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں لہذا قاضی کا حکم نافذ رہے گا اور گواہ کی گواہی مقبول ہوگی اور لوگوں کے معاملات فاسد نہ ہوں گے۔

اور اموات کی محتاجی کی یہ صورت ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ایصالِ ثواب جائز ہے اور اموات کو عزیزوں اور دوستوں کا ارسال کردہ ثواب پہنچتا ہے۔
مصنف کتاب علامہ غزنوی نے اس کے بعد اس مسئلے بیان کئے ہیں۔ عاجز صرف دو مسئلوں کا بیان کرتا ہے۔

۱۔ امام شافعی کے مذہب میں نماز کی نیت کرتے وقت زبان کے ساتھ دل سے کہنا بھی شرط ہے، اگر دل سے نہیں کہا ہے نماز نہ ہوئی اور یہ مقام حضرت جنید اور حضرت بایزید جیسے افراد چاہتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

۲۔ مٹی کے برتن اگر گوبر اور مینگنیوں اور نجاست کی آگ سے پکائے جائیں، ان کا استعمال امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں، حالانکہ سب اس کو استعمال کرتے ہیں۔

امام شافعی نے ٹھیک کہا ہے۔ سب لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں اور علمائے اعلام نے درست کہا ہے۔ جو شخص اپنے اور اللہ کے بیچ میں ابوحنیفہ کو رکھے گا اس نے کوتاہی نہیں کی ہے۔ یقیناً ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کے سب لوگ محتاج ہیں۔



حضرت امام الائمہ کی تعریف حضرات ائمہ کی زبانی

علامہ فقیر رضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیرمی حنفی متوفی ۳۳۳ھ نے اپنی کتاب اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ میں لکھا ہے۔

نصر بن علی جبضی نے کہا۔ کُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيِّ فَذَكَرَ رَجُلًا أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ مِنْهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا تَيْمَمُ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ قُلُوبًا وَاللَّيْنُ أَفْئِدَةٌ - يُرِيدُ أَقْوَاهُمْ أَنْ يَضَعُوهُمْ وَيَأْتِي اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَرْفَعَهُمْ. ۳۳۵

عبد اللہ بن داؤد خویبی کے پاس ایک شخص نے ابوحنیفہ کو برا کہا، انہوں نے فرمایا امام ابوحنیفہ اس حدیث کے مصداق ہو رہے ہیں جو ہم سے اعمش نے ان سے مجاہد نے ان سے ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے، ان کے دل رقیق اور نرم ہوں گے۔ لوگ ان کو ذلیل کرنا چاہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو رفعت دے گا۔

عبد اللہ بن داؤد نے کہا۔ لَا يَتَكَلَّمُ فِي أَبِي حَنِيفَةَ إِلَّا أَحَدُ رَجُلَيْنِ إِذَا حَاسِدٌ لِعِلْمِهِ وَ إِذَا جَاهِدٌ بِالْعِلْمِ لَا تَعْرِفُ قَدْرَ حَمَلَتِهِ ۳۳۶

ابوحنیفہ پر رز و قدح کرنے والے یا تو ان کے علم سے حسد کرنے والے یا علم کے مرتبے سے جاہل ہے وہ علم کے حاملوں کی قدر سے بے خبر ہیں۔

قَالَ أَبُو نَعِيمٍ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْعِلْمِ مُسَوِّدٌ ۳۳۷

سفیان نے کہا، علم میں ابوحنیفہ سے لوگ حسد کرتے ہیں۔

قَالَ ثَابِتُ الزَّاهِدُ كَانَ الثَّوْرِيُّ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ دَقِيقَةٍ يَقُولُ مَا كَانَ أَحَدٌ يَحْسِبُ أَنَّ يَتَكَلَّمُ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا رَجُلٌ قَدْ حَسَدْنَا، ثُمَّ يُسْأَلُ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا يَقُولُ مَا جِئْتُمْ، فَيَحْفَظُ الْجَوَابَ ثُمَّ يُفْتِي بِهِ. ۳۳۸

ثابت زاہد نے کہا جب ثوری سے کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو کہتے تھے، ایسے مسائل

میں صبح طور پر بولنے والا صرف ایک شخص تھا جس سے ہم نے حسد کیا اور پھر وہ ابو حنیفہ کے اصحاب سے پوچھتے تھے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کیا کہتے تھے اور آپ کے اصحاب کے جواب کو یاد رکھتے تھے اور اس پر فتویٰ دیتے تھے۔

قال علی بن امدینی سمعت یوسف بن خالد السمعی یقول کنا نجالس البتئی بالبصرة فلما قدمنا الکوفة جالسنا ابا حنیفة فابن البحر من السواقی۔ فلا یقول احد یدکره آتہ رأی مثله، ما کان علیہ فی العلم کلفة کان محسودا۔ ۳۵۰

علی بن مدینی نے کہا میں نے یوسف بن خالد سمعی سے سنا کہ بصرہ میں ہم بتئی کے پاس بیٹھے تھے اور جب ہم کوفہ آئے، ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے، کہاں سمندر اور کہاں پانی کی نالی جس نے بھی ان کو دیکھا ہے، وہ یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ان کا مثل دیکھا ہے، علم میں ان کے لئے کوئی رت نہ تھی اور ان سے حسد کیا جاتا تھا۔

قال مسعر۔ ما اُحدٌ بالکوفة الا رجُلین۔ ابا حنیفة لبقہہ والحسن بن صالح لزہدہ ۳۵۱ مسعر کہتے ہیں۔ کوفہ میں دو آدمیوں سے مجھ کو رشک ہوتا ہے۔ فقہ کی وجہ سے ابو حنیفہ سے اور زہد کی وجہ سے حسن بن صالح سے۔

كَانَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ إِذَا ذَكَرَهُ مِنْ يَتَكَلَّمُ فِي أَبِي حَنِيفَةَ يَقُولُ - ۳۵۲

حَسَدٌ وَالْفَتَى إِذَا لَمْ يَتَأَوَّسْ فِيهِ

كَضْرًا بَرًّا لِحَسَنًا وَقَلْبًا لِيُوجِبَهَا

حَسَدًا وَبُغْضًا إِنَّهُ لَدَائِمٌ

یحییٰ بن معین سے اگر ابو حنیفہ پر طعن کرنے والے کا ذکر کیا جاتا تھا وہ یہ دو شعر پڑھتے تھے۔
۱۔ جب اس جوان کے مرتبہ کو نہ پاسکے تو اس سے حسد کرنے لگے اور ساری قوم اس کی مخالف اور دشمن ہے۔

۲۔ جس طرح حسینہ کے چہرے کو دیکھ کر اس کی سونئیں حسد اور عداوت کی بنا پر کہتی ہیں کہ یہ بد صورت ہے۔
صیمری نے ابو جعفر طحاوی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

خَاصِمٌ رَجُلٌ أَنَّى ابْنِ شَبْرَمَةَ فِي شَيْءٍ فَقَضَى عَلَيْهِ فِيهِ، فَأَقَى الْمُقَضَى عَلَيْهِ أبا حَنِيفَةَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ هَذَا خَطَاءٌ وَكُتِبَ لَهُ فِي ذَلِكَ كِتَابًا يَجْزِي فِيهِ بِالَّذِي كَانَ يَسْبِي لِي مِنْ شَبْرَمَةَ أَنْ يَحْكُمَ لَهُ بِذَلِكَ فَأَقَى الرَّجُلُ بِذَلِكَ إِلَى ابْنِ شَبْرَمَةَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِحَضْرَةِ ابْنِ أَبِي بَلْكَ وَأَمْ يَعْلَمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ هُوَ فَاسْتَحْسَنَاهُ جَمِيعًا فَقَالَ لَهُ مَنْ كُتِبَ هَذَا فَقَالَ لَهَا الرَّجُلُ أَبُو حَنِيفَةَ

فَوَصَّلَا ذَلِكَ بِالْوَقِيْعَةِ فِيهِ فَبَسَّغَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ -

ان يَحْسُدُ وَاِنِّي فَاَتِي غَيْرِي كَمَا بَرَّهَمُ
قَبْلِ مِنَ النَّاسِ اَهْلِي الْفَضْلِ فَقَدْ حَسَدُوا
قَدَامَ بِي وَرَبِّهِمْ مَا بِي وَمَا بِهِمْ
وَمَاتَ اَكْثَرُنَا غَيْظًا بِمَا يَجِدُ

ایک شخص قاضی ابن شبر مر کے پاس اپنا دعویٰ لے گیا۔ ابن شبر مر نے اس کے خلاف فیصلہ کیا۔ وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ ابوحنیفہ نے کہا یہ حکم خطا ہے اور ابوحنیفہ نے مسئلہ کی صحیح صورت لکھ کر اس شخص کو دی۔ وہ آپ کی تحریر ابن شبر مر کے پاس لے گیا، وہاں قاضی ابن ابی سلی بھی تھے۔ ان دونوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ مسئلہ کس نے لکھا ہے لہذا وہ دونوں مسئلہ پڑھ کر خوش ہوئے اور درافت کیا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ اس شخص نے ابوحنیفہ کا نام لیا چنانچہ ان دونوں نے اس واقعہ کو آپ کے ابتلا کا ذریعہ بنایا۔ اور ابوحنیفہ نے معلوم ہونے پر یہ دو شعر پڑھے۔

۱۔ اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے اصحاب کماں سے حسد کیا جا چکا ہے۔

۲۔ ہمیشہ مجھ سے جو مجھ میں ہے اور ان میں (حاسدوں میں) جو ان میں ہے اور تم میں سے اکثر اس غیظ کی وجہ سے جو ان میں ہے مر چکے ہیں۔

قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ - ضَرَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الدُّخُولِ فِي الْقَضَاءِ فَلَمْ يَقْبَلِ الْقَضَاءَ قَالَ وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِذَا ذُكِرَ ذَلِكَ لَهُ بَكَى وَتَرْتَمَ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضَرَبَ أَحْمَدُ - ۵۵
اسماعیل بن سالم نے بیان کیا کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں ابوحنیفہ کو کوڑے مارے گئے اور آپ نے قبول نہیں کیا اور امام احمد بن حنبل کے پاس جب اس کا ذکر کیا جاتا تو آپ روتے اور ابوحنیفہ پر ترتم (رحمت اللہ علیہ) کرتے۔ اور یہ اس کے بعد جب کہ امام احمد کو کوڑے (خلق قرآن کے سلسلہ میں) لگے۔

ابن مبارک نے کہا ہے۔ الرِّجَالُ فِي الْإِسْلَامِ سَوَاءٌ حَتَّى يَقَعُ الْمُحْنُ فِي الْأَنْفَامِ وَالْبَلْوَى وَلَقَدْ أَتَى أَبُو حَنِيفَةَ بِاصْتِرَابِ عَلِيٍّ رَأْسَهُ بِالسَّيَاطِ فِي السَّجْنِ حَتَّى يَدْفَعُ إِلَيْهِ مِنَ الْحُكْمِ مَا يَدْرِي مِمَّا يُتَنَافَسُ عَلَيْهِ وَيَتَصَنَعُ لَهُ فَمَجِدَّ اللَّهُ، فَصَبَرَ عَلَى الذَّلَالِ وَالضَّرْبِ وَالسَّجْنِ لِيَطْلُبَ السَّلَامَةَ فِي دِينِهِ - ۵۶

نام میں سب لوگ برابر ہیں، البتہ جب کوئی آفت لوگوں میں پڑتی ہے اور کوئی مصیبت

واقع ہوتی ہے (تو پتہ چلتا ہے) ابو حنیفہ پر آفت پڑی۔ آپ کے سر پر قید خانہ میں کوڑے مارے گئے تاکہ آپ کو حکم کا وہ پروانہ دیدیا جائے جس کے لئے لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعریف اللہ ہی کو ہے کہ آپ نے اس ذلت پر مار پر، قید ہونے پر صبر کیا اور آپ اپنے دین کی سلامتی کے طالب رہے۔

قَالَ زَائِدَةُ رَأَيْتُ تَحْتَ رَأْسِ سُفْيَانَ كِتَابًا يَنْظُرُ فِيهِ فَاَسْتَأْذِنْتُهُ فِي النَّظَرِ فِيهِ فَنَدَنَهُ إِلَى فَإِذَا هُوَ كِتَابُ الرَّهْنِ لِأَبِي حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لَهُ تَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنِّي أَكَلْتُهَا عِنْدِي مَجْتَمِعَةً أَنْظُرُ فِيهَا مَا بَقِيَ فِي شَرْحِ الْعِلْمِ غَايَةً وَلَكِنَّمَا نَنصِفُهُ. ۱۵

زائدہ نے کہا میں نے سفیان کے سر کے نیچے ایک کتاب رکھی دیکھی جس کو وہ دیکھا کرتے تھے میں نے ان سے اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے وہ کتاب مجھ کو دی وہ کتاب ابو حنیفہ کی کتاب الرهن تھی۔ میں نے ان سے کہا کیا تم ان کی کتابیں دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ مہر می خواہش ہے کہ ان کی سب کتابیں میرے پاس جمع ہوں۔ علم کے بیان کرنے میں ان سے کوئی بات رہی نہیں ہے۔ لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے ہیں۔

قَالَ حُسَيْنُ بْنُ حَمَادٍ - كَانَ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِينَ كَانُوا يَلْزَمُونَ أَحْلَقَةَ عَشْرَةَ وَكَانَ الْحِفَاطُ لِلْفِقْهِ كَمَا يَحْفَظُ الْقُرْآنَ أَرْبَعَةً وَهُمْ زُقْرِبْنُ الْهَنْدِيلِ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (الْقَاضِي) وَاسْدُ بْنُ عَمْرٍو عَلِيُّ بْنُ مَسْهَرٍ وَيَزْعَمُونَ أَنَّ سُفْيَانَ كَانَ يَأْخُذُ الْفِقْهَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ مَسْهَرٍ مِنْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَنَّهُ اسْتَعَانَ بِهِ وَبِمَدِّ أَكْرَمِهِ عَلَى كِتَابِهِ هَذَا الَّذِي سَمَّاهُ الْجَامِعَ. ۱۶

حسین بن حماد نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ کے وہ اصحاب جو پابندی سے حلق میں شریک ہوا کرتے تھے اور ان میں فقہ کے ایسے حفاظ جس طرح قرآن مجید کے حفاظ ہوا کرتے ہیں، چار افراد تھے اور وہ زقر بن الہندیل، قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، اسد بن عمر اور علی بن مسہر تھے اور خیال کیا جاتا ہے کہ سفیان ثوری نے علی بن مسہر کے مذاکرہ سے اپنی کتاب "الجامع" کی تالیف میں مدد لی ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا بَلَغَهُ عَنْ سُفْيَانَ مَا يَقُولُ فِيهِ مَبْلَغُ مِنْهُ (كَانَ يَقُولُ) "هُوَ حَدِيثٌ عَشِيدٌ وَالْأَحْدَاثُ لَهُمْ جَدَّةٌ" فَكَانَ إِذَا أَقْبَلَ قَالَ - هُوَ حَدِيثُ السِّنِّ - قَالَ (وَكَانَ يَقُولُ سُفْيَانَ) - بِكُمْ هُوَ النَّبِيُّ أَكْبَرُ سَائِرِنِي حَتَّى

صَفَرِي : وَلَا يَسْتَحِلُّ أَبُو حَنِيفَةَ أَنْ يَقُولَ فِيهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ حَدَّثَ السِّنِّ - ١٤٦
 احمد نے کہا کہ ابن ساعد نے (قاضی) ابو یوسف سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ سے کوئی بیان کرنے
 والا جب سفیان کی کوئی بات کہتا تھا تو آپ فرماتے تھے۔ وہ نو عمر ہیں اور نو عمروں میں کچھ گری
 ہوتی ہے اور جب سفیان سانسے سے آتے تھے آپ فرماتے تھے وہ نو عمر ہیں، سفیان ثوری
 (جمنجھٹا کر) کہہ دیا کرتے تھے۔ یہ غیر عربی مجھ سے کتنا بڑے کہ وہ مجھ کو چھوٹا بناتا ہے۔ اور ابو حنیفہ
 لفظ حدیث السن (نو عمر) کے علاوہ کچھ کہنے کو جائز نہیں رکھتے تھے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ امام ثوری کی وفات ١٤٦ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت آپ کی عمر
 چھیا سٹھ سال کی تھی، اس اعتبار سے آپ کی ولادت ١١٠ھ کی ہوئی اور آپ حضرت امام ابو حنیفہ
 سے پندرہ سال چھوٹے ہوئے۔ حضرت امام کی وفات کے بعد امام ثوری کا دور کلاں سالی شروع ہوا
 اور خود ان کو محسوس ہو گیا کہ وہ اپنی جمنجھٹا جٹ میں قابل مواخذہ لفظ کہہ جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ
 سے مغفرت کے طلبگار ہوتے تھے۔ غفر اللہ لہ

قَالَ أَبُو يَحْيَى يَمَانِي حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا
 فِي مَعْصِيَةٍ فَلَا كَفَّارَةَ فِيهِ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ فِي الظَّهَارِ الكَذْرَةَ
 وَقَدْ جَعَلَهُ مَعْصِيَةً لِأَنَّهُ قَالَ : "وَأَنْتُمْ لَيَقُولُونَ مُتَكْرِمًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا" فَقَالَ أَقْيَاسٌ
 أَنْتَ - ١٤٧

ابو یحییٰ یمانی نے ہم سے کہا کہ ابو حنیفہ نے شعبی سے اور انہوں نے مسروق سے روایت
 کی ہے کہ جس نے کسی گناہ کی نذر مانی اور وہ نذر پوری نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ ابو حنیفہ
 کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ظہار میں کفارہ مقرر کیا ہے اور اللہ نے اس کو گناہ قرار
 دیا ہے، وہ (سورہ مجادلہ کی دوسری آیت میں) فرماتا ہے : "اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹ
 علماء شعبی نے کہا، کیا تم قیاس کرنے والے ہو۔"

قَالَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ أَرَدْتُ أَنْ أَجْعَلَ أَيُّوبَ أَوْ دَعَا فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّ الرَّجُلَ الصَّالِحَ فِيهِ
 عَنِ النَّكْوَةِ أَبُو حَنِيفَةَ يَجُوزُ أَنْ يَقْرَأَهُ مِنْهُ السَّلَامُ قَالَ أَبُو لَيْثَانَ وَسَمِعْتُ حَمَادَ بْنَ
 زَيْدٍ يَقُولُ إِنِّي لَأُحِبُّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنْ أَجْلِ حَبِيهِ لِأَيُّوبَ - ١٤٨

حماد بن زید نے کہا۔ میں نے حج کا ارادہ کیا اور میں ایوب کے پاس آیا کہ ان سے خدمت
 لوں انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ نیک مرد اہل کوفہ کے فقیہ ابو حنیفہ حج کر رہے ہیں اگر ان سے

تمہاری ملاقات ہو جائے میرا سلام ان سے کہہ دو۔ ابوسلیمان نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن زید کو کہتے سنا
میں ابوحنیفہ سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ ان سے ایوب کو محبت ہے۔ (ایوب مشہور محدث ہیں)
أَرَادَ الْأَعْمَشُ أَنْ يَقَالَ مَنْ هُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ يَكْتُبُ لَنَا مِنْكُمْ الْحُكْمَ
مشہور محدث اعش نے حج کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا، کوئی یہاں ہے کہ وہ ابوحنیفہ کے
پاس جا کر ہمارے واسطے حج کے مناسک لکھو لائے۔

نصر بن علی نے کہا۔ ہم شعبہ کے پاس تھے۔ ان سے کہا گیا۔ مَاتَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ بَعْدَ مَا
اسْتَرَجَعَ لَعْنَةَ طِفْئِي عَنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ ضَوْءُ نُورِ الْعِلْمِ أَمَّا أَنْتُمْ لَا يَرُونَ مِثْلَهُ أَبَدًا۔
ابوحنیفہ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر کہا۔ اہل کوفہ
سے علم کے نور کی روشنی بجھ گئی، جان لو کہ اب اہل کوفہ ان کا مثل کبھی نہ دیکھیں گے۔
قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ابْنِي كَانَ الرَّأْمَشُ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ قَالَ عَلَيْكُمْ بِتِلْكَ الْحَلَقَةِ
يَعْنِي حَلَقَةَ أَبِي حَنِيفَةَ۔

ابن نمیر سے ان کے والد نے کہا جب اعش سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ کہتے تھے،
تم اس حلقہ میں جاؤ یعنی ابوحنیفہ کے حلقہ میں۔

قَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ رَأَيْتُ مَالِكًا وَابَا حَنِيفَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَهُمَا يَتَذَكَّرَانِ، وَيَتَذَكَّرَانِ حَتَّى إِذَا وَقَفَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْقَوْلِ الَّذِي
قَالَ بِهِ دَعَمَ عَلَيْهِ أَمْسَكَ أَحَدُهُمَا عَنْ سَابِغِهِ مِنْ غَيْرِ تَعَسُفٍ وَلَا تَخْطِئَةٍ يُوَاجِدُ فِيهِمَا حَتَّى
يُصَلِّيَا الْغَدَاةَ فِي مَجْلِسِهِمَا ذَلِكَ۔

ابن دراوردی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں عشاء
کی نماز کے بعد امام مالک اور امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہ وہ آپس میں مذاکرہ اور مدارسہ کر رہے تھے اگر
ان میں سے کوئی اپنے قول یا اپنے عمل کی وجہ سے رک جاتا تھا تو دوسرا بغیر کسی تعسف یا خطا وار
قرار دینے کے آگے بڑھ جاتا تھا اور یہ مجلس صبح کی نماز تک رہی۔ ان دو صاحبان نے صبح کی نماز
اسی جگہ پڑھی۔

قَالَ ابْنُ عِيْنَةَ أَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي عُرْوَةَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا يَا
تَابِتِيْنَا مِنْ بَدَلِكِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ۔ وَوَدِدْتُ أَنْ اللَّهُ أَخْرَجَ الْعِلْمَ الَّذِي مَعَهُ إِلَى قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ
فَلَقَدْ نَفَخَ اللَّهُ لِهَذَا الرَّجُلِ فِي الْفِقْهِ شَيْئًا كَأَنَّهُ خَبِقَ لَهُ۔

ابن عیینہ نے کہا میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس گیا، انہوں نے مجھ سے کہا، اے ابو محمد میں نے ان ہدایا کا مثل نہیں دیکھا ہے جو تمہارے شہر سے ابو حنیفہ کے پاس سے ہمارے پاس آتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محزون کو قلوب سونین پر رکھوں دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آدمی (ابو حنیفہ) پر فقہ کے اسرار رکھوں دیئے ہیں گویا کہ ان کی تخلیق اسی کام کے لئے تھی۔

قال ابن المبارك ذكر ابو حنيفة بن يثيم اذنا لطاقي فقال ذاك نجم يمتدني به السارق
وعلم تقبله قلوب البريين فكل علم ليس من عيبه فهو بلاء على حامليه، معة والله عليم
بالحلال والحرام والنجاة من عذاب الجبار مع ذرع مستكين وخدمية دائمة. من

ابن مبارک نے بیان کیا کہ حضرت داؤد طائی کے پاس امام ابو حنیفہ کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ آپ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور آپ وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل بیٹے ہیں، ہر وہ علم جو ان کے علم میں سے نہیں ہے وہ اس علم والے کے لئے آنت ہے۔ ان کی قسم ہے ان کے پاس حلال اور حرام کا اور بڑے طاقتور کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے۔ اور اس علم کے ساتھ عاجزی و رع اور پرستہ خدمت بھی۔

قيل لأبي زكريا يحيى بن معين أيا أحب إليك الشافعي - أم أبو حنيفة أم أبو يوسف
قال أما الشافعي فلا أحب حديثه وأما أبو حنيفة فقد حدثت عنه قوم صالحون وأما
أبو يوسف فلم يكن من أهل الكذب، كان صدوقاً فليل له فابو حنيفة كان يصدقني في
الحديث. قال نعم صدوق. من

ابو زکریا یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا، تم کو شافعی، ابو حنیفہ، ابو یوسف میں کون زیادہ پسند ہے۔ انہوں نے کہا میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابو حنیفہ سے صالحوں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابو یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں ہیں وہ پتھے ہیں، پھر ان سے کہا گیا، تو حدیث میں ابو حنیفہ پتھے ہیں، آپ نے کہا ہاں وہ پتھے ہیں۔

قال سعد بن معاذ سمعت إبراهيم بن رستم يقول سمعت أبا عصمة نوح بن أبي مرزوق
يقول سألت أبا حنيفة من أهل الجماعة فقال (١) من قدم أب بكر وعمر (٢) وأحب علياً
وعثمان (٣) وآمن بالقدري خير، وشرة (٤) ولم يلق مؤمناً يدنب (٥) ولم يتكلم في الله بشيء
(٦) ومسح على الخفين (٧) ولم يحرم بيذ الجحر. قال سعد بن معاذ، قد جمع في هذه الأحكام
السبعة مذهب أهل السنة والجماعة، فلوراد رجل أن يزيد فيها حرقاً فامنا لم يقدر عليه.

سعید بن معاذ نے کہا میں نے ابراہیم بن رستم سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابو عصیر فرج بن ابی مریم کو کہتے سنا۔ میں نے ابو حنیفہ سے اہل جماعت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ۱۔ جو ابوبکر و عمر کو مقدم رکھے، ۲۔ اور علی و عثمان سے محبت رکھے، ۳۔ اور خیر و شر کو قدر خداوندی سے بلنے، ۴۔ اور کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہے، ۵۔ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی بات نہ کہے، ۶۔ اور خفین (موزوں) پر مسح کرے، ۷۔ اور نبیذخیر کو حرام نہ کہے، یہ بیان کر کے سعید بن معاذ نے کہا۔ ان سات جملوں میں مذاہب اہل سنت و جماعت کا بیان کر دیا ہے، اگر کوئی چاہے کہ ان میں ایک کا اضافہ کر دے وہ نہیں کر سکتا۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ إِنِّي لَأَعْرِفُ الْأَسَازِيَةَ عَلَى مَالِكٍ ثُمَّ لِحُجْرَةَ بْنِ الْحَسَنِ. قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ - ص ۱۱۱

ابو عبید کہتے ہیں میں نے شافعی سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں جانتا ہوں کہ مالک کی اور محمد بن الحسن کی استاذیت مجھ پر ہے۔ ابو عبید نے کہا میں نے محمد بن الحسن سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ قَدِمْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ قَرَأْتُ الشَّافِعِيَّ عِنْدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يَأْسُخَرْهُ الْجَوَابَ وَأَخَذَ شَيْئًا وَكَتَبَ فِيهِ قَرَأَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فَوَهَبَ لَهُ مِائَةَ دِرْهَمٍ قَالَ لَهُ الرَّوَّادُ إِن كُنْتَ تَشْهَى الْعِلْمَ فَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَقَدْ كَتَبْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَقَرَّبْتُ ذِكْرَهُ وَنَوَّالًا مَا تَقَى لِي مِنَ الْعِلْمِ مَا تَقَى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ فِي الْفِقْهِ عِيَالٌ عَلَى أَهْلِ الْعِرَاقِ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ عِيَالٌ عَلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ - ص ۱۱۲

ابو عبید نے کہا میں محمد بن الحسن کے پاس آیا، وہاں میں نے شافعی کو ان کے پاس دیکھا۔ محمد بن الحسن نے ان سے کچھ پوچھا، شافعی نے اس کا جواب دیا، محمد بن الحسن نے جواب پسند کر لیا۔ شافعی نے کوئی چیز اٹھائی اور اس پر کچھ لکھا۔ محمد بن الحسن نے اس کو دیکھا اور سو درہم شافعی کو دئے اور ان سے کہا۔ مداومت سے آتے رہو اگر تم کو علم کی خواہش ہے۔ پھر میں نے شافعی سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں نے ایک نراونٹ کا بوجھ علم محمد بن الحسن سے لکھا ہے اور اگر محمد بن الحسن ہوتے مجھ پر علم کی راہ جواب کھلی ہے، نہ کھلتی، تمام لوگ فقہ میں اہل عراق کے عیال ہیں اور اہل عراق عیال ہیں اہل کوفہ کے اور اہل کوفہ تمام عیال ہیں ابو حنیفہ کے۔

قَالَ الْمَرْزُوقِيُّ لِرَجُلٍ، مَنْ جَالَسَتْ. قَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ، كَانُوا وَاللَّهِ يَمْلَأُونَ

الاذان اذا تكلموا ويفتحون للفقهاء ما ينفلق عليهم اذا غفلوا، فنظر اليه اصحابه فقال والله ما انا قلت من قبل نفسي حتى سمعت الشافعي يقول ما هو اكثر منه من مزني في احد شخصي منكم، كس کے پاس بیٹھے ہو۔ اس نے کہا محمد بن احسن کے اصحاب کے پاس بیٹھا ہوں۔ مزنی نے کہا۔ اللہ کی قسم ہے یہ لوگ جب بات کیا کرتے تھے کہ ان کو بھڑا کرتے تھے (یعنی علوم اور مسائل سے) اور فقہاء کے واسطے مشکل مسائل میں جب کہ وہ غافل ہو جاتے تھے راہیں کھول دیا کرتے تھے، جب مزنی نے یہ بات کہی ان کے اصحاب نے ان کی طرف دیکھا (یعنی تعجب سے کہ حنفیوں کی یہ تعریف کس طرح کی جا رہی ہے) مزنی نے ان سے کہا۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہی ہے بلکہ میں نے شافعی سے اس سے زیادہ سُن رکھا ہے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمٍ كَانَ أَبُو يُونُسَ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ أَجَابَ فِيهَا وَقَالَ هَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَنْ جَعَلَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ فَقَدْ اسْتَبَدَّ الْإِدْيِينَ - ۱۲۸

یحییٰ بن اکثم نے کہا۔ جب ابو یوسف سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ اس کا جواب دیتے تھے اور کہتے تھے۔ یہ ابو حنیفہ کا قول ہے اور جو شخص ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے بیچ میں رکھے گا اس نے دین کو بڑی کر لیا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ كَانَ عَيْسَى بْنُ أَبَانَ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ يُصَلِّي مَعَنَا وَكُنْتُ أَدْعُوهُ إِلَى أَنْ يَأْتِيَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ، فَيَقُولُ هُوَ لِأَيِّ قَوْمٍ يُخَالِفُونَ الْحَدِيثَ وَكَانَ عَيْسَى حَسَنَ الْخُفِّ وَالْحَدِيثَ فَصَلَّى مَعَنَا يَوْمَ الصَّبْحِ فَكَانَ يَوْمَ فُجِّسَ مُحَمَّدٌ، فَلَمْ أَفَارِقْهُ حَتَّى جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ فَلَمَّا قَرَعَ مُحَمَّدٌ أَدْنَيْتَهُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ هَذَا ابْنُ أَخِيكَ أَبَانَ بْنُ صَدَقَةَ الْكَاتِبِ وَمَعَهُ ذَكَاءٌ وَمَعْرِفَةٌ بِالْحَدِيثِ وَأَنَا أَدْعُوهُ إِلَيْكَ فَيَأْتِي وَيَقُولُ إِنَّا نَخَالِفُ الْحَدِيثَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ يَا بَنِي مَا الَّذِي رَأَيْتَنَا نَخَالِفُكَ مِنَ الْحَدِيثِ، لَا تَشْهَدُ عَلَيْنَا حَتَّى تَسْمَعَ مِنَّا. فَسَأَلَهُ يَوْمَئِذٍ عَنْ ثَمَّةٍ وَعَشْرِينَ بَابًا مِنَ الْحَدِيثِ فَجَعَلَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ مُجِيبًا عَنْهَا وَمُنْجِبًا بِهَا مِنْ الْمُنْخَوِّحِ وَيَأْتِي بِالشَّوَاهِدِ وَالذَّلَائِلِ، فَالْتَفَتَ إِلَى بَعْدَ مَا خَرَجْنَا فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّوْبِ سِتْرٌ فَارْتَفَعَ عَنِّي، مَا ظَنَنْتُ أَنْ فِي مُلْكِ اللَّهِ مِثْلَ هَذَا الرَّجُلِ يَظْهَرُهُ لِلنَّاسِ وَيَوْمَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ لَوَدِدَا شَدِيدًا حَتَّى تَفْقَهُ - ۱۲۸

محمد بن سماعہ نے کہا کہ عیسیٰ بن ابان خوب رُوجوان تھا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، میں اس کو محمد بن حسن کے حلقہ کی طرف بلاتا تھا، وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

یہ عیسیٰ بن ابان احادیث کا اچھا حافظ تھا۔ ایک دن اس نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی اور وہ دن محمد بن حسن کے حلقہ کا دن تھا۔ میں عیسیٰ بن ابان سے جدا نہیں ہوا اور جب محمد بن الحسن مجلس میں آئے اور فارغ ہو کر بیٹھے میں نے عیسیٰ بن ابان کو پیش کیا اور کہا کہ یہ آپ کا بھتیجا ابان فرزند صدقہ کاتب ہے۔ اس میں ذکاوت اور احادیث کی معرفت ہے اور میں اس کو آپ کے پاس لانا چاہتا تھا اور یہ انکار کرتا تھا کہ کہتا تھا کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ سن کر محمد بن الحسن اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ بر خوردار تم نے ہماری کیا بات دیکھی ہے کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں، ہم پر تم کسی بات کی گواہی نہ دو جب تک کہ تم خود ہم سے نہ سن لو پھر عیسیٰ بن ابان نے اس دن حدیث کے بچیس ابواب سے سوالات کئے اور محمد نے ان کے جوابات دیئے اور ان میں نسخ احادیث کا بیان دلائل اور شواہد سے کیا اور جب ہم دونوں وہاں سے باہر آئے عیسیٰ بن ابان میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھ سے کہا کہ میرے اور نور کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ وہ پردہ اٹھ گیا۔ مجھ کو اس کا گمان تک نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں محمد بن حسن جیسے شخص کا ظہور ہوگا۔ اور پھر وہ محمد بن حسن سے پوری طرح وابستہ ہو گئے اور فقیہ ہوئے۔



۲ حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفی ۳۶۲ھ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد تیرہ میں صفحہ ۳۲۳ سے ۳۶۸ تک میں لکھا ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ قَالَ خَلْفُ بْنُ أَيُّوبَ، صَارَ الْعِلْمُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَارَ إِلَى أَصْحَابِهِ، ثُمَّ صَارَ إِلَى التَّابِعِينَ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرِضْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ. ۳۳

محمد بن سلمہ سے سنا کہ خلف بن ایوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عنایت کیا، اور آپ سے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو پہنچا، پھر ان سے تابعین کو پہنچا، اور ان سے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو پہنچا۔ اب چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔

قَالَ رُوْحُ بْنُ عَبَّادَةَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ سَنَةَ تَمْسِينٍ وَأَتَاهُ مَوْتُ أَبِي حَنِيفَةَ فَاسْتَرْجَعَ وَتَوَجَّعَ وَقَالَ - أَيْ عِلْمٌ ذَهَبَ - قَالَ، وَمَاتَ فِيهَا ابْنُ جُرَيْجٍ. ۳۳

روح بن عبادہ نے کہا میں سن ۳۰ھ میں ابن جریر کے پاس تھا کہ ان کو ابو حنیفہ کے وفات کی خبر پہنچی۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ پڑھی اور غمگین ہوئے اور انہوں نے کہا، کیا علم ہاتھ سے گیا۔ اور راوی نے بیان کیا کہ اسی سن پچاس میں ابن جریر کی وفات ہوئی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

قَالَ أَبُو غَسَّانٍ سَمِعْتُ إِسْرَائِيلَ يَقُولُ كَانَ نِعْمَ الرَّجُلُ النُّعْمَانُ، مَا كَانَ أَحْفَظَ لِكُلِّ حَدِيثٍ فِيهِ فِقْهٌ وَأَشَدَّ فَحْصَةً عَنْهُ وَأَعْلَمُهُ بِمَا فِيهِ مِنَ الْفِقْهِ وَكَانَ قَدْ ضَبَطَ عَنْ حَمَّادٍ فَأَحْسَنَ الضَّبْطَ عَنْهُ فَأَكْرَمَهُ الْخُلَفَاءُ وَالْأُمَرَاءُ وَالْوُزَرَاءُ وَكَانَ إِذَا نَظَرَهُ رَجُلٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الْفِقْهِ هَمَّتْهُ نَفْسُهُ وَلَقَدْ كَانَ يَسْعُرُ يَقُولُ مَنْ جَعَلَ الْإِحْتِيَافَ بَيْتَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ رَجُوتُ أَنْ لَا يَخَافُ وَلَا يَكُونُ قَرِطًا فِي الْإِحْتِيَافِ لِنَفْسِهِ. ۳۴

ابو غسان نے بیان کیا میں نے اسرائیل سے سنا کہ کہہ رہے تھے۔ اچھے شخص میں نعمان،

کیا ہی خوب حافظ تھے ہر اس حدیث کے جس میں فقہ ہوتی تھی اور کیا ہی شدت سے ایسی احادیث کی تلاش کرتے تھے اور کیا ہی خوب علم ان کی فقہ کار کھتے تھے انہوں نے حماد سے اس کو حاصل کیا اور بہت خوب حاصل کیا لہذا خنقار، امرار اور دزرار نے ان کا اکرام کیا اور جب کوئی شخص ان سے فقہ میں مناظرہ کرتا تھا تو ان کی ہمت بڑھتی تھی، مسعرا کہا کرتے تھے جو شخص ابو حنیفہ کو اپنے اور ان کے بیچ میں رکھے، مجھے امید ہے کہ اس پر خوف نہیں ہے اور اس نے اپنے نفس کی امتیاز میں کوئی کوا ہی نہیں کی ہے۔

قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ سَمِعْتُ الْفَضِيلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ - كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَجُلًا فِقِيهًا مَعْرُوفًا بِالْفِقْهِ، مَشْهُورًا بِالْوَرَعِ، وَاسِعَ الْمَالِ، مَعْرُوفًا بِالْإِقْتِضَالِ عَلَى مَنْ يَطِيفُ بِهِ، صَبُورًا عَلَى تَعْلِيمِ الْعِلْمِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، حَسَنَ اللَّيْلِ، كَثِيرَ الصَّمْتِ قَلِيلَ الْكَلَامِ، حَتَّى تَرُدَّ مَسْئَلَةٌ فِي حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ، فَكَانَ يُحْسِنُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى الْحَقِّ هَارِبًا مِنْ مَالِ السُّلْطَانِ هَذَا آخِرُ حَدِيثٍ مُكْرَمٍ، وَزَادَ ابْنُ الصَّبَاحِ، وَكَانَ إِذَا وَرَدَتْ عَلَيْهِ مَسْئَلَةٌ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ اتَّبَعَهُ وَإِنْ كَانَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَإِلَّا قَاسَ وَأَحْسَنَ الْقِيَاسَ - ۳۳۳

سعید بن منصور نے کہا میں نے فضیل بن عیاض سے سنا انہوں نے کہا۔ ابو حنیفہ ایک فقیر شخص تھے اور فقہ سے معروف تھے۔ ان کی پرہیزگاری معروف تھی، ان کے مال میں فراخی تھی جو ان کے پاس آتے تھے ان کے ساتھ بھلائی کرتے تھے اور یہ بات معروف تھی، علم کے سکھلانے میں رات دن مصروف رہتے تھے، رات ان کی ابھی تھی (یعنی عبادت کرتے تھے)، خاموشی زیادہ رہتی تھی، بات کم کرتے تھے۔ ان جب مسئلہ حلال و حرام کا آجاتا تھا تو ابھی طرح حق کا بیان کرتے تھے۔ سلطان کے مال سے بھاگتے تھے۔ مکرم کی روایت یہاں ختم ہوئی اور ابن الصباح کی روایت میں یہ زیادہ ہے: اگر ان کے پاس مسئلہ آتا تھا اور اس سلسلہ میں صحیح حدیث ہوتی تھی اس کی پیروی کرتے تھے اگرچہ وہ صحابہ یا تابعین سے ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ سَمِعْتُ أَبُو يُونُسَ يَقُولُ، مَا خَالَفتُ أَبَا حَنِيفَةَ فِي شَيْءٍ قَطُّ فَتَدَبَّرْتُه إِلَّا رَأَيْتُ مَذْهَبَهُ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ أُنْجَى فِي الْآخِرَةِ. وَكُنْتُ رُبَّمَا مِلْتُ إِلَى الْحَدِيثِ وَكَانَ هُوَ أَبْصَرَ بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مِنِّي - ۳۳۳

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا، میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں ابو حنیفہ کی مخالفت کی اور پھر میں نے اس میں تدبیر کیا یہ ظاہر ہوا کہ ابو حنیفہ کا مذہب جس کی طرف

وہ گئے ہیں زیادہ نجات دہندہ ہے آخرت میں۔ بسا اوقات میں حدیث کی طرف مائل ہو جاتا تھا اور صحیح حدیث کی پرکھ میں وہ مجھ سے بیجا تر تھے۔

حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْحَنْفِيُّ عَنْ أَبِي عُبَادَةَ شَيْخِ نَهْمٍ. قَالَ قَالَ الْأَعْمَشُ لِأَبِي يُوسُفَ كَيْفَ تَرَكْتَ صَاحِبُكَ أَبُو حَنِيفَةَ قَوْلَ عَبْدِ اللَّهِ - عَتَقَ الْأُمَّةَ صَلاَحُهَا - قَالَ تَرَكْتُ لِحَدِيثِكَ أَنْذَى حَدَّثْتَهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ " إِنَّ بَرِيرَةَ حِينَ أُعْتِقَتْ خَبِرَتْ - قَالَ الْأَعْمَشُ إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ لَفِطْنٌ - ص ۳۳

محمد بن عمر حنفی ابو عباد سے جو کہ ان کے شیخ تھے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے ابو یوسف سے کہا تمہارے صاحب ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن مسعود کا قول کہ لونڈی کی آزادی اس کی طلاق ہے یہ کیسے چھوڑا۔ ابو یوسف نے کہا تمہاری روایت کردہ حدیث کی بنا پر جو تمہارے ان سے بیان کی ہے۔ از ابراہیم از اسود از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ بریرہ کو جب آزاد کیا گیا اختیار سے دیا گیا (یعنی اگر وہ چاہے اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور اگر چاہے شوہر سے الگ ہو جائے) یہ سن کر اعمش نے کہا۔ ابو حنیفہ زیرک ہیں۔

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَمَادٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عِيَّاشٍ قَالَ مَاتَ عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ أَخُو سَفْيَانَ فَأَيَّتَنَاهُ نُعْرِيَّةً، فَإِذَا الْمَجْلِسُ غَاصُّ بِأَهْلِيهِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَإِذَا قَبَلَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي جَمَاعَةٍ مَعَهُ، فَمَا رَأَى سَفْيَانَ تَحْرُكَ عَنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ قَامَ فَأَعْتَقَهُ وَأَجَلَسَهُ فِي مَوْضِعِهِ وَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْهِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَغْطَطْتُ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ، وَنِيحَكَ الْأَتْرَى فَجَلَسْنَا حَتَّى تَفْرُقَ النَّاسَ، فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ، لَأَقْمُ حَتَّى نَعْتَمَ مَا بَعْدَهُ فِي هَذَا، فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ رَأَيْتَكَ الْيَوْمَ فَعَلْتَ شَيْئًا أَنْكَرْتَهُ وَأَنْكَرَهُ أَصْحَابُنَا عَلَيْكَ قَالَ وَمَا هُوَ قُلْتُ جَاءَكَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُمْتَ إِلَيْهِ وَأَجَلَسْتَهُ فِي مَجْلِسِكَ وَصَنَعْتَ بِهِ صَنِيعًا بَلِيغًا، وَهَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا مَنَكْرٌ فَقَالَ وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ. هَذَا رَجُلٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِمَكَانٍ فَإِنْ لَمْ أَقْمُ لِعَلْمِهِ قُمْتُ لِسِنِّهِ وَإِنْ لَمْ أَقْمُ لِسِنِّهِ، قُمْتُ لِفِقْهِهِ، وَإِنْ لَمْ أَقْمُ لِفِقْهِهِ، قُمْتُ لِبُورَعِهِ، فَأَجْمَعُنِي فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي جَوَابٌ ۳۳

اسماعیل بن حماد نے ابو بکر بن عیاش سے روایت کی ہے کہ سفیان ثوری کے بھائی عمر بن سعید کی وفات ہوئی اور ہم تعزیت کے سلسلہ میں ان کے پاس گئے، مجلس لوگوں سے بھری ہوئی تھی، لوگوں میں عبد اللہ بن ادیس بھی تھے، اسی دوران میں ابو حنیفہ اپنی جماعت کے ساتھ آگئے، ان کو دیکھ کر سفیان اپنی جگہ سے سر کے پھر سفیان کھڑے ہو گئے اور ابو حنیفہ سے معانقہ

کیا اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھے۔ ابو بکر کہتے ہیں، مجھے سفیان پر غصہ آیا اور ابن ادریس سے کہا، تم پر افسوس ہے، کیا تم نہیں دیکھتے، ہم بیٹھے رہے تا آنکہ لوگ چلے گئے، میں نے ابن ادریس سے کہا۔ تم نہ اٹھو تا کہ ہم کو اس کیفیت کی وجہ معلوم ہو۔ اور میں نے سفیان ثوری کو خطاب کر کے کہا۔ اے ابو عبد اللہ! میں نے آج تم کو ایسا فعل کرتے دیکھا ہے جس کو ہم نے اور ہمارے ساتھیوں نے ناپسند کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کونسا فعل ہے۔ میں نے کہا تمہارے پاس ابو حنیفہ آئے۔ تم ان کے واسطے کھڑے ہوئے اور تم نے ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور تم نے ان کی خوب مدارات کی اور ہمارے اصحاب کے نزدیک تمہارا یہ فعل منکر اور خراب ہے۔ انہوں نے کہا اس میں کیا بُرائی ہے، یہ ایسے شخص ہیں کہ علم میں ان کا ایک مقام ہے اگر میں ان کے علم کی وجہ سے نہ کھڑا ہوتا ان کی کلاں سالی کی وجہ سے کھڑا ہوتا اور اگر ان کی کلاں سالی کی وجہ سے نہیں کھڑا ہوتا ان کی فقہ کی وجہ سے کھڑا ہوتا اور اگر ان کی فقہ کی وجہ سے نہیں کھڑا ہوتا ان کے درع کی وجہ سے کھڑا ہوتا، سفیان ثوری نے مجھ کو حیرت میں ڈال کر لاجواب کر دیا۔

قَالَ ابْنُ اَصْلَتٍ سَمِعْتُ اَلْحُسَيْنَ بْنَ حَرْثِ بْنِ يَحْيٰى يَقُولُ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ ثَمِيْلٍ يَقُولُ، كَانَ النَّاسُ يَنَامُوْنَ اَعْيُنَ الْفَقِيْهِ حَتّٰى اَيْقُظُوْهُمُ اَبُو حَنِيفَةَ بِسَافَتَقَهُ وَبَيْتَهُ وَنَحْوَهُ۔ ۳۳۵

ابن صلت نے کہا میں نے حسین بن حرث سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ فقہ سے لوگ غفلت میں تھے ابو حنیفہ نے زوایا خفایا سے فقہ کو نکال کر اور اچھی طرح اس کو بیان کر کے اور اس کا مغز پیش کر کے لوگوں کو ہوشیار و آگاہ کیا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَفْيَانَ بْنَ عَيْنَةَ يَقُولُ شَيْطَانٌ مَا ظَنَنْتُ اَنْهُمَا يَجَاوِزَانِ قَنْطَرَةَ الْكُوْفَةِ وَقَدْ بَلَغَا الْاَفَاقَ، بِرِاٰةِ حَمْزَةَ وَرَاٰى اِبْنَ حَنِيفَةَ۔ ۳۳۶

عبد اللہ بن الزبیر حمیدی نے کہا میں نے سفیان بن عینہ کو کہتے سنا دو چیزوں کے متعلق مجھ کو خیال تک نہیں آتا تھا کہ وہ کوفہ کے پل پار نہیں گی حالانکہ وہ دنیا کے گوشوں تک پہنچ گئی ہیں حمزہ کی قرأت اور ابو حنیفہ کی رائے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَجَلِيُّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ بِالنَّشَامِ لِلْحَكَمِ بْنِ هِشَامِ الثَّقَفِيِّ، اَخْبَرَنِي عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ عَلٰى النَّجْدِ سَقَطَتْ۔ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ لَا يُخْرِجُ اَحَدًا مِنْ قِبَلِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُخْرِجَ مِنَ الْبَابِ الَّذِي مِنْهُ دَخَلَ، وَكَانَ مِنَ الْعَظَمِ النَّاسِ اَمَانَةً وَاَرَادَهُ سُلْطَانًا عَلٰى اَنْ يَتَوَلٰى مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِهَا وَيَضْرِبَ ظَهْرَهُ دَاخِرًا عِذَا ۳۳۷

عَلَى عَذَابِ اللَّهِ - فَقَالَ لَهُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا وَصَفَ أَبَا حَنِيفَةَ بِمِثْلِ مَا وَصَفْتَهُ بِهِ - قَالَ هُوَ
كَمَا قُلْتُ لَكَ - ۳۵۴

ہم سے عبد اللہ بن صالح بن مسلم عملی نے بیان کیا کہ ملک شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے ایک شخص نے ابوحنیفہ کے متعلق پوچھا، حکم نے کہا تم نے واقف کار سے پوچھا ہے۔ وہ کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ سے خارج نہیں کرتے تھے وہ خود ہی اگر دین اسلام کو چھوٹے تو چھوڑتے، لوگوں میں بہت بڑے مرتبہ کے امانت دار تھے، ہمارے سلطان نے ارادہ کیا کہ وہ یا تو خزانہ کی کنبیوں کے متواتی بنیں یا ان کی پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں۔ انہوں نے سلطان غلاب کو اللہ کے عذاب پر ترجیح دی۔ پوچھنے والے نے یہ سن کر حکم سے کہا۔ میں نے کسی کو نہیں پایا کہ اس نے ابوحنیفہ کا ایسا بیان کیا ہو جیسا تم نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي حَنِيفَةَ يُسَمِّي الْوَتْدَ
بِكَثْرَةِ صَلَاتِهِ - ۳۵۵

محمد بن بکر نے بیان کیا کہ میں نے ابوعاصم نبیل کو کہتے سنا کہ ابوحنیفہ کو بہ کثرت مناد پڑھنے کا وجہ سے دہر (کھڑا) کہا کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ هَاشِمٍ يَقُولُ كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ
بِالْقَادِسِيَّةِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَوَقَعَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ، وَيْحَكَ أَتَعَقُّ
فِي رَجُلٍ صَلَّى خَمْسًا أَرْبَعِينَ سَنَةً خَمْسَ صَلَوَاتٍ عَلَى وَضُوءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يَجْمَعُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَتَيْنِ
فِي نَيْلَةٍ تَعَلَّمْتُ الْفِئَةَ الَّتِي عِنْدِي مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ - ۳۵۵

احمد بن ابراہیم نے کہا۔ میں نے منصور بن ہاشم سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ قادیسیہ میں تھے کہ ان کے پاس ایک شخص ابالی کوفہ میں سے آیا اور اس نے ابوحنیفہ کی بڑائی بیان کی۔ عبد اللہ بن مبارک نے اس شخص سے کہا۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو ایسے شخص کی بڑائی بیان کر رہا ہے جس نے پینتالیس سال ایک وضو سے پانچ وقت کی نماز پڑھی ہے اور جو سارا قرآن عظیم ایک رات میں دو رکعتوں کے اندر پڑھا کرتے تھے اور یہ فقہ جو مجھ کو آئی ہے میں نے ابوحنیفہ سے سیکھی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْبَغْدَادِيُّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِوَضُوءِ الْعِشَاءِ وَ

كَانَ إِذَا ارَادَ أَنْ يُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ تَزَيَّنَ حَتَّى يُسْرِحَ لِحَيْتَهُ - ۳۵۵

ابوحنیفہ حمانی نے ابوحنیفہ کے بعض اصحاب سے بیان کیا ہے کہ ابوحنیفہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور جب وہ رات میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی زینت کرتے تھے اور واڑھی میں کنگھی کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ زَائِدَةَ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي مَسْجِدِهِ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، وَخَرَجَ النَّاسُ وَلَمْ يَعْلَمُوا أَنِّي فِي الْمَسْجِدِ وَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ مَسْئَلَةٍ مِنْ حَيْثُ لَا يَرَانِي أَحَدٌ، قَالَ فَقَامَ وَقَدْ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ حَتَّى بَلَغَ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ: نَسَمَنَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ التَّمُومِ - فَأَقَمْتُ فِي الْمَسْجِدِ أَنْتَظِرُ فَرَاغَهُ فَلَمْ يَرَلْ يُرِدُّهَا حَتَّى آذَنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَّلَاةِ الْفَجْرِ - ۳۵۶

احمد بن یونس نے کہا میں نے زائدہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے ابوحنیفہ کے ساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی، پھر لوگ چلے گئے اور ابوحنیفہ کو خبر نہ تھی کہ میں مسجد میں ہوں میرا ارادہ ان سے ایک مسئلہ کا پوچھنا تھا اس طرح کہ کوئی دیکھے نہیں۔ ابوحنیفہ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور وہ اس آیت شریفہ پر پہنچے۔ فَسَمَنَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ التَّمُومِ (سورہ طور کی آیت) پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بجایا ہم کو لوگوں کے عذاب سے (یعنی دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگی موضع القرآن)

میں آپ کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ اس آیت شریفہ کو دہرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور مؤذن نے صبح کی اذان دی۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبَا نَعِيمٍ ضَرَّارَ بْنَ صُرْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ الْكَمَيْتِ يَقُولُ وَكَانَ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ - كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْخَوْفِ مِنَ اللَّهِ فَقَرَأَ بِنَا عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْمُؤَذِّنِ فِي نَيْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ "إِذَا زُلْزِلَتْ" وَأَبُو حَنِيفَةَ خَلْفَهُ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَخَرَجَ النَّاسُ نَظَرَتْ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ جَالِسٌ يُفَكِّرُ وَيَتَنَفَّسُ، فَقُلْتُ لِمَ لَا يَشْتَعِلُ نَسَمَ لِي، فَلَمَّا خَرَجَتْ تَرَكْتُ الْقِنْدِيلَ وَلَمْ يَكُنْ نَيْبِي إِلَّا زَيْتٌ قَلِيلٌ، فَجِئْتُ وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ قَائِمٌ قَدْ أَخَذَ بِلُحْيَةِ نَفْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا مَنْ يَجْرِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَيْرٌ خَيْرًا وَيَا مَنْ يَجْرِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرٌّ شَرًّا، أَجْرُ التَّعْمَانِ عَبْدَكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يَكْفُرُ مِنْهَا مِنْ الشُّعْرِ وَأَدْخَلَهُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِكَ، قَالَ فَادْنَتْ وَالْقِنْدِيلُ يَزْهَرُ وَهُوَ قَائِمٌ فَلَمَّا دُنِيَ

قُلْتُ قَدْ أَذِنْتُ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، قَالَ أَكْتُمُ عَلَيَّ مَا رَأَيْتَ وَرَكَعِي رَكَعَتِي الْفَجْرِ وَجَلَسَ حَتَّى
أَمَّتُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى مَعَنَا الْغَدَاةَ عَلَى وَضُوءٍ أَوَّلِ اللَّيْلِ - ص ۲۵۷

احمد بن محمد نے کہا میں نے ابو نعیم ضرار بن صرد سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ یزید بن کیت سے جو
کہ برگزیدہ لوگوں میں سے تھے، کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ شدت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے تھے۔ علی بن
حسین مؤذن نے ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی۔ نماز کے بعد جب
لوگ مسجد سے چلے گئے۔ میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہیں اور آپس بھر
رہے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ میرا جانا بہتر ہے تاکہ ان کا دل میری طرف راغب نہ ہو جب
میں جانے لگا قنديل کو جلتا چھوڑ گیا اس میں تھوڑا تیل تھا اور جب صبح صادق ہونے کے بعد
میں لوٹ کر مسجد آیا میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور کہہ
رہے ہیں۔

اے وہ پاک ذات جو ذرہ بھر بھلائی کا بھلائی سے بدلہ دے گا اور اے وہ پاک ذات
جو ذرہ بھر بُرائی کا بُرائی سے بدلہ دے گا اپنے بندہ نعمان کو دوزخ سے اور اُس بُرائی سے جو
دوزخ کے قریب کرے، پناہ دے، اور اس کو اپنی رحمت کی فراخی میں داخل کر لے۔ مؤذن کہتے
ہیں میں نے اذان دی اور میں نے دیکھا کہ قنديل روشن ہے اس کا نور خوب پھیل رہا ہے اور
آپ کھڑے ہیں، پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا قنديل اٹھانی چاہتے ہو۔ میں
نے کہا کہ میں نے صبح کی نماز کے لئے اذان دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا یا تم میرے اس واقعہ
کو پوشیدہ رکھو۔ پھر آپ نے سنتیں پڑھیں اور بیٹھے رہے پھر میں نے اقامت کہی اور انہوں
نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز شام کے وضو سے پڑھی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْرَحَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَدْ جُرِبَ بِالْإِسَاءِ
وَالْأَمْوَالِ -

ابن مبارک نے کہا۔ ابو حنیفہ سے زیادہ پرہیزگار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اُن کی
آزادش دولت سے اور کوڑوں سے ہونی ہے۔

قَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صُهَيْبِ الْكَلْبِيِّ يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ النَّعْمَانُ
بِئْسَ ثَابِتٌ يَتَمَثَّلُ كَثِيرًا -

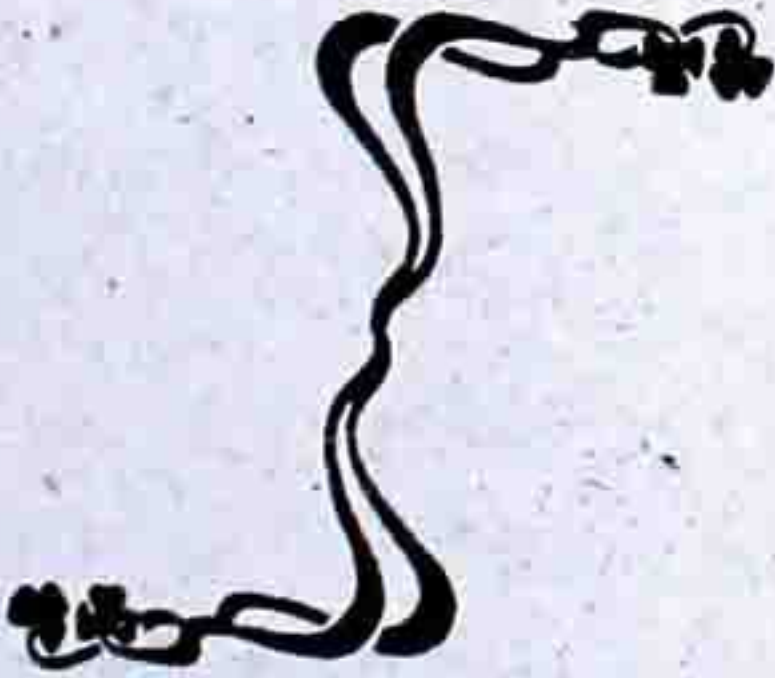
عَطَاءُ ذِي الْعَرَشِ خَيْرٌ مِنْ عَطَائِكُمْ وَسَيْبُهُ وَاسِعٌ يُزَجِّي وَيُنْتَظَرُ

أَنْتُمْ يَكْدِرُ مَا تُعْطُونَ مِنْكُمْ وَاللَّهُ يُعْطِي بِلَا مَسْئَلَةٍ وَلَا كَدٍّ

زید بن ارقم کے کہا میں نے عبداللہ بن صہیب کلبی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اکثر یہ طور مثال پڑھا کرتے تھے۔

۱۔ خداوند عرش کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے، اس کا فیضان فراخ ہے جس کی امید کی جاتی ہے اور انتظار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تم جو کچھ دیتے ہو تمہارا احسان اس کو مکدر کر دیتا ہے اور اللہ رب العزت کی عطا بلا احسان اور بلا کد ورت ہوتی ہے۔



۳ امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالبرمالکی مغربی متونی سن ۳۶۳ھ نے اپنی کتاب الاستفسار فی الکنی میں لکھا ہے۔ لہ

”كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفَقْهِ إِمَامًا حَسَنَ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ، لَطِيفَ الْإِسْتِخْرَاجِ، جَيِّدَ الذِّهْنِ حَاضِرَ الْفَهْمِ، ذَكِيًّا، وَرَعًا، نَاقِلًا إِلَّا أَنَّهُ كَانَ مَذْهَبُهُ فِي أَجْبَارِ الْعُدُولِ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهَا مَا خَالَفَ الْأَصُولَ الْجَمْعَ عَلَيْهَا، فَأَنكَرَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ ذَلِكَ وَذَمُّوهُ وَأَفْرَطُوا وَحَسَدَهُ مِنْ أَهْلِ وَقْتِهِ مَنْ بَغَى عَلَيْهِ وَاسْتَحَلَّ الْغَيْبَةَ فِيهِ وَعَظَّمَهُ آخِرُونَ وَرَفَعُوا مِنْ ذِكْرِهِ وَأَتَّخَذُوهُ إِمَامًا وَأَفْرَطُوا أَيْضًا فِي مَدْحِهِ، وَأَلَّفَ النَّاسُ فِي فَضَائِلِهِ وَمَثَالِبِهِ وَالطَّعْنَ عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ أَبُو عُمَرَ وَأَهْلُ الْفَقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَدِّقُونَ بِشَيْءٍ مِنَ السُّوِّ يُنْسَبُ إِلَيْهِ“

ابوحنیفہ فقہ میں امام تھے، ان کی رائے خوب قیاس عمدہ، مسئلہ لطیف پیرایہ سے نکالتے تھے، ان کا ذہن اچھا تھا، سمجھ بھر وقت ساتھ دیتی تھی، ذکی، صاحب تقویٰ اور عقلمند تھے، البتہ اجبارِ اعداؤں کے متعلق ان کا مذہب یہ تھا، اگر ان کی روایت کسی ایسی اصل کے خلاف ہو جس کے نزدیک مسلم ہو، تو یہ روایت غیر مقبول ہے، اہل حدیث نے اس پر انکار کیا ہے اور آپ کی مذمت کی ہے اور افراط سے کام لیا ہے اور آپ سے آپ کے زمانے کے سرکش مخالفوں نے حسد کیا ہے اور انہوں نے آپ کی نسبت کرنی جائز قرار دے دی ہے، دوسری جماعت نے آپ کی تعظیم کی ہے اور آپ کا خوب ذکر کیا ہے اور آپ کو اپنا امام بنایا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کی مدح کرنے میں افراط سے کام لیا ہے، اور لوگوں نے آپ کے فضائل کے بیان میں اور آپ کے مساوی اور آپ پر طعن میں کتابیں لکھی ہیں۔

لہ یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف دمشقی شامی شافعی نے اپنی کتاب معقود الجہان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان کے صفحہ ۲۸ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

ابو عمر کہتا ہے۔ "اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کی ذکر کردہ برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔"

علامہ ابو عمر ابن عبدالبر نمیری قرطبی نے کتاب "الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة النبویة" امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے احوال میں لکھی ہے۔ تیسرے حصہ میں حضرت امام عالی مقام کا ذکر ہے، یہ حصہ صفحہ ۱۲۱ سے صفحہ ۱۴۵ تک ہے۔ اس حصہ کا دریاچہ درج ذیل ہے۔

"بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ
أَجْمَعِينَ. وَأَذْكُرُ فِي هَذَا الْجُزْءِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بَعْضَ مَا حَضَرَ فِي ذِكْرِهِ مِنْ أَخْبَارِ أَبِي حَنِيفَةَ
وَفَضَائِلِهِ وَأَذْكُرُ بَعْضَ مَنْ أَشَى عَلَيْهِ وَحَمْدَهُ وَنَبْدًا بِمَا طَعِنَ فِيهِ عَلَيْهِ لِرَدِّهِ بِمَا أَصَلَّهُ لِنَفْسِهِ
فِي الْفِقْهِ وَرَدِّ بِيْذَلِكَ أَخْبَارِ الْآحَادِ الشَّقَاتِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ
عِنْدَهُ دَلِيلٌ عَلَى ذَلِكَ الْمُخْبَرِ وَسَمَاءُ الْمُخْبَرِ الشَّاذَّ وَطَرَحَهُ وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا لَا يَرَى الطَّاعَاتِ
وَأَعْمَالَ الْبِرِّ مِنَ الْإِيمَانِ فَعَابَهُ بِذَلِكَ أَهْلُ الْحَدِيثِ، فَهَذَا الْقَوْلُ يَسْتَوْعِبُ مَعْنَى مَا يَلْحَقُ بِهِ
مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ الْأَثَرِ.

وَقَدْ أَشَى عَلَيْهِ قَوْمٌ كَثِيرٌ لِفَهْمِهِ وَيَقْظَتِهِ وَحُسْنِ قِيَّاسِهِ وَوَرَعِهِ وَجَوَانِبَتِهِ
السَّلَاطِينِ فَتَذْكُرُ فِي هَذَا الْكِتَابِ عِيُونًا مِنَ الْمَعْنِيِّينَ جَمِيعًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَهُوَ حَسْبُنَا
وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے فضائل اور آپ کی تعریف کرنے والوں کا ذکر جو کہ مجھ کو اس وقت یاد ہے) کرتا ہوں اور ابتدا اس سے کہتا ہوں کہ آپ نے مسائل فقہیہ میں اخبار آحاد کے قبول کرنے کے لئے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ اس خبر آحاد کی تائید کلام اللہ سے یا آیت کے مستفاد فیصلہ سے ہوتی ہو، اور اگر یہ تائید نہیں ہوتی ہے تو یہ حدیث شاذ اور ناقابل عمل ہے اور ایمان کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ دل پوری طرح گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا یہ عقیدہ ہو وہ مومن ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکات اور حرمت سے اجتناب ارکان اسلام ہیں، ایمان کے اجزاء نہیں ہیں۔

ان دونوں باتوں کی وجہ سے اہل حدیث نے مخالفت کی ہے اور حد درجہ شدت سے مخالفت کی ہے۔

حضرت امام کی مخالفت کا بیان بعد میں آرہا ہے وہاں ان مسائل کا ذکر ہوگا۔ اس مقالہ میں حضرت امام کی مدح و ستائش ائمہ کا بیان کیا جا رہا ہے۔
ابن عبدالبر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کی سمجھ اور آگاہی اور آپ کے قیاس کی خوبی اور آپ کے درع اور امر اور سلاطین سے کنارہ کش رہنے کی وجہ سے ایک بڑی جماعت نے آپ کی تعریف کی ہے۔ ابن عبدالبر نے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۳۷ تک سُرخیوں قائم کر کے چھ بیس بائے باز افراد کا ذکر کیا ہے جو حضرت امام کے مداح ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- | | | | |
|-------------------------|-----------------------|------------------------|----------------------|
| ۱۔ حضرت محمد باقر | ۲۔ حماد بن سلیمان | ۳۔ مسعر بن کدام | ۴۔ ایوب سختیانی |
| ۵۔ اعمش | ۶۔ شعبتہ بن الحجاج | ۷۔ سفیان ثوری | ۸۔ میسر بن مقسم ضبتی |
| ۹۔ حسن بن صالح بن حنی | ۱۰۔ سفیان بن عیینہ | ۱۱۔ سعید بن ابی عروبہ | ۱۲۔ حماد بن زید |
| ۱۳۔ شریک القاضی | ۱۴۔ ابن شبرمہ | ۱۵۔ یحییٰ بن سعید قطان | ۱۶۔ عبداللہ بن مبارک |
| ۱۷۔ قاسم بن معن | ۱۸۔ حجر بن عبد الجبار | ۱۹۔ زبیر بن معاویہ | ۲۰۔ ابن جریج |
| ۲۱۔ عبدالرزاق بن ہمام | ۲۲۔ شافعی | ۲۳۔ وکیع | ۲۴۔ خلد واسطی |
| ۲۵۔ فضل بن موسیٰ سستانی | ۲۶۔ عیسیٰ بن یونس | رحمۃ اللہ علیہم اجمعین | |

ان گرامی قدر اصحاب کے نام پڑھ کر عاجز کو یہ مصرع یاد آیا ہے
ہمد عالم گواہ عیضت اوست

یہ عاجزان حضرات کے بعض ارشادات نقل کرتا ہے۔

امام ابوحنیفہ حضرت باقر کی خدمت میں پہنچے۔ ان سے کچھ سوالات کئے۔ جوابات سن کر تشریف لے گئے۔ حضرت باقر نے فرمایا۔ مَا أَحْسَنَ هَذِيهِ وَ سَمْتُهُ وَمَا أَكْثَرَ فِقْمَهُ (مت ۱۳۳) کیا ہی اچھا ہے ان کا طریقہ اور روش اور کیا ہی زیادہ ہے ان کی فقہ۔

اور امام ابوحنیفہ نے ان سے روایت لی ہے۔ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَنِي أَنَّ نَبِيَّ دَخَلَ عَلَى نَسْرٍ وَهُوَ مُسَبَّحٌ نَلِيهِ بِشَوْبٍ فَقَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقِيَ اللَّهَ بِمِجْنَبِهِ مِنْ هَذَا الْمَسْبُوحِ بِرَدَائِهِ۔ (مت ۱۳۳)

ابو جعفر محمد بن علی نے ابوحنیفہ سے بیان کیا کہ حضرت علی حضرت عمر کے جنازہ کے پاس گئے حضرت عمر پر چادر پڑی ہوئی تھی آپ نے کہا، کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ میں اس کا نام اعمال نے کر اللہ کے پاس جاؤں بجز اس چادر پوش کے۔ رضی اللہ عنہما۔

قَالَ حَمَادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ، سَأَلَ أَبِي حَمَادَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ مَسْأَلَةٍ مِنَ الطَّلَاقِ كَأَجَابَةٍ
فَجَعَلَ أَبُو حَنِيفَةَ يَنَازِعُهُ فِي الْمَسْئَلَةِ حَتَّى سَكَتَ حَمَادٌ فَلَمَّا قَامَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَمَادٌ هَذَا
فِتْنَةٌ يُحْيِي اللَّيْلَ وَيُقْوِمُهُ. ۱۲۴

حماد پر حضرت امام کہتے ہیں کہ میرے باپ نے حماد بن ابی سلیمان (آپ کے استاد مکرم) سے
طلاق کا ایک مسئلہ پوچھا۔ حماد نے اس کا جواب دیا، ابوحنیفہ ان سے بحث کرتے رہے یہاں تک
کہ حماد خاموش ہو گئے اور ابوحنیفہ چلے گئے۔ حماد نے کہا: یہ ان کی فقہ ہے ساری رات جاگتے
ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

قَالَ مَسْعُومُ بْنُ كَدَامٍ. رَحِمَ اللَّهُ أَبَا حَنِيفَةَ. إِنْ كَانَ لَفَقِيهًا عَالِمًا. ۱۲۵

مسعر بن کدام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم فرمائے یقیناً آپ ایک فقیہ اور عالم تھے۔
قال اسماعيل الصائغ سمعت شباة بن سوار يقول كان مشعبة حسن الراي في
ابي حنيفة وكان يستند في ابیات مساور الوراق۔

اسماعیل صائغ نے کہا میں نے شباہ بن سوار سے سنا وہ کہتے تھے کہ شعبہ کی رائے ابوحنیفہ کے
مستعلق ابھی تھی اور مجھ کو مساور ورتاق کے یہ اشعار سناتے تھے۔

إِذَا مَا النَّاسُ يَوْمًا قَائِسُونَا
بِأَبْدَانٍ مِنَ الْفُتَيَا طَرِيفَةٍ
رَمَيْنَاهُمْ بِمِقْيَاسٍ مُصْنِيَبٍ
صَلِيبٍ مِنْ طِرَازِ أَبِي حَنِيفَةَ
إِذَا سَمِعَ الْفَقِيهَ بِهِ وَعَاةُ
وَأَثْبَتَهُ بِحَبْرٍ فِي صَحِيفِهِ ۱۲۶

۱۔ اگر کسی دن لوگ ہم سے غیر مانوس نئے فتوے میں قیاس کی بحث کریں گے۔

۲۔ ہم ان کے سامنے ایسا اچھا مضبوط قیاس کرنے کا طریقہ رکھ دیں گے جو ابوحنیفہ کے طرز

کا ہوگا

۳۔ جب اس کو فقیہ نے گایا دکر لے گا اور روشنائی سے اس کو صحیفہ میں لکھ لے گا۔

حسین بن واقد نے کہا۔ مرو میں ایک مسئلہ پیش آیا وہاں کسی سے حل نہ ہوا میں عراق آیا
اور میں نے سفیان ثوری سے دریافت کیا، وہ تھوڑی دیر سوچتے رہے پھر انہوں نے کہا۔ اے حسین اس
مسئلہ کا حل میں نہیں جانتا میں نے کہا، تم امام ہو اور میں مرو سے اس مسئلہ کے لئے آیا ہوں اور تم کہتے
ہو کہ میں نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے وہی جواب دیا ہے جو ابن عمر نے دیا تھا (حضرت نے
لا ادری فرمایا تھا) حسین کہتے ہیں پھر میں ابوحنیفہ کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، انہوں نے

جواب دیا اور میں سفیان کے پاس آیا ان سے واقعہ بیان کیا، انہوں نے ابوحنیفہ کا جواب پوچھا میں نے ان کو بتایا، وہ جواب سن کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا۔ یا حسین ہُوَ مَا قَالَ لَكَ أَبُو حَنِيفَةَ
اے حسین جواب وہی ہے جو ابوحنیفہ نے کہا ہے۔

قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ مَقْسِمِ الضَّبِّيُّ يَا جَرِيرُ الْإِنَّا فِي أَبِي حَنِيفَةَ
مغیرہ نے جریر بن عبد الحمید سے کہا۔ اے جریر ابوحنیفہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔
قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ يَقُولُ كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهَمَّا عَالِمًا مُتَّبِعًا
فِي عَلَيْهِ إِذَا صَحَّ عِنْدَهُ الْخَبْرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَبْذُرْ إِلَى غَيْرِهِ۔

یحییٰ بن آدم نے کہا میں نے حسن بن صالح سے سنا کہ نعمان بن ثابت سمجھدار عالم
تھے وہ اپنے علم میں ثابت قدم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان کے نزدیک
ثابت ہو جاتی تھی تو پھر اس کو چھوڑ کر کسی طرف نہیں جاتے تھے۔

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَوَّلُ مَنْ أَقْعَدَنِي لِلْحَدِيثِ بِالْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ، أَقْعَدَنِي فِي
الْجَامِعِ وَقَالَ هَذَا أَقْعَدُ النَّاسِ بِحَدِيثِ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ فَحَدَّثْتُهُمْ۔ ۱۳۵

سفیان بن عیینہ نے کہا۔ مجھ کو کوفہ کی جامع مسجد میں اہل کوفہ کی حدیث شریف پڑھانے کے لئے
ابوحنیفہ نے بٹھایا ہے، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ سفیان بن عیینہ کو عمرو بن دینار کی روایات میں
ملکہ ہے۔ اس کے بعد میں نے احادیث کی روایت کی۔

قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءِ الْخَطَّافِ سُئِلَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ فَنِيٍّ مِنْ عِلْمِ
السُّرَّاقِ فَأَجَابَ فِيهِ قَلِيلٌ لَهُ هَكَذَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِيهَا فَقَالَ سَعِيدٌ كَأَنَّ
أَبُو حَنِيفَةَ عَالِمُ الْعِرَاقِ۔ ۱۳۶

عبدالوہاب بن عطاء الخفاف بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عروبہ سے علم طلاق کے متعلق
کچھ دریافت کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کسی نے کہا کہ اسی طرح اس مسئلہ کا جواب ابوحنیفہ نے
دیا ہے۔ سعید نے کہا۔ ابوحنیفہ عراق کے عالم تھے۔

قَالَ شَرِيكَ الْقَاضِي النَّخَعِيِّ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَجْمَهُ اللَّهُ طَوِيلَ الصَّمْتِ دَائِمِ
الْفِكْرِ، قَلِيلِ الْمَجَادَلَةِ لِلنَّاسِ۔ ۱۳۷

قاضی شریک نخعی نے کہا۔ ابوحنیفہ پر اللہ رحمت فرمائے بہت دیر خاموش رہتے
تھے۔ ہر وقت فکر میں رہتے۔ لوگوں سے مجادلہ قلیل تھا۔

قَالَ ابْنُ شُبْرُومَةَ عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ تَلِدَ مِثْلَ النُّعْمَانِ - ۱۳۱

عورتیں عاجز ہو گئیں کہ نعمان کا مثل جنیں۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ عِبْنَا عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ خَيْثًا وَأَنْكَرْنَا
بَعْضَ قَوْلِهِ أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ نَتْرُكَ مَا نَفْتَحِسُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ حَنِيفَةَ وَافْقْنَا عَلَيْهِ - ۱۳۲

یحییٰ بن سعید قطان نے کہا، یہ تو بتاؤ اگر ہم ابو حنیفہ کے کسی مسئلہ کو پسند نہیں کرتے
یا ہم ان کے کسی قول کو نہیں لیتے تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ان کے ان اقوال کو بھی چھوڑ دیں
جن کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اور جن میں وہ ہمارے موافق ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ -

۱- رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ كُلَّ يَوْمٍ

يَزِيدُ نَبَاهَةً وَيَزِيدُ خَيْرًا

۲- وَيَنْطِقُ بِالصَّوَابِ وَيُضْطَفِيهِ

إِذَا مَا قَالَ أَهْلُ الْجُورِ جُورًا

۳- يُقَاسُ مَنْ يُقَاسُهُ بِلَيْتٍ

وَمَنْ ذَا يَجْعَلُونَ لَهُ نَظِيرًا

۴- كَفَانَا فَقَدْ حَمَادٌ وَكَأَنْتَ

مُعِيبَتْنَا بِهِ أَمْرًا كَبِيرًا

۵- رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ حِينَ يُؤْوَى

وَيُطَلَّبُ عِلْمُهُ بَحْرًا غَزِيرًا

۶- إِذَا مَا الْمَشْكَلَاتُ كَدَّافَعْتُهَا

مِرْجَالُ الْعُلَمَاءِ كَانَ بِهَا بَصِيرًا

حسن بن ربیع نے کہا۔ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

۱۔ میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ ان میں ہر دن شرافت اور خیر کا اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ اوزرہ صحیح بات کہتے ہیں اور اسی کو اختیار کرتے ہیں جب کہ اہل جور ٹیڑھی بات کرتے ہیں۔

۳۔ وہ اس شخص سے قیاس کی بحث کرتے ہیں جو آپ سے عقل کی بات کرے، وہ کون ہے

جس کو تم ان کی نظیر بنا لے ہو۔

۴۔ انہوں نے ہمارے لئے حضرت حماد کے فقدان کا مداوا کیا حالانکہ حماد کی جدائی ہمارے

لئے ایک بڑی مصیبت تھی۔

۵۔ میں نے ان کو گہرا سمندر دیکھا جب کہ کوئی ان کے پاس آتا تھا اور علم کا طلبگار ہوتا تھا۔

۶۔ جب کہ علماء مسائل کو ایک دوسرے پر مالتے تھے آپ ان سے واقف تھے۔

قِيلَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنْتَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنْ غِيَمَانِ ابْنِ حَنِيفَةَ فَقَالَ مَا جَلَسَ النَّاسُ إِلَيَّ أَحَدٌ أَنْفَعَ مِنِّي

مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ تَعَالَ مَعِيَ إِلَيْهِ، فَجَاءَ فَلَمَّا اجْلَسَ إِلَيْهِ لَزِمَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْتُ
مِثْلَ هَذَا. قَالَ سَلِيمَانُ وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ حَلِيمًا وَرَعًا سَخِيًّا. ۱۳۴

قاسم بن معن سے کہا گیا تم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد ہو کر ابو حنیفہ کی شاگردی پر
رضامند ہو، انہوں نے کہا۔ ابو حنیفہ کی مجلس سے بہتر مجلس میں کوئی نہیں بیٹھا ہے۔ اور قاسم نے
اس شخص سے کہا، آدمیرے ساتھ اور ابو حنیفہ کی مجلس دیکھو۔ چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا
اور پھر اسی مجلس کا مورہا اور اس نے کہا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا ہے۔ سلیمان بن ابی شیخ
نے کہا۔ ابو حنیفہ بڑا بار بار پرہیزگار اور سخی تھے۔

قَالَ سَلِيمَانُ بْنُ أَبِي شَيْخٍ قَالَ لِي جَعْرُبُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْحَضْرَمِيُّ مَا رَأَى النَّاسَ أَحَدًا أَكْرَمَ
مَجَالِسَةٍ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا أَشَدَّ إِكْرَامًا لِأَصْحَابِهِ مِنْهُ. ۱۳۵

سلیمان بن ابی شیخ نے کہا کہ مجھ سے مجرب بن عبد الجبار حضرمی نے کہا کہ لوگوں نے
ابو حنیفہ سے بہت عمدہ مجالست کرنے والا نہیں دیکھا ہے اور نہ ان سے زیادہ اپنے اصحاب
کا اکرام کرنے والا کسی کو دیکھا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ كُنَّا عِنْدَ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فُجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ زُهَيْرٌ مِنْ أَيْنَ جِئْتَ
فَقَالَ مِنْ عِنْدِ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ زُهَيْرٌ إِنَّ ذَهَابَكَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ يَوْمًا وَاحِدًا أَنْفَعُ لَكَ مِنْ
جَيْشِكَ إِلَى شَهْرٍ. ۱۳۶

علی بن جعد نے بیان کیا کہ ہم زہیر بن معاویہ کے پاس تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا زہیر
نے اس سے پوچھا، کہاں سے آرہے ہو اس نے کہا ابو حنیفہ کے پاس سے آ رہا ہوں۔ زہیر نے کہا ابو حنیفہ
کے پاس ایک دن تمہارا جانا تمہارے واسطے زیادہ مفید ہے میرے پاس ایک مہینہ تمہارے آنے سے۔

قَالَ حِمَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ بَلَّغَنِي عَنْ كُوفِيِّكُمْ هَذَا النَّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ
أَنَّهُ شَدِيدُ الْخَوْفِ لِلَّهِ أَوْ قَالَ خَائِفٌ لِلَّهِ.

قَالَ زَوْجُ بْنُ عُبَادَةَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَمِائَةً فَقِيلَ لَهُ مَاتَ
أَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَدْ ذَهَبَ مَعَهُ عِلْمٌ كَثِيرٌ. ۱۳۷

حجاج بن محمد نے کہا میں نے ابن جریر سے سنا وہ کہہ رہے تھے مجھ کو تمہارے اس کوئی نعمان
بن ثابت کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اللہ سے شدت کے ساتھ ڈرتے تھے اور ایک روایت
میں ہے وہ اللہ سے خائف رہتے تھے۔

روح بن عبادہ نے کہا کہ میں سن ایک سو پچاس میں ابن جریج کے پاس تھا کہ ان سے کہا گیا۔ ابو حنیفہ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے کہا۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔ یقیناً ان کے ساتھ بہت علم چلا گیا۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ بْنَ هَمَّامٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَقْطَبَ حِلْمًا مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالنَّاسُ يَتَخَلَّقُونَ حَوْلَهُ إِذْ سُئِلَهُ رَجُلٌ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَأَنْتَاهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ قَالَ فِيهَا الْحَسَنُ كَذَا وَكَذَا وَقَالَ فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ؟ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَخْطَأَ الْحَسَنُ وَأَصَابَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ خَوَابِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَنَظَرْتُ فِي الْمَسْئَلَةِ فَإِذَا قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِيهَا كَمَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَتَابَعَهُ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ۱۳۵

احمد بن منصور رمادی نے کہا۔ میں نے عبد الرزاق بن ہمام کو کہتے سنا میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ حلم والا کبھی کسی کو نہیں دیکھا، میں نے مسجد حرام میں ان کو دیکھا اور لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں مسئلہ میں حسن بصری نے یہ کہا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے۔ آپ نے کہا حسن سے خطا ہوئی ہے اور عبد اللہ بن مسعود صواب پر ہیں۔ اس بات پر لوگوں نے شور مچایا (دوسری روایت سے ثابت ہے کہ بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے گئے) عبد الرزاق کہتے ہیں میں نے مسئلہ میں غرر کیا۔ ابن مسعود کا وہی قول پایا جو ابو حنیفہ نے کہا تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب ابو حنیفہ کے پیرو ہو گئے۔

قَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَزِيزٍ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَقَوْلُهُ فِي الْفِقْهِ مُسَلِّمًا لَهُ فِيهِ قَالَ وَسَمِعْتُ حَرْمَلَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَفْنِيَ فِي الْمَغَازِي فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَمَنْ أَرَادَ الْفِقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ. ۱۳۵

عباس بن عزیز نے کہا۔ میں نے سنا کہ حرملا کہہ رہے تھے کہ میں نے شافعی سے سنا وہ کہہ رہے تھے، فقہ میں ابو حنیفہ کا قول مسلم ہے۔ اور حرملا نے یہ بھی کہا کہ شافعی نے کہا جو خواہش رکھتا ہو کہ منازعی میں دسترس حاصل کرے وہ محمد بن اسحاق کا عیال ہے اور جو فقہ کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہ کا عیال ہے۔ قَالَ عَبَّاسُ بْنُ الدَّوْرِيِّ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ دِكْيَعٍ وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ. ۱۳۶

عباس دوری نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ میں نے دکیع کا مثل نہیں دیکھا ہے

اور وہ ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ قَالَ لِي خُلِدُ الْوَاسِطِيُّ انْظُرْ فِي كَلَامِ أَبِي حَنِيفَةَ لِتَتَفَقَّهَ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْتَجَّ إِلَيْكَ أَوْ قَالَ إِلَيْهِ - وَرَوَى عَنْهُ خُلِدُ الْوَاسِطِيُّ -

أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ - ص ۱۳۱

محمد بن علی نے کہا میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ خلد الواسطی نے مجھ سے کہا تم ابو حنیفہ کے کلام کا مطالعہ کرو تا کہ تم کو تفقہ حاصل ہو کیونکہ اب تمہاری طرف یا فقہ کی طرف محتاجی ہو گئی ہے۔
 قَالَ سُلَيْمَانُ الشَّاذِلِيُّ قَالَ قَالَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ لِأَخِي حَنِيفَةَ بِسُوءِ وَلَا تُصَدِّقَنَّ أَخَا عِيسَى الْقَوْلَ فِيهِ فَإِنَّي وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْهُ وَلَا أَدْرَعُ مِنْهُ وَلَا أَفْقَهَ مِنْهُ - ص ۱۳۲

سلیمان شاذلی نے کہا کہ عیسیٰ بن یونس نے کہا۔ برائی سے ہرگز ابو حنیفہ کے متعلق بات نہ کرو اور اس شخص کی ہرگز تصدیق نہ کرو جو ابو حنیفہ کے متعلق بری بات کہے، اللہ کی قسم میں نے ابو حنیفہ سے افضل، ان سے زائد درجہ والا اور ان سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا ہے۔

عالی قدر چھپیس افراد کا ذکر کر کے ص ۱۳۲ میں ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔ ان کے علاوہ ہم تک ابو حنیفہ کی ثنا اور تعریف کرنے والوں کا جو بیان پہنچا ہے ان کے نام یہ ہیں :-

- | | | | |
|------------------------------|---------------------------|---------------------------------|--------------------------|
| ۱- عبد الحمید بن یحییٰ حمانی | ۱۱- سلم بن سالم | ۲۱- الحسن بن عمارہ | ۳۱- ابو بکر بن عیاش |
| ۲- معمر بن راشد | ۱۲- یحییٰ بن آدم | ۲۲- ابو نعیم الفضل بن دین | ۳۲- مالک بن مغول |
| ۳- النصر بن محمد | ۱۳- یزید بن ہارون | ۲۳- الحکم بن ہشام | ۳۳- ابو خلد الاحمر |
| ۴- یونس بن ابی اسحاق | ۱۴- ابن ابی رزیم | ۲۴- یزید بن زریع | ۳۴- قیس بن الربیع |
| ۵- اسرائیل بن یونس | ۱۵- سعید بن سالم القداح | ۲۵- عبداللہ بن داؤد الحرجی | ۳۵- ابو عاصم النبیل |
| ۶- زفر بن ہذیل | ۱۶- شاذل بن حکیم | ۲۶- محمد بن فضیل | ۳۶- عبداللہ بن موسیٰ |
| ۷- عثمان البتی | ۱۷- خارج بن مصعب | ۲۷- زکریا بن ابی زائدہ | ۳۷- محمد بن جابر الاصمعی |
| ۸- جریر بن عبد الحمید | ۱۸- خلف بن ایوب | ۲۸- یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ | ۳۸- شقیق البلیخی |
| ۹- ابو مقاتل حفص بن مسلم | ۱۹- ابو عبد الرحمن المقرئ | ۲۹- زائدہ بن قدامہ | ۳۹- علی بن عاصم |
| ۱۰- ابو یوسف القاضی | ۲۰- محمد بن اسباب الکلبی | ۳۰- یحییٰ بن سعید | ۴۰- یحییٰ بن نصر |
- آپ نے اکابر میں سے چالیس افراد کے نام لکھے ہیں۔ رَحْمَتُهُمُ اللَّهُ۔



۴ صدر الائمہ ابوالمؤید الموفق بن احمد کی متوفی ۵۶۸ھ نے المناقب میں لکھا ہے۔
 قَالَ اَتَمُّ بَنٍ صَالِحٍ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدًا فَحَصِرَ عَنِ النَّاسِ مِنَ الْحَدِيثِ وَالْمَسْوُوحِ
 فَيَعْمَلُ بِالْحَدِيثِ إِذَا ثَبَتَ عِنْدَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَعَى أَصْحَابَهُ وَكَانَ عَارِفًا
 بِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَفَقِيهِ أَهْلِ الْكُوفَةِ شَدِيدًا لِإِتِّبَاعِ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّاسُ بِبَلَدِهِ وَ
 كَانَ يَقُولُ إِنَّ لِكِتَابِ اللَّهِ نَاسِخًا وَمَنْسُوخًا وَإِنَّ لِلْحَدِيثِ نَاسِخًا وَمَنْسُوخًا وَكَانَ حَافِظًا لِفِعْلِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَخِيرِ الَّذِي قُبِضَ عَلَيْهِ هَمَّا وَصَلَ إِلَى أَهْلِ بَلَدِهِ - (جامعہ)
 حسن بن صالح نے بیان کیا کہ ابوحنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے شدت کے ساتھ جستجو کرتے
 تھے اور حدیث پر عمل کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہو
 جاتی تھی اور آپ اہل کوفہ کی حدیث اور ان کی فقہ کے عارف تھے اور اپنے شہر والوں کے طریقہ کے
 سختی کے ساتھ پابند تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب اللہ میں ناسخ و منسوخ ہے اور حدیث میں بھی ناسخ
 و منسوخ ہے۔ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کی جس پر آنحضرت کی ذنات ہوئی تھی نگہداشت
 رکھتے تھے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ مَعْمَرِ بْنِ قَاتَانَ ابْنِ الْمُبَارَكِ فَمَسَعَنَا
 مَعْمَرٌ يَقُولُ مَا أَعْرِفُ رَجُلًا يَتَكَلَّمُ فِي الْفِقْهِ وَيَسْعُ أَنْ يَقِيَسَ وَيُتَخَرَّجَ فِي الْفِقْهِ أَحْسَنَ مَعْرِفَةٍ
 مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا أَشْفَقُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ أَنْ يُدْخَلَ فِي دِينِ اللَّهِ شَيْئًا مِنَ الشَّكِّ مِنْ أَبِي
 حَنِيفَةَ - (جامعہ)

علی بن مدینی نے کہا میں نے عبد الرزاق سے سنا وہ کہہ رہے تھے، میں معمر کے پاس تھا کہ ابن مبارک
 ان کے پاس آئے پھر ہم نے معمر کو کہتے سنا، میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں بحث کرے اور
 فقہ میں اس کو قیاس کرنے اور استخراج مسائل کی اچھی استعداد حاصل ہو بہ نسبت ابوحنیفہ کے اور جو
 اپنے نفس پر اس بات سے بہت خائف ہو کہ وہ اللہ کے دین میں شک میں سے کچھ داخل کرے۔
 قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ وَمِثْلَ مَثَلِي يَسْعُ الرَّجُلُ أَنْ يَفْتِيَ أَوْ أَنْ يَسِيلَ

القضاء والحكم قال إذا كان عالماً بالحدیث بصیراً بالرائی عالماً بقول ابی حنیفة۔ (جامعہ)
 محمد بن مقاتل نے کہا میں نے سنا کہ ابن مبارک سے پوچھا گیا کہ کب کوئی شخص فتویٰ دے سکتا
 ہے یا قاضی بن سکتا ہے اور حکم کر سکتا ہے، انہوں نے کہا۔ جب کہ وہ شخص حدیث کا عالم اور رائے
 کا جتنے والا اور ابوحنیفہ کے قول کا دانا ہو۔

ذكر الشيخ أبو عبد الله بن أبي حفص الكبير سمعت حامد بن آدم قال سمعت أسد
 بن عمرو قال كان أبو حنيفة يقول لنا إذا حدثتكم بشئ لم أجد فيه الأثر فأطلبوه فقد يكون
 فيه الأثر ثم قال يوماً إذا قال الرجل لامرأته: الله لا أقربك ثلاثة أشهر فليس بمول حتى
 يخلف على أربعة أشهر ولم يذكروا أبو حنيفة أثراً ولكن قال اطلبوا أثر هذا المضي زمان
 ثم قدم علينا سعيد بن أبي عمرو وكان سعيداً في ذلك الزمان يقدم على غيره بكثرة
 عليه باختلاف العلماء فسألناه عن هذه المسئلة فقال حدثنا عن عامر الاحول عن عطاء
 عن ابن عباس أنه قال إذا حلف الرجل أن لا يقرب امرأة ثلاثة أشهر فتركها أربعة
 أشهر فليس بمول فأتينا أبا حنيفة فبشرناه ففرح بذلك وقلنا إني حنيفة بأبي حنيفة قلت
 لا يكون مولياً، قال بكتاب الله عز وجل: الذين يؤلون من نساءهم تربص أربعة أشهر
 ففكرت أن أجتر على التفسير برأني۔ (جامعہ)

ابو عبد اللہ بن ابوالحنیفہ کبیر نے بیان کیا کہ میں نے حامد بن آدم سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے
 اسد بن عمرو سے سنا کہ ابوحنیفہ ہم سے کہا کرتے تھے، اگر تم لوگوں سے میں کوئی بات کہوں اور اس کا
 اظہار کروں کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر مجھ کو نہیں ملا ہے، تو تم لوگ اثر کی تلاش میں رہا کرو، ہو سکتا ہے
 کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر وارد ہو، چنانچہ ایک دن آپ نے کہا اگر کسی شخص نے قسم کھا کر اپنی
 بیوی سے کہا کہ میں تین مہینے تک تیرے پاس نہیں آؤں گا، یہ ایلاز نہیں ہے، ایلاز اسی صورت
 میں ہوتا ہے کہ قسم کھا کر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ جانے کا اعلان کرے۔ ایک مدت کے
 بعد سعید بن ابی عمرو نے آئے اور اس زمانے میں سعید کو ان کی کثرت علم کی وجہ سے دوسروں
 پر مقدم رکھا جاتا تھا، ان کو اختلاف علماء کا اچھا علم تھا۔ لہذا ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا،
 انہوں نے کہا مجھ سے عامر احول نے، ان سے عطار نے، اور ان سے ابن عباس نے کہا، اگر
 کسی شخص نے قسم کھائی کہ تین مہینے تک وہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا اور چار مہینے تک وہ
 نہ گیا، یہ ایلاز نہیں ہے۔ یہ روایت سن کر ہم نے اگر ابوحنیفہ کو بشارت دی وہ خوش ہوئے،

ہم نے ان سے پوچھا۔ آپ نے کس دلیل کی بنا پر یہ بات کہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ آیت مبارکہ
 "لِلَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْ فِئَاتِهِمْ تُرْتَبُونَ" (بقدرہ کت) جو لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں اپنی
 عورتوں سے ان کو فرصت ہے چار مہینے سے اور مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اپنی رائے سے
 تفسیر میں جرات کروں۔

قال ابو حباب رأيت عاصم بن ابي النجود يستفتي ابا حنيفة فافتاه فقرأ آية...
 استبشربذالك وقال رحمتك الله يا ابا حنيفة وجزاك خيرا فبئع المفرج انت. (ج ۱ ص ۱۱۱)
 ابو حباب نے کہا میں نے (امام) عاصم بن ابی النجود کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ سے فتویٰ طلب
 کر رہے تھے اور ابو حنیفہ نے ان کو فتویٰ دیا اور میں نے دیکھا کہ فتویٰ نے کردہ خوش ہوئے اور انہوں
 نے کہا۔ اے ابو حنیفہ، اللہ تم پر رحم فرمائے اور تم کو جزائے خیر دے تم اچھی فرامی کرنے والے ہو۔
 يذکر ابو حماد عن شيبان قال رأيت مسعرا وعمر بن ذر و ابا حنيفة أتوا عاصم
 بن ابي النجود فحلفي بهم وقر بهم وسألوه عن حديث ليلة القدر وحديث صفوان بن عسال
 وغيره من حديثه. قلت. وكان عاصم وهو المقرئ شيخ ابي حنيفة رحمه الله كان يقول له
 اذا جاءه يستفتيه يا ابا حنيفة اتيتنا صغيرا و اتيناك كبيرا. (ج ۱ ص ۱۱۱)

ابو حماد شیبان سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسعد و عمر بن ذر اور ابو حنیفہ کو دیکھا کہ عاصم بن
 ابی النجود کے پاس آئے وہ خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھایا، ان حضرات نے حدیث لیلۃ القدر
 اور حدیث صفوان بن عسال اور ان کی دوسری حدیثیں دریافت کیں۔

(مؤلف مقامات کہتے ہیں) میں کہتا ہوں امام عاصم بن ابی النجود نے ابو حنیفہ کو قرآن
 مجید پڑھایا ہے اور جب وہ فتویٰ لینے کے واسطے آیا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے۔ اے ابو حنیفہ،
 تم ہمارے پاس چھوٹی عمر میں آئے اور ہم تمہارے پاس بڑی عمر میں آئے۔

قال مسد سمعت المطلب بن زياد يقول ما كلم ابو حنيفة رجلا في باب من ابواب
 العلم الا ذل ذلك الرجل و خضع. (ج ۱ ص ۱۱۱)

مطلب نے کہا، جب بھی ابو حنیفہ نے علم کے ابواب میں سے کسی باب میں کسی سے کلام کیا

وہ عاجز ہو کر سر جھکا لیتا تھا۔

قال عمار بن محمد كان ابو حنيفة جالسا في المسجد الحرام وعليه زمام كثير من كل
 الافاق قد اجتمعوا عليه يسألونه من كل جانب فيحيبهم ويفتيهم كان المسائل في كتبه

يُخْرِجُهَا فَيُنَارِلُهَا أَيَا هُمْ - (جلد ص ۱۱)

عمار بن محمد نے کہا، حج کے زمانہ میں ابو حنیفہ کی نشست مسجد حرام میں ہوتی تھی آپ پر بڑا ہجوم ہوتا تھا، تمام ملکوں کے لوگ آپ پر جمع ہوتے تھے اور چاروں طرف سے سوالات کئے جاتے تھے۔ آپ ان کو جواب دیتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ گویا کہ مسائل آپ کی آستین میں ہیں اور آپ وہاں سے نکال کر لوگوں کو دے رہے ہیں۔

واضح رہے کہ اس زمانہ میں آستین جیب کا کام بھی دیا کرتی تھی۔

قَالَ أَبُو يُونُسَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ مَغْتَمٌ فَحَفَّتْ أَنْ أَسْرًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَ قَالَ يَا أَبَا يُونُسَ أَتَرَى اللَّهَ يَسْأَلُنَا عَمَّا نَحْنُ فِيهِ قَالَ فَقُلْتُ رَحِمَكَ اللَّهُ مَا عَلَى الْمُجْتَهِدِ إِلَّا الْجِهَادُ قَالَ اللَّهُمَّ غُفْرًا نَمْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَوَاخِذْنَا - (جلد ص ۱۱)

ابو یوسف کا بیان ہے، میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور ان کو غمگین پایا اور ہمت نہ ہونی کہ کچھ دریافت کرتا۔ آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ اے ابو یوسف کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ پوچھ کرے گا۔ میں نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، مجتہد پر کوشش ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ! مغفرت فرما۔ پھر آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ! ہماری گرفت نہ کر۔

قَالَ حَرْبٌ أَنبَأَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ الْأَبْعَثِ قَالَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ غَوَاصًا يَفُوسُ فَيُخْرِجُ أَحْسَنَ الدُّبَاتِ وَالْيَاقُوتِ - (جلد ص ۱۱)

حرب نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن ابی العثم نے کہا کہ ابو حنیفہ غوطہ خور تھے وہ غوطہ لگا کر عمدہ موتی وریاقوت نکالتے تھے۔

یعنی سوچ کر دقیق مسائل بیان کرتے تھے۔

قَالَ صَالِحُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنبَأَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ زُفْرَ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا تَكَلَّمَ خِيلَ إِلَيْكَ أَنْ مَلِكًا يَلْقَنَهُ - (جلد ص ۱۱)

صالح بن سعید نے کہا کہ صالح بن محمد نے زفر سے سنا وہ کہہ رہے تھے، ابو حنیفہ جب کلمہ فرماتے تھے ہم یہ سمجھتے کہ فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ كُنْزَ الْعِلْمِ مَا كَانَ يَصْعَبُ الْمَسَائِلَ عَلَى أَعْلَمِ النَّاسِ فَهُوَ كَانَ سَهْلًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ -

علی بن ہاشم نے کہا کہ ابو حنیفہ علم کا خزانہ تھے جو مسائل خوب بڑے عالم پر مشکل ہوتے تھے

آپ پر آسان ہوتے تھے۔

قَالَ بَشْرُ بْنُ بَحِيٍّ سَمِعْتُ أَبَا مَعَاوِيَةَ الضَّرِيرَ وَهُوَ مِنْ أَجَلَّةِ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَعْلَمَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْغَلْبَةَ وَلَا يَقْهَرُ عِنْدَ الْمُجَادَلَةِ وَلَا أَحْلَمَ مِنْهُ عِنْدَ الْمُنَازَعَةِ. (جلد ص ۱۳۱)

بشر بن بھینی نے کہا میں نے کوفہ کے جلیل القدر فرد ابو معاویہ ضریر سے سنا، وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں پایا، ان پر کسی کے غالب آنے کا کھٹکانہ تھا۔ مجادلہ کے وقت غصہ نہیں کرتے تھے اور مناظرہ میں ان سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِيَمَانُ بْنُ شَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قَالَ أَبُو يُوسُفَ بَعْدَ أَنْ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَكْثَرْتُ قُلْتُ لَا أَنْبَلُ فِي بَلَدٍ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ فَنُخِرْتُ إِلَى بَعْضِ السَّوَادِ قَالَ فَنَزَلْتُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا يُوسُفَ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ يَتَوَضَّأُ عَلَى شِدِّ الْفِرَاتِ فَاَنْكَسَرَتْ جِرَارٌ مِنْ خَمْرٍ وَالرَّجُلُ مِنْ تَحْتِ الْجَرِيَةِ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ أَنَّ أُجَيْبَةَ نَقَلَتْ لِلغُلَامِ شِدَّ فَلَيْسَ نَعْلَمُ إِلَّا فِي بَلَدٍ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ فَلَمَّا صُرْتُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ أَيْبَنَ كُنْتُ فَأَخْبَرْتُهُ أَخْبَرَ قَالَ فَضِحْتُ وَقَالَ مَا دَرَيْتُ مَا تُجِيبُهُ قُلْتُ وَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أُجِيبُ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتَ رِيحَهُ أَوْ طَعْمَهُ وَالْأَقْلَامُ عَلَيْكَ. (جلد ص ۱۳۲)

عبد اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن شیب کیسانی نے کہا، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ ابو یوسف نے کہا کہ جب میں نے ابو حنیفہ سے کافی علم حاصل کر لیا خیال آیا کہ ابو حنیفہ کے شہر میں میری قدر نہ ہوگی لہذا میں کوفہ کے بعض مضافات کی طرف گیا اور ایک جگہ اترا ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا، اے ابو یوسف۔ ایک شخص دریائے فرات کے کنارے وضو کر رہا تھا، اس سے اوپر کی طرف ایک بڑا خم شراب کا ٹوٹ گیا وہ شراب ملا پانی اس پر آیا بتاؤ اس کا وضو ہوا یا نہیں۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں کچھ جواب نہ دے سکا اور میں نے لڑکے (غلام) سے کہا سامان باندھو ہمارے لئے وہی شہر صلاحیت رکھتا ہے جس میں ابو حنیفہ کا قیام ہوا، اور جب میں ابو حنیفہ کے پاس پہنچا، آپ نے پوچھا کہاں گئے ہوئے تھے، میں نے واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا تم جواب نہ دے سکتے۔ ابو یوسف نے کہا میری سمجھ میں کچھ نہ آیا میں جواب کیا دیتا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر شراب کی بو یا اس کے مزے کا اثر پانی میں ہو تو وضو نہیں ہوا درنہ کچھ نہیں۔

قَالَ الْمُحَادِدُ بْنُ سَابِقِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ يَقُولُ سَأَلَنِي أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبِيثًا. مَا مَعْنَاهُ فَجَعَلْتُ أَقُولُ فِيهِ أَقَادِمِلَ لِأَرْضَاهَا
فَقُلْتُ لَهُ رَحِمَكَ اللهُ مَا مَعْنَاهُ عِنْدَكَ فَقَالَ مَعْنَاهُ إِذَا كَانَ جَارِيًا فَتَمَّتْ إِلَيْهِ فَقَبَلْتُ رَأْسَهُ
وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ وَأَرْسَلْتُ عِبْرَتِي مِنَ السَّرُورِ. (جلد ۱ ص ۱۱۱)

مخاربن سابق منظر بیان کرتے ہیں میں نے ابو یوسف سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے ابوحنیفہ
نے دریافت کیا کہ ارشاد نبوی۔ جب پانی دو قند ہو تو وہ نجس کا حامل نہیں ہوتا، کا بیان کیا
ہے، وہ اقوال جو کہے جاتے ہیں ان کا بیان میں نے کیا، لیکن امام ابوحنیفہ نے ان کو پسند نہیں
کیا۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ کے نزدیک اس کا بیان کیا ہے، آپ نے فرمایا۔ اس کا مطلب یہ
ہے جب قلتین کا پانی جاری ہو کہ ایک طرف سے آ رہا ہو اور دوسری طرف سے جا رہا ہو۔ یہ سن کر
میں اٹھا اور میں نے آپ کے سر کو چوما اور آپ کی تعریف کی اور خوشی کے آنسو بہائے۔

قَالَ مَلِيحُ بْنُ دَكَيْعٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ كَانَ وَاللَّهِ أَبُو حَنِيفَةَ عَظِيمَ الْأَمَانَةِ وَكَانَ اللهُ فِي قَلْبِهِ
جَلِيلًا كَبِيرًا عَظِيمًا وَكَانَ يُؤَثِّرُ رِضًا رِبِّهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ؛ وَلَوْ أَخَذَتْهُ السُّيُوفُ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَأَخْتَلَى
رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ رَضَى الْأَبْرَارِ. قُلْتُ - وَأَخْرَجَ هَذَا الْاِحْتِثَاطُ الْإِمَامُ الْاَخْطِيبُ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبُ
التَّارِيخِ عَنْ دَكَيْعٍ أَيْضًا بِهَذَا الْاِسْيَاقِ. (جلد ۱ ص ۱۱۱)

ملیح بن دکیع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قسم اللہ کی امانت میں ابوحنیفہ بہت بلند تھے
ان کے دل میں اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عالی قدر اور عظمت والا تھا وہ ہر شے سے زیادہ اللہ کی رضا کے
طلبگار تھے، چاہے تلوار اور اسے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے وہ اپنے رب کی رضا چھوڑتے
اللہ ان پر رحمت نازل کرے اور ان سے ابرار کی سی رضا مندی سے راضی ہو۔ یقیناً وہ ابرار میں
سے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ امام خطیب ابو بکر مؤلف تاریخ بغداد نے یہ روایت دکیع سے اسی سیاق
سے نقل کی ہے۔

قَالَ النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَقَالَ لَهُ إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ اسْتَعْمَلَ مَالَ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَرَفَعَ إِلَى ابْنِهِ يَتَجَرَّ قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولًا فَدَعَاهُ وَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَيْسَ كَمَا
يَقُولُونَ الْمَالُ عِنْدِي عَلَى اِنْخْتِمِ الْأَوَّلِ فَقَالَ أَنْتَ عِنْدِي أَصْدَقُ وَالْقَوْلُ كَمَا قُلْتَ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ
لَا حَتَّى تَبْعَثَ مَعِيَ رَسُولًا يَنْظُرُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَا أَفْعَلُ فَقَالَ لَا بَدَّ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَرَجَّه
ابْنُ أَبِي لَيْلَى مَعَهُ رَسُولًا. قَالَ فَجَعَلَ أَبُو حَنِيفَةَ يَطْلُبُ بِلِكَ الْوَدِيعَةَ مِنْ بَيْنِ الْوَدَائِعِ حَتَّى

وَجَدْتُكَ الْوَدِيعَةَ فَإِذَا هِيَ مَخْتُومَةٌ كَهَيْئَتِهَا قَالَ فَبَاءَ الرَّسُولُ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْوَدِيعَةَ بِعَيْنِيهَا مَخْتُومَةٌ وَعِنْدَهُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْوَدَائِعِ مَا لَا يُحْتَاجُ إِلَى هَذِهِ -

(ج ۱ ص ۲۱)

نضر بن محمد کا بیان ہے کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ابوحنیفہ نے ایک شخص کی امانت کو اپنے بیٹے کو دی ہے تاکہ وہ اس سے تجارت کرے۔ ابن ابی لیلیٰ نے آدمی کو بھیج کر ابوحنیفہ کو بلایا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، اس کی بات درست نہیں میرے پاس اس شخص کی امانت اسی گھر سے رکھی ہوئی ہے جو پہلے دن کی تھی، قاضی نے کہا تم سچے ہو اور حقیقت امر وہی ہے جو تم نے کہی ہے، ابوحنیفہ نے کہا میرے ساتھ آدمی کو بھیجو تاکہ اس امانت کو دیکھے۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے انکار کیا لیکن آپ کے اصرار پر آدمی بھیجا پڑا اور وہاں کافی تلاش کے بعد امانتوں میں سے وہ امانت ملی اور وہ سر بہ مہر تھی۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس کو دیکھا اور جا کر ابن ابی لیلیٰ سے کہا۔

قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَّالِ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ آيَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ فِي الشَّرِّ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ فِي الْخَيْرِ فَقَالَ اسْكُتْ يَا هَذَا، فَإِنَّهُ يُقَالُ غَايَةٌ فِي الشَّرِّ، آيَةٌ فِي الْخَيْرِ - ثُمَّ تَلَاهُ هَذِهِ الْآيَةَ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ دَامَةَ آيَةٍ - (ج ۱ ص ۲۱)

ابراہیم بن عبد اللہ خللال نے کہا میں نے ابن مبارک سے سنا انہوں نے کہا کہ ابوحنیفہ ایک آیت تھے۔ کسی نے کہا اے ابو عبد الرحمن وہ شر میں آیت تھے یا خیر میں، آپ نے فرمایا۔ ارے چپ۔ شر میں غایت بولا جاتا ہے اور خیر میں آیت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ہم نے ابن مریم اور ان کی ماں کو آیت بنایا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ عَنْ بَشْرِ بْنِ مُوسَى أَنَّهُ كَانَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقَرَّبِيِّ إِذَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَاهَانِ شَاهٍ -

محمد بن بشر نے بشر بن موسیٰ سے بیان کیا کہ ابو عبد الرحمن مقری جب ہم سے ابوحنیفہ کی روایت بیان کرتے تھے، کہتے تھے ہم سے بادشاہوں کے بادشاہ نے بیان کیا ہے

قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ حَسَنٍ قَدْ قَالَهُ أَبُو حَنِيفَةَ - (ج ۱ ص ۲۱)

یحییٰ بن معین نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہہ رہے تھے، کتنی ہی اچھی باتیں ہیں کہ ابوحنیفہ نے کہی ہیں۔

قال احمد بن علي القاضي سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول لا تكذب والله ما سمعنا من رأي أبي حنيفة فقد أخذنا بأكثر أقواله يقال يحيى بن معين وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى إلى قول الكوفيين ويختار قوله من أقوالهم ويستتبع رأيه من بين أصحابه - (ج ٢ ص ٢٤)

احمد بن علی قاضی نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا وہ کہہ رہے تھے ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ اللہ کی قسم ہے۔ ہم نے ابوحنیفہ کی جو آراء سنی ہیں ان میں سے بیشتر کو ہم نے لیا ہے اور یحییٰ بن سعید فتویٰ دینے میں کوفیوں کا قول اور ان میں سے ابوحنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور ان کی رائے کی پیروی کرتے تھے۔

قال الشافعي ما رأيت أحدا أفقه من أبي حنيفة قال الحافظ الخطيب أراد بقوله ما رأيت ما علمت لأنه ولد في السنة التي توفي فيها رحمها الله - (ج ٢ ص ٢٤)

شافعی نے کہا میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ فقہ والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ دیکھنے سے مراد علمی دیکھنا ہے کیونکہ شافعی کی ولادت ابوحنیفہ کی وفات کے سال ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحمت نازل کرے۔

قال عبد المجيد بن عبد العزيز بن ابي رواد قال كان ابي اذا اشتبه عليه شيء من امر دينه كتب به الى ابي حنيفة ولما ارتحلت الى ابي حنيفة حملني مسائل اليه اسأله عنهما وكان ابوحنيفة اذا قدم مكة لا يفارقه ابي وكان يقتدى به في امور دينه - (ج ٢ ص ٢٤)

عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا۔ میرے والد کو جب کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوتا تھا وہ ابوحنیفہ کو اس کے متعلق لکھتے اور جب میں ابوحنیفہ کے پاس گیا انہوں نے مسائل لکھ کر مجھے دیئے تاکہ میں ان مسائل کے متعلق ابوحنیفہ سے پوچھوں اور جب ابوحنیفہ مکہ مکرمہ آتے تھے، میرے والد ان سے الگ نہیں ہوتے تھے، میرے والد اپنے امور میں ابوحنیفہ کی اقتدا کیا کرتے تھے۔

قال شعيب بن ابراهيم قال عبد العزيز بن ابي رواد بيننا وبين الناس ابوحنيفة فمن احبه وتولاه علمنا انه من اهل السنة ومن ابغضه علمنا انه من اهل البدعة قلت وعبد العزيز هذا من شيوخ ابي حنيفة المكيين قد كثر عنه في مسنده - (ج ٢ ص ٢٤)

شعیب بن ابراہیم نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا کہ ہمارے اور لوگوں کے

درمیان ابوحنیفہ کی ذات ہے، جس نے اُن سے محبت کی اور اُن کا دم بھرا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے اُن سے عداوت کی ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ علامہ سرفق نے کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ عبدالعزیز بن رواد امام ابوحنیفہ کے کئی شیوخ میں سے ہیں، امام نے اپنی مسند میں ان سے بہ کثرت روایت کی ہے۔

قَالَ عَبْدُ الْمُجِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُوَادٍ كُنَّا مَعَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ جُلُوسًا فِي الْبَحْرِ فَجَاءَ أَبُو حَنِيفَةَ فَسَلَّمَ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ جَعْفَرٌ وَعَانَقَهُ وَسَائِلُهُ حَتَّى سَأَلَهُ عَنِ الْخَدَمِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لَهُ بَعْضُ أَهْلِ يَأْتِيَنَّ رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَاكَ تَعْرِفُ الرَّجُلَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحْمَقَ مِنْكَ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَدَمِ وَتَقُولُ تَعْرِفُ هَذَا، هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَفْقِهِ أَهْلُ بَلَدِهِ۔

عبدالمجید بن عبدالعزیز بن رواد نے بیان کیا کہ ہم حضرت جعفر صادق بن محمد باقر کے ساتھ خطیم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوحنیفہ آئے اور انہوں نے حضرت جعفر کو سلام کیا اور حضرت جعفر نے ان کو سلام کیا اور ابوحنیفہ سے بغلگیر ہوئے (معانقہ کیا)، اور اُن کی اور ان کے خدم کی خیریت دریافت کی اور جب ابوحنیفہ چلے گئے، حضرت جعفر کے بعض رفقاء نے کہا۔ اے فرزند رسول اللہ میرا خیال ہے کہ آپ اس شخص کو نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے تم جیسا بے وقوف نہیں دیکھا ہے، میں ابوحنیفہ سے ان کے خدمتگاروں تک کی خیریت پوچھتا ہوں اور تم یہ بات کہہ رہے ہو، یہ ابوحنیفہ اپنے ملک کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ فَحَمُودُ بْنُ شُرَيْبٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ شَاهِ مَرْدَانَ. قُلْتُ. وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمَقْرِي مِنْ حُفَاظِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَكَبَرَاءُ بِهِمْ أَكْثَرُ عَنِ ابْنِ حَنِيفَةَ الرَّوَايَةِ فِي الْحَدِيثِ. (جامع ۲)

عبداللہ بن صالح نے کہا کہ محمود بن شریک نے بیان کیا کہ عبداللہ بن یزید نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابوحنیفہ شاہ مردان نے میں کہتا ہوں کہ عبداللہ بن یزید ہی ابو عبدالرحمن مقری ہیں جو کہ حدیث کے حفاظ اور کبار میں سے تھے، انہوں نے کثرت سے روایت حدیث ابوحنیفہ سے کی ہے۔

قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ مَالِكُ رُبَّمَا اسْتَبْرَبَ بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْمَسَائِلِ. (جامع ۲)

اسماعیل بن محمد نے کہا کہ اسحاق بن محمد نے بیان کیا کہ امام مالک مسائل میں بسا اوقات

امام ابو حنیفہ کے قول کا اعتبار کرتے تھے۔

قَالَ يُونُسُ بْنُ بَكِيرٍ قَدَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوفَةَ فَكُنَّا نَسْمَعُ مِنْهُ الْمَغَازِي وَرَكَازًا رَأَى أَبَا حَنِيفَةَ
فِي مَائَتَيْنِ الْإِيَّامِ وَيُطِيلُ الْمَكْتَ عِنْدَهُ وَيَجَارِيهِ فِي مَسَائِلِ تَنْوِيهِ. (ج ۳ ص ۳)

یونس بن بکیر نے کہا کہ محمد بن اسحاق کی کوفہ آمد ہوئی اور ہم ان سے منگاری سنتے تھے وہ ان ایام میں
ابو حنیفہ کی زیارت کو آتے تھے اور کافی دیر تک بیٹھتے تھے جو مسائل ان کو پیش آتے ان کا ذکر کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ رَأَيْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ قَائِلًا لِبِضَاعِ بْنِ عَبْدِ أَبِي حَنِيفَةَ
يَمْشِيَانِ فَلَمَّا بَلَغَا الْمَسْجِدَ قَدَّمَ أَبُو حَنِيفَةَ فَسَمِعَتْ أَبَا حَنِيفَةَ لَمَّا دَخَلَ مَسْجِدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ هَذَا مَوْضِعُ الْأَمَانِ فَأَمِنِي مِنْ عَذَابِكَ وَتَجَنَّبِي مِنَ النَّارِ. (ج ۳ ص ۳)

محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک نے بیان کیا کہ میں نے مالک بن انس کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ کا ہاتھ
پکڑے ہوئے چل رہے تھے جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف پہنچے میں نے
دیکھا کہ ابو حنیفہ کو آگے بڑھایا اور میں نے ابو حنیفہ کو جب وہ مسجد شریف میں داخل ہوئے یہ کہتے سنا۔
ساتھ نام اللہ کے یہ مقام ہے امان کا مجھ کو اپنے عذاب سے مامون رکھو اور مجھ کو آگ سے نجات دے۔

قَالَ نَصِيرُ بْنُ بَحْيَى سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ
الْمَاجِشُونِ يَقُولُ قَدَّمَ أَبُو حَنِيفَةَ الْمَدِينَةَ فَكَلَّمْنَا فِي مَسَائِلِهِ فَكَانَ يُجِيبُ بِمَجْزُؤِ حَسَنِ فَلَا عَيْبَ
عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ لِأَنَّا كَلَّمْنَا بِالرَّأْيِ وَاحْتِجَّوْهُ. (ج ۳ ص ۳)

نصیر بن بحیی نے کہا میں نے خالد بن ایوب سے سنا، انہوں نے کہا میں نے عبدالعزیز بن
ابی سلمہ الماجشون سے سنا کہ ابو حنیفہ مدینہ منورہ آئے اور ہم نے ان سے ان کے مسائل میں بات
کی، وہ اچھی دلیلوں سے استدلال کرتے تھے لہذا اس امر میں ان پر کوئی عیب نہیں ہے کیوں کہ ہم
سب بھی رائے سے بات کرتے ہیں اور اس کے لئے مجتہد لائے ہیں۔

یہ عاجز ابوالحسن زید کہتا ہے الموفق کی مناقب کے طبع کرنے والے نے حاشیہ میں الماجشون کے
متعلق لکھا ہے: "هو المديني الفقيه أحد الأعلام عن أبيه وعن الزهري وعنه الليث وابن مهدي
وثقه ابن سعد وابن حبان كذا في الخلاصة۔"

آپ مدینہ کے ہیں اور فقیہ ہیں۔ آپ اعلام میں سے ایک فرد ہیں، اپنے والد سے اور زہری
سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے لیث اور ابن مہدی نے روایت کی ہے، آپ کو ابن سعد اور ابن
جان نے ثقہ قرار دیا ہے (الخلاصہ)

علامہ ماجنون کا قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی یاد دلاتا ہے، علامہ ابن شبرہ نمیری بصری (۲۶۲) نے کتاب تاریخ مدینہ لکھی ہے۔ سید حبیب محمود نے جلد میں اس کتاب کو طبع کیا ہے۔ جلد دوم کے صفحہ ۶۹۳ میں لکھا ہے۔

ولایۃ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، القصار۔

عَنْ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا كَثُرَ عَلَيْهِ الْخُصُومُ صَرَفَهُمْ إِلَى زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ رَجُلًا مِّنْ صَرْفِهِ إِلَى زَيْدٍ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ قَالَ قَضَيْتُ عَلَىٰ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْقَضِيْتُ لَكَ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكَ وَأَنْتَ أَدْوَىٰ بِالْأَمْرِ قَالَ لَوْ كُنْتُ أَرَدْتُ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ وَسَنَةِ نَبِيِّهِ فَعَلْتُ وَلَكِنِّي إِنَّمَا أَرَدْتُ إِلَىٰ سِرَائِي وَالرَّأْيِ مُشِيرًا

قصار کا عہدہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حفص بن عمر نے کہا جب لوگوں کے مقدمات بہت ہو جاتے تھے تو آپ ان کو حضرت زید کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر کی ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جس کو آپ نے حضرت زید کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا۔ مقدمہ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو تمہارے حق میں کرتا۔ اس نے کہا۔ آپ کو کیا بات دکھتی ہے کہ فیصلہ کریں آپ تو امیر المؤمنین ہیں، آپ نے فرمایا اگر میں اللہ کی کتاب کی طرف یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی طرف لوٹاتا تو میں اس مقدمہ پر نظر ثانی کر کے لوٹاتا لیکن اب میری رائے ہے اور کیا وجہ ہے کہ میں قاضی کی رائے کو رد کروں اور اپنی رائے کو نافذ کروں۔ رائے تو مشیر ہے۔

کاش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر علماء کی نظر رہتی۔

قَالَ مُوسَىٰ بْنُ نَصْرٍ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ كَانَ الْمُغِيرَةُ يُلُومُنِي إِذَا لَمْ أَحْضُرْ مَجْلِسَ أَبِي حَنِيفَةَ وَيَقُولُ لِي الزُّمَّةُ وَلَا تَغِبْ عَنِّي مَجْلِسِهِ فَإِنَّا كُنَّا نَجْتَمِعُ عِنْدَ حَمَادٍ قَلَمٌ يَكُنْ يَفْتَحُ لَنَا مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ يَفْتَحُهُ - (حد ۳۵)

موسیٰ بن نصر نے کہا میں نے جریر سے سنا وہ کہتے تھے کہ مغیرہ مجھ کو ملامت کرتے جب میں ابوحنیفہ کے حلقہ میں نہیں جاتا تھا وہ مجھ سے کہتے کہ ان کی مجلس کے ہو جاؤ، تاخیر نہ کرو، ہم حماد کے پاس اکٹھے ہوتے تھے لیکن وہ ہمارے ساتھ ایسے نہیں کھلتے تھے جیسا کہ وہ ابوحنیفہ کے ساتھ کھلا کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ الْكُوفِيُّ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ كَانَ ابْنُ أَبِي بِلَالٍ يُحَدِّثُ أَبَا حَنِيفَةَ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ

رِجَالِهِ. (جلد ۳ ص ۳)

احمد کوفی نے کہا کہ ابو معاویہ نے کہا کہ ابن ابی بلی ابوحنیفہ سے حد کیا کرتے تھے لیکن وہ ان کے مقابلہ کے نہیں تھے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ رَقِيبَةَ بْنَ مَسْقَلَةَ يَقُولُ خَاصُّ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْعِلْمِ خَوْضًا

لَمْ يَسْبِقْ إِلَيْهِ أَحَدٌ فَادْرَكَ مَا أَرَادَ. (جلد ۳ ص ۳)

ابراہیم بن یزید نے کہا میں نے رقیبہ بن مسقلہ کو کہتے سنا کہ ابوحنیفہ علم کی اتنی گہرائی میں سینے

کر ان سے پہلے کوئی وہاں تک نہ پہنچا تھا لہذا جو چاہتے تھے وہ پایا۔

قَالَ حَسَنُ بْنُ زِيَادٍ كَانَ مَسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ يَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ وَأَبُو حَنِيفَةَ

فِي نَاحِيَةِ آيْضًا وَأَصْحَابُ كَانُوا يَتَفَرَّقُونَ فِي حَوَاطِئِهِمْ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ثُمَّ يَجْتَمِعُونَ إِلَيْهِ فَيُحَدِّثُونَ

لَهُمْ فَمِنْ بَيْنِ مَسَائِلٍ وَمِنْ بَيْنِ مُنَاطِرٍ وَيَرْفَعُونَ الْأَصْوَاتَ حَتَّى يَسْكُتُونَ لِكثْرَةِ مَا يَخْتَجِمُ لَهُمْ

فَكَانَ مَسْعَرُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَسْكُنُ اللَّهُ بِهِ هَذِهِ الْأَصْوَاتَ لِعَظِيمِ الشَّانِ فِي الْإِسْلَامِ (جلد ۳ ص ۳)

حسن بن زیاد نے کہا کہ مسعر بن کدام مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھتے تھے اور ایک گوشہ

میں ابوحنیفہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے اصحاب صبح کی نماز کے بعد اپنی غروریات کے سلسلہ میں چلے جاتے

تھے اور پھر ان کی آمد ہوتی تھی اور امام ابوحنیفہ ان کے پڑھانے کو بیٹھتے۔ ان میں سے کوئی کچھ دریاہ

کرتا تھا کوئی مناظرہ کرتا تھا اور ان کی آوازیں بلند ہو جاتی تھیں اور جب امام ابوحنیفہ کثرت سے

ان کے سامنے دلیلیں پیش کرتے تھے وہ سب آوازیں بند ہو جاتی تھیں، یہ دیکھ کر مسعر کہتے تھے۔

جس شخص سے اللہ تعالیٰ ان آوازوں کو تسکین دیتا ہے، وہ یقیناً اسلام میں بڑی شان والا ہے۔

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ كَانَ مَسْعَرٌ إِذَا رَأَى أَبَا حَنِيفَةَ قَامَ لَهُ وَإِذَا جَلَسَ مَعَهُ جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ

وَكَانَ يُجَلِّلُهُ مَا ثَلَا إِلَيْهِ مِثْلًا عَلَيْهِ. قُلْتُ وَكَانَ مَسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ أَحَدَ مَفَاخِرِ الْكُوفَةِ فِي حِفْظِهِ

وَرَهْبِهِ وَكَانَ مِنْ شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ. رَوَى عَنْهُ فِي مَسْنَدِهِ. (جلد ۳ ص ۳)

ابن مبارک نے بیان کیا کہ جب مسعر ابوحنیفہ کو دیکھتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جب

آپ کے پاس بیٹھتے تھے وہ آپ کی تعظیم کرتے تھے، آپ کی طرف مائل تھے، آپ کی تعریف کرتے

تھے (علامہ موفق کہتے ہیں) مسعر بن کدام کوفہ کے مفاخر میں سے ایک سفخرہ تھے۔ کیا اپنے حفظ

میں اور اپنے زہد میں اور آپ ابوحنیفہ کے شیوخ میں سے تھے۔ ابوحنیفہ نے اپنی مسند میں آپ سے

روایتیں کی ہیں۔

قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا يَحْيَى الْجَمَانِيَّ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ الْمَدَنِيُّ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ
أَفْقَهُ مِنْ حَمَّادٍ وَأَفْقَهُ مِنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَفْقَهُ مِنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدَ. (ج ۱ ص ۱۰۰)

قاسم بن عباد نے اس شخص سے سنا جس نے ابو یحییٰ جمانی سے سنا کہ عثمان مدنی نے کہا۔
ابو حنیفہ زیادہ فقیہ تھے حماد سے اور زیادہ فقیہ تھے ابراہیم سے اور زیادہ فقیہ تھے علقمہ اور اسود سے۔

قَالَ مُوسَى بْنُ سَلِيمَانَ الْجَوْزَجَانِيَّ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ
كُتِبَ وَأَثَارُهُ فَمَا رَأَيْتُ أَذْكَى قَلْبًا مِنْهُ وَلَا أَعْلَمَ بِمَا يَفْسِدُ وَيَعْمُرُ فِي بَابِ الْأَحْكَامِ مِنْهُ. (ج ۱ ص ۱۰۰)

موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے بیان کیا کہ میں نے حفص بن غیاث سے سنا کہ میں نے ابو حنیفہ
سے آپ کی کتابیں اور آثار سنے ہیں۔ میں نے آپ سے زیادہ دل کا ہوشیار اور احکام میں صحیح اور فاسد
کا جاننے والا نہیں دیکھا ہے۔

قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ سَلِيمَانَ أَدْرَابِنُ مُقَاتِلٍ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ كَتَبْتُ كُتُبَ أَبِي حَنِيفَةَ
غَيْرَ مَرَّةٍ، كَانَ يَقَعُ فِيهَا زِيَادَاتٌ فَالْتَبَهَا، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَقَعُ فِي أَبِي حَنِيفَةَ
وَيَذْكُرُهُ بِسُوءٍ فَإِنَّهُ خَبِيثٌ الْعِلْمِ فَلَا تَعْبَاهُ، وَكَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا ذَكَرَ أَبَا حَنِيفَةَ بَكَى لِحُبِّهِ. (ج ۱ ص ۱۰۰)

مقاتل بن سلیمان یا ابن مقاتل نے کہا کہ میں نے ابن مبارک سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں
نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو ایک بار سے زائد لکھا ہے کیونکہ ان میں زیادتی ہوتی رہتی تھی، تم اگر کسی کو
دیکھو کہ وہ ابو حنیفہ پر اعتراضات کرتا ہے اور ان کو بڑائی سے یاد کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ شخص کم علم
ہے اس کی معلومات کا دائرہ تنگ ہے لہذا اس کا خیال نہ کرو اور ابن مبارک ابو حنیفہ کو یاد کر کے
رویا کرتے تھے۔

سَمِعْتُ الْفَتْحَ بْنَ عَمْرٍو وَالْوَرَّاقَ يَقُولُ كُنْتُ بِمَرَوْ أَيَّامَ النَّضْرِ بْنِ شَمِيْلٍ فَبَعَثُوا بِكُتُبِ أَبِي
حَنِيفَةَ إِلَى مَا يَجَارِ فَجَعَلُوا يَفْسِلُونَهَا بِالْمَاءِ فَسَمِعَ بِذَلِكَ خَالِدُ بْنُ صَبِيحٍ وَهُوَ قَاضٍ بِهَا يَوْمَئِذٍ

فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ صَبِيحٍ وَآلُ صَبِيحٍ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ وَكَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ فِي آلِ صَبِيحٍ يَوْمَئِذٍ
خَمْسُونَ رَجُلًا أَوْ أَكْثَرَ مِمَّا يَصْلِحُونَ لِلْقَضَاءِ وَرَكِبَ مَعَ خَالِدِ بْنِ صَبِيحٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رُسْتَمٍ وَسَهْلُ

بْنُ مَزَاهِمٍ فَكَلِمَةٌ يُعْنَى الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ فَقَالَ لَيْسَ دَاخِلًا مِنْ كَلَامِي حَتَّى أَدْخَلَ عَلَى الْخَلِيفَةِ
فَأَخْبَرَهُ، فَقَدْ دَخَلَ عَلَى الْمَأْمُونِ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ وَمَنْ هَؤُلَاءِ، فَقَالَ هَؤُلَاءِ الْأَحْدَاثُ

إِسْمَاقُ بْنُ رَاهَوِيَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ إِلَّا أَنَّ النَّضْرَ بْنَ شَمِيْلٍ فِيهِمْ قَالَ وَهَذَا خَالِدُ بْنُ

صبيح وسهل بن مزاحم و ابراهيم بن رستم، فقال غدا اجمع هؤلاء وحتى اكون المحاكم فيما بينكم وانظروا الحجة في يد من هي، فسمع اسحاق واصحابه ما قال المأمون فقال غدا من بينكم والنضر بن شمیل كان لا يصاب المأمون لافي الكلام ولا في الحديث فاختره واخذ بن زهير على ان يكلم المأمون فلما اصبحوا اجتمعوا عنده فخرج المأمون فسلم عليهم فاقبل قبل النضر بن شمیل فقال لابي شمي عمدا تم الي كتب ابي حنيفة فبعثتموها الي ما و جاز ففلستموه فنت النضر ولم يحبه فقال احمد بن زهير اتاذن لي يا امير المؤمنين في الكلام حتى اتكلم فقال ان كنت تحسن فتكلم فقال يا امير المؤمنين وجدناها مخالفة لكتاب الله تعالى وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم قال و باي شمي وخالف كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فسأل خالد بن صبيح عن مسئلة ما قال ابو حنيفة فيها فافتى خالد بقول ابو حنيفة فجعل احمد بن زهير يروي عن النبي صلى الله عليه وسلم خلاف ذلك وجعل المأمون يحتمل لابي حنيفة باحاديث لم يكن يعرفها هؤلاء فذا اكثر واكثر من هذا قال المأمون لو وجدناه مخالفا لكتاب الله تعالى وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم ما استعملناه، اياكم ان تعودوا ليشل هذا الوزان الشيم فيكم لتعاقبتكم عقوبة لا تنسون، فخرجوا فكان المأمون بعد ما جلس ببغداد اجلس عنده ما في فقيه وكل من مات منهم يحيى باخر مكانه وهو فقيرهم واعلمهم - (جم ٥٥)

فتح بن عمرو و راق سے میں نے سنا کہ نصر بن شمیل کے زمانہ میں مرو میں تھا وہاں ابو حنیفہ کا کتاب کو ندی پر لے گئے اور ان کو پانی سے دھویا یہ بات خالد بن صبیح نے سنی اور وہ وہاں کے قاضی تھے۔ چنانچہ خالد بن صبیح، فضیل بن سهل (خلیفہ مامون رشید کے وزیر) سے ملنے روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ آل صبیح بھی گئی، کہا گیا ہے کہ اس وقت آل صبیح میں پچاس افراد یا اس سے زیادہ ایسے عالم تھے کہ ان کو قاضی بنایا جائے۔ خالد بن صبیح کے ساتھ ابراہیم بن رستم اور سهل بن مزاحم بھی روانہ ہوئے اس جماعت نے فضل بن سهل سے واقعہ بیان کیا، فضل بن سهل نے کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے، میں خلیفہ کے پاس جاتا ہوں اور ان سے واقعہ بیان کرتا ہوں، چنانچہ وہ مامون کے پاس گئے اور ان کو واقعہ سے آگاہ کیا، مامون نے دریافت کیا کہ یہ جماعت کس کی ہے اور وہ جماعت کیسی ہے فضل بن سهل نے مامون کو بتایا کہ یہ جماعت نو عمروں کی ہے البتہ ان کے ساتھ نصر بن شمیل بھی ہیں اور یہ دوسری جماعت خالد بن صبیح، سهل بن مزاحم اور ابراہیم بن رستم کی ہے۔ مامون نے کہا۔ کل ان دونوں جماعتوں کو بلاؤ تاکہ میں دیکھوں کہ حجت کس کے ساتھ ہے اور میں فیصلہ کروں۔ مامون کی اس بات کو اسحاق

اور ان کے رفیقوں نے سُن لیا، وہ بولے۔ مامون سے کل کون بات کرے گا۔ نصر بن شمیل، مامون سے مبارکباد نہ علمِ کلام میں کر سکتے تھے اور نہ حدیث شریف میں لہذا انہوں نے احمد بن زہیر کو اس کام کے لئے نامزد کیا کہ وہ کل مامون سے گفتگو کریں۔

دوسرے دن یہ سب مامون کے دربار میں جمع ہوئے، مامون آئے اور انہوں نے السلام علیکم کہا اور پھر نصر بن شمیل سے متوجہ ہو کر کہا، کس بنا پر تم لوگوں نے ابوحنیفہ کی کتابوں کو نذر میں دھلوا دیا۔ نصر بن شمیل خاموش رہے اور انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ ان کی جماعت میں سے احمد بن زہیر نے کہا۔ کیا آپ مجھ کو بات کرنے کی اجازت دیں گے، اے امیر المؤمنین۔ مامون نے کہا اگر ڈھب سے بات کر سکتے ہو۔ احمد بن زہیر نے کہا۔ ہم نے ابوحنیفہ کی کتابوں کو اس وجہ سے نذر میں دھلوا دیا کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں۔ مامون نے پوچھا۔ کس بات میں مخالف ہیں۔

احمد بن زہیر نے خالد بن صبیح سے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ خالد نے ابوحنیفہ کے قول سے اس کا جواب دیا، احمد بن زہیر نے حدیث شریف کی روایتیں پڑھیں اور مامون ابوحنیفہ کی تائید میں احادیث پیش کرتے تھے۔ ان لوگوں کو ان احادیث کی خبر تک نہ تھی۔ جب اس بات چیت میں کافی وقت گزر گیا، مامون نے کہا اگر ابوحنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتے ہم ان پر عمل نہ کرتے۔ خبردار جو تم پھر ایسی حرکت کرو۔ اور اگر بڑے (نصر بن شمیل) تمہارے ساتھ نہ ہوتے، میں تم کو ایسی سزا دیتا کہ تم اس کو نہ بھولتے اور پھر سب وہاں سے باہر آگئے۔

مؤلف مقامات علامہ موقوف نے لکھا ہے۔ مامون جب سے بغداد میں بیٹھے ہیں انہوں نے دو سو فقہا کو اپنے پاس رکھا۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تھا اس کی جگہ دوسرے کو مقرر کرتے تھے۔ مامون ان سب سے زیادہ فقہ اور علم رکھتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمَةَ بْنَ سَمْعَانَ بْنِ بَشْرِ يَقُولُ حَضَرْتُ الْمَأْمُونِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَيْلَةَ مِنَ اللَّيَالِي وَكَانَ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ جَعَلَنِي مِنْ خَاصَّةِ نَفْسِهِ وَكَانَ يُقَرِّبُنِي وَيُدْنِي فَمَكَّنَنِي عِنْدَهُ مَنزِلَةً جَلِيلَةً فَكُنْتُ أَحْضَرُهُ فِي الْخَلَوَاتِ وَفِي اللَّيَالِي فَحَضَرَ نَاعِدُهُ لَيْلَةَ مِنَ اللَّيَالِي وَحَضَرَ النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ فَلَمَّا قَرَعْنَا مِنَ الطَّعَامِ قَالَ الْمَأْمُونُ خَرُصُوا فِي الْعِلْمِ قَالَ أَبُو حَازِمَةَ فَقُلْتُ لِلنَّضْرِ مَا تَقُولُ فِي الْإِيمَانِ قَالَ أَقُولُ إِنِّي مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقُلْتُ لَهُ يَا

مَجَّةً قُلْتُ ذَلِكَ قَالَ مِنَ الْكِتَابِ قُلْتُ لَ أُوْرِدُ حَتَّى أَعْلَمَ ذَلِكَ، فَقَالَ، قَالَ اللهُ لِنَبِيِّ لَعْدُحُلْنَ
 الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللهُ آمِينَ، قَالَ أَبُو حَذِيفَةَ، فَقُلْتُ لَ، جِئِن نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى
 رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ دَاخِلًا فِي الْحَرَمِ أَوْ خَارِجًا مِنْهُ فَقَالَ النَّصْرُ كَانَ خَارِجًا مِنَ
 الْحَرَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنْ كُنْتَ خَارِجًا مِنَ الْإِيمَانِ فَاسْتَشْنَاؤُكَ جَائِزٌ، قَالَ فَصِيحُكَ الْمَأْمُونُ وَ
 نَجْدُ النَّصْرِ (ج ۱ ص ۱۵۱)

احمد بن زہیر نے کہا میں نے ابو حذیفہ اسحاق بن بشر سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک رات میں
 امیر المومنین مامون کے پاس گیا، (مامون کے وزیر) فضل بن سہل نے مجھ کو اپنے خاص اصحاب میں
 کر لیا تھا اور وہ مجھ کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے اور نزدیک کرتے تھے، اس وجہ سے مامون کے
 نزدیک میری منزلت ہو گئی، میں ان کے پاس خلوت میں اور رات کی محفل میں حاضر ہونے لگا۔
 ایک رات وہاں حاضر ہوا۔ نصر بن شہیل بھی آئے تھے، کھانے سے فارغ ہوئے تو مامون
 نے کہا، علمی گفتگو کرو۔ ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے نصر سے کہا۔ ایمان کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔
 انہوں نے کہا میں کہتا ہوں۔ میں مومن ہوں اگر اللہ نے چاہا۔ میں نے نصر سے کہا۔ کس ذیل
 سے یہ بات تم نے کہی ہے۔ نصر نے کہا قرآن مجید سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے۔ یقین
 تم داخل ہو رہو گے ادب والی مسجد میں، اگر اللہ نے چاہا، چہن سے ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے
 نصر سے کہا۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں داخل ہو گئے تھے
 یا حرم سے خارج تھے۔ نصر نے کہا۔ آپ حرم سے خارج تھے۔ میں نے نصر سے کہا۔ اگر تم ایمان سے
 خارج ہو تو تمہارا استئنا جائز ہے۔ اس بات سے مامون ہنسے اور نصر خجل ہوئے۔

قَالَ خَالِدُ بْنُ صَبِيحٍ وَقَعَتْ خُصُومَةٌ بَيْنَ قَوْمِ أَشْرَافٍ فَاخْتَصَمُوا إِلَيَّ فَأَمْسَدَتْ
 مَنَازِعُهُمْ وَكُنْتُ سَأَلْتُ الْمُدَّعِيَيْنَ الْبَيِّنَةَ عَلَى دَعْوَاهُمْ وَكَانُوا أَقَامُوا الْبَيِّنَةَ فَلَمْ أَقْبَلْ ...
 بِالْتَّزْكِيَةِ وَالسُّوَالِ عَنِ الشُّهُودِ أَيَا مَا إِرَادَةَ وَقُوعِ الْقَضَائِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَلَمْ يَتَّهَمُوا وَسَأَلَ الْقَوْمَ الَّذِينَ
 أَقَامُوا الْبَيِّنَةَ الْحُكْمَ فَسَأَلْتُ عَنِ الشُّهُودِ فَزَكُوا وَتَضَيَّتْ لَهُمْ، وَكَانَ الْمَأْمُونُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَرْدُ
 فَرَفَعَ الْقَوْمَ الَّذِينَ تَوَجَّهَ عَلَيْهِمُ الْحُكْمُ شَانَهُمْ إِلَى الْمَأْمُونِ وَكَانُوا قَوْمًا أَجَلَةً فَأَرْسَلَ الْمَأْمُونُ
 إِلَيَّ فَخَضَّرْتُ فَقَالَ لِي كَيْفَ لَمْ تَتَّانِ فِي هَذَا الْأَمْرِ وَعَمِلْتَ فِي إِمضَاءِ الْحُكْمِ فَقُلْتُ لَهُ، قَدْ كُنْتُ
 أَخْرَجْتُ ذَلِكَ أَيَا مَا بَعْدَ قِيَامِ الْبَيِّنَةِ لِلْمُدَّعِيَيْنَ رَجَاءً أَنْ يَقَعَ فِيمَا بَيْنَهُمْ إِتْفَاقٌ خَارِجًا مِنَ
 الْحُكْمِ فَلَمْ يَقَعَ وَسَأَلَ الْمُدَّعُونَ الْحُكْمَ فَلَمْ يَسْعَ لِي أَنْ أُوْخِرُ ذَلِكَ فَسَأَلْتُ عَنِ الْبَيِّنَةِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

فَرَكُوا أَن مَضَيْتِ الْحَكْمَ فَطَالَ بِقَوْلٍ مِنْ أَصِيَّتِ، فَفُتَتْ لِأَبِي حَنِيفَةَ هَا عِنَّا قَوْلٌ وَلَا فِي يَوْسُفَ قَوْلٌ
فَقَضَيْتِ بِقَوْلِ أَبِي يَوْسُفَ بِأَنَّ أَرْفُقَ فَقَالَ الْمَأْمُونُ إِنَّ أُرْدَتْ الْإِحْتِيَاظُ وَالنَّجَاةُ بِنَفْسِكَ إِذَا
وَجَدْتَ عَنِ أَبِي حَنِيفَةَ قَوْلًا فِي مَسْئَةٍ فَاحْكُمْ بِهِ وَلَا تَعُدَّ. (ج ١ ص ١٥٩)

خالد بن صبیح نے کہا کہ قبیلہ اشرف (یعنی بنی ہاشم) میں منازعت ہوئی اور وہ میری عدالت
میں مقدم لائے۔ ان کا جھگڑا کافی دن رہا، میں نے مدعیوں سے گواہ طلب کئے، انہوں نے
گواہ پیش کئے، میں نے گواہوں کے متعلق ان کے سچے جھوٹے ہونے کی تحقیقات کچھ دن نہیں کی
اس خیال سے کہ شاید آپس میں ان کی مصالحت ہو جائے، لیکن ان میں مصالحت نہ ہوئی۔ اور
جنہوں نے گواہیاں پیش کی تھیں انہوں نے حکم طلب کیا اب مزید ماننا میرے بس کا نہیں رہا
لہذا میں نے گواہوں کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر اپنا حکم سنا دیا، امیر المؤمنین مامون
مرد میں تھے، جس جماعت کے خلاف میرا حکم تھا انہوں نے مامون سے استغاثہ کیا۔ وہ جماعت
عالی قدر تھی۔ مامون نے مجھ کو طلب کیا، جب میں حاضر ہوا مجھ سے کہا اس جھگڑے کے حکم سنالے
میں تم نے توقف سے کام کیوں نہیں لیا، تم نے کس واسطے حکم جلدی نافذ کر دیا (موفق نے مقدمہ
کے طے کرنے کا بیان جو اوپر گزر چکا ہے پھر لکھا ہے) یہ سن کر مامون نے کہا، تم نے کس کے قول پر فیصلہ
کیا ہے۔ میں نے کہا اس مسئلہ میں ایک قول ابو حنیفہ کا ہے اور ایک ابو یوسف کا ہے۔ چونکہ ابو یوسف
کا قول نرمی لئے ہوئے ہے اس واسطے میں نے ان کے قول پر حکم کیا ہے۔ مامون نے کہا۔ اگر تم
احتیاط کے اور اپنی نجات کے طلب گار ہو، تم کو اگر ابو حنیفہ کا قول ملے اسی پر حکم کرو اور کس
دوسرے کے قول کی طرف نہ جاؤ۔

۲۱۸

۵ فاضل اجل علامہ ابو محمد علی ابن حزم اندلسی قرطبی ظاہری متوفی ۴۵۶ھ نے لکھا ہے۔

جَمَعَ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ جَمْعًا عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ أَدْوَى عِنْدَهُ مِنَ الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ۔

ابوحنیفہ کے تمام اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ ابوحنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث قیاس اور رائے سے ادنیٰ ہے۔

ابن حزم کا یہ قول حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی نے اپنے رسالہ "مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبہ ابو یوسف و محمد بن الحسن" میں "الرأی" کے بیان میں صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے۔



علامہ تقی الدین احمد ابن تیمیہ حرانی دمشقی حنبلی متوفی ۷۲۸ھ نے اپنی کتاب
"منہاج السنۃ النبویہ" کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے۔

وَقَدْ قَالَ الشَّافِعِيُّ، مَنْ أَرَادَ التَّفْسِيرَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى مُقَابِلٍ وَمَنْ أَرَادَ الْفِقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى
أَبِي حَنِيفَةَ، وَمُقَابِلُ بْنُ سَلْمَانَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِهِ فِي الْحَدِيثِ بِخِلَافِ مُقَابِلِ بْنِ حَبَّانٍ فَإِنَّهُ
ثِقَةٌ لَيْكُنْ لَأَرْيِبُ فِي عَمِّهِ بِالتَّفْسِيرِ وَغَيْرِهِ وَإِطْلَاعِهِ كَمَا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ وَإِنْ كَانَ النَّاسُ خَالِفُوهُ فِي
أَشْيَاءَ وَأَنْكَرُوا عَلَيْهَ فَلَا يَسْتَرْيِبُ أَحَدٌ فِي فِقْهِهِ وَفَرْهَمِهِ وَعَلَيْهِ وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ أَشْيَاءَ
يَقْصِدُونَ بِهَا الشَّاعَةَ عَلَيْهِ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا مِثْلَ مَسْئَلَةِ الْخَنْزِيرِ الْبَرِّيِّ وَنَحْوِهَا وَمَا
أَبْعَدُ أَنْ يَكُونَ النُّقْلُ عَنْ مُقَابِلٍ مِنْ هَذَا الْبَابِ۔

اور شافعی نے کہا ہے جو تفسیر کا ارادہ کرے وہ مقاتل کا محتاج ہے اور جو فقہ کا ارادہ کرے
وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے، اور مقاتل بن سلیمان سے اگرچہ حدیث میں احتجاج نہیں کیا جاتا تھا،
بہ خلاف مقاتل بن حبان کے کہ وہ ثقہ تھے، لیکن مقاتل بن سلیمان کی تفسیر وغیرہ کی علمیت میں
کوئی شک نہیں ہے، جس طرح لوگوں نے بعض اشیاء (مسائل) میں ابو حنیفہ سے اختلاف کیا
ہے اور اس وجہ سے آپ پر نکیر کی ہے، لیکن کوئی آپ کی فقہ میں، آپ کے لہجہ میں اور آپ کے علم
میں شک نہیں کر سکتا، لوگوں نے آپ سے باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا
ہے اور یہ آپ پر یقیناً جھوٹ ہے، جیسا کہ خنزیر بری وغیرہ کا مسئلہ ہے۔ اور کچھ بعید نہیں ہے
کہ مقاتل سے بھی اسی طرح کی بے اساس باتیں نقل کی گئی ہوں۔



۱ علامہ حافظ ابو عبد اللہ محمد زبیری شافعی متوفی ۴۳۸ھ نے "مناقب الامام ابی حنیفہ" میں لکھا ہے۔

سَمِعْتُ إِسْمَاقَ بْنَ أَبِي إِسْرَائِيلَ يَقُولُ ذَكَرْتُ قَوْمَ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَ سَفِيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَتَقَفْنَا بَعْضُهُمْ فَقَالَ سَفِيَانُ مَنْ، كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَكْثَرَ النَّاسِ صَلَاةً وَأَعْظَمَهُمْ أَمَانَةً وَأَحْسَنَهُمْ مَرْوَةً؟
اسحاق بن ابی اسرائیل نے کہا کہ سفیان بن عیینہ کے پاس کچھ لوگوں نے ابو حنیفہ کا ذکر کیا، ان میں سے بعض نے آپ کی تنقیص کی، سفیان نے کہا، ایسا نہ کہو، ابو حنیفہ لوگوں میں زیادہ نماز پڑھنے والے اور امانت میں لوگوں سے زیادہ پایہ والے اور ان سے زیادہ مروت والے تھے۔
حَدَّثَنَا الْمُشْتَبِيُّ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ جَعَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى نَفْسِهِ إِنْ حَلَفَ بِاللَّهِ صَادِقًا فِي عَرَضٍ حَدِيثِهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِدِينَارٍ فَكَانَ إِذَا حَلَفَ تَصَدَّقَ بِدِينَارٍ۔

مثنیٰ بن رجا نے کہا کہ ابو حنیفہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ اگر وہ دوران گفتگو میں قسم کھائیں گے ایک دینار صدقہ دیں گے لہذا جب وہ قسم کھاتے تھے ایک دینار صدقہ دیتے تھے۔

رَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لَا يُحْصَوْنَ، فَمِنْ أَقْرَابِهِ ۱۱

ابو حنیفہ سے محدثین اور فقہاء کی جماعت نے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا حدیث کی روایت کی ہے۔

اور آپ کے اقربان میں سے روایت کر لے والے یہ ہیں۔

۱ مغیرہ بن قاسم ۲ زکریا بن ابی زائدہ ۳ مسعر بن کدام ۴ سفیان ثوری ۵ مالک بن مغول

۶ یونس بن ابی اسحاق۔

اور ان کے بعد میں یہ ہیں۔ ۷ زائدہ ۸ شیک ۹ حسن بن صالح ۱۰ ابوبکر بن عیاش ۱۱

عیسیٰ بن یونس ۱۲ علی بن مسہر ۱۳ حفص بن غیاث ۱۴ جریر بن عبد الحمید ۱۵ عبد اللہ بن المبارک ۱۶

ابومعاویہ ۱۷ وکیع ۱۸ محارب ۱۹ ابواسحاق قراری ۲۰ یزید بن ہارون ۲۱ اسحاق بن یوسف آزرق۔

۲۲ مساف بن عمران ۲۳ زید بن الجباب ۲۴ سعد بن سلط ۲۵ مکی بن ابراہیم ۲۶ ابو عامر نبیل

۲۷ عبد الرزاق بن ہمام ۲۸ حفص بن عبد الرحمن سلمی ۲۹ عبید اللہ بن موسیٰ بن ابو عبد الرحمن المقرئ

۳۱ محمد بن عبد اللہ انصاری ۳۲ ابو نعیم ۳۳ ہوزہ بن خلیفہ ۳۴ ابواسامہ ۳۵ ابویحییٰ حماتی ۳۶ ابن نمیر

۳۷ جعفر بن عون ۳۸ اسحاق بن سلیمان رازی "وَعَلَّاقٌ" اور خلق خدا۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسٍ سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ لِأَبِي حَنِيفَةَ إِنَّ اللَّهَ فَانْتَفَضَ وَأَصْفَرَدَ صَرَدٌ وَ

قَالَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا أَحْوَجَ النَّاسُ كُلَّ وَقْتٍ إِلَى مَنْ يَقُولُ لَهُمْ مِثْلَ هَذَا. ۳۹

ہم سے یزید کیت نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو ابو حنیفہ سے کہہ رہا تھا "خدا سے

ڈرو" یہ سن کر ابو حنیفہ کپکپا گئے۔ رنگت زرد پڑ گئی اور سر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر اس شخص سے کہا۔ اللہ

تم کو اچھا اجر دے، کتنی ضرورت ہے ہر وقت لوگوں کے لئے کہ ان سے کوئی یہ کہا کرے۔

قَالَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسٍ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ وَشْتَمَهُ رَجُلٌ وَاسْتَطَالَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ يَا كَاخِرِيَا

يَزِيدُ بِنُ نَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، غَفَرَ اللَّهُ لَكَ هُوَ يَعْلَمُ مِنِّي خِلَافَ مَا أَقُولُ. ۴۰

یزید بن کیت نے کہا میں نے ایک شخص سے سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کو گالی دی اور زبان راندی

کی اور ان کو اے کافر اے زمریق کہا۔ ابو حنیفہ نے اس سے کہا۔ اللہ تیری مغفرت کرے جو تو نے

کہا ہے، اللہ اس کے خلاف میرے متعلق جانتا ہے (یعنی اللہ جانتا ہے کہ میں مسلم اور مومن ہوں)

قَالَ نَصِيرُ بْنُ بَحْيٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ مَا الَّذِي تَقِيحُ عَلَيَّ هَذَا الرَّجُلُ قَالَ الرَّأْيُ قُلْتُ فَهَذَا

مَا لَيْكَ أَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِالرَّأْيِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ رَأَى أَبِي حَنِيفَةَ خَلِدًا فِي الْكُتُبِ قُلْتُ فَقَدْ خَلِدَ رَأْيُ مَا لَيْكَ فِي

الْكِتَابِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَكْثَرَ رَأْيًا مِنْهُ قُلْتُ فَعَلَا مَكَلَمَةً فِي هَذَا مَجْهَدِهِ وَهَذَا مَجْهَدِي، فَسَكَتَ. ۴۱

نصیر بن بحی نے کہا میں نے احمد بن حنبل سے کہا، اس شخص (ابو حنیفہ) کی کیا بات ہے جس کو تم بڑا

سمجھتے ہو، انہوں نے کہا وہ رائے ہے، میں نے ان سے کہا، کیا امام مالک رائے سے نہیں کہتے ہیں انہوں

نے کہا۔ ہاں وہ رائے سے کہتے ہیں لیکن ابو حنیفہ کی رائے کتابوں میں لکھ جانے کی وجہ سے ہمیشہ کے

لئے ثابت ہو گئی ہے، میں نے کہا کہ مالک کی رائے بھی کتابوں میں لکھ جانے کی وجہ سے ہمیشہ کے

لئے رہ گئی ہے۔ انہوں نے کہا ابو حنیفہ کی رائے زیادہ ہے۔ میں نے کہا حصہ رسد ہر ایک پر لغز امن

کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔

وَلِدَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ وَأَنْفَذَ مَا أَوْضَعَهُ مِنَ الدِّينِ الْحَنِيفِيِّ وَأَمَضَاهُ

فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ فِي خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بِالْكُوفَةِ وَذَلِكَ فِي حَيَاةِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَانَ مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِإِحْسَانٍ فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ. ۴۲

آپ (ابو حنیفہ) سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور وہ آپ کو راضی کرے اور آپ نے جو دین حنیف کی وضاحتیں کی ہیں ان کو نافذ کرے اور جاری رکھے۔ سنہ میں جب کہ عبد الملک بن مروان کی غلات تھی اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت باحیات تھی کوفہ میں پیدا ہوئے آپ ان شار اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کے تابعین میں سے تھے، کیونکہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

قَالَ لِيَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ كَيْفَ كَانَ حَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ. قَالَ لَمْ يَكُنْ بِصَاحِبِ حَدِيثٍ. قُلْتُ لَمْ يُصَرِّفِ الْإِمَامُ هَمَّتَهُ لِيَضْبِطَ الْأَلْفَاظَ وَالْإِسْتَادَ وَاتِّمَّامًا كَأَنَّ هَمَّتَهُ الْقُرْآنَ وَالْفِئْتَهُ وَكَذَلِكَ حَالَ كُلِّ مَنْ أَقْبَلَ عَلَىٰ قَبْلِ فَإِنَّهُ يُقْصَرُ عَنْ غَيْرِهِ، مِنْ ثُمَّ لَيْتُوا حَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِنْ أَيْمَنَةِ الْقُرَّاءِ كَحَفْصِ وَقَالُونَ وَحَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ كَابْنِ أَبِي لَيْلَىٰ وَعُثْمَانَ الْبَتِّيَّ وَحَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ الزُّهَّادِ كَفِرْقَدِ السَّنْجِيِّ وَشَقِيقِ الْبَلْبَنِيِّ وَحَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ النَّحَّاءِ وَمَا ذَاكَ لِضَعْفٍ فِي عَدَالَةِ الرَّجُلِ بَلْ لِقَلَّةِ اتِّقَانِهِ لِلْحَدِيثِ، ثُمَّ هُوَ أَنْبَلُ مِنْ أَنْ يَكْذِبَ وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ فِي مَارِدَاهُ عَنْهُ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَزْرَةَ وَغَيْرَهُ. أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعِينٍ. لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ السَّجِسْتَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا لِكَانَ إِمَامًا رَحِمَهُ اللَّهُ أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ إِمَامًا. (ص ۳۲)

یحییٰ بن سعید قطان سے کہا گیا کہ ابو حنیفہ کی حدیث کیسی تھی، انہوں نے کہا، وہ صاحب حدیث نہ تھے۔

میں کہتا ہوں (ذہبی کا بیان) ابو حنیفہ نے اپنی توجہ حدیث شریف کے الفاظ اور اسناد کی طرف صرف نہ کی، آپ کی ہمت قرآن مجید اور فقہ کی طرف متوجہ تھی، یہی کیفیت ہر اس شخص کی جو کرتی ہے جو کسی فن کی طرف متوجہ رہتا ہے وہ دوسرے فن میں کوتاہ رہتا ہے۔ اسی بنا پر محدثین نے ائمہ قراء کی ایک جماعت کی احادیث کو لیتے (کمزور) قرار دیا ہے جیسے امام حفص اور امام قالوں ہیں، اور اسی بنا پر فقہاء میں سے ابن ابی لیلیٰ اور عثمان بنی کی روایات کو اور زاہدوں کی جماعت میں سے فرقد سنہی اور شقیق بلہنی اور علماء رنحو کی ایک جماعت کی روایات کو لیتے (کمزور) قرار دیا ہے۔ ان حضرات کی روایات کی نرمی ان کی عدالت کی ضعف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ احادیث کی طرف زیادہ دھیان نہ دینے کی وجہ سے ہے، حضرت امام بہت بلند تر ہیں جموٹ بولنے سے۔ صالح بن محمد جزرہ وغیر نے ابن معین کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ ثقہ ہیں اور احمد بن محمد بن قاسم

بن محرز نے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ آپ کے قول میں خرابی نہیں ہے۔ امام ابو داؤد سجستانی نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔

قال ابو حسان الزیادی ذی یقوب بن شیبہ مات ابو حنیفہ فی رجب سنۃ ثمانین و مائة و جاء عن بعضهم مات فی شعبان، و فی رجب اصح و بلغنا ان المنصور استہ ام ف سود و مات شهیداً رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابو حسان زیادوی اور یعقوب بن شیبہ نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ کی وفات ماہ رجب سن ایک سو پچاس میں ہوئی ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ماہ شعبان میں وفات ہوئی ہے لیکن زیادہ صحیح ماہ رجب ہے اور ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ منصور نے ان کو زہر دلوایا ہے چنانچہ آپ کا جسم کالا پڑ گیا اور آپ کی موت شہادت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

علامہ ذہبی نے حضرت امام سے دو حدیثیں بسند متصل روایت کی ہیں، ایک حضرت مابز بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور ایک متفقہ نہ کرنے کی، مابز تبرکاً ایک حدیث نقل کرتا ہے۔

بالسند المتصل عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر عن متعة النساء۔

اپنی متصل سند سے ابو حنیفہ سے وہ نافع سے وہ حضرت عبداللہ فرزند حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کرنے کو منع فرمایا ہے۔ علامہ ذہبی نے حضرت امام کے ذکر کو اس مبارک خواب پر ختم کیا ہے۔

عن محمد بن حماد المعصبی قال حدثننا محمد بن ابراہیم اللیثی قال حدثننا حسین الجعفی قال حدثننا عباد اللہ بنی قال رأیت ابا حنیفہ فی النوم فقلت انی ما صرت؛ قال انی سعة رحمیر قلت بالعیم قال ہیجات، للعیم شروط و آفات، فمن من ینبو، قلت فیم ذاک قال یقول الناس فی ما لکم اکن علیہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حسین جعفی نے کہا کہ عباد اللہ بنی نے ہم سے کہا کہ میں نے خواب میں ابو حنیفہ کو دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا پیش آیا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ کی وسیع رحمت پیش آئی۔ میں نے پوچھا، کیا علم کی وجہ سے، آپ نے کہا یہ کہاں، علم کی شرطیں اور آفتیں ہیں، بہت کم اس میں کامیاب ہوتے ہیں، میں نے پوچھا، پھر کس طرح۔ انہوں نے کہا۔ لوگوں کی مجھ پر وہ باتیں جو مجھ میں نہ تھیں، (میری راحت کا سبب بنیں) اور اللہ خوب جانتا ہے درست کو۔

ع حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی الشافعی المتوفی ۸۵۰ھ نے
تَبَيَّنُ الصَّحِيفَةَ فِي مَنَاقِبِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ مِمَّنْ لَهَا بَعْدُ -

قَالَ بَعْضُ مَنْ جَمَعَ مُسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ مِنْ مَنَاقِبِ أَبِي حَنِيفَةَ الَّتِي أَلْفَرَدَ بِهَا اللَّهُ أَوَّلَ مَنْ
دُونَ عِلْمِ الشَّرِيعَةِ وَرَثَتَهُ أَبُو بَاتِمَ تَابَعَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فِي تَرْتِيبِ الْمَوْطُوعِ وَلَمْ يَسِقْ أَبُو حَنِيفَةَ
أَحَدًا لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَتَابَعِينَ لَمْ يَضَعُوا فِي عِلْمِ الشَّرِيعَةِ أَنْوَاعًا مُتَوَاتِرَةً وَلَا كَتَبَ
مُرْتَبَةً وَأَمَّا كَانُوا يَعْتَمِدُونَ عَلَى قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَمَا رَأَى أَبُو حَنِيفَةَ الْعِلْمَ مُسْتَشْرًا وَخَافَ عَلَيْهِ
الضِّيَاحَ دَوْنَهُ فَجَعَلَ أَبْوَابًا وَبَدَأَ بِالطَّبَقَاتِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَاتَّمَاخَتُمُ الْبِتَابَ
بِالْمَوَارِيثِ لِأَنَّهَا أَخْرَجَ أَحْوَالِ النَّاسِ وَهِيَ أَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ وَكِتَابَ الشُّرُوطِ وَهَذَا
قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَأْسُومِيُّ عَنِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ -

بعض افراد جنہوں نے مسند ابی حنیفہ جمع کی ہے ابو حنیفہ کے مناقب میں کہا ہے کہ امام
ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی ترویج کی ہے اور اس کے ابواب قائم کئے
میں اور پھر آپ کی متابعت کرتے ہوئے مالک بن انس نے موطا مرتب کی ہے۔ ابو حنیفہ پر کوئی
سبق نہیں کر سکا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے علم شریعت میں ابواب قائم کئے اور نہ
کتبوں کو مرتب کیا، ان کا اعتقاد قوت حافظہ پر تھا، ابو حنیفہ نے دیکھا کہ علم پھیل رہا ہے اور پھر
اس کے ضائع ہونے کا ہے لہذا آپ نے ابواب قائم کئے اور ابتداً باب الطہارۃ پھر باب الصلاۃ
سے کی، پھر تمام عبادات، پھر معاملات اور پھر موارث کا بیان کیا۔ آپ نے ابتداً عبادت سے پھر
نماز سے کی کیونکہ عبادات میں یہ اہم ہیں اور ختم میراث کے مسائل پر کیا، کیونکہ یہ انسان کا آخری
حال ہے۔ اور ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مرتب کیا،
اسی بنا پر شافعی نے کہا ہے کہ فقہ میں سب ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔

أَخْرَجَ الْحَظِيصِيُّ فِي الْمَتَنِقِ وَالْمَقْرُوقِ عَنِ ابْنِ سُوَيْدِ الْكِنْدِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ وَكَانَ

لی مکرماً، قلت ایہما احب الیک بعد حجۃ الاسلام، الخروج الی الغزاة و الحج قال غزوة بعد حجۃ الاسلام افضل من خمین حجۃ۔ ۳۵

خطیب نے اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں ابن سوید حنفی سے سنا کہ میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا، وہ مجھ پر بہت کرم کرتے تھے، اسلام کا فرض حج کر لینے کے بعد آپ کس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ جہاد کے واسطے جانا یا حج کرنا۔ ابوحنیفہ نے کہا، فرض حج کے بعد ایک مرتبہ جہاد کو جانا پچاس حج سے بہتر ہے۔

رُوی عن کتاب الحافظ ابی بکر محمد بن عمر الجعابی عن اسماعیل بن عیاش قال سمعت الأوزاعی والعمری یقولان، أبو حنیفة أعلم الناس بمعضلات المسائل۔ ۳۵

حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعلابی کی کتاب میں اسماعیل بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی شامی اور عمری سے سنا کہ یہ دونوں صاحبان کہہ رہے تھے سخت اور مشکل مسائل میں ابوحنیفہ سب سے اعلم ہیں۔

رُوی أبو المنظر السمعی فی کتاب الإنصار و أبو اسماعیل السہروردی فی ذمہ الکلام عن نوح الجامع۔ قال قلت لابی حنیفة، ما تقول فیما أخذت الناس من الکلام فی الأعراض والأجسام فقال مقالات الفلاسفة، علیک بالأثر وطریقة السلف وایاک وکل محدثہ فانہا بدعة۔ ۳۵

ابو منظر سمعی نے "انصار" میں اور ابو اسماعیل سہروردی نے "ذم الکلام" میں نوح ابن جامع کا قول لکھا ہے۔ کہ میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا لوگوں نے اعراض و اجسام کی جو بحثیں پیدا کی ہیں اس میں آپ کیا کہتے ہیں، آپ نے کہا یہ مقالات فلسفیوں کے ہیں تم اثر اور سلف کے طریقہ پر قائم رہو اپنے کو ان باتوں سے بچاؤ یہ بدعت ہیں۔

سیوطی نے ابن خسر وکی روایت لکھی ہے کہ اتا زاریب ابو یوسف یعقوب بن احمد نے کہا۔

حسبى من الخیرات ما أعددتہ یوم القیامۃ فی رضی الرحمن

کافی ہیں وہ خیریاں جن کو میں مہیا کر چکا ہوں

دین النبى محمد خیر النورى

اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے

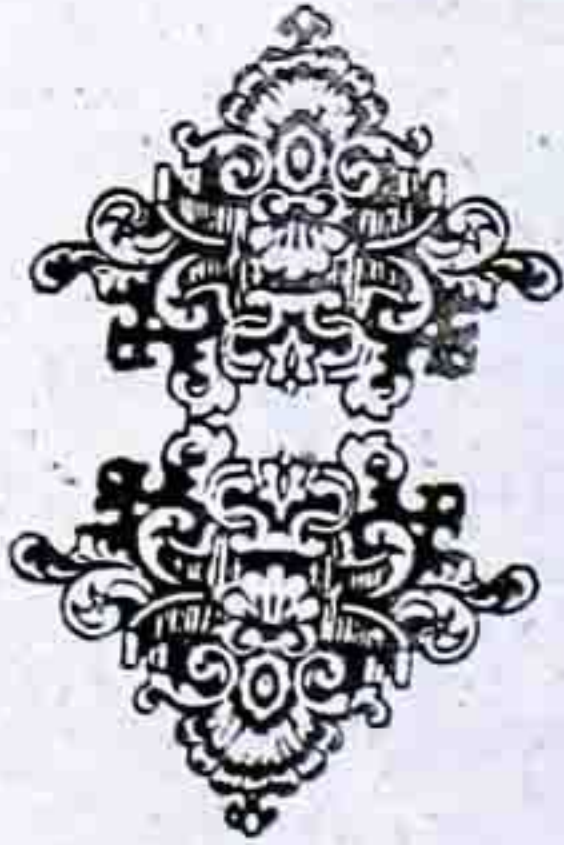
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے

نعم اعتقادى مذهب التعمان

اور امام ابوحنیفہ نعمان کے مذہب کا اعتقاد ہے

سیوطی نے رُئے کے قاضی احمد بن عبدہ کی روایت لکھی ہے کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس تھے کہ آپ نے حضرت ابوحنیفہ سے روایت کردہ حدیث بیان کی، سامعین میں سے کسی نے کہا لا تریڈہ ہم یہ روایت نہیں چاہتے۔ آپ نے فرمایا، اگر تم ان کو دیکھو لیتے، ان کی روایت کو رد نہ کرتے، میں ابوحنیفہ

کے متعلق تم لوگوں سے وہی کہوں گا جو کہ شاعر نے کہا ہے۔
أَقِلُّوا عَلَيْنِهِمْ وَيُنْكُمُ لَّا أَبَا لَكُمْ مِّنَ النَّوْمِ أَوْ سَدُّوا الْمَكَانَ الَّذِي سَدُّوا
تم ان پر اپنی ملامت کم کرو تمہارے لئے ہلاکت ہے تمہارا باپ مرے در نہ تم اس کمی کو پورا کر جس
کو وہ پورا کر گئے تھے۔



۹۔ وَفِیَاتُ الْأَعْيَانِ وَأَنْبَاءُ أَبْنَاءِ الزَّمَانِ

میں علامہ ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلیکان برکی، اردنی شافعی قاضی لقیضاً
متوفی ۱۱۱۱ھ نے پانچویں جلد میں لکھا ہے

یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ قرآن مجید کی قرارات میں حمزہ کی قرارت اور فقہ میں ابو حنیفہ
کی فقہ مجھ کو پسند ہے۔ ص ۲۰۵

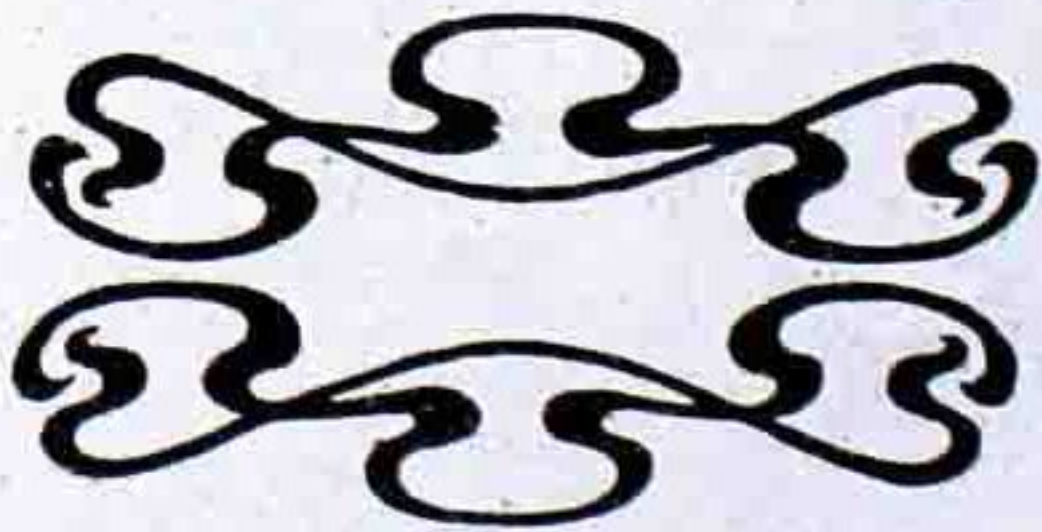
ابن شبرمہ نے کہا ہے۔ كُنْتُ شَدِيدًا لِزُرَّاءِ عَلِيٍّ ابْنِ حَنِيفَةَ۔ میں ابو حنیفہ کی شدت کے
ساتھ تحقیر کیا کرتا تھا۔ میں نے ایام حج میں دیکھا کہ لوگ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ میں وہاں اس طرح
کھڑا ہوا کہ کوئی مجھ کو نہ پہچانے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ان سے کہا۔ میں آپ سے پوچھنے آیا
ہوں۔ میں بہت متفکر اور پریشان ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا، میرا صرف ایک
میٹل ہے جب اس کا عقد زواج کرتا ہوں وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے اور جب لونڈی خرید کر اس
کو دیتا ہوں وہ اس کو آزاد کر دیتا ہے۔ کیا آپ کوئی حیلہ بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا، تم اپنے واسطے
اپنے بیٹے کے پسند کی لونڈی خریدو اور اپنے بیٹے کا نکاح اس سے کر دو۔ اگر تمہارا بیٹا اس کو طلاق
دے وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے گی اور اگر وہ اس کو آزاد کرے وہ کر نہیں سکتا کیونکہ لونڈی تمہارا
مال ہے۔ اگر لونڈی کا بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ہے۔

یہ بیان کر کے ابن شبرمہ نے کہا۔ عَلِمْتُ أَنَّ الرَّجُلَ فَحِيهٖ مِنْ يَوْمِئِذٍ وَكَفَفْتُ عَنْ ذِكْرِهٖ
إِلَّا بِحَئِزٍ۔ میں سمجھ گیا کہ وہ ابتدا ہی سے فحیہ میں اور میں بدگوئی سے رک گیا اور بھلائی سے ان کا ذکر
کرتا ہوں۔ ص ۲۱۱

امام ابو حنیفہ کے مناقب اور فضائل کثرت سے ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں
بہت کچھ کا ذکر کیا ہے اور پھر ایسے امور کا ذکر کیا ہے کہ ان کا ذکر کرنا لائق تھا۔ ابو حنیفہ صیہ کے
دین میں اور ان کے درع اور تحفظ (سلامت روی) میں شک نہیں کیا جاسکتا۔ رہی ان کی عربیت
کی کمزوری کا بیان کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ "ذَكَو قَتْلَهُ بِأَبَا قَبِيْسٍ"۔ تو اس سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے

(ہی لُغَةُ السُّوفِيَّيْنِ) کہ یہ اہل کوفہ کی بولی ہے کہ وہ اسما رستہ کو حالتِ رفع میں اور حالتِ نصب میں اور حالتِ بحر میں الف سے ہی بولتے ہیں۔ لہذا اعتراض ٹھیک نہیں۔
 اور لکھا ہے سلطان ملک شاہ سلجوقی کے مستوفی شرف الملک ابو سعید محمد بن منصور نے ۳۵۴ھ میں حضرت امام کی قبر پر گنبد بنوایا اور شریف ابو جعفر مسعود نے جو بیاضی کے نام سے شہور ہیں یہ دو شعر کہے۔ ۳۱۴

فَجَمَعَهُ هَذَا الْمَغِيبُ فِي النَّحْدِ	أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْعِلْمَ كَانَ مَبْدَأًا
اور اس کو اس ذات نے جو قبر میں پوشیدہ ہے جمع کر دیا	کی تم نہیں دیکھتے کہ علم متشت اور پراگندہ تھا
فَأَنْشَرَهَا فَعَنْ الْعَيْبِ أَبِي سَعْدِ	كَذَلِكَ كَانَتْ هَذِهِ الْأَرْضُ مَيْتَةً
اور اس کو مستعدِ مملکت ابو سعید نے آباد کر دیا	اسی طرح یہ زمین بیکار بڑی تھی



۱۰۔ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس میں علامہ شیخ حسین بن محمد بن حسن الدیاربری نے جلد دوم کے صفحہ ۳۲۶ سے ۳۲۹ تک حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ عاجز اس میں سے کچھ فوائد لکھتا ہے۔ نوابغ الکلم میں لکھا ہے۔

وَدَدَ اللهُ الْأَرْضَ بِالْأَعْلَامِ الْمُنِيفَةِ كَمَا وَدَدَ الْحَنِيفِيَّةَ بِعُنُومِ أَبِي حَنِيفَةَ

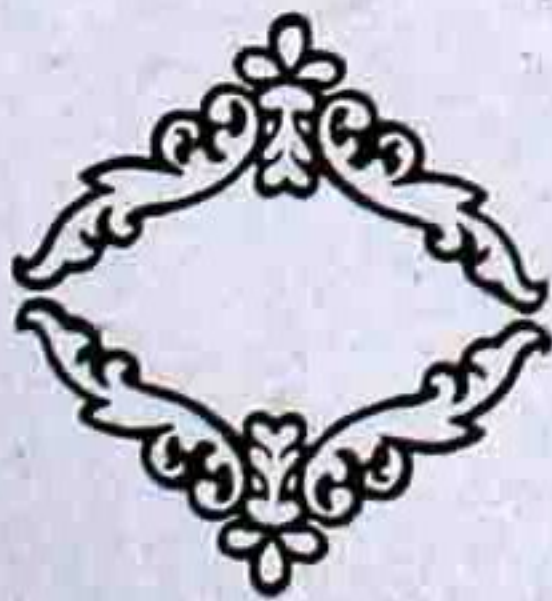
اللہ نے زمین میں بلند پہاڑوں سے کھونٹیاں لگائیں جس طرح ملتِ حنیفیہ کو ابوحنیفہ کے علوم کی کھونٹوں سے برقرار رکھا ہے۔

اور لکھا ہے۔

الْأُمَّةُ الْجَلَّةُ الْحَنِيفِيَّةُ أَرْمَتْهُ الْمِلَّةُ الْحَنِيفِيَّةُ

جلیل القدر حنفی ائمہ حنفی ملت کی باگیں ہیں

عبد الحمید بن عبدالرحمن نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک تارا ٹوٹا اور کہا گیا ابوحنیفہ ہیں پھر دوسرا تارہ ٹوٹا اور کہا گیا یہ مسعر ہیں پھر تیسرا تارہ ٹوٹا اور کہا گیا یہ سفیان ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی وفات اسی ترتیب سے ہوئی۔ ص ۳۲۵



۱۱۔ النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة میں جمال الدین ابوالحسن یوسف بن تغری بردی اتابکی بشیفاوی ظاہری نے لکھا ہے۔ دوسری جلد کے صفحہ ۱۲ سے ۱۵ تک۔

۱۵ھ میں امام اعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابت بن زوطی فقیہ کوفہ اور صاحب مذہب کی وفات ہوئی۔ حماد اور دوسروں سے انہوں نے فقہ حاصل کی اور وہ فقہ اور رای میں ماہر ہوئے، ابن مبارک، شافعی اور یزید بن ہارون کا مدحیہ کلام نقل کیا ہے اور حضرت امام کے زہد و تقویٰ اور عبادت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ خریبی نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ پر رد و نکیر جاہل یا حاسد ہی کر لے اور حفص بن غیاث نے کہا ہے۔ کلام ابی حنیفۃ فی الفقه ذوق من الشعر ولا یعیبہ إلا جاهل کہ فقہ میں ابوحنیفہ کا کلام بال سے باریک تر ہے، جاہل ہی اس پر عیب لگائے گا۔ اور لکھا ہے کہ اعمش سے ایک مسئلہ پوچھا گیا، انہوں نے کہا کہ اس میں درست قول نعمان بن ثابت ہی کا ہے۔ وَأَطْنَه بَوْرِكَ لَه فِي عَمَمِهِ اور میرا خیال ہے کہ ان کے لئے ان کے علم میں برکت دی گئی ہے (یعنی توفیق الہی ان کا ساتھ دے رہی ہے)

اور لکھا ہے۔ وَمَتَابُ أَبِي حَنِيفَةَ كَثِيرَةٌ وَعَمَمُهُ شَرِيْرٌ فِي شَهْرَتِهِ مَا يُعْنِي عَنِ الرَّحْمَةِ فِي ذِكْرِهِ وَلَوْ أَطْلَقَتْ عَنَانَ الْعِلْمِ فِي كَثْرَةِ سُؤْمِيَةٍ وَمَنَاقِبِهِ لَجُمِعَ مِنْ ذَلِكَ عِدَّةٌ مُجَدِّدَاتٍ۔ ابوحنیفہ کے مناقب بہت ہیں، ان کا علم بہت گہرا ہے اور ان کی شہرت کفایت کرتی ہے طوائف سے، اگر میں ان کے علم کثیر اور مناقب غزیر کے بیان کرنے کے سلسلہ میں ڈھیل دے دوں تو کسی جلد میں جاؤں گی۔

مؤلف نے آخر میں ابو جعفر مسعود بیاضی کے دو شعر لکھ کر لکھا ہے۔

أَنْتَ وَأَخْسَنُ مِنْ هَذَا مَا قَالَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي مَدْحِ أَبِي حَنِيفَةَ الْقَبِيْنَةَ
الْمَشْبُورَةَ النَّبِيَّ أَوْ لَهَا۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ غَايَهَا إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ

میں کہتا ہوں ابو جعفر مسعود بیاضی کے دو شعر سے امام عبداللہ بن مبارک کا قصیدہ بہتر ہے جو امام ابوحنیفہ کی مدح میں کہا ہے اور اس کا پہلا شعر یہ ہے۔
مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ نے شہروں اور شہروں میں رہنے والوں کو زینت بخشی۔
مسانید پر کلام کرنے سے پہلے عاجز نے اس مبارک قصیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۱

۱۳۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۲۲ھ نے عقود الجمان میں لکھا ہے۔

رَوَى الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنِ كَاسٍ عَنِ الدَّرَادُرْدِيِّ قَالَ كَتَبَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِلَى خَالِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُضُوفِيِّ سَأَلَهُ أَنْ يُعْجِلَ إِلَيْهِ شَيْئًا مِنْ كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ. فَفَعَلَ. ص ۱۵۸

قاضی ابوالقاسم بن کاس درادردی سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس نے خالد بن محمد قطرافی کو لکھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کی کچھ کتابیں اپنے ساتھ لائیں۔ چنانچہ وہ ان کے واسطے لے گئے۔

رَوَى الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنِ كَاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ، قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَنَا كَأَلَّا تَرَعَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يَجِدْ أَثَرًا. ص ۱۵۹

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اگر ہم کو اثر نہ ملے تو ابو حنیفہ کا قول ہمارے نزدیک اثر نبوی کی طرح ہے۔

رَوَى أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ عَنْ جَبَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَوْمًا جَالِبًا يَحْدِثُ النَّاسَ فَقَالَ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مِنْ يَعْنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَعْنِي أَبُو حَنِيفَةَ مَخَّ الْعِلْمِ فَامْسَكَ بَعْضُهُمْ مِنَ الْكُذَّابَةِ فَسَكَتَ ابْنُ الْمُبَارَكِ هُنَيْفَةً ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا سَوَّادُكُمْ وَمَا أَجْهَنُكُمْ بِالْأُمَّةِ مَا أَقَلَّ مَعْرِفَتِكُمْ بِالْعِلْمِ وَأَهْلِهِ، لَيْسَ أَحَدٌ أَحَقُّ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لِأَنَّهُ كَانَ إِمَامًا، نَقِيًّا، نَقِيًّا، وَرِعًا، عَالِمًا، فَيَقِيهَا كَشَفَ الْعِلْمَ كَشَفْنَا لَمْ يَكْشِفْهُ أَحَدٌ بَصَرًا وَفَقِيمًا وَفَطْنَةً وَتَقَى، ثُمَّ حَلَفَ أَنْ لَا يُحَدِّثَهُمْ شَهْرًا. ص ۱۵۹

ابو محمد حارثی نے جبان بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مبارک لوگوں سے ایک دن احادیث کو بیان کر رہے تھے، آپ نے کہا۔ مجھ سے حدیث بیان کی نعمان بن ثابت نے۔ بعض افراد نے کہا۔ ابو عبد الرحمن یعنی عبداللہ مبارک، نعمان سے کس کو مراد لے رہے ہیں۔ ابن مبارک نے کہا۔ میرا قصداً ابو حنیفہ ہیں جو ہم کو اس غمزدگی سے نجات دلائے ہیں۔ یہ سن کر بعض افراد نے حدیث کا لکھنا چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت حیرت و شگفتگی سے خاموش ہوئے، پھر کہا۔ اے لوگو! تم کس قدر بے ادب ہو اور تم اللہ کے

بارے میں کس قدر جاہل ہو۔ اور اہل علم کی معرفت تمہاری کتنی کم ہے، ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہے کہ اس کی اقتدا کی جاوے۔ کیونکہ وہ امام تھے، صاحب تقویٰ تھے، پاک صاف تھے، صاحب دروغ تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو ایسا واضح کیا، اپنی رید سے سمجھ سے، ہوشیاری سے اور تقویٰ سے کہ کوئی شخص ایسا واضح نہیں کر سکا ہے۔ یہ کہہ کر ابن مبارک نے قسم کھائی کہ ان کو ایک مہینہ نہ پڑھائیں گے۔

رَوَى الْخَطِيبُ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فَرَأَيْتَهُ بِبَيْرُوتَ فَقَالَ لِي يَا خُرَّاسَانِي، مَنْ هَذَا الْمُبْتَدِعُ الَّذِي خَرَجَ بِالْكَوْفَةِ يُكْتَبُ أَبَا حَنِيفَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي فَأَقْبَلْتُ عَلَى كِتَابِ أَبِي حَنِيفَةَ فَأَخْرَجْتُ مِنْهَا مَسَائِلَ مِنْ جِيَادِ الْمَسَائِلِ وَبَقِيْتُ فِي ذَلِكَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَبَجَسْتُ فِي الْيَوْمِ الثَّلَاثِ وَهُوَ مُؤَذَّنٌ مَسْجِدِهِمْ وَإِسَامِهِمْ وَالْكِتَابُ فِي يَدِي فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا الْكِتَابُ - فَنَادَلْتُهُ فَنَظَرْتُ فِي مَسْأَلَةٍ مِنْهَا وَقَعْتُ عَلَيْهَا - قَالَ النَّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَمَا زَالَ قَدْ ثَمَّ بَعْدَ أَنْ أَدْنَى حَتَّى قَرَأَ صَدْرَ الْكِتَابِ، ثُمَّ وَضَعَ الْكِتَابَ فِي يَمِينِهِ ثُمَّ أَقَامَ وَصَنَّى ثُمَّ أَخْرَجَ الْكِتَابَ حَتَّى أَتَى عَلَيْهَا فَقَالَ لِي يَا خُرَّاسَانِي مِنَ النَّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ هَذَا، قُلْتُ - هَيْجُ لِقَيْتِهِ بِالْعِرَاقِ - فَقَالَ هَذَا نَبِيْلٌ مِنَ الْمَشَارِخِ إِذْ هَبَّ فَاسْتَكْبَرْتُمْ مِنْهُ، قُلْتُ هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ الَّذِي نَفَيْتَ عَنْهُ، (وَرَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ أَبُو الْقَاسِمِ الْجُرْجَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ مُبَارَكٍ وَزَادَ فِي آخِرِهِ ثُمَّ التَّقِيُّ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ بِمَكَّةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا اجْتِمَاعٌ فَرَأَيْتُهُ يُجَارِي أَبَا حَنِيفَةَ فِي الْمَسَائِلِ الَّتِي كَانَتْ فِي الرُّقْعَةِ فَرَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَكْشِفُ لَهَا تِلْكَ الْمَسَائِلَ بِأَكْثَرِ مَا كَتَبْتُ عَنْهُ فَلَمَّا افْتَرَقَا لَقِيْتُ الْأَوْزَاعِيَّ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ غِيْظُ الرَّجُلِ بِكَثْرَةِ عِلْمِهِ وَدُفُورِ عَقْلِهِ وَاسْتَعْفِرُ اللَّهُ، لَقَدْ كُنْتُ فِي غَلِيْظِ ظَاهِرِ الزَّمْرِ الرَّجُلِ فَإِنَّهُ يُخْلَفُ مَا بَلَغَنِي عَنْهُ -

خطیب نے ابن مبارک کی روایت لکھی ہے کہ میں اوزاعی سے ملنے ملک شام آیا اور بیروت میں ان سے ملا۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے خراسانی۔ یہ بدعتی کون ہے جو کوفہ میں نکلا ہے اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ میں اپنے گھر واپس آ کر ابو حنیفہ کی کتابوں میں مصروف ہوا، میں نے ان میں سے چند عمدہ مسئلے نکالے، میں اس کام میں تین دن مصروف رہا اور تیسرے دن اوزاعی کے پاس آیا، وہ اس مسجد کے مؤذن اور امام تھے، میرے ہاتھ میں میری تحریر تھی، انہوں نے کہا یہ کونسی کتاب ہے، میں نے وہ تحریر ان کو دے دی۔ انہوں نے اس میں ایک مسئلہ دیکھا، جس پر میں نے لکھا تھا۔ نعمان بن ثابت نے کہا ہے، وہ اذان دینے کے بعد کھڑے رہے اور انہوں نے اس تحریر کا

ابتدائی حصہ پڑھا پھر اس تحریر کو انہوں نے آستین میں رکھ کر اقامت کہی اور نماز پڑھائی پھر اس تحریر کو نکال کر بکھا اور کہنے لگے۔ اے خراسانی یہ نعمان بن ثابت کون ہے۔ میں نے کہا ایک شیخ ہیں کہ ان سے عراق میں میری ملاقات ہوئی ہے۔ اوزاعی نے کہا۔ یہ شیخ میں ہوشیار اور سمجھدار ہیں جاؤ اور ان سے اپنے علم میں اضافہ کرو۔ میں نے ان سے کہا۔ یہی وہ ابوحنیفہ ہیں جن سے تم نے مجھ کو روکا تھا۔

(اس واقعہ کو ابو القاسم جریرائی نے بھی ابن مبارک سے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ ہے)

پھر مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ اور اوزاعی کا اجتماع ہوا اور میں نے دیکھا کہ اوزاعی ان مسائل کو ابوحنیفہ سے پوچھ رہے تھے جو میری تحریر میں تھے اور ابوحنیفہ خوب شرح و بسط سے ان کا بیان کر رہے تھے، جب دونوں الگ ہوئے میں اوزاعی سے جا کر ملا۔ اوزاعی نے کہا۔ ابوحنیفہ کو دیکھ کر ان کی کثرت علم پر اور ان کی عقلمندی پر مجھے رشک ہوتا ہے، میں ان کے متعلق کھلی غلطی پر تھا اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

قَالَ الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنِ كَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْمُرْزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ لَمْ نَسْمَعْ عِنْدَنَا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَقُلْتُ أَحْمَدُ لِلَّهِ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هُوَ مِنَ الْعِلْمِ بِمِزْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ هُوَ مِنَ الْعِلْمِ وَالْوَرَعِ وَالزُّهْدِ وَإِمَارَةِ الدَّارِ الْآخِرَةِ بِمَحَلِّ لَا يَدْرِكُ فِيهِ أَحَدٌ لَقَدْ ضُرِبَ بِالسَّيَاطِ عَلَى أَنْ يَلِيَ الْقَضَاءَ لِأَبِي جَعْفَرٍ لَمَنْصُورٍ فَمَنْ يَعْمَلْ فَرَحَمَتَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَرِضْوَانَهُ ۝

قاضی ابو القاسم بن کاس نے کہا ہم سے ابو بکر مرزوی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے سنا، وہ کہہ رہے تھے ہمارے نزدیک یہ بات صحت کو نہیں پہنچی ہے کہ ابوحنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ میں نے الحمد للہ کہی اور ابن حنبل سے کہا کہ ان کا علم میں ایک مرتبہ تھا، آپ نے کہا۔ سبحان اللہ (ان کا کیا کہنا) وہ علم میں، ورع میں، زہد میں اور دار آخرت کے ترجیح دینے میں ایسے مقام پر فائز تھے کہ وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا ہے۔ کورڈوں سے پٹو لے گئے تاکہ ابو منصور (جعفر عباسی) کے قاضی بن جائیں لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے اور ان سے راضی ہو۔



۱۳۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد بن حجر متیمی مکی شافعی متوفی ۸۵۰ھ نے اپنی کتاب
"الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم ابی حنیفة النعمان" کی فصل تیرہ میں لکھا ہے۔

عَنِ الشَّافِعِيِّ قِيلَ لِمَالِكٍ هَلْ رَأَيْتَ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمْتُكَ فِي هَذِهِ السَّيِّئَةِ
أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لِقَامٍ بِمَجْتَمِعِهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ جَمَاعَةٍ فَاجَابَهُ عَنْهُمْ قَالَ فَا بُو حَنِيفَةَ قَالَ سُبْحَانَ
اللَّهِ لَمْ أَرِ مِثْلَهُ تَأَلَّفَهُ لَوْ قَالَ إِنَّ الْأَسْطُوَانَةَ مِنْ ذَهَبٍ لَأَقَامَ الدَّلِيلَ الْقِيَاسِيَّ عَلَى صِحَّةِ قَوْلِهِ وَقَالَ
ابْنُ الْمُبَارَكِ دَخَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى مَالِكٍ فَرَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ خُرُوجِهِ أَتَدْرُونَ مَنْ هَذَا قَالُوا الْإِقَالُ
هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ لَوْ قَالَ هَذِهِ الْأَسْطُوَانَةُ مِنْ ذَهَبٍ لَخَرَجْتَ لِمَا قَالَ لَقَدْ رَفِقَ لَهُ الْفِقْهُ حَتَّى
مَا عَلَيْهِ فِيهِ كَثِيرٌ مُؤَنَةٌ ثُمَّ دَخَلَ الثَّوْرِيَّ فَاجْلَسَهُ دُونَ فِجْلِسِ أَبِي حَنِيفَةَ فَلَمَّا خَرَجَ ذَكَرَ مِنْ فِقْهِهِ
وَدُرِّعِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَ فِي الْفِقْهِ فُهَوَّ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ إِنَّهُ مِنْ رَفِيقِ الْفِقْهِ
هَذِهِ رِوَايَةٌ خَرَمَلَةٌ عَنْهُ وَفِي رِوَايَةِ الرَّبِيعِ عَنْهُ النَّاسُ عِيَالٌ فِي الْفِقْهِ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ مَا رَأَيْتُ أُمَّيْ عِلْتُ
أَحَدًا أَفْقَهَ مِنْهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَدْرِكْ أَحَدًا أَفْقَهَ مِنْهُ

وَجَاءَ عَنْهُ يَفْضًا مَنْ لَمْ يَنْظُرْ فِي كِتَابِهِ لَمْ يَتَّبِعْ فِي الْعِلْمِ وَلَا يَتَّفِقُ وَقَالَ ابْنُ عِيْنَةَ
مَا رَأَيْتُ عَيْنِي مِثْلَهُ وَعَنْهُ مَنْ أَرَادَ الْمُعَاذِيَّ فَالْمَدِينَةَ أَوِ الْمَنَاسِكَ فَهَكَذَا أَوِ الْفِقْهَ فَالْكُوفَةَ وَيَلْزَمُ
أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ كَانَ أَفْقَهَ النَّاسِ مَا رَأَيْتُ أَفْقَهَ مِنْهُ وَقَالَ كَانَ آيَةً فِقْهًا
فِي الْخَيْرِ أَوِ الشَّرِّ فَقَالَ اسْكُتْ يَا هَذَا - يُقَالُ غَايَةٌ فِي الشَّرِّ وَآيَةٌ فِي الْخَيْرِ وَعَنْهُ أَنْ أُجْتَبِيَ لِلرَّأْيِ
فَرَأَى مَالِكٌ وَسُفْيَانٌ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ أَفْقَهُهُمْ وَأَحْسَنُهُمْ وَأَدْقَرُهُمْ فِطْنَةً وَأَغْوَصُهُمْ عَلَى الْفِقْهِ
وَعَنْهُ قَوْلُهُ عِنْدَ مَا إِذَا لَمْ يَجِدْ أَثَرًا كَالْأَقْدِيقِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْهُ أَنْ كَانَ يُحَدِّثُ
النَّاسَ فَقَالَ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فِقْهًا لَهُ مِنْ تَعْنِي قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فَخَرَّ الْعِلْمَ فَأَمْسَكَ بَعْضُهُمْ
عَنْ أَنْ يَكْتُبَ ذَلِكَ الْأَمَلَاءُ فَسَكَتَ ابْنُ الْمُبَارَكِ هَذِهِ هِيَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا أَسْأَلُكُمْ وَأَجْهَلُكُمْ
بِالْأُمَّةِ وَمَا أَقْلُ مَعْرِفَتِكُمْ بِالْعِلْمِ وَأَهْلِهِ لَيْسَ أَحَدًا حَقٌّ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لِأَنَّهُ كَانَ
إِمَامًا تَقِيًّا وَرِعًا عَالِمًا فِقْهًا كَشَفَ الْعِلْمَ كَشَفَالْمَ يَكْشِفُهُ أَحَدٌ يَبْصُرُ وَفِيهِمْ وَفِطْنَةٌ وَتَقَى ثُمَّ حَلَفَ

ان لا يحدّ شهرهما - وقال الثوري لمن قال له جئت من عند ابي حنيفة - لقد جئت من عند
 ائمه اهل الارض وقال ايضا الذي يخالف ابا حنيفة يحتاج الى ان يكون اعلى منه قدرا
 وافر علمه وبعيد ما يوجد ذلك، ولما جئنا كان يقدمه ويمشي خلفه ولا يجيب اذا سئلا
 حتى يكون ابا حنيفة هو الذي يجيب وقيل له وقد روي تحت راسه كتاب الرهن لابي
 حنيفة، نظر في كتبه فقال وددت انها كلها عندى مجتمعة انظر فيها، ما ابقى في شرح العيم
 غاية ولكن لا ننصفه وقال ابو يوسف، رحمه الله الثوري اكثر متابعي لابي حنيفة مني وروى
 يوم لابن المبارك فقال انه ليركب من العيم احد من سنان الرمح كان والله شديدا لاخذ العلم
 ذابا عن المحارم متبع اهل بلده لا يستحل ان ياخذ الامام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 شديدا المعروفة بما صح الحديث ومنسوخه وكان يطلب احاديث الثقات والاخذ من آخر
 فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم وما ادرك عليه علماء اهل الكوفة في اتباع الحق اخذ به و
 دينه وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى منه، وقال الاوزاعي لابن المبارك من
 هذا المبتدع الذي خرج بالكوفة يكتفي ابا حنيفة فارة مسائل عويصة من مسائل فلما رآها
 منسوبة للنعمان بن ثابت قال من هذا، قلت شيخ لقيته بالعراق قال هذا تبديل من المشايخ اذهب
 فاستكثرت منه، قلت هذا ابو حنيفة الذي نهيت عنه، ثم لما اجتمع بآبي حنيفة بمكة، جراه في
 تلك المسائل، فكشفها ابو حنيفة..... له باكثر ما كتبه ابا ابن المبارك عنه فلما افترقا، قال
 الاوزاعي لابن المبارك، غيبت الرجل بكثرة علمه ووفور عقده واستغفر الله تعالى لقد كنت في
 غلظ ظاهري، الزم الرجل فانه بخلاف ما بلغني عنه وقال ابن جريج لما بلغه من علمه وشدة ورعه
 وصيانتة لداينه وعلمه احببني لي في العلم شان عجيب وذكروا عنده يوما فقال اسكتوا الله
 لفقية الله لفقية الله لفقية الله وقال احمد بن حنبل في حقه انه من اهل الورع والزهد
 وايتار الاخرة بمحل لا يدركه احد ولقد ضرب بالسياط ليلى القضاء بالنصووقلم يفعل فرمته الله
 عليه ورضوانه، وقال يزيد بن هارون لما سئل عن النظر في كتبه، انظر وانها قاني ما رأيت
 احدا من الفقهاء يكره النظر في قوله ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن له حتى نسخته قال
 ايضا لما قيل له رأيت مالك احب اليك من رأيت ابي حنيفة، اكتب حديث ما لب خبائه
 كان ينسقى الرجال والفقهاء صناعة ابي حنيفة وصناعة اصحابه كما انهم خفقوا له وروى الخطيب
 عن بعض ائمة الزهد انه قال يجب على اهل الاسلام ان يدعوا لابي حنيفة في صلاحهم يحفظه

نبيهم السنة والفقہ وقال الناس فيه حاسدٌ وجاهلٌ وهو احسنهم عندى وقال من اراد ان يخرج من ذلك النعمى والجهل ويجد خلاوة الفقه فلينظر في كتبه، وقال مكي بن ابراهيم كان ابو حنيفة اعلم اهل زمانه، وقال يحيى بن سعد القطان ما سمعت احسن من راي ابي حنيفة، ومن ثمة كان يذهب في الفتوى الى قوله وقال النضر بن غمیل كان الناس فيما عین الفقه حتى يقضهم ابو حنيفة بما فتقه وبينه ولخصه وقال مسعر بكسر فسكون ففتح ابن كدام بكسر فتخفيف مهملة من جعل ابا حنيفة بينه وبين الله رجوت ان لا يخاف ولا يكون فرط في الاحتياط لنفسه وقيل له لم تترك راي اصحابه واخذت برأيه قال لصحته قالوا يا صحيح منه لا رعب عنه اليه وقال ابن المبارك رايت مسعرا في حلقة ابي حنيفة يساله ويستفيد منه وقال ما رايت افقه منه وقال عيسى بن يونس لا تصدقن احدا يسيء القول فيه فاني والله ما رايت افضل منه ولا افقه منه وقال معمر ما رايت رجلا يحسن ان يتكلم في الفقه ويسعه ان يقبس ويشرح الحديث احسن معرفة من ابي حنيفة ولا اشفق على نفسه من ان يدخل في دين الله شيئا من الشك من ابي حنيفة. وقال الفصيح كان فقيها، معروفا بالفقه، مشهورا بالورع، واسع المال، معروفا بالانضال على كل من يطوف به، صبور على تعليم العلم بالليل والنهار قليل الكلام حتى لا يرد مسئلة في الحداد والحرارة الا على الحق هاربا من السطان وقال ابو يوسف اني لادعوه لبيس ابوي وسمعته يقول اني لادعوه مع ابوي وقال ابو حنيفة زينه الله تعالى بالفقه والعمل والسماء والارض اخلاق القرآن التي كانت فيه. وقال كان خلف من مضى وما خفف والله على وجه الارض مثله وسئل الاعشى عن مسئلة فقال انما يحسن جواب هذا النعمان بن ثابت واظنه بورك له في علمه وقال يحيى بن آدم ما تقولون في هؤلاء الذين يقولون في ابي حنيفة قال انه جاءهم بما يعقلونه وما لا يعقلونه من العلم فحسدوه وقال وكيع ما رايت احدا افقه منه ولا احسن صلاة منه وقال الحافظ الناقد يحيى بن معين الفقهاء اربعة ابو حنيفة وسفيان ومالك والاذريعي وعنه القيادة عندي قراءة حمزة والفقہ فقه ابي حنيفة على هذا اذرت الناس وسئل هل حدث سفيان عنه قال نعم كان ثقة صدوقا في الفقه والحديث ما مؤثرا في دين الله وقال ابن المبارك رايت الحسن بن عمارة اخذ ابراهيم قايلا والله ما رايت احدا يتكلم في الفقه ابلغ ولا اصبر ولا احضر جوابا منك وانك لسيد من تكلم في الفقه في وقتك غير

مُدَافِعٌ وَمَا يَتَكَلَّمُونَ فِيكَ إِلَّا حَسَدًا أَدْقَالَ شُعْبَةَ كَانَ وَاللَّهِ حَسَنَ الْفَهْمِ جَيِّدَ الْحِفْظِ حَتَّى شَنُّوا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ وَاللَّهُ سَيُلْقُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَكَانَ كَثِيرَ التَّرَحُّمِ عَلَيْهِ وَسُئِلَ بِحَبِيبِ بْنِ مَعِينٍ عَنْهُ فَقَالَ ثِقَةٌ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَضَعَفُهُ هَذَا شُعْبَةَ يَكْتُبُ لَهُ أَنْ يَحْدِثَ وَيَأْمُرَهُ وَسَبَقَهُ وَدَّ أَبُو أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ بِالصَّلَاحِ وَالْفِقْهِ، وَرُمِيَ عِنْدَ ابْنِ عَمْرٍو بِأَنَّهُ يَقُولُ الْقَوْلَ ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْهُ فِي غَدٍ فَقَالَ هَذَا إِدْلِيلٌ ذَرَعِهِ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنْ خَطَا إِلَى صَوَابٍ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَنَصَرَ خَطَاهُ دَافِعٌ عَنْهُ وَقَالَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ كُنَّا نَأْتِي عَمْرُو بْنَ دِينَارٍ فَإِذَا جَاءَ أَبُو حَنِيفَةَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نَفْسًا أَيْ حَنِيفَةَ نَسَّأَهُ فَيُحَدِّثُنَا وَقَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رُوَادٍ مَنْ أَحَبَّ أَبَا حَنِيفَةَ فَهُوَ سَيِّئٌ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ وَفِي رِقَايَةِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ أَبُو حَنِيفَةَ تَمْرٌ أَحْتَجُّهُ وَتَوَلَّاهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفُقَهَاءِ وَكَقُطِبِ الرَّحَى وَكَأَجْهَبِ الذِّمِّيِّ يَنْقُدُ الذَّهَبَ، وَقَالَ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ أَبِي حَنِيفَةَ أَعْلَمُ وَلَا أَوْعَى وَلَا أَزْهَدَ وَلَا أَعْرَفَ وَلَا أَفْقَهَ مِنْهُ تَأَلَّفَ مَا سَرَّنِي بِسَمَاعِي مِنْهُ مِائَةُ أَلْفٍ دِينَارٍ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرِيُّ مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ حُبُّ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ كَانَ يَصِفُ الْعَدْلَ وَيَقُولُ بِهِ وَبَيْنَ النَّاسِ سَبِيلَ الْعِلْمِ وَأَوْضَحَ لَهُمْ مُشْكِلَاتِهِ، وَقَالَ أَمْدُ بْنُ حَكِيمٍ لَا يَقَعُ فِيهِ إِلَّا جَاهِلٌ أَوْ مُبْتَدِعٌ، وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ عَجِيبًا مِنَ الْعَجَبِ وَإِسْمًا يَرْتَبُّ عَنْ كَلَامِهِ مَنْ لَمْ يَقْوِ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ هُوَ وَاللَّهُ عِنْدِي أَفْقَهُ مِنْ ابْنِ جُرَيْجٍ مَا رَأَيْتُ عِنْدِي رَجُلًا أَشَدَّ إِقْتِدَارًا عَلَى الْفِقْهِ مِنْهُ وَذَكَرَ عِنْدَ دَاوُدَ الطَّائِيِّ فَقَالَ ذَلِكَ بِحُجْمِ يَهْتَدِي بِهِ السَّارِي وَالْعِلْمُ تَقْبَلُهُ تَلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ شَرِيكَ الْقَاضِي كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ طَوِيلَ الْقَمْتِ كَثِيرَ التَّفَكُّرِ دَقِيقَ النَّظَرِ فِي الْفِقْهِ لَطِيفَ الْإِسْتِخْرَاجِ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْبَحْثِ، لِيْنِ كَانَ الطَّالِبُ فَقِيرًا أَغْنَاهُ فَإِذَا تَعَلَّمَ قَالَ لَهُ وَصَلَتْ إِلَى الْعَنَى الْأَكْبَرِ بِمَعْرِفَةِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَالَ خَلْفُ بْنُ أَيُّوبَ صَارَ الْعِلْمُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ مِنْهُمْ إِلَى التَّابِعِينَ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ، وَقِيلَ لِبَعْضِ الْأَئِمَّةِ مَا لَكَ تَخَفُّسُ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَ ذِكْرِهِ بِمَدْحٍ دُونَ غَيْرِهِ قَالَ لِأَنَّ مَنَزَلَتَهُ كُنْتُ كَمَنَزَلَةِ غَيْرِهِ فِيمَا انْتَفَعَ النَّاسُ بِعِلْمِهِ فَأَخَصُّهُ عِنْدَ ذِكْرِهِ لِيُرْغَبَ النَّاسُ بِالِدَعَاؤِ لَهُ وَالْآثَارِ فِي النَّقْلِ عَنِ الْأَئِمَّةِ غَيْرِ مَا ذَكَرْتُ كَثِيرَةً وَفِي بَعْضِ مَا ذَكَرْنَاهُ مَقْنَعٌ لِلْمُنْصِفِ الْمُدْعِي الَّذِي يَعْرِفُ الْحَقَّ لِأَهْلِيهِ وَمِنْ ثَمَّةٍ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو عَمْرٍو يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّعَدِ كَلَّمَامُ ذِكْرُهُ وَأَهْلُ الْفِقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يَصْدُقُونَ بِشَيْءٍ مِنْ السُّوءِ يُنْسَبُ إِلَيْهِ ۝

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی کی شافعی کی عبارت کا آزاد ترجمہ۔

خطیب نے شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ مالک سے کہا گیا کیا آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا۔ ہاں میں نے ان کو ایسا مرد پایا اگر وہ اس ستون کے بارے میں تم سے کلام کریں اور چاہیں کہ اس کو سونے کا بتائیں تو اس بات کو وہ دلیل سے ثابت کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام مالک سے چند افراد کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے جواب دیا پھر ابو حنیفہ کے متعلق دریافت کیا گیا، آپ نے کہا: "سُبْحَانَ اللَّهِ لَمْ أَرِ مِثْلَهُ تَاللَّهِ لَوْ قَالَ إِنَّ لَأَسْطَوَاتٍ مِنْ ذَعَبٍ لَقَامَ الدَّبْلِيلَ الْقِيَاسِيَّ"۔ کیا کہنے میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا ہے، قسم ہے اللہ کی اگر وہ اس ستون کے متعلق تم سے کہہ دیں کہ یہ سونے کا ہے البتہ اس کی صحت پر وہ قیاسی دلیل قائم کر دیں گے۔

ابن مبارک نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ مالک کے پاس گئے۔ انہوں نے آپ کا اعزاز کیا اور جب آپ چلے گئے فرمایا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں، حاضرین نے کہا، ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ابو حنیفہ نعمان ہیں، اگر وہ کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہی ثابت ہو گا جو انہوں نے کہا ہے، ان کو فقہ راست آگئی ہے اور ان کو اس میں کچھ دقت پیش نہیں آتی، ابو حنیفہ کے جانے کے بعد سفیان ثوری مالک کے پاس آئے مالک نے ابو حنیفہ کی جگہ سے نیچے ان کو بٹھایا اور ان کے جانے کے بعد ان کی فقہ اور ورع کا ذکر کیا۔

شافعی نے کہا جو فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے، ابو حنیفہ یقینی طور پر ان لوگوں میں سے ہیں "وَفِيقَ كَذِ الْفِقْهِ" کہ فقہ ان کو راست آگئی ہے۔ یہ روایت حرمہ کی ہے اور ربیع کی روایت میں ہے، فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ مدارایت احداً ائقہ منہ۔ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔

شافعی سے مروی ہے، جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرے گا نہ وہ علم میں تبحر ہو گا اور نہ فقیہ بنے گا۔

اور صفحہ ۲۰ کے اواخر میں لکھا ہے۔ ثوری سے کسی نے کہا تم ابو حنیفہ کے پاس سے آگئے۔ انہوں نے کہا میں روئے زمین کے آئقہ (بہت زیادہ فقہ والے) کے پاس سے آ رہا ہوں۔

اور سفیان ثوری نے کہا ہے جو شخص ابو حنیفہ کی مخالفت کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتبہ ان سے بلند ہو اور علم میں ان سے بڑھ کر ہو اور یہ بات ممکن نہیں کہ ان جیسا

کوئی دوسرا ہو۔

جب حج کو ابو حنیفہ اور ثوری یکجا گئے تو ثوری ابو حنیفہ کو آگے رکھتے تھے اور خود ان کے پیچھے رہتے تھے۔ جب کوئی شخص ان دونوں سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تھا تو ثوری جواب نہیں دیتے تھے اور ابو حنیفہ ہی جواب دیتے تھے۔

ابو یوسف نے کہا: ابو حنیفہ کی متابعت میں ثوری مجھ سے بڑھے ہوئے تھے۔

ایک دن ثوری نے ابن مبارک سے ابو حنیفہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے مسائل کو حل کرتے تھے جو تیر کی نوک سے زیادہ دھار دار ہوتے تھے۔ اللہ کی قسم ہے وہ علم کے بہت حاصل کرنے والے، محارم سے روکنے والے اور اپنے شہر والوں کی پیروی کرنے والے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے سوا دوسری احادیث کا لینا جائز نہیں سمجھتے تھے، ثقات کی احادیث کی تلاش میں رہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے تھے اور جس پر علماء اہل کوفہ کو اتباع حق میں پاتے تھے اس کو لیتے تھے اور اسی کو اپنا مسلک بناتے تھے۔ ایک قوم نے ان کو برا کہا اور ہم نے خاموشی اختیار کی جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلبگار ہیں۔

ابن جریر کو ابو حنیفہ کے علم، ان کے شدید ورع اور دین کی حفاظت کی خبر پہنچی انہوں نے کہا: عنقریب علم میں ابو حنیفہ کی نرالی شان ہوگی۔ ایک دن ان کے پاس ابو حنیفہ کا ذکر ہوا انہوں نے کہا: اَسْتَوِاِنَّهُ لَفَقِيْهُ اِنَّهُ لَفَقِيْهُ۔ خاموش رہو وہ فقیہ ہیں وہ فقیہ ہیں وہ فقیہ ہیں۔

امام احمد عنبلی سے ابو حنیفہ کے متعلق استفسار کیا گیا۔ آپ نے کہا: وہ صاحب ورع ہیں زہد اور ایثار آخرت میں ان کے مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کو کورڈوں سے مارا گیا تاکہ منصور کی قضا کا عہدہ قبول کر لیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور اللہ ان سے راضی ہو۔

یزید بن ہارون سے استفسار کیا گیا کہ ابو حنیفہ کی کتابوں کا پڑھنا کیسا ہے انہوں نے کہا ان کی کتابوں کا مطالعہ کرو۔ میں نے فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی نہیں پایا جو ان کی کتابوں کے پڑھنے کو مکروہ سمجھتا ہو، ثوری نے کوشش کر کے ان کی کتاب الریمن حاصل کی ہے۔

یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا: کیا تم کو مالک کی رائے بہ نسبت ابو حنیفہ کی رائے

کے پسند ہے۔ انہوں نے کہا۔ مالک سے احادیث لکھو وہ رجال کو پرکھتے ہیں۔ فقہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا کام ہے، یہ لوگ گویا کہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بعض ائمہ زہد کا قول ہے کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کے واسطے دعا کریں کیونکہ ابو حنیفہ نے ان کے واسطے سنت کی اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔ اور کہا ہے، ابو حنیفہ کے متعلق لوگ دو قسم کے ہیں، حاسد میں یا جاہل اور میرے نزدیک جاہل اچھے ہیں، اور کہا ہے جو چاہے اپنے آپ کو جہالت اور گمراہی سے بچائے اور فقہ کی شیرینی حاصل کرے وہ ابو حنیفہ کی کتابوں کو دیکھے۔

کئی بن ابراہیم (امام بخاری کے استاد ہیں اور ان ہی کی بدولت امام بخاری کو ثنائیات کا فخر حاصل ہوا ہے) کا قول ہے کہ ابو حنیفہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں۔ اسی وجہ سے یحییٰ بن سعید فتویٰ میں ابو حنیفہ کی رائے کی طرف مائل ہوتے تھے۔

نضر بن شمیث نے کہا ہے فقہ سے لوگ بے خبر سو رہے تھے ابو حنیفہ نے فقہ کے دقائق کا بیان کر کے، وضاحت کر کے، لمخضات پیش کر کے لوگوں کو بیدار کیا ہے۔ ص ۳۱
مسعر بن کدام نے کہا جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہ کو رکھے گا مجھ کو امید ہے اس پر خوف طاری نہیں ہوگا اور وہ کوتاہی کرنے والوں میں محسوب نہ ہوگا۔ ص ۳۱

ابن مبارک نے کہا، میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ کے سواری کی رکاب پکڑے ہوئے تھے اور انہوں نے ابو حنیفہ سے کہا، قسم ہے اللہ کی میں نے فقہ میں تم سے اچھا بولنے والا سبر کرنے والا اور تم سے بڑھ کر حاضر جواب نہیں دیکھا ہے، بیشک تمہارے دور میں جس نے بھی فقہ میں لب کشائی کی ہے تم اس کے باقیل و قال آقا ہو۔ جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں وہ حسد کی بنا پر کرتے ہیں۔ ص ۳۱ و ۳۲

حافظ عبدالعزیز بن رواد نے کہا ہے جو شخص ابو حنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض کرے وہ بدعت ہے، اور ایک روایت میں اس طرح ہے، ہمارے اور لوگوں کے بیچ میں ابو حنیفہ ہیں، جس نے ان سے محبت کی اور ان کی دوستی کا دم بھرا، ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے ان سے بغض کیا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ ص ۳۲

خارجہ بن مصعب نے کہا ہے فقہاء میں ابو حنیفہ کقطب الریحی مثل چکی کے پاٹ کے محور اور

کیلی کے ہیں یا ایک ماہر صراف کے ہیں جو سونے کو پرکھتا ہے۔ ۳۲

حافظ محمد بن میمون نے کہا ہے ابو حنیفہ کے ناز میں سب سے زیادہ علم والا، سب سے زائد درع والا، سب سے زائد زہد والا اور سب سے زیادہ معرفت والا اور سب سے زیادہ فقہ والا ابو حنیفہ ہی تھے، قسم ہے اللہ کی آپ سے سننے کے بدلے ایک سو ہزار (ایک لاکھ) دینار مجھ کو بخش نہیں کر سکتے

ابراہیم بن معاویہ الضریر نے کہا ہے ابو حنیفہ کی محبت اتمام سنت ہے۔ وہ عدل و انصاف کا بیان کرتے تھے۔ ہی آپ کا کلام تھا۔ آپ نے لوگوں کے واسطے علم کی راہ واضح کی، اور علم کی مشکلات کا بیان کیا۔

اسد بن حکیم نے کہا کہ جاہل یا مبتدع ہی ابو حنیفہ پر طعن کرے گا۔
ابو سلیمان نے کہا کہ ابو حنیفہ عجائب میں سے ایک عجب تھے جو ان کے کلام کو برداشت نہیں کر سکا ہے وہی ان پر طعن کرے گا۔

ابو عاصم نے کہا ہے اللہ کی قسم ہے، ابو حنیفہ میرے نزدیک ابن جریج سے زیادہ فقیہ ہیں میری آنکھ نے فقہ میں بہت زیادہ اقتدار رکھنے والا ابو حنیفہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔ ۳۲
داؤد طائی نے کہا ہے، ابو حنیفہ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور وہ علم ہیں جس کو ایمانداروں کے قلوب قبول کرتے ہیں۔

شریک قاضی نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کی خاموشی طویل ہوتی تھی، تفکر کثیر تھا، فقہ میں آپ کی بینائی دقیق تھی، علم میں، عمل میں اور بحث میں آپ کا استخراج لطیف تھا، اگر طالب علم فقیر ہوتا تھا اس کو غنی کرتے تھے اور جب وہ علم حاصل کر لیتا تھا آپ اس سے فرماتے تھے۔ حلال و حرام کی معرفت حاصل کر کے تم نے بڑی دولت حاصل کر لی ہے۔ ۳۲

خلف بن ایوب نے کہا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور آپ سے آپ کے حضرات صحابہ کو ملا اور ان سے تابعین کو پہنچا اور ان سے امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو پہنچا ہے۔ اب جو چاہے خوشی ہو اور جو چاہے ناراض ہو۔

بعض ائمہ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپ جب ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں ان کی مدح کرتے ہوئے، کرتے ہیں اور دوسرے علماء کا ذکر اس ڈھپ سے نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی منزلت دوسروں کی منزلت کی طرح نہیں ہے، کیونکہ آپ کے علم سے جو فائدہ لوگوں کو پہنچا ہے

دوسروں کے علم سے زیادہ ہے، لہذا میں خصوصیت کے ساتھ ان کا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو رغبت ہو کہ ان کے واسطے دعا کریں۔

ائمہ نے آپ کی شمار میں بہت کچھ کہا ہے اور ہم نے جو کچھ نقل کیا ہے اس میں منصف کے واسطے کفایت ہے، اسی بنا پر حافظ عمر یوسف ابن عبدالبر نے کہا۔ اصحاب فقہ مخالفوں کی طعن کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور مخالفوں کی تصدیق ان کی ذکر کردہ برائیوں میں جو کہ انہوں نے ابوحنیفہ کے متعلق کی ہیں نہیں کرتے ہیں۔ ص ۳۳

عاجز نے حضرت امام کی مدح و ستائش کا اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے درست کہا ہے کہ حضرات ائمہ نے آپ کی مدح و ستائش میں بہت کچھ کہا ہے اللہ تعالیٰ ان ائمہ اعلام کو اجر کثیر دے جنہوں نے امت مرحومہ کے عاجز افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے "جو ابوحنیفہ کو اپنے اور اپنے پروردگار کے بیچ میں رکھے گا اس نے کوتاہی نہیں کی ہے۔ ان حضرات کا یہ ارشاد ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے سینکڑوں سال سے اس عاجز کے حضرات آبا و اجداد اور مشائخ طریقت نے امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ ہی کو اپنے اور اپنے پروردگار کے بیچ میں رکھا ہے جن کے متعلق ائمہ کا اتفاق ہے کہ ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلاة والتحية توکان الدین عند الثریٰ لذہب یہ رجل من فارس۔ اگر شریا کے پاس دین ہوگا تو یقیناً فارس کا ایک شخص اس کو لے جائیگا یعنی حاصل کر لے گا کا اشارہ مدون اقدم حضرت امام اعظم کی طرف ہے اس سلسلہ میں یہ عاجز اپنے جد امجد ناصر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی نقشبندی قدس سرہ کے ایک مکتوب کا کچھ حصہ نقل کرتا ہے تاکہ آپ کی عقیدت و محبت کا کچھ اندازہ ناظرین کریں۔

الفصل الخامس والثلاثون فی تأدیب الأئمة معہ فی مماتہ ماہو فی حیاتیہ وأن قبرہ یزار لقضاء الحاجات اعلم انہ یزل العمام وودو الحاجات یزورون قبرہ ویسألون عنده فی قضاء حاجتہ ویرون نوح ذبک منهم لإمامہ الشافعی رحمہ اللہ لما کان یسعد اذ فاته جاء عنده قال ائی لا تبرک بآبی حنیفہ وایحی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ منلت رکعتین وحتت الی قبرہ وسألت اللہ عنده فقصی سریعا و ذکر بعض المتکلمین علی منهاج النووی ان الشافعی صلی

لہ طبرانی کی منعم کبیر میں لڑا کہ رجال فارس کی روایت ہے اور مسلم کی ایک روایت میں لذہب یہ رجل من آباء فارس ہے۔ اس سلسلہ میں اس کتاب میں بشارت سر پا کرامت ملاحظہ کریں۔ لہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۲۵۲

الصَّحیحُ عِنْدَ قَبْرِهِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِقْدَانَهُ بِمِثْلِ مَا تَأْتِي بِأَمْرٍ مَعَ جِهَةِ الْقَبْرِ وَذَلِكَ غَيْرُهُ أَيْضًا وَزَادَ
 أَنَّهُ لَمْ يَجْهَرَ بِالْبَسْمَةِ وَلَا اشْكَالَ فِي ذَلِكَ خِلَافًا لِمَنْ ضَنَّهُ لِأَنَّهُ قَدْ يَعْرِضُ لِلشُّبُهَةِ مَا يَرِجُ
 تَرَكَ فِعْلَهَا لِيَكُونَ الْآنَ أَهْمٌ مِنْهَا وَلَا شَكَّ أَنَّ الْإِسْلَامَ بِرَفْعَةِ مَقَامِ الْعُلَمَاءِ أَمْرٌ مُطْلُوبٌ مَشْكُورٌ
 عِنْدَ الْإِحْتِيَاجِ إِلَيْهِ لِرَغْمِ أَنْفِ حَاسِدٍ وَتَعْنِيمِ جَاهِلٍ أَفْضَلُ مِنْ مُجَرِّدِ الْقُنُوتِ وَالْجَهْرِ بِالْبَسْمَةِ
 لِلخِلَافِ فِيهَا وَعَدَمِ الخِلَافِ لِأَنَّ نَفْعَهُ مُتَعَدِّ وَنَفْعُ ذِيكَ قَاصِرٌ وَلَا شَكَّ أَيْضًا أَنَّ الْإِمَامَ بِحَنِيفَةٍ
 كَانَ لَهُ حَسَادٌ كَثِيرُونَ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ حَتَّى رَمَوْهُ بِالْعِظَامِ وَسَعَوْا فِي قَتْلِهِ تِلْكَ الْقَتْلَةَ
 الشَّيْعَةَ السَّابِقَةَ.

(نہیں سطر کے بعد) وَإِذَا تَمَهَّدَتْ هَذِهِ الذَّوَابِعُ اتَّضَحَ أَنَّ فِعْلَ الشَّافِعِيِّ لِذَلِكَ أَفْضَلُ مِنْ فِعْلِ
 الْقُنُوتِ وَالْجَهْرِ إِظْهَارًا لِمَزِيدِ التَّأْدِيبِ مَعَ هَذَا الْإِمَامِ وَمَزِيدِ شَرَفِهِ وَعُلُوِّهِ وَأَنَّهُ مِنْ أَسْمَةِ
 الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ يُقْتَدَى بِهِمْ وَيَجِبُ عَلَيْهِمْ تَوْقِيرُهُمْ وَتَعْظِيمُهُمْ وَأَنَّهُ مِنْ نَسَبِيٍّ مِنْهُ وَيَتَرْتَّبُ مَعَهُ
 مِنْ أَنْ يُفْعَلَ بِمُحَضَّرَتِهِ خِلَافُ قَوْلِهِ بَعْدَ وَقَاتِهِ فَكَيْفَ فِي حَيَاتِهِ وَإِنَّ الْحَاسِدِينَ لَهُ خَبَرُوا
 خَسْرَانًا مَبِينًا وَأَنَّهُمْ مِمَّنْ أَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَمَا وَقَفَ ابْنُ مُبَارَكٍ عَلَى قَبْرِهِ قَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ مَاتَ
 إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَحَمَادُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَتَرَكَ خَلْقًا وَمَاتَ أَنْتَ وَلَمْ تَتْرِكْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ خَلْفًا ثُمَّ بَكَى
 شَدِيدًا وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَمَّارَةَ عَلَى قَبْرِهِ كُنْتَ لَنَا خَلْفًا مِنْ مَضَى وَمَا تَرَكَتْ بَعْدَكَ خَلْفًا أَنْ خَلْفُونَكَ
 فِي نَعْلِكَ الَّذِي عَلَّمْتَهُمْ لَمْ يَمْلِكْتَهُمْ أَنْ يَخْلَفُونَكَ فِي الْوَرَعِ إِلَّا بَتَوْفِيْقِي.

پہنچتے ہیں اس فصل اس بیان میں کہ ائمہ کرام امام ابوحنیفہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد ایسا
 سلوک کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کی حیات میں کرتے تھے اور اپنی حاجت روائی کے لئے ان کی قبر کی
 زیارت کیا کرتے تھے۔

سمجھ لو حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت ہمیشہ سے علماء اور ضرورت مند افراد کرتے آئے
 ہیں۔ وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو وسیلہ کرتے ہیں اور وہ اپنی حاجت دوائی ہوتی
 دیکھتے ہیں ان علماء میں امام شافعی بھی ہیں جب کہ آپ کا پیام بغداد میں تھا۔ اس سلسلہ میں آپ سے
 مردی ہے کہ میں ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب مجھ کو
 کوئی ضرورت پیش آتی ہے میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دُعا
 کرتا ہوں بہت جلد میری وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

امام نووی کی کتاب منہاج پر حواشی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز

امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس پڑھی اور آپ نے نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔ اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا، میں نے اس صاحب قبر کے ادب سے نہیں پڑھی۔ یہ بات ایک لکھنے والے نے لکھی ہے۔ دوسرے لکھنے والے نے لکھا ہے۔ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی، آپ کے نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعض افراد نے خیال کیا ہے۔ کیونکہ کبھی سنت کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے کہ سنت کا چھوڑنا راجح ہو جاتا ہے اور ایسے موقع پر نہ پڑھنا ہی اہم ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علماء اہل علم کی رفعت منزلت کا بیان کرنا امرِ مطلوب اور ضروری ہے۔ کسی حسد کرنے والے کو ذلیل کرنے کے لئے اور کسی جاہل کو بتانے کے لئے قنوت پڑھنے اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے سے نہ پڑھنا افضل ہے۔ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے اور الحمد للہ کے ساتھ بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنے میں ائمہ کا اختلاف ہے اور علماء کے غلو قدر کے بیان کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس بیان کا فائدہ متعدی ہے بخلاف قنوت اور بسم اللہ کے کہ اس کا فائدہ متعدی نہیں ہے۔ مزید یہ بات بھی ہے کہ امام ابوحنیفہ سے کیا ان کی زندگی میں اور کیا ان کی وفات کے بعد حسد کرنے والے بہت تھے۔ حاسدوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں پھر آپ کے قتل کرنے کی کوشش کی۔ وہ خبیث قتل جس کا بیان گزر چکا ہے۔

توجیہ وجیہ :- ان ضرورتوں کے پیش نظر امام شافعی کا فعل افضل ہے قنوت پڑھنے اور بسم اللہ بالجبر کہنے سے، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس امام کے ساتھ مزید ادب کرنا چاہئے، ان کا مرتبہ بلند ہے اور وہ ان امور میں سے ہیں جن کی توقیر اور تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے اور وہ ایسے برگزیدہ افراد میں سے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے سامنے ان کے قول کے خلاف کرنے سے شرم کرنی چاہئے۔ ان سے حسد کرنے والے پوری طرح گھائے میں ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے گمراہ کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ابن حجر ہستی کی گواہی کثیر دے انہوں نے تین باتیں ظاہر کر دی ہیں

۱۔ بعض احوال میں سنت پر عمل کرنے سے اس کا نہ کرنا افضل ہے۔

۲۔ حاسدوں نے حضرت امام عالی مقام کو قتل کرایا ہے۔

۳۔ یہ حاسد نام نہاد اہل حدیث ہوتے ہوئے گمراہ ہوئے ہیں۔

اس گمراہی میں خطیب بغدادی سب گمراہوں کا علمبردار ہے، اس نے تمام اکاذیب کو بیچ

کی صورت میں اپنی ذریت کے لئے جمع کر دیا ہے اور منکاری کا اعتذار نام لکھ کر باور کرایا ہے کہ یہ

سب حق و درست ہے۔ خطیب نے جلد نو کے صفو تین سوانتیس اور تیس میں صالح بن احمد التیمی
 الحافظ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی روایت سے کسی حال میں بھی احتجاج کرنا جائز نہیں ہے
 اور دارقطنی کا قول لکھا ہے کہ كَذَّابٌ كَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ۔ اور خطیب حضرت امام کی برائی
 اس سے روایت کرتا ہے۔ یہ دجل نہیں ہے تو کیا ہے۔ سیوطی نے یزید بن کیت کی روایت لکھی ہے
 کہ ایک مسئلہ میں حضرت امام کا ایک شخص سے مناظرہ ہوا آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ اللہ تم کو بخشے۔ تم
 نے جرات میرے متعلق کہی ہے اللہ میرے متعلق اس کے خلاف جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ جب سے
 میں نے اس کو پہچانا ہے کسی کو اس جیسا نہیں سمجھا ہے۔ میں اسی سے عفو کا طلبگار ہوں میں اسی کے
 عقاب سے ڈرتا ہوں۔ پھر آپ روئے اور عقاب کے ذکر سے بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے
 اس شخص نے کہا۔ آپ مجھ کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے غلط بات کا الزام مجھ پر لگایا ہے
 اگر وہ جاہلوں میں سے ہے اس کو میں نے معاف کیا ہے اور اہل علم میں سے جس نے الزام لگایا ہے
 وہ زحمت میں ہے کیونکہ علماء کی غیبت ان کے بعد بھی رہتی ہے۔

اس رہی ہوئی غیبت کو بڑی تلاش سے خطیب نے جمع کر کے لکھا ہے۔ وَ سَيَعْنَمُ الَّذِينَ
 ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

اگر کسی کو خطیب کے پشتازہ کذب کا مختصر طور پر حال معلوم کرنے کی خواہش ہے وہ
 علماء ازہر کے حاشیہ کا مطالعہ کر لے اور اگر کوئی تفصیل کا طالب ہے وہ علامہ کوثری کی کتاب
 تانیب الخطیب کی طرف رجوع کرے۔ جو شے از سر تا پا جھوٹ کا پلندہ ہو اس کا بیان ہی کیا۔

اب یہ عاجز بعض محققین کا کلام نقل کرتا ہے اور امام لیث بن سعد مصری کے مکتوب پر اس کو
 ختم کرتا ہے اور پھر مخالفت کا بیان اور امام ابن عبدالبر کا کلام ان کی کتابوں سے نقل کرے گا۔ امام
 ابن عبدالبر نے نام نہاد اہل حدیث کی غلط روش کا خوب بیان کیا ہے۔ آپ کے بیان کو پڑھ کر جہاں انہی
 وَرَهَقَ ابْنُ حِبْلٍ زَبَانَ بَرَاتَا بے۔ جَزَاةُ اللَّهِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ الْجَوَادِ۔



۱۴۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان" میں لکھا ہے۔

كَانَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ، وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: نَحْنُ لَا نَقْبَلُ إِلَّا خِصَّةَ الْقَهْرِ وَرَدَّ الشَّدِيدِ كَذَلِكَ
 إِنَّا نَنْظُرُ وَرَأَى دِينِ تِنِكَ الْمَسْئَلَةَ مِنَ الْكِتَابِ وَالشُّعْبَةِ وَالْقَضِيَّةِ الصَّحَابَةِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ دِينَنَا
 حِينَئِذٍ مَسْئُوتًا عَنْهُ عَلَى مَنْصُوقٍ بِهِ يَجِيءُ مَعَ رِجَالِ الْعِدَّةِ بَيْنَهُمَا، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنِ الْإِمَامِ
 إِذَا تَأَخَّرَ أَوْ رَأَى لِكِتَابِ نَمَّ بِالشُّعْبَةِ نَمَّ بِالقَضِيَّةِ الصَّحَابَةِ وَكَلَّمُوا بِمَا يَتَّفِقُونَ عَلَيْهِ فَإِنْ اِخْتَلَفُوا قَسَمَ
 حَتَّى عَلَى حَتْمٍ بِجَامِعِ الْعِدَّةِ بَيْنَ الْمُسْتَسْتَبِينَ حَتَّى يَتَّضِعَ الْمَعْنَى، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى، إِنْ نَعِمَ أَوْ رَأَيْتَ
 اللَّهُ نَمَّ بِسَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَمَّ بِحَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
 وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَا جَاءَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّأْسِ وَالنَّعِينِ
 بِإِنْفِاسٍ وَأَمْرِي وَلَيْتَ لَنَا نَحَالَفْتَهُ وَمَا جَاءَنَا عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ بِمُحْتَرَفٍ وَمَا جَاءَ عَنْ غَيْرِهِمْ فَهَمُّ رِجَالٍ وَنَحْنُ
 رِجَالٌ، وَكَانَ أَبُو مُصَيْبٍ الْبَلْبَاسِيُّ يَقُولُ: قَسَمْتُ لِلْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرَأَيْتَ نَوْرًا رَأَيْتَ رَأْيًا
 وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ رَأْيًا، أَكُنْتُ تَدْعُ رَأْيَكَ لِرَأْيِهِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْرًا رَأَيْتَ رَأْيًا وَرَأَى عُمَرُ
 رَأْيًا أَكُنْتُ تَدْعُ رَأْيَكَ لِرَأْيِهِ فَقَالَ نَعَمْ وَكَذَلِكَ أَدْعُ رَأْيَ بَرَاءِ عْتَمَانَ وَعَلِيٍّ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ مَا عَدَى
 أَبَاهُ بَرَاءَ وَالسُّبْحَانَ مَنْ مَالِكٍ وَسَمُرَةَ بِنْتُ جُنْدُبٍ، إِنَّمَعَى، قَالَ بَعْضُهُمْ وَنَعْنُ ذَلِكَ لِمَنْقُصٍ مَعْرِفَتِهِمْ وَ
 عَدَمِ إِطْلَاعِهِمْ عَلَى مَدَارِكِ الْإِجْتِهَادِ

وَذَلِكَ لَا يَقْدَحُ فِي عَدَالَتِهِمْ، وَكَانَ أَبُو مُصَيْبٍ يَقُولُ كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي جَامِعِ الْكُوفَةِ
 فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَفِيَانُ الشُّوْرَيْبِيُّ وَمُقَدَّمُ بْنُ حَيَّانٍ وَحَدَّادُ بْنُ سَيْمَةَ وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ
 الْفُقَهَاءِ فَكَلَّمُوا الْإِمَامَ أَبَا حَنِيفَةَ وَقَالُوا قَدْ بَدَأْنَا نَقِيَسَ فِي الدِّينِ وَإِنَّا نَخَافُ عِنْدَكَ
 مِنْهُ فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ قَامَ ابْنُ بَدِيْسٍ كَمَا ظَهَرَهُ الْإِمَامُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَارِ الْجَمْعَةِ فِي الرَّوَالِ وَعَرَضَ عَلَيْهِمْ مَذْهَبَهُ
 وَقَالَ إِنِّي أَقْدَمُ الْعَمَلِ بِكِتَابِ نَمَّ بِالشُّعْبَةِ نَمَّ بِالقَضِيَّةِ الصَّحَابَةِ مَقْتَرًا مَا مَا اتَّفَقُوا فِيهِ عَلَى مَا
 اِخْتَلَفُوا فِيهِ وَحِينَئِذٍ أَقْبَسُ فَعَامُوا كُفْلَهُمْ وَقَبَّلُوا رَأْسَهُ وَرُكْبَتَيْهِ وَقَالُوا أَنْتَ سَيِّدُ الْعُلَمَاءِ
 فَادْعُ عَنَّا فِيهَا مَصْفَى مَذْهَبِنَا مِنْ وَقِيْعَتِنَا فَبَدَأَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَقَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَجْمَعِينَ.

قَالَ أَبُو مُصَيْبٍ وَهَذَا كَانَ وَقَعَ فِيهِ سُفْيَانُ أَنَّهُ قَالَ قَدْ حَلَّ أَبُو حَنِيفَةَ عُمَرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةَ
عُرْوَةَ فَإِنَّكَ يَا أَعْيُنُ أَنْ تَأْخُذَ الْكَلَامَ عَلَى ظَاهِرِهِ، وَإِنْ انْتَقَلَ بِمِثْلِ ذَلِكَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بَعْدَ
أَنْ تَمَّتْ رُجُوعُهُ عَنْ ذَلِكَ وَغَيْرِ فَهُوَ بِأَنَّ الْإِمَامَ أَبَا حَنِيفَةَ سَيِّدَ الْعُلَمَاءِ وَطَلَبَ مِنْهُ الْعَفْوَ
وَإِنْ أَقُولُ هَذَا الْكَلَامَ فَلَا يَحْتَاجُ إِلَى رُجُوعٍ وَنَيْكُونُ الْمُرَادُ بِأَنَّهُ حَسَّ عُمَرَى الْإِسْلَامِ أَيْ مُشْكِبَهُ
مَسْئَلَةً مَسْئَلَةً حَتَّى يُبَيِّنَ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا مُشْكِبًا لِيُغْزِرَ رَجُلًا فَعَلِمَهُ وَعَمِيَهُ. (فلمی کتاب کا صفحہ ۶۵، ۶۶)

حضرت امام ابو حنیفہ سے اللہ راضی ہو وہ فرمایا کرتے تھے، ہم قیاس نہیں کرتے ہیں مگر ضرورت
کے وقت کیونکہ ہم مسئلہ کی دلیل پہنچے کلام اللہ میں، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور حضرات صحابہ
کے قضایا میں تلاش کرتے ہیں، اگر ان میں دلیل ہم کو نہ ملے تو قیاس کرتے ہیں، نہ کہے ہوئے کو کہے ہوئے
(منطوق) پر ایسی علت کی وجہ سے جو دونوں میں پائی جائے۔

اور دوسری روایت حضرت امام سے اس طرح ہے، ہم پہلے حکم کتاب اللہ سے پھر سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر حضرات صحابہ کے فیصلوں سے لیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں
جس میں سب متفق ہوں اور اگر حضرات صحابہ متفق نہ ہوں تو ہم ایک حکم کا دوسرے حکم پر جامع
علت کی وجہ سے قیاس کرتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے، ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پھر حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے ارشادات پر۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات
سے راضی ہو۔

اور مزید ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام فرمایا کرتے تھے، جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہے، سزاؤں پر قبول ہے، میرے باپ اور ماں اُن پر فدا ہوں، ہم آپ کے ارشاد کی مخالفت
نہیں کر سکتے اور جو کچھ آپ کے اصحاب سے ثابت ہے، ہم ان اقوال میں سے ایک کو اختیار کر لیتے
ہیں اور صحابہ کے سوا (حضرات تابعین) سے جو مردی ہے تو وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں۔
ابو یطیع بلعنی کہا کرتے تھے۔ میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا، آپ بتائیں، اگر آپ نے ایک رائے
قائم کی اور اس مسئلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رائے قائم کر چکے ہیں، کیا آپ اُن کی رائے کی
وجہ سے اپنی رائے کو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا، ہاں ہم اپنی رائے چھوڑ دیں گے۔ پھر میں نے دریافت
کیا، اگر آپ نے ایک رائے قائم کی ہے، پھر آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم ہوئی، کیا
آپ اپنی رائے کو اُن کی رائے کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا، ہاں چھوڑ دوں گا اور اسی طرح

حضرت عثمان حضرت علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آرار کی وجہ سے اپنی رائے کو چھوڑ دوں گا، سو حضرت ابوہریرہ حضرت انس بن مالک اور حضرت سمرہ بن جندب کی آرار کے۔ انتہی بعض علماء نے فرمایا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ان تین حضرات کی معلومات میں کمی ہو اور ان حضرات کو اجتہاد کے مقالات کی لاعلمی ہو اور اس سے ان حضرات کی عدالت پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔

ابو یطیع نے بیان کیا کہ ایک دن کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت امام کے پاس میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس مقال بن حیان، حماد بن سلمہ، جعفر صادق اور دوسرے علماء آئے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کہا، ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ دین میں کثرت سے قیاس کرتے ہیں، اس کی وجہ سے ہم کو آپ کی عاقبت کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ ابتداءً جس نے قیاس کیا ہے وہ اہلسنی ہے۔ حضرت امام نے حضرات علماء سے بحث کی اور یہ بحث صبح سے زوال تک جاری رہی اور وہ دن جمعہ کا تھا۔ حضرت امام نے اپنا مذہب بیان کیا کہ اولاً کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں، پھر سنت پر اور پھر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر اور جس پر ان حضرات کا اتفاق ہوتا ہے اس کو مقدم رکھتا ہوں اور اس کے بعد قیاس کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرات علماء کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت امام کے سر اور گھٹنوں کو چوما اور کہا، آپ علماء کے سردار ہیں اور ہم نے جو کچھ آپ کی برائیاں کی ہیں اپنی لاعلمی کی وجہ سے کی ہیں آپ اس کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ صاحبان کی مغفرت فرمائے۔

ابو یطیع نے بیان کیا کہ سفیان نے حضرت امام کے متعلق کہا تھا کہ ابوحنیفہ نے اسلام کا ایک ایک بندھن کھول دیا ہے۔ اسے میرے بھائی جوش میں رہو اور اس کلام کو اس کے ظاہری معنی پر برگر نہ لو، اگر اس طرح کی بات سفیان سے ان کے جانے اور ان کے اس اعتراف کے بعد کہ حضرت امام سید العلماء ہیں اور حضرت امام سے عفو طلب کرنے کے بعد سنی گئی ہے اور تم اس کی تاویل کرتے ہو کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے اسلامی مسائل کی مشکلات کو اپنے علم کی بے پایا نی سے اور اپنی عقل و دانش کی فراوانی سے ایک ایک کر کے سب کو حل کر دیا اور اب اسلام میں کچھ بھی مشکل نہیں رہا۔ اور اگر سفیان نے حضرت امام سے عفو طلب کرنے سے پہلے کہی ہے تو اب رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

اور علماء شیعہ نے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے۔

قَدْ آتَتْ لَكَ عَنْ صِحَّةِ إِدْلَةِ مَذْهَبِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَّ

بِجَمْعِ مَا اسْتَدَلَّ بِهِ لِمَذْهَبِهِ أَخَذَهُ مِنْ خِيَارِ التَّابِعِينَ وَإِنَّهُ لَا يُتَصَوَّرُ فِي سَنَدِهِ وَفَحْمِهِ مُتَّكَمٌ
بِكُذِّبَ أَبَدًا، وَإِنْ قِيلَ بِضَعْفِ بَعْضِ مَنْ أَدْلَى مَذْهَبِهِ فَذَلِكَ الضَّعْفُ إِنَّمَا هُوَ بِالنَّظَرِ
لِلرُّوَاةِ الثَّانِيَيْنِ عَنِ سَنَدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ وَذَلِكَ لَا يَقْدَحُ فِيمَا أَخَذَ بِهِ الْإِمَامُ عِنْدَ كُلِّ مَنْ
اسْتَضَعَبَ النَّظَرَ فِي الرُّوَاةِ وَهُوَ صَاعِدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ نَقُولُ فِي
أَدْلَى مَذْهَبِ أَصْحَابِهِ، فَلَمْ يَسْتَدِلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِحَدِيثٍ ضَعِيفٍ فَرَدِّمُ يَأْتِ الْإِمَامَ مِنْ طَرِيقِ
وَاحِدَةٍ أَبَدًا كَمَا تَبَعْنَا ذَلِكَ، إِنَّمَا يَسْتَدِلُّ أَحَدُهُمْ بِحَدِيثٍ صَحِيحٍ أَوْ حَسَنٍ أَوْ ضَعِيفٍ قَدْ كَثُرَتْ
طُرُقُهُ حَتَّى ارْتَفَعَ لِدَرَجَةِ الْحَسَنِ وَذَلِكَ أَمْرٌ لَا يَخْتَصُّ بِأَصْحَابِ الْإِمَامِ أَيْ حَنِيفَةَ بَلْ
يُشَارِكُهُمْ فِيهِ بِجَمْعِ الْمَذَاهِبِ كَمَا مَرَّ أَيْضًا حَهُ.

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے دلائل کی صحت کے متعلق تم پر واضح کر چکا ہوں
حضرت امام کے تمام استدلال جو آپ نے اپنے مذہب کے لئے ہیں، بہترین تابعین سے منقول ہیں
آپ کی سند میں کسی جھوٹے شخص کا تصور تک ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے مذہب کے ادلہ کے متعلق
جو کچھ کہا گیا ہے وہ ان راویوں کی وجہ سے ہے جو سند کے نیچے کے حلقہ میں آپ کی وفات کے بعد
ہوئے ہیں اور اس سے حضرت امام کے استدلال میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے، یہ بات ہر اس شخص پر
واضح ہوگی جو حضرت امام کی سند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دیکھے گا، یہی بات ہم آپ کے
اصحاب کے ادلہ کے متعلق کہتے ہیں، آپ کے اصحاب میں سے کسی نے بھی ایسی ضعیف حدیث سے
ہرگز استدلال نہیں کیا ہے جو صرف ایک طریق سے مروی ہو، ان حضرات کا استدلال حدیث صحیح
یا حسن یا اس ضعیف سے ہے جس کے طریقے کثرت سے ہوں اور وہ درجہ حسن میں آگئی ہو اور اس
طرح کا استدلال حضرت ابو حنیفہ کے اصحاب سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب ان کے
شریک ہیں۔

علامہ شعرانی نے صفحہ ۷۶ سے ۷۹ کے آخر تک ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جن کو انہوں نے
دقیق نظر سے پڑھا ہے اور پھر آپ نے یہ مبارک کتاب تالیف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات
بلند فرمائے۔ وَرَجْمَهُ وَرَضِيَتْ عَنْهُ.

ضمیمہ عبارت میزان شعرانی۔ یہ عاجز علامہ شعرانی کی کتاب میزان کا مطالعہ کر رہا تھا
اور یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ محترم والا مقام جناب قاضی سجاد حسین صاحب نے جو کہ علامہ اجل، فقیہ اکمل
مولانا عالم بن العلامہ دہلوی متوفی ۷۸۶ھ کی شہرہ آفاق کتاب "الفتاویٰ التمارخانیہ کی ترتیب و

طباعت میں مصروف ہیں، بتایا کہ اس کتاب کی کتاب ادب القاضی کی تیسری فصل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کے اقوال کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ کے مسلک کا بیان آیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب صد ہا سال سے علماء احناف کا مستند ماخذ رہی ہے۔ بنا بریں عاجز نے اس کو نقل کر لیا اور اب حضرات ناظرین اس کو دیکھیں اور حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک مسلک کو جو سراسر رحمت پروردگار ہے، سمجھیں اور جان لیں۔

بہم شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند روبر از جلد چہاں بگسلد این سلسلہ را

فتاویٰ تامل خانہ کی عبارت

فَإِنْ جَاءَ حَدِيثٌ مِنْ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَسْقُلْ عَنْ غَيْرِهِ وَخِلَافُ ذَلِكَ فَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ ثَلَاثُ رَوَايَاتٍ، فِي رَوَايَةٍ قَالَ أُقْبِلُ مِنْهُمْ مَنْ كَانُوا مِنَ الْقَضَاةِ الْمُتَّقِينَ، وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ أُقْبِلُ جَمِيعَ الصَّحَابَةِ إِلَّا ثَلَاثَةً مِنْهُمْ، أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَسُمْرَةَ بِنُ جُنْدُبٍ، أَمَّا أَنَسُ فَأَتَتْهُ انْحِلَاطُ عَقْلِهِ فِي آخِرِ عُمُرِهِ وَكَانَ يَسْتَفْتِي عُلَمَاءَهُ وَأَنَا لَا أُقْبِلُ عُلَمَاءَهُ، فَكَيْفَ أُقْبِلُ مَنْ يَسْتَفْتِي عُلَمَاءَهُ، وَأَمَّا أَبُو هُرَيْرَةَ، لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْفَتْوَى بَلْ كَانَ مِنَ الرِّوَاةِ، وَفِي مَا كَانَ يَرْوِي لَأَيْتًا مِمَّنْ فِي الْمَعْنَى وَكَانَ لَا يَعْرِفُ التَّاسِيحَ مِنَ الْمَنْسُوحِ، وَلَا جِلِّ ذَلِكَ جَزَّ عَلَيْهِ عُمُرٌ عَنِ الْفَتْوَى فِي آخِرِ عُمُرِهِ، وَأَمَّا سُمْرَةُ بِنُ جُنْدُبٍ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَسَّعُ فِي الْأَشْرِبَةِ بِسَيِّئِ الْأَحْمَدِ وَكَانَ يَتَدَلَّكَ بِالْحَمَامِ بِالْعُمُرِ قَلِمٌ يُقْبِلُهُمْ فِي تَشْوَاهِهِ وَمَا يَمَارِدُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ رِقَابِهِمْ، وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ أُقْبِلُ جَمِيعَ الصَّحَابَةِ وَلَا أَتَّحِبُّ خِلَافَهُمْ وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْمَذْهَبِ؛

اگر حضرات صحابہ میں سے کسی ایک نے کوئی حدیث روایت کی ہے اور کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی روایت نہیں ہے۔ اس صورت میں امام ابوحنیفہ سے تین اقوال مروی ہیں۔

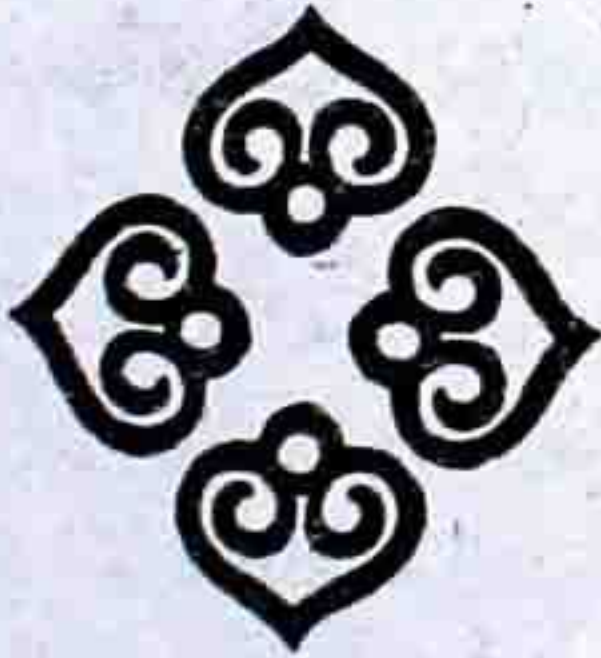
ایک روایت ہے۔ میں حضرات صحابہ میں اس کی تقلید کرتا ہوں جو عمرہ قاصدوں میں سے ہو۔ اور دوسری روایت ہے۔ میں تمام صحابہ کی تقلید کرتا ہوں، بجز تین افراد کے حضرت انس بن مالک، ابوہریرہ اور سمرہ بن جندب۔

حضرت انس کے متعلق یہ بات مجھ کو پہنچی ہے کہ آخر عمر میں ان کی عقل میں خلل آ گیا تھا اور وہ علقمہ (تاہی) سے فتویٰ لیا کرتے تھے۔ میں علقمہ کی تقلید نہیں کرتا تو پھر اس شخص کی تقلید کیسے کروں جو علقمہ کا متقلد ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ اصحابِ فتویٰ میں سے نہ تھے، آپ راوی تھے، اور روایت کرتے وقت معافی کی طرف خیال نہیں کرتے تھے اور ان کو نسخ اور نسخ کی پہچان نہ تھی۔ اس وجہ سے آخر دور میں حضرت عمر نے ان کے فتویٰ دینے پر پابندی لگا دی تھی۔

اور حضرت سمرہ بن جندب کے متعلق مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ وہ خمر (شراب) کے علاوہ دوسرے مشکرات (نشیلی چیزوں) میں توسع اختیار کرتے تھے۔ ان کی روایت کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کرتے تھے حضرت امام لیتے تھے۔

اور تیسری روایت یہ ہے، کہ میں سب صحابہ کی تقلید کرتا ہوں، صحابہ کے خلاف کرنا مجھ کو پسند نہیں۔ یہی آپ کا ظاہر مذہب ہے۔



۱۵۔ علامہ قاضی القضاة عبد الرحمن بن محمد بن خالدون اسیلی مغربی نے اپنے مشہور کتاب مقدمہ کے صفحہ چار سو چالیس اور پینتالیس میں لکھا ہے۔

وَاعْلَمَ أَيْضًا أَنَّ الْأُمَّتَةَ الْمُجْتَهِدِينَ تَفَاوَتْ فِي الْإِكْتِفَارِ مِنْ هَذِهِ الصَّنَاعَةِ وَالْإِقْتِلَالِ قَبْلَ بُوْحَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يُقَالُ بَنَفَتْ رِوَايَتُهُ إِلَى سَبْعَةِ عَشَرَ حَدِيثًا أَوْ نَحْوَهَا ، وَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ إِنَّمَا صَحَّ عِنْدَهُ مَا فِي كِتَابِ الْمُوطَاءِ وَغَايَتُهَا ثَلَاثُمِائَةٍ حَدِيثًا أَوْ نَحْوَهَا وَأَحَدًا مِنْ حَسْبِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مُسْنَدِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ وَلِكُلِّ مَا أَقَادَهُ إِلَيْهِ إِجْتِهَانُهُ فِي ذَلِكَ وَقَدْ تَقَوْلُ بَعْضُ الْمُبْعِضِينَ الْمُتَعَفِّفِينَ إِلَى أَنَّ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ قَلِيلَ الصَّنَاعَةِ فِي الْحَدِيثِ فَلِهَذَا أَقَلَّتْ رِوَايَتُهُ وَلَا سَبِيلَ إِلَى هَذَا الْمُعْتَقِدِ فِي كِبَارِ الْأُمَّتَةِ لِأَنَّ الشَّرِيعَةَ إِنَّمَا تُؤَخَذُ مِنَ الْكِتَابِ وَالتَّسَنُّةِ وَمَنْ كَانَ قَلِيلَ الصَّنَاعَةِ مِنَ الْحَدِيثِ فَتَسَعَّفَ عَلَيْهِ طَلَبُهُ وَرِوَايَتُهُ وَالْحَدِيثُ وَالتَّشْمِيرُ فِي ذَلِكَ لِيَأْخُذَ الدِّينَ عَنْ أَصُولِ صِحِّحَتِهِ وَيَتَلَقَّى الْأَحْكَامَ عَنْ صَاحِبِهَا أَسْبَغَ لَهَا وَرَبَّمَا قَلَّلَ مِنْهُمْ مَنْ قَلَّلَ الرِّوَايَةَ لِأَجْلِ الْمُطَاعِينَ الَّتِي تَعَرَّضُ فِيهَا وَالْعَلَلِ الَّتِي تَعَرَّضُ فِي ضَرْبِهَا سِيمًا وَالجَرْحُ مُقَدَّمٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ قِسْوِيَّةً لِإِجْتِهَادِ إِلَى تَرْكِ الْأَخْذِ بِمَا يَعْزِضُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنْهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَطُرُقِ الْأَسَانِيدِ وَيَكْثُرُ ذَلِكَ فَتَقَلُّ رِوَايَتُهُ لِضَعْفِ فِي الطَّرِيقِ هَذَا مَعَ أَنَّ أَهْلَ الْحِجَازِ أَكْثَرُ رِوَايَةَ لِلْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ لِأَنَّ الْمَدِينَةَ دَارُ الْبَحْرَةِ وَمَا وَسَى الصَّحَابَةَ وَمَنْ زَانَتْ مِنْهُمْ إِلَى الْعِرَاقِ كَانَ شُغْلُهُمْ بِالْحِجَابِ أَكْثَرَ وَإِلَامًا أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّمَا قَلَّتْ رِوَايَتُهُ بِمَا شَدَّدَ فِي شُرُوطِ الرِّوَايَةِ وَالتَّحْمَلِ وَضَعْفِ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ التَّيَقِينِي إِذَا عَارَضَهَا الْفِعْلُ التَّفَيْسِي وَقَلَّتْ مِنْ أَجْلِهَا رِوَايَةَ فَقَلَّ حَدِيثُهُ لِأَنَّهُ تَرَكَ رِوَايَةَ الْحَدِيثِ مَتَعَدِّهَا فَحَاشَاةً مِنْ ذَلِكَ وَبَيَّنَّ عَلَى أَنَّهُ مِنْ كِبَارِ الْمُجْتَهِدِينَ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ إِعْتِمَادُ مَذْهَبِهِ بِنِيَّتِهِمُ وَالتَّعْوِيلُ عَلَيْهِ وَإِعْتِبَارُهُ رَدًّا وَقُبُولًا وَأَمَّا غَيْرُهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَهُمْ الْجَمْعُ مَوْرَثًا سَعُوا فِي الشَّرُوطِ وَكثُرَ حَدِيثُهُمْ وَالْكُلُّ عَنْ إِجْتِهَادٍ وَقَدْ تَوَسَّعَ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ فِي الشَّرُوطِ وَكَثُرَتْ رِوَايَتُهُمْ وَرَوَى الطُّوْطَائِدِيُّ فَكَثُرَ وَكُتِبَ مُسْنَدُهُ وَهُوَ جَلِيلُ الْقَدْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَا

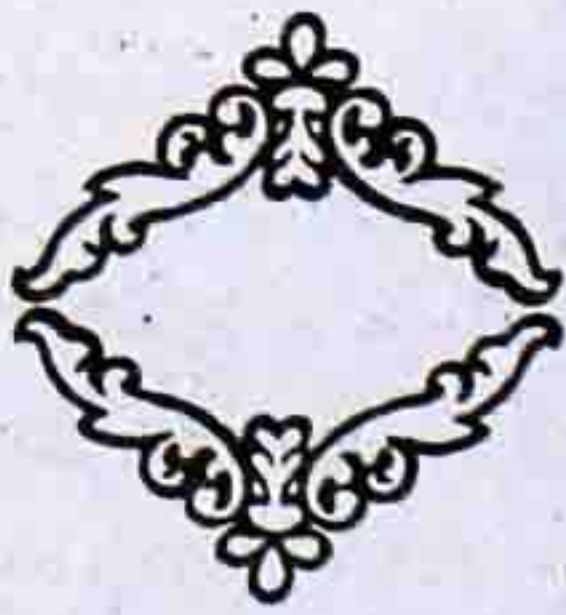
يَنْدُلُ الصَّحِيحَيْنِ لِأَنَّ الشَّرْطَ الَّذِي اعْتَمَدَ هَا الْبُخَارِيُّ وَ مُسْنِمٌ فِي كِتَابَيْهِمَا الْمُنْتَجِعُ عَلَيْنَا بَيْنَ
الْأُمَّةِ لَمَّا قَامُوا وَ شُرُوطَ التَّضَخُّطِ وَ بِي غَيْرِ مُتَّفَقٍ عَلَيْهَا كَالرُّوَايَةِ عَنِ الْمُسْتَوْرِحَالِ وَ غَيْرِهِ قِيَمًا
قَدْ مَا الصَّحِيحَانِ بَلْ وَ كُتِبَ الشُّنَنِ الْمَعْرُوفَةُ عَلَيْهِ بِتَأَخُّرِ شَرْطِهِ عَنِ شُرُوطِ صِحَّتِهِمْ وَ مِنْ أَجْبِ
هَذَا قِيلَ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِالْإِجْمَاعِ عَلَى تَبْيُضِهِ مِنْ جِهَةِ الْإِجْمَاعِ عَلَى صِحَّةِ مَا فِيهِمَا مِنْ الشَّرْطِ
الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا فَلَا تَأْخُذُكَ رَيْبَةٌ فِي ذَلِكَ. فَالْقَوْمُ أَحْسَنُ النَّاسِ بِالْقَضِيَّةِ الْبَحْثِ فِيهِمْ وَ التَّمَسُّكِ
الْمَخَارِجِ الصَّحِيحَةِ لَهُمْ، وَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى أَعْلَمُ بِمَا فِي حَقَائِقِ الْأُمُورِ.

ترجمہ :- جان لو کہ ائمہ مجتہدین کا احادیث شریفہ سے استدلال کرنے میں پیشی اور کمی کا تقاضا ہے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ کی روایتوں کی تعداد سترہ یا اسی کے قریب ہے اور مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو روایتیں صحت کو پہنچی ہیں وہ ان کی موطا میں ہیں اور ان روایتوں کی انتہا تین سو یا اس کے قریب ہے اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسند میں پچاس ہزار حدیثیں ہیں، ہر ایک نے وہی کیا ہے جو ان کے اجتہاد سے ثابت ہوا ہے، بعض بعض اور تعجب رکھنے والوں نے الزام تراشی ہے کہ حدیث میں جس کی استعداد کم تھی اس کی روایت کم ہوگی۔ لیکن ائمہ کبار کے متعلق اس بات کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کیونکہ شریعت کا بیان قرآن و حدیث سے ہوتا ہے اور قرآن و حدیث سے ہی اخذ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں جس کی استعداد کم ہو اس پر لازم ہے کہ حدیث کا طالب ہو اور اس کی روایت کرے، وہ احادیث کی طلب میں پوری کوشش کرے تاکہ دین کو اس کے صحیح اصول سے موصول کرے اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام لے۔

ائمہ گرامی میں سے جس کی روایت حدیث کم رہی ہے اس کی وجہ وہ مطاعن اور عیبتیں ہیں جو حدیث کی روایت میں پیش آتی ہیں اور خاص کر اس صورت میں کہ اکثر اہل حدیث کے نزدیک جرح، تعدیل پر مقدم ہے، اس صورت میں مجتہد کا اجتہاد اس طرف جاتا ہے کہ ایسی روایتوں کو چھوڑ دے کہ جن کے الفاظ میں اور طرقی اسانید میں اختلاف ہو اور یہ بھی ہے کہ اہل حجاز بہ نسبت اہل عراق کے حدیث کی روایت زیادہ کرتے ہیں کیونکہ مدینہ منورہ ہجرت کا مقام اور صحابہ کا مسکن ہے اور ان میں سے جو عراق کو منتقل ہو اس کا مشغلہ زیادہ تر جہاد رہا ہے۔

امام ابو حنیفہ کی قلت روایت کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے روایت اور تحمل حدیث کی شرطوں میں سختی کی ہے اور کہا ہے کہ اگر رادی کا خود اپنا فعل اس کی روایت سے معارض ہو

وہ روایت ضعیف ہے چاہے اس کو عدول نے نقل کیا ہو (مثلاً روایت میں رفع یدین کا کرنا ہے، لیکن روایت کرنے والے صحابی رفع یدین نہیں کرتے تھے) ان وجوہات کی بنا پر آپ کی روایات کم ہیں، نہ یہ کہ آپ نے قصداً حدیث کی روایتیں چھوڑی ہیں، اس سے آپ قطعاً بڑی ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ آپ حدیث کے بلند پایہ مجتہدوں میں سے ہیں کہ محدثین کے بڑوں نے آپ کے مذہب پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے اور آپ کے رد و قبول کو وقعت دی ہے اور آپ کے علاوہ دوسرے محدثین نے جو کہ جمہور میں شروط میں وسعت اختیار کی ہے، لہذا ان کی روایتیں زیادہ ہوئیں یہ سب اُن کا اجتہاد ہے اور ابو حنیفہ کے بعد آپ کے اصحاب نے بھی شروط میں وسعت اختیار کی اور ان کی روایتیں بھی زیادہ ہو گئیں، چنانچہ طحاوی نے کثرت سے روایت کی — انہوں نے اپنی مسند لکھی ہے جو بڑے پایہ کی ہے، لیکن وہ صحیحین کے درجہ کی نہیں ہے کیونکہ جن شروط پر بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں کو لکھا ہے، ان شرطوں پر امت کا اجماع ہے جس کا بیان علماء نے کیا ہے اور طحاوی کی شرطوں پر سب کا اتفاق نہیں ہے، جیسے مستور الحال (جس کا حال معلوم نہ ہو) وغیرہ روایت ہے، بنا بریں بخاری و مسلم اور کتب سنن معروفہ اس پر مقدم ہیں کیونکہ طحاوی کی شرطیں ان کی شرطوں سے کم درجہ کی ہیں، بنا بریں کہا گیا ہے، بخاری و مسلم کی روایات بالاجماع مقبول ہیں کیونکہ ان کی شرطوں کو سب نے بالاجماع قبول کیا ہے۔ دیکھو اس میں تم شک کو راہ نہ دو یہ سب حضرات حسن ظن کے شایان ہیں۔ ان کے فعل کے لئے صحیح مخرج تلاش کیا جائے اور حقائق امور سے اللہ پاک خوب عالم ہے۔



۱۶۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کا مکتوب مبارک

و حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت این شریعت خواهد نمود و اتباع سنت آن سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواهد کرد کہ نسخ این شریعت مجوز نیست نزدیک است از علماء رظواہر مجتہدات اورا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند، مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است رحمۃ اللہ علیہ۔ کہ بہ برکت درع و تقوی و بہ دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتهاد و استنباط یافته است کہ دیگران در فہم آن قاصر اند و مجتہدات اورا بہ واسطہ دقت معانی، مخالف کتاب و سنت دانند، اورا واصحاب اورا اصحاب رای پندارند و کُنْ ذٰلِكَ لِعَدَمِ الْوُصُولِ اِلَى حَقِيقَةِ عَمِّهِ وَوِدَايَتِهِ وَعَدَمِ الْاَصْلَاحِ عَلٰی فِہِمَہٗ، و فرست امام شافعی بہ کرشمہ از دقت نقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ، وائے از جبر اہلکے قاصر نظر ان کہ تصور خود را بہ دیگرے نسبت نمایند۔

قاصرے گر کند این سلسلہ را طعن تصور

ہم شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند

رو بہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

و بہ واسطہ ہمیں مناسبت کہ بہ حضرت روح اللہ دارد تواند بود آنچه خواجه محمد پارسا در فصولی نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بہ مذہب امام ابی حنیفہ عمل خواهد کرد، یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواهد بود و آن کہ تقلید این مذہب خواهد کرد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ازاں بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید، بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت این مذہب حنفی بہ نظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذہب در رنگ جیاض و جداول بہ نظری در آیند و

لے ملاحظہ کریں مکتوبات کے دفتر دوم کے مکتوب ۵۵ میں۔

بہ ظاہر ہم کہ ملاحظہ نموده می آید، سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان، و این نسبت با وجود کثرت متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علمودہ دارد و این معنی مثبتی از حقیقت است عجب معاطا است امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت می داند و بر راس خود مقدم می دارد و ہمچنین قول صحابی را بہ واسطہ شرف صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰت و التسلیمات بر رای خود مقدم می دارد و دیگران را نہ چنین اند، مع ذلک مخالفان او را صاحب رای می دانند و الفاظ کہ منبئ از سوائے ادب اند بہ او منتسب می سازند، با وجود آنکہ ہمہ بہ کمال علم و وفور و رعایت و تقوای او معترف اند، حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ایشان را توفیق دہا کہ آزار را بر دین و رئیس اہل اسلام نہ نمایند و سواد اعظم اسلام را ایذا نہ کنند۔ نَبْرِيْدُ وَنْ اَنْ يُظْفِقُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ جَمَاعَةٌ كَرِهَتْ اِيْنَ اَكْبَرِ دِيْنٍ رَا اَصْحَابَ رَاے مِي دَانْتَدَا اِگْرَا اِيْنَ اَعْتِقَادُ دَارِنْدَا كِهْ اِيْشَانْ بَرَاے خُوْدْ حَكْمْ مِي كَرْدِنْدَا و متابعت كتاب و سنت نہ می نمودند پس سواد اعظم بزعم فاسد ایشان ضال و مبتدع باشند بلكه از جرگه اہل اسلام بیرون بوند۔ این اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است، ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفته اند و احکام شریعت را منحصراً در آن ساخته اند و او راے معلوم خود را نفی می نمایند و آنچه نزد ایشان ثابت نہ شدہ منستی می سازند۔

چو آن کرے کہ در سنی نہاں است زمین و آسمان او ہماں است
 دایے ہزار دایے از تعصب ہائے بار دیشان و از نظر ہائے فاسد ایشان بانی فقہ ابو حنیفہ است
 و سرحقہ از فقہ او را مسلم داشته اند و در ربیع باقی ہمہ شرکت دارند باوے، در فقہ صاحب خانہ
 اوست و دیگران ہمہ عیال وے اند، با وجود التزام این مذہب مرابا امام شافعی گو یا محبت
 ذاتی است و بزرگ می دانم لہذا در بعضے اعمال نافلہ تقلید مذہب او می نمایم اما چہ کنم کہ دیگران
 را با وجود وفور علم و کمال تقوی در جنب امام ابی حنیفہ در رنگ طفلان می یابم وَاَلَا نُرِيْ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلٰی
 مَكْتُوْبٌ بِمَارِكٍ كَا تَرْجَمُهٗ حَضْرَتْ عِيْسٰی عَلِيْہِ السَّلَامْ نَاظِرْ اِنْ هُوْنَكِيْ بَعْدَا سْ شَرِيْعَتْ كِيْ اُوْرَا اَنْحَضْرَتْ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِيْ پِيْرُوِيْ كَرِيْغِيْ كِيْوْنَكِيْ اِسْ شَرِيْعَتْ كَا نَسْخْ جَائِزْ نِهِيْسْ اُوْرْ هُوْ سَكْتَا هِيْ كِهْ غِنْمَا رِظْوَا هِيْ
 حَضْرَتْ عِيْسٰی عَلِيْہِ السَّلَامْ كِهْ مَجْتَهِدَاتْ كُوَانْ كِيْ بَارِكِيْ اُوْرَا خَفَايِيْ بَا خَذْ كِيْ دَجْهْ سِيْ اِنْكَارْ كَرْدِيْسْ اُوْرَا اِنْ
 كِهْ اَجْتِهَادَاتْ كُو كِتَابْ و سنت كِهْ خِلَافْ سَمْجھْ لِيْسْ حَضْرَتْ عِيْسٰی كَا حَالْ اِمَامْ اَعْظَمْ كُو فِئِيْ كِهْ حَالْ كِيْ مَرْح

ہے، حضرت امام نے اپنے درع و تقویٰ کی برکت اور سنت مبارکہ کی متابعت کی بدولت اجتہاد میں اور مسائل کے استنباط میں ایسا بلند مرتبہ پایا ہے کہ دوسرے افراد اس کے سمجھنے سے عاجز اور قاصر ہیں اور آپ کے اجتہادات کو بہ وجہ ان کی وقت معانی کے کتاب و سنت کے خلاف سمجھ لیا ہے اور یہ سب کچھ اس بنا پر ہوا ہے کہ یہ لوگ آپ کے علم کی حقیقت اور درایت نہیں سمجھ سکے ہیں، امام شافعی کی فراست کو جو نقابت کے کوشش سے دریافت کر گئے ہیں ان کے اس قول سے سمجھنا چاہئے جو انہوں نے کہا ہے کہ تمام فقہا ابوحنیفہ کے محتاج ہیں، افسوس ہے ان کو تاہم بینوں کی جرأت پر کہ وہ اپنی کوتاہی کو دوسروں کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

اگر کوئی کوتاہ میں اس جماعت پر کوتاہی کا الزام عائد کرتا ہے، پناہ بخدا، تو میری زبان پر یہ آئیگا۔ دنیا بھر کے تمام شہر اس لڑی سے بندھے ہوئے ہیں بھلا لومڑی اپنی چالاکی سے اس لڑی کو کیا توڑیگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو مناسبت حضرت امام اعظم کو ہے جو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت خواجہ محمد پارسا (خلیفہ اجل حضرت شاہ نقشبند) قدس اللہ اسرارہما نے فصولِ رسالہ میں لکھا ہو کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے؛ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اس سے بہت آرفع و اعلیٰ ہے کہ وہ علماء امت کی تقلید کریں لہذا مختلف اور تعصب کی بلاوٹ کے بغیر یہ کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت، کشفی نظر سے ایک عظیم دریا کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے سب مذاہب مثل حوضوں اور نالیوں کے نظر آتے ہیں اور ہم جب ظاہری احوال دیکھتے ہیں کہ اہل اسلام کی بڑی اکثریت ابوحنیفہ کے پیردان کی ہے اور یہ مذہب کثرت پیردان کے باوجود، اپنے اصول اور فروع میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے، مسائل کے استنباط میں ان کا علیحدہ طریقہ ہے اور یہ معاملہ اس حقیقت پر دال ہے۔

عجیب بات ہے، سنت کی پیروی کرنے میں امام ابوحنیفہ سے آگے ہیں، آپ مرسل حدیث کو مسند حدیث کی طرح شایان متابعت جانتے ہیں اور آپ مرسل حدیث کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں، دوسرے ائمہ کا یہ حال نہیں ہے۔ باوجود اس کے آپ کے مخالفین آپ کو صاحب رائے قرار دیتے ہیں اور آپ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ایسی صورت میں ہو رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے علم و کمال اور درع و تقویٰ کا سب کو اعتراف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو برا نہ کہیں اور اسلام کی بڑی جماعت کی دل آزاری نہ کریں۔ یُوْنِدُ وَنَدِیْطِفُوْا نُورَ اللّٰهِ بِأَمْوَہِمِمْ

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی بھونکوں سے بچھادیں۔
 دین کے بزرگوں کو اصحابِ رای کہنے والی جماعت کا اگر یہ خیال ہے کہ یہ بزرگانِ دین اپنی
 رائے سے حکم کرتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے ہیں تو اس صورت میں اسلام کا سوادِ
 اعظم گمراہ اور مبتدع ہوا، بلکہ اسلام کی جماعت سے خارج ہوا۔ ایسا غلط اعتقاد وہی شخص کر سکتا
 ہے جو جاہل ہو اور اس کو اپنی جہالت کی خبر نہیں ہے، یا پھر وہ زندیق ہے اور اس کا مطلب
 آدمے دین کا باطل کرنا ہے۔ چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو رٹ لیا ہے اور شریعت کو ان احادیث
 میں منحصر سمجھ لیا ہے اور وہ ان احادیثِ شریفہ کا انکار کرتے ہیں جن کا علم ان کو نہیں ہے۔
 ان کی مثال اس کیرے کی ہے جو پتھر میں چھپا ہوا ہے۔ اس کی زمین بھی وہی پتھر اور اس کا
 آسمان بھی وہی پتھر ہے۔

افسوس اور ہزار افسوس ان لوگوں کی بارہ تعصبات اور فاسد نظریات پر فرقہ کے بانی حضرت
 ابوحنیفہؒ ہیں فرقہ کے تین حصے ان کے لئے مسلم ہیں اور ایک حصہ جو چوتھائی ہے اس میں باقی علماء
 ان کے شریک ہیں۔ آپ فقہی گھر کے مالک ہیں اور سب آپ کی عیال ہیں۔ حنفی مذہب سے میرا یہ
 تعلق اور التزام ہوتے ہوئے امام شافعی سے مجھ کو ایک طرح کی محبت ہے اور میں ان کو بزرگ
 سمجھتا ہوں، چنانچہ بعض اعمالِ نافذہ میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں۔ میں کیا کروں، ابوحنیفہؒ کے مقابلہ
 میں دوسروں کو باوجود ان کے علم اور کمالِ تقویٰ کے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ معاملہ پروردگار
 کے پیر ہے۔ الخ



۱۷۔ امام لیث بن سعد مصری نے لکھا ہے۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر معروف بہ ابن قسیم الجوزیہ حبلی متوفی ۳۵۰ھ نے کتاب "اعلام الموقعین" کی تیسری جلد کے صفحہ ۸۳ میں لکھا ہے :-

قال المحافظ أبو يوسف بن يعقوب بن سفيان القسوي في كتاب التاريخ والمعروفة له وهو كتاب جليل غزير العلم جم الفوائد ، حدثني يحيى بن عبد الله بن بكير الخزاز قال هذا رسالة الليث بن سعد إلى مالك بن أنس .

رسالة الليث إلى مالك :- سلام عليك يا أبا أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو ، أما بعد ، عافانا الله وإياك ، وأحسن لنا العاقبة في الدنيا والآخرة ، قد بلغني كتابك تذكرو فيه من صلاح حالكم الذي يسرني ، فادام الله ذلك لكم وأتمه بالعون على شكره والوفاء من إحصائه ، وذكرت نظرك في الكتب التي بعثت بها إليك وإقامتك إياها وحنك عليها وقد اتتنا بجزاك الله عما قد مت منها خيرا فإتاهما كنت انتهمت الينا عنك فأجبت أن أبلغ حقيقة ما ينظر فيها وذكرت أنه قد انشطت ما كتبت إليك فيه من تقويم ما أتاني عنك إلى ابنتي التي بالصحة ورجوت أن يكون لها عندي موضع وأنت لم يمنعك من ذلك فيما خلا إلا أن يكون رأيك فينا جميلا ، إلا إنني لم أذكرك مثل هذا .

وَأنته بفتحك أتى أفتى بأشياء مخالفة لما عليه جماعة الناس عندكم وأتى يحون على الخوف على نفسي لإعتقاد من قبلي على ما أفتيتهم به وأن الناس تبع لأهل المدينة التي إليها كانت الهجرة وبها نزل القرآن . وقد أصبت بالذي كتبت به من ذلك إن شاء الله تعالى ووقع مني بالموقع الذي تحب وما أجد أحدا ينسب إليه العلم أكره لشواذ الفتيا ولا أشد تفضيلا لعلماء أهل المدينة الذين مضوا ولا آخذ لفتياهم فيما اتفقوا عليه مني والحمد لله رب العالمين الذي لا شريك له .

وَأما ما ذكرت من مقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة ونزول القرآن

وَكَانَ يَكُونُ مِنْ ابْنِ شَهَابٍ اخْتِلَافٌ كَثِيرٌ إِذَا قِينَاهُ وَإِذَا كَاتَمَهُ بَعْضُنَا كَرَبَمَا كَتَبَ إِلَيْهِ فِي
 الشَّيْءِ الْوَاحِدِ عَلَى فَضْلِ رَأْيِهِ وَعِلْمِهِ بِثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ يَنْقِضُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَلَا يَشْعُرُ بِالذِّمَى
 مَعْنَى مِنْ رَأْيِهِ فِي ذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي يَدْعُونِي إِلَى تَرْكِ مَا أَنْكَرْتُ تَرْكِي إِيَّاهُ. وَقَدْ عَرَفْتُ
 أَيْضًا عَيْبَ انْتِكَارِي إِيَّاهُ أَنْ يَجْمَعَ أَحَدٌ مِنْ أَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لَيْلَةَ الْمَطَرِ وَ
 مَطَرِ الشَّامِ أَكْثَرَ مِنْ مَطَرِ الْمَدِينَةِ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، لَمْ يَجْمَعْ مِنْهُمْ إِمَامٌ قَطُّ فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ، وَ
 فِيهِمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَبِزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَعُمَرُ بْنُ الْعَاصِ وَمَعَاذُ
 بْنُ جَبَلٍ، وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْلَمُكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ
 بْنُ جَبَلٍ وَقَالَ يَا أَيُّ مُعَاذٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ بِرُتُوبَةٍ (خَطْوَةٌ) وَشَرْحِبِيلُ بْنُ حَنَّةٍ
 وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ مِصْرًا وَالرَّبِيعُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ
 وَبِحِصِّ سَبْعُونَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَبِأَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ كُلِّهَا وَبِالْعِرَاقِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَحَدَيْقَةُ بْنُ
 الْيَمَانِ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَنَزَلَهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي النَّجَّةِ
 سِنِينَ وَكَانَ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْمَعُوا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
 قَطُّ.

وَمِنْ ذَلِكَ الْقَضَاءُ بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَتَمِيمٍ صَاحِبِ الْحَقِّ وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُقْضَى
 بِالْمَدِينَةِ بِهِ وَلَمْ يُقْضَ بِهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّامِ وَبِحِصِّ وَلَا بِمِصْرَ
 وَلَا بِالْعِرَاقِ، وَنَمْ يَكْتَبُ بِهِ إِلَيْهِمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ثُمَّ ذِي عُمَرَ
 بَنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَكَانَ كَمَا عَلِمْتَ فِي أَحْيَاءِ الشَّيْءِ وَالْجِدِّ فِي إِقَامَةِ الدِّينِ وَالْأَصَابَةِ فِي التَّرَامِي
 وَالْعِلْمِ بِمَا مَضَى مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ رُزَيْقُ بْنُ الْحَكِيمِ، إِنَّكَ كُنْتَ تُقْضَى بِالْمَدِينَةِ بِشَهَادَةِ
 الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَتَمِيمِ صَاحِبِ الْحَقِّ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، إِنَّكَ نَقَضْتُمْ بِذَلِكَ
 بِالْمَدِينَةِ فَوَجَدْنَا أَهْلَ الشَّامِ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَلَا تُقْضَى إِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ
 وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ الْعِشَاءِ وَالْمَغْرِبِ قَطُّ لَيْلَةَ الْمَطَرِ، وَالْمَطَرُ يَسْكُبُ عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِ الَّذِي كَانَتْ
 بِحَنَاصِرَةِ سَاكِبًا.

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَقْضُونَ فِي صُدَاقَاتِ النِّسَاءِ أَنَّهُمَا مَتَى شَاءَتْ أَنْ
 تَتَكَلَّمَنَّ فِي مَوْجِرِ صُدَاقِهَا تَكَلَّمَتْ فَدَفِعَ إِلَيْهَا وَقَدْ رَافَقَ أَهْلَ الْعِرَاقِ أَهْلَ الْمَدِينَةِ عَلَى
 ذَلِكَ وَأَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ مِصْرَ وَلَمْ يُقْضَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ

بَعْدَهُمْ لِامْرَأَةٍ بِصَدِّ اِقْبَالِهَا الْمَوْحِرِ اِلَّا اَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا مَوْتٌ اَوْ طَلَاقٌ تَتَقَدَّمُ عَلَيْهِ حَقِيقًا.
 وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ فِي الْاَيْلَاءِ اَنَّهُ لَا يَكُونُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ حَتَّى يُوَقَّفَ وَاِنْ مَرَّتْ اَرْبَعَةً
 اَشْهُرًا وَقَدْ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يُرَوَى عَنْهُ ذَلِكَ التَّوْقِيفُ
 بَعْدَ الْاَشْهُرِ، اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْاَيْلَاءِ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، لَا يَحِلُّ لِلْمَوْتِ اِذَا بَلَغَ
 الْاَجَلَ اِلَّا اَنْ يَفِيَّ عَمَّا مَرَّ اللَّهُ اَوْ يَعْزِمُ الطَّلَاقَ، وَاَنْتُمْ تَقُولُونَ اِنْ لَيْتَ بَعْدَ اَرْبَعَةِ
 الْاَشْهُرِ الَّتِي سَمِيَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَلَمْ يُوَقَّفْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ، وَقَدْ بَلَّغْنَا اَنَّ عُمَانَ بْنَ عَطَا
 وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَبِيصَةَ بْنَ ذُوَيْبٍ وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ كَالْوَاقِفِ فِي الْاَيْلَاءِ اِذَا
 مَضَتْ اَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِقُهُ بَاطِنَةً، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَاَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَاِبْنُ شَهَابٍ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَلَهُ الرَّجْعَةُ
 فِي الْعِدَّةِ.

وَمِنْ ذَلِكَ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ اِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَاخْتَارَتْ رَوْحَهَا
 فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَاِنْ طَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا فَهِيَ تَطْلِقُهُ، وَقَضَى بِذَلِكَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ
 وَكَانَ رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُهُ وَقَدْ كَادَ النَّاسُ يَجْتَمِعُونَ عَلَى اَسْمَائِهَا اِنْ اِخْتَارَتْ رَوْحَهَا
 لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَلَاقٌ وَاِنْ اِخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَاحِدَةً اَوْ اِثْنَيْنِ كَانَتْ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ وَاِنْ
 طَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا بَاطِنًا مِنْهُ وَلَمْ يَعْلَمْ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ رَوْجًا غَيْرَهُ فَيَدْخُلُ بِهَا ثُمَّ يَمُوتُ
 اَوْ يُطَلِّقُهَا، اِلَّا اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا فِي فِجْلِيهِ فَيَقُولُ اِنَّمَا مَلَكَتُكَ وَاحِدَةً فَيُسْتَحْلَفُ وَيُحْلَى بَيْنَهُ
 وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ.

وَمِنْ ذَلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ اشْتَرَاهَا
 زَوْجَهَا فَاظْهَرَ اَوْ اَيُّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ وَكَانَ رَبِيعَةَ يَقُولُ ذَلِكَ وَاِنْ تَزَوَّجَتْ الْمَرْأَةُ
 عَبْدًا فَاشْتَرَتْهُ فَيَسَلُ ذَلِكَ.

وَقَدْ بَلَّغْنَا عَنْكُمْ شَيْئًا مِنَ الْفُتْيَا مُسْتَكْرَهًا، وَقَدْ كُنْتُ كَتَبْتُ اِلَيْكَ فِي بَعْضِهَا
 فَلَمْ تُجِبْنِي فِي كِتَابِي، فَتَحَوَّنْتُ اَنْ تَكُونَ اسْتَشْقَلْتَ ذَلِكَ فَتَرَكْتَ الْكِتَابَ اِلَيْكَ فِي شَيْءٍ
 مِنْ اَنْكَرُهُ وَفِيهَا اُورِدْتُ فِيهِ عَلَى رَأْيِكَ، وَذَلِكَ اِنَّكَ اَمَرْتَ زُقَيْرَ بْنَ عَاصِمِ الْهَمَلَانِيَّ حِينَ
 ارَادَ اَنْ يَسْتَقِي، اَنْ يُقَدِّمَ الْقَلَاءَةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَاَعْطَيْتُ ذَلِكَ لِاَنَّ الْخُطْبَةَ وَالْاِسْتِيقَاءَ
 كَهَيْئَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنَّ الْاِمَامَ اِذَا دَنَى مِنْ فِرَاقِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ قَدَّ عَا حَوْلَ رِدَاةٍ ثُمَّ

نَزَلَ فَصَلَّى، وَقَدْ اسْتَسْقَى عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَابُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزِيمٍ وَغَيْرُهُمَا
كُلَّهُمْ يُقَدِّمُ الْخُطْبَةَ وَالذُّعَاءَ قَبْلَ الْكَلَامِ فَاسْتَهْتَرَ النَّاسُ كُلَّهُمْ فِعْلًا زُفَرٌ مِنْ عَاصِمٍ مِنْ
ذَلِكَ وَاسْتَنْكَرُوهُ -

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ فِي الْخَلِيطِيِّينَ فِي الْمَالِ، أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِمَا
الصَّدَقَةُ حَتَّى يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا يَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ وَفِي كِتَابِ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ
أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا الصَّدَقَةُ وَيَتَرَادَدُ بِالتَّوْبَةِ وَقَدْ كَانَ ذَلِكَ يُعْمَلُ بِهِ فِي وِلَايَةِ عُمَرُ بْنِ
عَبْدِ الْعَزِيزِ قَبْلَكُمْ وَغَيْرُهُ وَالَّذِي حَدَّثَنَا بِهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يَدُونِ آقَاضِ
الْعُلَمَاءِ فِي زَمَانِهِ، فَرَحِمَهُ اللَّهُ وَتَعَفَّرَالَهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَصِيرَهُ -

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ، إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ وَقَدْ أَبَا حَهُ رَجُلٌ سَلَعَةٌ
فَتَقَاضَى طَائِفَةٌ مِنْ تَمِينِهَا أَوْ أَنْفَقَ الْمُشْتَرِي طَائِفَةً مِنْهَا، أَنَّهُ يَأْخُذُ مَا وَجَدَ مِنْ
مَتَاعِهِ وَكَانَ النَّاسُ عَلَى أَنَّ الْبَائِعَ إِذَا تَقَاضَى مِنْ تَمِينِهَا شَيْئًا أَوْ أَنْفَقَ الْمُشْتَرِي مِنْهَا شَيْئًا
فَلَيْسَتْ بِعَيْنَيْهَا -

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّكَ تَذَكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُعْطِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ
إِلَّا الْفَرَسَ وَاحِدًا وَالنَّاسُ كُلَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَنَّهُ أَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ أَصْهُمٍ لِفَرَسَيْنِ وَمَنْعَهُ الْفَرَسَ
الثَّلَاثَ وَالْأُمَّةُ كُلُّهُمْ عَلَى هَذَا الْمُحَدِّثِينَ أَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ مِصْرَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ وَأَهْلُ
أَفْرِيقِيَّةَ، فَلَمْ يَكُنْ يَدْبِغِي لَكَ وَإِنْ كُنْتَ تَمِيعْتَهُ مِنْ رَجُلٍ مَرْضِيٍّ، أَنْ تُخَالِفَ الْأُمَّةَ
اجْتَمَعِينَ -

وَقَدْ تَرَكْتُ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً مِنْ أَهْبَاءِ هَذَا، وَأَنَا حِبُّ تَوْفِيقِ اللَّهِ إِيَّاكَ وَطَوْلِ بَقَائِكَ لِمَا
أَزْجُرُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ مِنَ الْمَنْفَعَةِ وَمَا أَخَافُ مِنَ الضَّيْعَةِ إِذَا ذَهَبَ مِثْلُكَ مَعَ اسْتِئْثَابِي
بِمَكَانِكَ وَإِنْ تَأْتِ الدَّارُ فِهْدِهِ مِنْ لَدُنِّكَ عِنْدِي وَرَأَيْ فِيكَ مَا سَتَيْقَنُهُ وَلَا تَتْرُوكَ الْكِتَابَ
إِلَى مَجْزِيكَ وَحَالِكَ وَحَالِ وَلَدِكَ وَأَهْلِكَ وَحَاجَةٍ إِنْ كَانَتْ لَكَ أَوْ لِأَحَدٍ يُؤَمِّلُ بِكَ فَإِنِّي
أَسْرُبُ إِلَيْكَ، كَتَبْتُ إِلَيْكَ وَنَحْنُ صَالِحُونَ، مُعَافُونَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ نَسَأَلُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنَا وَإِيَّاكُمْ
شُكْرًا مَا أَذَلْنَا وَتَمَامَ مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْنَا وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ -

امام لیث کے مکتوب کا آزاد اردو ترجمہ۔

علامہ ابن قیم جوزی نے "اعلام الموقعین" کی تیسری جلد کے صفحہ ۸۳ سے ۸۸ تک امام

یث کے مکتوب کو حافظ فسوی کی کتاب "التاریخ والمعرفۃ" سے نقل کیا ہے، لکھا ہے۔
تم پر (مالک بن انس پر) سلام ہو، اللہ زحدہ لاشریک لہ کی حمد و ثنا کے بعد کہتا ہوں، اللہ تم
کو اور تم کو عافیت سے رکھے اور دنیا و آخرت میں ہماری عاقبت سنوارے۔

تمہارا خط بلا، تم نے اپنے احوال کی سلامتی کا ذکر کیا ہے، اس سے دل خوش ہوا، اللہ تم کو ہمیشہ
اس حال میں رکھے اور شکر گزاری کرنے میں تمہاری مدد کرے تم پر اتنا ہم نعمت اور احسان کی زیادتی کرے
تم نے میرے مکاتیب کے پہنچنے اور ان کو پڑھنے اور ٹھیک قرار دینے کا لکھا ہے تم نے ان پر اپنی
رضامندی کی مہر لگا دی ہے، اللہ تم کو اس کا اجر دے، مجھ کو تمہارے مکاتیب ملے، میں
چاہتا ہوں کہ اس مکتوب میں حقیقت کا اظہار کر دوں۔

تم نے ذکر کیا ہے کہ میں نے جو کچھ تم کو لکھا ہے اس میں ان باتوں کی درستی ہے جو مجھ کو پہنچی
تھیں اور میں نے نصیحت کی ابتدا کی تھی، تم نے اُمید کی ہے کہ میرے نزدیک اس کی اہمیت ہوگی
اور اس سے پہلے تمہارے نہ لکھنے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے متعلق تمہاری رائے اچھی ہے
لیکن ایسا تذکرہ میں نے تم سے نہیں کیا ہے، تم کو میرے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ میں لوگوں کو
ایسے فتوے دیتا ہوں جو تمہاری طرف کے لوگوں کی ایک جماعت کے خلاف ہیں۔ میرے لئے کسی
بنا پر یہ لائق ہے کہ میں ان فتادی کی وجہ سے خطرہ محسوس کروں۔ کیونکہ میرا اعتماد اپنے فتادی میں
اس پر ہے جو ہماری طرف رائج ہے، لوگ اہل مدینہ کے تابع ہیں، ہجرت مدینہ منورہ ہی کی طرف
ہوئی ہے، وہاں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے، اس سلسلہ میں جو بات تم نے لکھی ہے ان شاء اللہ درست
ہے، تمہارے حسبِ منشا میرے نزدیک اس کی قدر و منزلت ہے، اہل علم میں شاذ فتادی کو سب سے
زیادہ ناپسند کرنے والا اور مدینہ منورہ کے ان علماء کو جو گزر چکے ہیں سب سے زیادہ فضیلت دینے
والا اور ان فتادی کو جن پر ان کا اتفاق ہوا ہے سب سے زیادہ لینے والا اپنے سے زیادہ کسی کو
نہیں پاتا ہوں۔ حمد اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا شریک کوئی نہیں۔

تم نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرنے کا اور وہاں صحابہ کے سامنے
قرآن مجید نازل ہونے کا اور اللہ تعالیٰ کا اُن کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اور پھر لوگوں کو ان کی پیروی
کرنے کا ذکر کیا ہے، ہاں یہ سب اسی طرح ہوا ہے، پھر تم نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ایک سو لکھی ہے
(ترجمہ) اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے
نیکی سے، اللہ راضی اُن سے اور وہ راضی اللہ سے، اور رکھے ہیں واسطے اُن کے باغ، نیچے بہتی نہریں

دہا کریں اُن میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

(شاہ عبدالقادر نے فائدہ میں لکھا ہے۔ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے وہ قدیم ہیں باقی اُن کے تابع)

اس سلسلہ میں یہ بات ہے کہ سابقین اولین میں سے بہت سے افراد اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلے، انہوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور اُن پر لوگوں کی بھرتی ہوئی انہوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کا اظہار لوگوں پر کیا، جو کچھ اُن کو معلوم تھا اس کو نہیں چھپایا، ہر فوج میں بعض حضرات ایسے ہوا کرتے تھے جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم لوگوں کو دیا کرتے تھے اور جن مسائل کا ذکر کتاب و سنت میں نہیں ہوا ہے اُن میں اجتہاد کیا کرتے تھے، اُن کے پیش رو حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے جن کو مسلمانوں نے اپنا مقتدا بنایا تھا، یہ تینوں حضرات نہ اسلامی افواج کی تفسیح چاہتے تھے اور نہ اُن کی طرف سے غافل تھے، وہ آسان امور تک میں اُن کو ہدایات دیا کرتے تھے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اختلاف کرنے سے ان کو ڈرایا کرتے تھے، ان حضرات نے ایسا کوئی امر نہیں چھوڑا ہے کہ جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہو یا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو یا آپ کے بعد جس پر اتفاق ہوا ہو، کہ اس کی تعلیم ان لوگوں کو نہ دی ہو، حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جب بھی کوئی حکم معروض ہوا، عراق پہنچتا تھا، اس پر اُن ممالک میں رہنے والے صحابہ عمل کیا کرتے تھے، جہاد پر جو صحابہ نکلے تھے جب تک انہوں نے اُن ممالک کو فتح نہ کر لیا جہاد کرتے رہے اور اس ملک کو فتح کرنے کے بعد اُن حضرات نے وہاں سکونت اختیار کر لی اور انہی ممالک میں ان کی وفات ہوئی ہے، وہ آخر وقت تک اُن احکام پر حال رہے جو اُن کو ملے تھے، انہوں نے کبھی اُن احکام کے خلاف فتویٰ نہیں دیا، لہذا ہم آج کے دن اسلامی افواج کے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ وہ ان احکام کے خلاف کریں جو کہ حضرات صحابہ اور اُن کے اتباع اُن کے واسطے بیان کر گئے ہیں۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ حضرات صحابہ کا مسائل میں اختلاف ہوا ہے اور ایسے اختلافی مسائل کثرت سے ہیں۔ اگر میں یہ سمجھتا کہ تم کو ان مسائل کا علم نہیں ہے تو میں ان کا بیان کرتا، پھر صحابہ کے بعد سعید بن المسیب اور اُن کے ہم عصروں میں شدید اختلافات ہوئے اور پھر ان کے بعد ان کے اتباع میں اختلافات ہوئے، مدینہ منورہ میں اور دوسرے مقامات میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اس زمانہ میں ابن شہاب اور ربیعہ بن عبد الرحمن سرگروہ تھے، ربیعہ نے گزرے ہوئے مسائل میں بھی

اختلاف کیا ہے جس کا تم کو علم ہے، ربیعہ کے متعلق تمہاری باتیں میں نے سنی ہیں اور میں نے اہل مدینہ کے اصحابِ رائے جیسے یحییٰ بن سعید، عبید اللہ بن عمر، کثیر بن فرقد اور کثیر کے سوا اوروں کی باتیں بھی سنی ہیں جو کہ کثیر سے بڑے تھے، ربیعہ کی باتیں تم کو پسند نہ تھیں لہذا تم نے ان کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا اور اس سلسلہ میں تم سے اور عبدالعزیز بن عبداللہ سے میری گفتگو ہوئی۔ تم دونوں میرے موافق تھے، جن باتوں پر میں نے انکار کیا تھا تم دونوں بھی ان باتوں کو ناپسند کرتے تھے، باوجود اس کے اللہ کے فضل و کرم سے ربیعہ کے پاس خیر کثیر اور عقل صحیح اور کھلا فضل اور اسلام کا اچھا طریقہ اور مسلمان بھائیوں کے لئے عام نذر پر اور ہمارے لئے خاص طور پر محبت تھی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی بخشش کا سامان مہیا کرے اور ان کے عمل سے بہتر جزا ان کو عنایت کرے۔

ابن شہاب زہری کے فتاویٰ اور اقوال میں بڑا اختلاف ہوا کرتا تھا، جب ہم ان سے ملے تھے اور جب ہم میں سے کوئی ان کو لکھ کر کچھ پوچھتا تھا تو باوجود ان کے علم اور رائے اور فضل کے ان کا لکھا ہوا جواب کسی ایک منسلہ میں تین طرح کا ہوا کرتا تھا، ان کی ایک تحریر دوسری تحریر کی نقیض ہوتی تھی اور ان کو اس کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھ رہے ہیں، میں نے ایسے ہی منکر اقوال کی وجہ سے ان کو چھوڑا جو تم کو پسند نہ آیا، تم جانتے ہو کہ بارش کی حالت میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو بلا کر پڑھنے پر میں نے انکار کیا تھا، کیوں کہ مدینہ منورہ سے زیادہ بارش شام میں ہوتی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ حضرات ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو بلا کر نہیں پڑھا ہے۔ ائمہ میں حضرات عبید بن ابی جراح، خالد بن الولید، یزید بن ابی سفیان، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل تھے اور ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے: "أَغْلَمْتُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بَنِي جَبَلٍ" تم سب میں حلال اور حرام کا زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ اور وَبَاتِي مُعَاذُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْجَمَاعَةِ بِرِثْوَةٍ ۝ اور قیامت کے دن علماء کی جماعت کے پیش رو معاذ ہوں گے۔ اور شریک بن حسنہ، ابوالدرداء اور بلال بن رباح بھی شام میں تھے۔ اور مصر میں ابو ذر زبیر بن العوام اور سعد بن وقاص تھے اور حمص میں اہل بدر میں سے ستر افراد تھے۔ مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں اہل بدر کے حضرات صحابہ میں سے تھے۔ اور مسلمانوں کی تمام فوجوں میں وہ تھے۔ اور عراق میں ابن مسعود، حذیفہ بن الیمان، عمران بن حصین اور امیر المؤمنین حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کئی سال وہاں مقیم رہے اور آپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے۔ ان حضرات نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا کر کبھی نہیں پڑھی۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے یہ مسئلہ ہے کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کر دیا جائے تم کو معلوم ہے کہ مدینہ میں اس پر عمل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے شام میں، حمص میں، مصر میں، عراق میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کو خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، علی نے یہ بات لکھی ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کا دور آیا اور تم کو معلوم ہے کہ اچھائے سنت اور اقامتِ دین میں وہ کتنی سعی کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کتنی صحیح ہوتی تھی، ان کو گزرے ہوئے لوگوں کا اچھا علم تھا۔ زُرَیق بن اعلم نے ان کو لکھا، تم مدینہ میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے زُرَیق کو جواب میں لکھا، ہم نے مدینہ میں اس پر عمل کیا اور ہم نے اہل شام کو دوسرے طریقہ پر پایا، لہذا تم دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پر فیصلہ کیا کرو اور آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز کو پڑھا کر کبھی نہیں پڑھا حالانکہ آپ مدینہ میں بھیگتے تھے کیونکہ آپ کا گھر خنصرہ میں تھا۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے مؤخر صدقات (مہر مؤجل) کا مسئلہ ہے۔ اہل مدینہ کا عمل اس پر ہے کہ جب عورت اپنا مہر طلب کرے اس کو مہر دیا جائے۔ اہل عراق نے اہل مدینہ کی موافقت کی ہے بلکہ اہل شام اور اہل مصر نے بھی موافقت کی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پر فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کے بعد کسی نے فیصلہ کیا ہے۔ ان حضرات کا عمل اس پر تھا کہ مہر مؤجل طلب کرنے کا حق خاندان کے مرنے کے بعد یا طلاق ملنے پر عورت کو ملتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے ایلاء کا مسئلہ ہے۔ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۶ میں فرمایا ہے: "جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے ان کو فرصت ہے چار مہینے پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے" (فائدہ :- شاہ عبدالقادر نے کہل ہے۔ جس نے قسم کھانی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت دے نہیں تو طلاق ٹھہرے)

اس مسئلہ میں اہل مدینہ کا یہ قول ہے کہ ایلاء کرنے کی صورت میں طلاق اس وقت

واقع ہوگی جب کہ ایلاہ کرنے والا ایلاہ کو ختم کر دے۔ حالانکہ مجھ سے نافع نے کہا اور وہی عبداللہ بن عمر سے چار مہینے کے بعد کی توقیت کے راوی ہیں کہ جس ایلاہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اس میں ایلاہ کرنے والے کے لئے یہی صورت ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرے۔ (یعنی چار مہینے کے عرصہ میں اپنی بیوی کے پاس جائے) یا پھر طلاق کا قصد کرے (یعنی طلاق دے) اور تم اپنی مہینہ کہتے ہو کہ جس ایلاہ کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، چار مہینے گزر جانے پر بھی جب تک کہ ایلاہ کرنے والا ایلاہ کو بند نہ کرے طلاق واقع نہیں ہوتی، حالانکہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرات عثمان بن عفان، زید بن ثابت، قبیصہ بن ابی ذؤیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے کہا ہے کہ جب ایلاہ پر چار مہینے گزر جائیں تو ایک بائن طلاق واقع ہو جاتی ہے اور سعید بن المسیب ابو بکر بن الحداد ہی ہشام، ابن شہاب زہری نے کہا ہے کہ ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اور عدت کے زمانہ میں ایلاہ کرنے والا رجوع کر سکتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے اور اس کی بیوی اپنے خاوند کو پسند کرے تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس کی بیوی اپنے کو تین طلاقیں دے تب بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ عبدالملک بن مروان اسی قول پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور ربیعہ بن عبدالرحمن اسی کو بیان کیا کرتے تھے، حالانکہ لوگوں کا اس پر تقریباً اجماع ہو چکا تھا کہ اگر بیوی اپنے خاوند کو پسند کرے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے اپنے کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو خاوند کو رجوع کرنے کا حق ہے اور اگر عورت نے اپنے کو تین طلاقیں دیں تو وہ اپنے خاوند سے بالکل الگ ہو گئی ہے، اب وہ اپنے خاوند کے واسطے اسی صورت میں حلال ہوگی کہ دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس کی بیوی بنے پھر وہ خاوند مر جائے یا وہ طلاق دے دے۔

اس مسئلہ میں یہ بات ہے اگر اختیار ملنے کی صورت میں عورت اپنے کو دو طلاقیں یا تین طلاقیں دے اور اس کا خاوند اسی مجلس میں اس سے کہے کہ میں نے تم کو صرف ایک طلاق کا اختیار دیا ہے تو اس صورت میں خاوند کو حلفیہ بیان دینا ہوگا۔ حلفیہ بیان دینے کے بعد وہ اپنی زوجہ کو رکھ سکتا ہے۔ اور ایسے ہی مسائل سے یہ مسئلہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا ہے۔ اگر کسی لونڈی سے نکاح کیا اور پھر اس کو خرید لیا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ ربیعہ کا بھی یہی قول ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام سے نکاح کرے اور پھر اس کو خرید لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے

(یعنی عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں گی)

اور ہم کو تمہارے کچھ ایسے فتوے پہنچے ہیں جو ہم کو ناپسند ہیں۔ ہم نے بعض فتاویٰ کے سلسلہ میں تم کو لکھا تھا، تم نے جواب نہیں دیا۔ مجھ کو کھٹکا ہوا کہ میری بات تم کو ناگوار گزری ہے لہذا میں نے ناپسندیدہ مسائل کے متعلق تم کو لکھنا بند کر دیا، میں نے جن مسائل میں تم پر گرفت کی ہے ان میں یہ مسئلہ بھی ہے۔

مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تم نے زفر بن عاصم ہلالی سے کہا جب کہ اس نے استسقا کی نماز کا ارادہ کیا، کہ وہ نماز کو پہلے پڑھے اور خطبہ کو بعد میں پڑھے، مجھ کو یہ بات بہت ناپسند آئی کیونکہ خطبہ اور نماز استسقا جمع کی ہنیت پر ہے کہ پہلے خطبہ پھر نماز۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہونے کو ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے وہ اپنی چادر کو پلٹتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم وغیرہا نے استسقا کی نماز پڑھی۔ سب نے خطبہ پہلے پڑھا اور نماز سے پہلے دعا کی، زفر بن عاصم کے فعل کو سب نے باطل سمجھا اور بُرا جانا۔

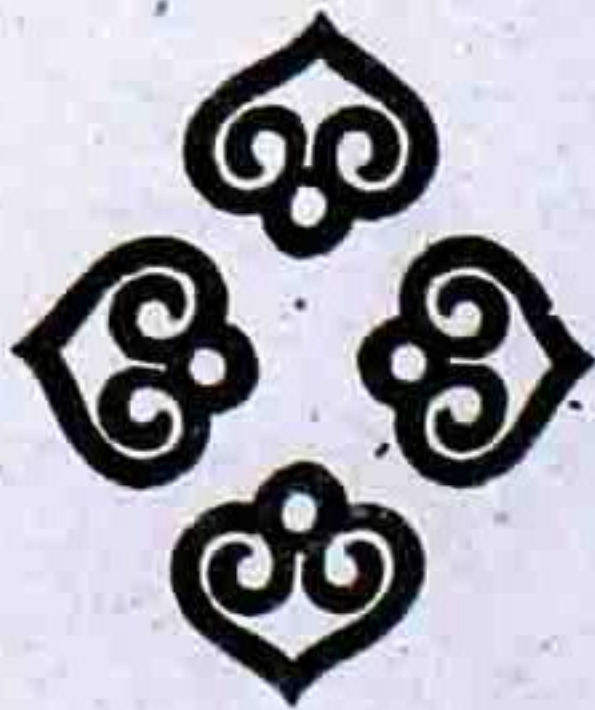
اور ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کسی مال میں دو آدمی شریک ہیں، تم کہتے ہو کہ مجبوریٰ ال میں اس وقت زکات واجب ہوگی جب ہر ایک حصہ دار کے مال پر زکات واجب ہو جائے اور حضرت عمر بن الخطاب کے مکتوب میں ہے کہ زکات دونوں پر واجب ہے، حصہ رسد ہر ایک زکات دے۔ عمر بن عبدالعزیز کے وقت میں جو کہ تم سے پہلا دور تھا اسی پر عمل تھا۔ ہم سے یہ بات بھئی بن سعید نے کہی ہے اور وہ اپنے زانہ کے علماء افاضل سے کم نہ تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے، ان کو بخشے اور ان کی قیام گاہ جنت ہو۔

اور ان مسائل میں سے یہ مسئلہ ہے کہ تم نے کہا ہے، جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور اس کے ہاتھ کسی نے کوئی شے فروخت کی ہے اور اب قرض خرابان اپنے اموال کی قیمت طلب کر رہے ہیں اور وہ مفلس کچھ مال خرچ کر چکا ہے، کہ اگر کسی کا مال بعینہ موجود ہے وہ اپنا مال لے لے۔ اس مسئلہ میں عمل اس طرح رہا ہے کہ بیچنے والے نے کچھ رقم لے رکھی ہے یا خرید لے والے نے اس مال میں سے کچھ صرف کر دیا ہے تو باقی مال بعینہ باقی نہیں رہا۔

اور یہ مسئلہ ہے کہ تم کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام کو صرف ایک گھوڑے کا حصہ ال غنیمت میں سے دیا تھا (یعنی ایک گھوڑے کے دو حصے) اور سب لوگ بیان کرتے ہیں کہ ان کو دو گھوڑوں کے چار حصے ملے تھے اور تیسرے گھوڑے کا حصہ ان کو

نہیں دلویا گیا، ساری امت کا اس پر اتفاق ہے، کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے، تم نے ایک گھوڑے کے حصّہ کی بات چاہے کسی معتبر اور عدول شخص سے سنی ہو لیکن ساری امت کی مخالفت ٹھیک نہیں۔

اس قسم کی اور باتیں بھی ہیں جن کو میں نے چھوڑ دیا ہے، میں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اور طولِ بقا کا طلبگار ہوں کیونکہ اس میں لوگوں کی بھلائی پاتا ہوں، تم جیسے افراد کے اٹھ جانے سے نقصان کا خطرہ ہے، مجھ کو تم سے انس ہے، اگرچہ دارِ دُور ہے لیکن حسبِ تحریر منزلت قریب ہے، اپنا یہی خیال ہے تم مکتوب بھیجنے کو بند نہ کرو۔ اپنا، اپنے بیٹے اور اہل کا حال اور جس شے کی ضرورت تم کو یا تم سے متعلق کسی شخص کو ہو مجھ کو لکھو۔ یہ میری خوشی کا سبب ہے۔ میں تم کو خط لکھ رہا ہوں اللہ کے فضل و کرم سے خیریت اور عافیت سے ہوں اور اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو تم کو شکر کی توفیق دے اور جو نعمت ہم کو ملی ہے وہ کامل ہو۔ والسلام علیک رحمتہ اللہ (اور تم پر اللہ کا سلام اور اللہ کی رحمتیں ہوں)



نظم دلکش زید

۱۳۵ م ۱۳

خطیب بغدادی جیسے افراد جو یلقون التمتع و اکثرہم کا ذبون کے آتم مصداق ہیں کہ لاڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور ان میں اکثر بھوٹے ہیں کے ناشائستہ اقوال و احوال کو دیکھ کر ۱۳۶۵ھ (۱۹۴۵ء) میں درج ذیل قطعہ نظم کیا تھا اور اس تاریخی نام سے اس کو موسوم کیا تھا۔ اب خطیب بغدادی کی تہمت تراشیوں کو پرٹھ کر یہ قطعہ یاد آیا۔ عاجز اس کو لکھتا ہے، چونکہ قطعہ فارسی میں ہے، اس کا ترجمہ اردو میں تحریر کیا جا رہا ہے۔

نظم دلکش زید

۱۳۵ م ۱۳

۱ نہ ہر فعلی مسرت خیز باشد نہ ہر قولی طرب انگیز باشد

نہ ہر فعل مسرت خیز ہوتا ہے اور نہ ہر قول مستی پیدا کرنے والا ہوتا ہے

۲ بے کردار حملش بارگردد بے گفتار خرمی دعارگردد

بہت سے کام ہیں جن کا برداشت کرنا بار ہوتا ہے بہت سی باتیں رسوائی اور عار بن جاتی ہیں

۳ مال کج روی بشنو و خیم است فردغ کج بیانی بس زومیم است

سُن لے کج روی کا انجام بُرا ہے۔ کج بیانی کی زیادتی بہت بُری ہے

۴ بدی را گرچہ کم باشد پدراں بیش دلیلش ظاہر است اندک بیندیش

بدی اگرچہ کم ہو اس کو بہت سمجھو، اس کی دلیل ظاہر ہے ذرا سوچ لے

۵ بسیں خارے بہ درد آرد تنے را بسوزد انگرے صد خرمنے را

دیکھ لے ایک کانٹا پوسے بدن کو درد میں مبتلا کر دیتا ہے ایک چنگاری سو خرمن پھونکتی ہے

۶ بیفتد قطرة بول اربہ جاے پلیدش کرد بے قیلے و قالے

اگر جام میں پیشاب کا ایک قطرہ گر جائے اُس کو ناپاک بنا دیتا ہے بغیر کسی قیل و قال کے

۷ بود زہر ہلاہل گرچہ اندک شود وجہ ہلاک خلق بے شک

قاتل زہر اگرچہ تھوڑا سا ہو، وہ ایک مخلوق کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے

- ۸ اگر درادیاں شخصے جہول است بیان جملہ بے کار و فضول است
 اگر کسی روایت کے راویوں میں ایک نامعلوم ہے سب کا بیان بے کار اور فضول ہے
 ۹ کلام نیک باشد جملہ مقبول بہ تحریفے شود مردود و مبذول
 اچھا کلام سب مقبول ہے۔ تحریف کرنے سے وہ مردود اور خراب ہو جاتا ہے
 ۱۰ مثال علم آمد آں گلستان کہ سیراب است از دریائے فیضان
 علم کی مثال وہ گلزار ہے جو دریائے فیضان سے سیراب ہے
 ۱۱ ولے باید بدانی این مقالے فراموشش مگرداں بیخ حالے
 مگر تجھے یہ بات جان لینا چاہیے، کسی حال میں اسے نہ بھولنا
 ۱۲ کہستان محتوی ہر چند چیز است درخت و آب و تنسیق و تمیز است
 کہ باغ چند چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے، درخت اور پانی پر اور ترتیب پر
 ۱۳ درداشجار گوناگون بیابانی شمار خوب و دیگر دروں بیابانی
 اس میں قسم قسم کے درخت پائے گا، کچھ اچھے کچھ برے پھل پائے گا
 ۱۴ بے اشجار بینی بے مثر ہم اگر خشک است شاخے چند تر ہم
 تو بہت سے بے پھل درخت دیکھے گا، اگر کوئی شاخ خشک ہے بہت سی تر بھی ہیں
 ۱۵ زگلبہائے جمین و تازہ بسیار دگر در جانبش پژمردہ رخسار
 بہت سے خوبصورت اور تازہ پھل ہوں گے، پھر ان کے پہلو میں مرجھائے ہوئے ہونگے
 ۱۶ دریں بستان علم و معرفت زا ہزاراں خلق بینی پسیر و برنا
 علم و معرفت پیدا کرنے والے اس جہن میں ہزاروں اشخاص بوڑھے اور جوان دیکھے گا
 ۱۷ کے انداختہ خود را بہ دریا بہ دستش تادڑے آید از معنی
 کسی نے اپنے کو دریا میں گرایا ہے، تاکہ اس کے ہاتھ میں معنی کے موتی آئیں
 ۱۸ کے رابخت یاری کرد در چید دگر زحمت کشید و رنج و غم دید
 کسی کے نصیب نے مردکی اس نے موتی چنے دوسرے نے تکلیف اٹھائی اور رنج و غم پایا
 ۱۹ کے از سیر گلہا گشتہ مسرور کے را صنع باری کردہ مسرور
 کوئی پھولوں کی سیر سے مسرور ہوا، کسی کو قدرت کی کارگیری نے مسرور کر دیا
 ۲۰ کے گلہائے خوش چیدہ زگلشن کے از میوہا پر کردہ دامن

کسی نے چمن سے عمدہ پھول چنے، کس نے پھلوں سے دامن پُر کر لیا

۲۱ کے در فکرِ غمِ نونہال است کے مشغولِ تزیین و جمال است

کوئی پودے لگانے کی فکر میں ہے، کوئی آراستگی اور زینت میں مشغول ہے

۲۲ کے خاشاکِ وحس را دورِ کردہ بڑہ شاخِ خراب آں را بڑیدہ

کسی نے وحس و خاشاک کو ہٹایا، جو شاخ بڑی تھی اس کو کاٹی

۲۳ کے ہر توشہ کردہ قناعت کے زنبیل پر کردہ بہ محنت

کسی نے توشہ پر قناعت کی، کسی نے محنت سے کشکول بھری

۲۴ نہ در تکیلِ ہر گشرم و عار است نہ در تکثیرِ دائم افتخار است

نہ کسی میں ہر جگہ شرم و عار ہے، نہ زیادتی میں ہمیشہ افتخار ہے

۲۵ بے تکیلِ گردد باعثِ خیر بے تکثیر باشد باعثِ ضیر

بسا اوقات کسی خیر کا سبب ہوتا ہے، بسا اوقات زیادتی نقصان کا سبب ہوتی ہے

۲۶ کسانے را کہ بس جمع است مقصود برسانِ عاطبِ ییل است مجہود

جن کا مقصد محض جمع کرنا ہے، وہ رات کے لکڑہارے کی طرح مشقت میں بنے

۲۷ یہ جائے چوبِ چیند گاہ مارے گے سنگے نہد در وسطِ بارے

وہ بھی لکڑی کی جگہ سانپ چن لیتے ہیں، کبھی بوجھ کے بیچ میں پتھر دھر لیتے ہیں

۲۸ مثالِ علمِ آں باغِ است و دریا مثالِ عالمِ آں پیر و برنا

علم کی مثال وہ باغِ دریا ہے، عالموں کی مثال وہ بوڑھے اور نوجوان ہیں

۲۹ خوشامردے کہ سیرِ باغِ فرمود خوشامردے کہ خوش چید و بیاسود

وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے باغ اور دریا کی سیر کی، وہ شخص بہتر ہے جس نے عمدہ چیز چنی اور آرام کیا

۳۰ خوشامردے کہ در نقل و بیانش بے در سفتہ از کلک و زبانش

وہ شخص خوش نصیب ہے جس کے نقل و بیان میں کثرت سے موتی بندھے ہیں قلم اور زبان سے

۳۱ خوشامردے کہ اصلِ حالِ گفتہ خوشامردے کہ مخرجِ تالِ کردہ

وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے اصلِ حال کہہ دیا وہ مرد خوش نصیب ہے جس نے قول کی تشریح کر دی

۳۲ نہ کرد اندر بیانش ہیج تحریف نہ تبدیل و نہ تغیر و نہ تصحیف

اس نے اس کے بیان میں کوئی رد و بدل نہیں کیا، نہ کوئی تبدیلی کی نہ تغیر نہ لفظی نعلی

- ۳۳ زطن و قدح خود را کرد چون پاک قلم را در مباحث رانده چالاک
 طعن اور عیب سے جب اپنے کو پاک کر دیا، مباحث میں قلم کو سمجھداری سے رکھا
- ۳۴ نہ آن طنے کہ باشد عالمانہ نہ آن قدح کہ باشد عارفانہ
 نہ وہ طعن جو عالمانہ ہو نہ وہ عیب جو عارفانہ ہو
- ۳۵ چہ این ثابت از صحابہ رسول است ہمیدان سنکرش را کو جہول است
 اس لئے کہ یہ رسول کے صحابہ سے ثابت ہے، سمجھ لو کہ اس کا منکر جاہل ہے
- ۳۶ بحوث عالمان صد خیر باشد بیان حق نہ ہرگز ضیر باشد
 عالمانہ بحثیں سو خیر کا سبب ہیں، حق کے بیان میں کوئی خرابی نہیں ہے
- ۳۷ خوش مردے کہ دارد نیک کردار کند تا سید حق دائم بہ گفتار
 وہ شخص خوش نصیب ہے جو نیک عمل ہے، جو بات سے ہمیشہ حق کی تائید کرتا ہے
- ۳۸ بود طغش ز صدق و راست بازی بود قدحش ز بہر حق شناسی
 اس کی طغش زنی بھی سچائی اور راست بازی کیلئے ہے، اس کی عیب جوئی بھی حق شناسی کیلئے ہے
- ۳۹ بیابش ز نصیحت را بہ گوشت نگاہش دار دائم تا بہ ہوش
 نصیحت کان سے سن لئے، اس کا ہمیشہ خیال رکھو جب تک ہوش میں ہے
- ۴۰ اگر خواہی کہ دائم شادمانی نہ آندہ و مثل آزادمانی
 اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ خوش رہے، غم اور رنج سے آزاد رہے
- ۴۱ زطن مردمان محفوظ باشی ز فیض قدسیاں محفوظ باشی
 لوگوں کے طنے سے محفوظ رہے، قدسیوں کے فیض سے نصیبہ ور ہو
- ۴۲ شنائے دستاں باشد قرینت بود تا سید مولی ہم رفیقیت
 دوستوں کی تعریف تیرے لئے ہو، خدا کی تائید تیری ساتھی ہو
- ۴۳ رہ صدق و صفار ایچ مگزار شہادت ساز در گفتار و کردار
 صدق و صفحہ کے راستہ کو ہرگز نہ چھوڑ، قول و عمل میں اس کو شعار بنالے
- ۴۴ چہ این فضلے است سراج فضائل نگاہت دارد از جملہ غوائل
 اس لئے کہ یہ فضیلت فضیلتوں کا سراج ہے، تجھے تمام ہلاکتوں سے محفوظ رکھے گی
- ۴۵ الہی راست فرما قول و فعلم الہی مقید صدق از تو خواہم

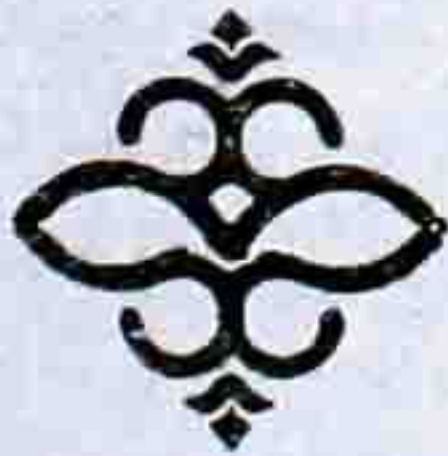
اے الشہیرے قولِ دفعل کو سیدھا رکھ، اے اللہ میں تجھ سے مقصدِ صدق چاہتا ہوں

❖

عاجز ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۷ء) کی گرمیوں میں پندرہ بیس دن کے واسطے کونڑ بلوچستان گیا وہاں اپنے پرانے رفیق، محقق و مدقق، ادیب و فہیم، عالمِ جلیل القدر سولانا لعل محمد مدرس و امامِ کاریبیاں (کونڑ کا بڑا محلہ) سے حسبِ معمول ملاقاتیں ہوئیں۔ عاجز کا فارسی کلام "اشکِ غم" (۱۳۶۶ھ) وہ دیکھ چکے تھے لہذا انہوں نے دریافت کیا، کیا کوئی قطعہ نظم کیا ہے۔ عاجز نے یہ "دلکش نظم زید" ان کو دکھائی۔ انہوں نے بہت خیال سے اس کو پڑھا، خوب پسند کی۔ ایک جگہ عاجز ایک ثقیل لفظ لے آیا تھا انہوں نے کہا: "آزیں گلہ سہ" اسے اس کا برادر برادر یہ اس گلہ سے اس کا نئے کونکال دو۔ چنانچہ عاجز نے دوسرا لفظ تجویز کیا اور وہ ان کو پسند آیا۔ چالیس سال سے زیادہ مدت گزر گئی، اب یاد نہیں وہ کونسا لفظ تھا۔ عاجز کی یہ ان سے آخری ملاقات تھی۔ وہ اٹھ گئے اور اپنی جگہ خالی چھوڑ گئے۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَاسْكُنْهُ رَقِ قَرَادِيسِ الْجَنَانِ۔

حرفیاں بادِ خورند و رفتند تہی خمنا نہا کر دند و رفتند

يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَفِدِّ مِثْنِ مِثْنًا وَ الْمُسْتَأْجِرِ مِثْنِ



تبصرہ

ہر گئی کو بلوغ دہر میں کھٹکا ہے خار کا

حضرت امام عالی مقام کی کنیت ابو حنیفہ تھی اور آپ کا اسم گرامی نعمان تھا۔ نہایت سرخ رنگ کا ایک پھول موسم بہار میں پہاڑ کی دازیوں میں اپنی بہار دکھاتا ہے۔ اس کی ایک قسم نہایت سرخ بہت خوشبودار نعمان بادشاہ اپنے گھر لایا لہذا اس قسم کا نام لال نعمان اور شقائق نعمان پڑ گیا اس کی عمدہ خوشبو کئی دن رہتی ہے۔ اس کے ایک پھول سے گھر مہک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کو اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ایسا شقائق نعمان بنایا کہ آپ کے علوم و اسرار سے خلق خدا مستفید ہوئی اور اللہ سے کمال امید ہے کہ آخر زماں تک مستفید ہوتی رہے گی اور آپ کے علوم کی مہک عالم کو معطر کرتی رہے گی۔

یہ عاجز آپ کے حالات ائمہ اعظام کی کتابوں سے لکھ چکا ہے۔ اکابر مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ آپ کی دیانت، تقویٰ، اُتھ، عبادت اور علم کمال کے مترن ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے حدیث شریف میں کتاب الآثار لکھی اور آپ سے آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے روایت کی ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف اور امام محمد کی روایتیں چھپ گئی ہیں اور آپ کے بعد کے علماء اعظام نے آپ کی مسند کو جمع کیا ہے اور آپ نے قیاس اور استحسان کے ضوابط بیان کئے۔ قاضی سیری نے امام مزنی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے۔ الثامن خیال نئی اُبی حنیفۃ فی القیاس وَاِسْتِحْسَانِ (قیاس اور استحسان میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں) اور حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔ وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ اَشْيَاءَ يَقْضُوْنَ بِهَا الشَّاعَةَ حَنِيفًا وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا (لوگوں نے آپ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ باتیں یقیناً بھوٹ ہیں)

عاجز کے سامنے امام بخاری اور امام مسلم کی روایت کردہ حدیث شریف ہے کہ ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھلائی کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجِبَتْ لِيْ بِهٖ ثَابِتٌ بُوْغِيٌّ پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی بُرائی کا ذکر کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجِبَتْ لِيْ بِهٖ ثَابِتٌ بُوْغِيٌّ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا

کہ کیا چیز ثابت ہوگئی۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے ایک مڑے کی بھلائی کا ذکر کیا تو اس کے لئے جنت ثابت ہوئی اور تم نے دوسرے جناحے کی برائی کا ذکر کیا تو اس کے لئے آگ (جہنم) ثابت ہوئی اور پھر آپ نے فرمایا۔ اَنْتُمْ شَهِدَاؤُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ، تم لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ اس صحیح حدیث کو دیکھتے ہوئے جب ہم ائمہ اعلام کی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ اولیائے پروردگار اور علمائے اختیار نے حضرت امام عالی مقام کی مدح و ثنا کی ہے جیسے حضرت محمد الباقرا اور آپ کے فرزند مبارک حضرت جعفر صادق اور جناب فضیل بن عیاض و جناب داؤد طائی و امام ابن مبارک و امام ابو یوسف قاضی و امام محمد بن الحسن شیبانی و امام زفر و امام لیث بن سعد، امام مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام ابن حزم ظاہری و امام ابن عبدالبر مالکی و علامہ ابن خلدون و علامہ الموفق بن احمد المالکی و علامہ حافظ الدین البزار الکوردی و علامہ ابن تیمیہ الحرانی و علامہ ابن قیم و علامہ ذہبی شافعی و امام جلال الدین سیوطی و علامہ سید محمد تقی الزبیدی و علامہ شعرانی و امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی ادران کے علاوہ صد ائمہ کرام نے، تو دل پوری طرح گواہی دیتا ہے کہ آپ یقیناً اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں، جو خدمت آپ نے اسلام کی کی ہے، اس کی قدر محافظین ملتِ بیضا جانتے ہیں، علامہ ابن حجر عسقلانی نے خیرات حسان میں لکھا ہے۔

الفصل الثامن، فی ذکر الأئخذین عند الحدیث والفقہ، قبل استیعابہ متعذرا لیکن ضبطہ و من ثمة قال بعض الأئمة لم یظهر لأخذ من أئمة الاسلام المشهورین مثل ما ظهر لأبی حنیفة من الأصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء و جمیع الناس بمثل ما انتفعوا به و باصحابه فی تفسیر الأحادیث المستنبهة والمسائل المستنبطة والنوازل والقضاء والاحکام، جزاهم الله خیرا، وقد ذکر منهم بعض متأخری المحدثین فی ترجمة نحو الثمانیة مع ضبط اسمائهم ونسبهم بما یطول ذکره۔

آٹھویں فصل حضرت امام ابو حنیفہ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں کہا گیا ہے پوری طرح اس کا بیان کرنا ممکن نہیں اور اس وجہ سے اسلام کے بعض مشہور ائمہ نے کہا ہے جس طرح امام ابو حنیفہ کو اصحاب اور شاگرد ملے ہیں، انہیں کرام اور دوسرے لوگوں کو نہیں ملتا ہے اور جس طرح آپ کے شاگردوں اور اصحاب سے علماء اور تمام لوگ، مشتبہ حدیثوں اور استنباط کئے گئے، محافظ فرمائیں مشکت باب انشی ب الجنازة۔

ہوئے مسائل اور پیش آمدہ واقعات اور ان کے احکام وغیرہ میں مستفید ہوئے ہیں کسی دوسرے سے نہیں ہوئے۔ اللہ آپ کے اصحاب اور شاگردوں کو جزائے خیر عنایت فرمائے، اور دُورِ آخر کے بعض محدثین نے آپ کے احوال مبارک کے بیان میں تقریباً آٹھ سو افراد کے نام اور ان کا نسب دغیرہ لکھنے جنہوں نے آپ سے استفادہ کیا ہے، جس کا ذکر کرنا باعثِ تطویل ہے۔

علامہ ابن عبد البر مالکی "الانتقاء" میں حضرت امام عالی مقام کے صاحبزادے حماد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے استاد حضرت حماد سے ایک مسئلہ طلاق کا دریافت کیا اور انہوں نے اس کا جواب دیا، آپ نے اختلاف کیا اور آپ کے حضرت استاد کو خاموش ہونا پڑا۔ پھر آپ اٹھ گئے۔ آپ کے حضرت استاد نے فرمایا: "هَذَا فَقِهٌ وَبِحَبِيبِ اللَّيْلِ وَيَقْرُمُهُ" یہ تو ان کی فقہ ہے اور وہ رات بھر جگتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

عقود البھان کے صفحہ دو سو بہتر میں امام طحاوی کی روایت لکھی ہے کہ مصر کے امام لیث بن سعد نے بیان کیا کہ میں امام ابو حنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری خواہش تھی کہ ان کو دیکھ لوں، اتفاق سے میں مکہ مکرمہ میں تھا میں نے حرم شریف میں دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑ رہے ہیں، میں نے وہاں ایک شخص سے سنا کہ وہ اس شخص کو یا اباحنیفہ کہہ کر صدا کر رہا تھا۔ میں سمجھ گیا جس شخص پر لوگ ٹوٹے پڑے ہیں وہ ابو حنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے ان سے کہا۔ میں دولت مند ہوں میرا ایک بیٹا ہے، اس کی شادی پر خامسار و پیر صرف کرتا ہوں اور وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے میرا سارا زودہ ضائع ہو جاتا ہے۔ کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے۔ ابو حنیفہ نے فرمایا، تم اپنے بیٹے کو بازار لے جاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں، وہاں اس کے پسند کی لونڈی خرید لو وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے اور تم اس کا کالج اپنے بیٹے سے کر دو، اگر تمہارا بیٹا اس کو طلاق دے گا وہ تمہاری لونڈی رہے گی۔

یہ واقعہ بیان کر کے امام لیث بن سعد نے کہا: "قَوَّالَهُ مَا عَجِبْنِي جَوَابَهُ كَمَا عَجِبْنِي سُرْعَةَ جَوَابِهِ" اللہ کی قسم آپ کے جواب پر مجھے اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ آپ کے جواب دینے کی سرعت پر ہوا۔

امام موفق نے مناقب کی جلد اول کے صفحہ ایک سو بیس میں لکھا ہے کہ امام زفر نے فرمایا ہے۔

"كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذْ تَلَّمَهُ خَيْلُ الْبَيْتِ أَنَّ مَنَّكَ يَنْقُتُهُ" امام ابو حنیفہ جب کچھ فرماتے تھے یہ سمجھتے

کہ کوئی فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔

امام زفر کا ارشاد گرامی یقینی طور پر درست ہے، وہ مبارک حضرات جن کے پیش نظر
 "تیرداؤلا تعسردا" رہتا ہے اور جو دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش میں
 رہتے ہیں ان کی مدد اللہ کی توفیق کرتی ہے، نہایت نازک مراحل میں فوراً ان کے دل میں القاء
 ربانی ہوتا ہے۔ یہی فرشتہ کی تلقین ہے۔ حضرت مولانا نے روم فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از خلقوم عبد اللہ بود

اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے، اگرچہ وہ اللہ کے بندہ کے خلق سے نکلا ہوا ہوتا ہے
 مشکاة کے ثابث ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی جیسی حدیث صحیح بخاری کی ہے کہ میرا
 بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ مجھ کو اس سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر میں
 اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ گزرتا
 کرتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے، ہو جاتا ہوں۔

یعنی ایسے فرد اکمل و کیتا کے تمام افعال میری رضا مندی سے ہوتے ہیں، یہ ظاہر کرتا بندہ ہے
 لیکن حقیقت میں کراتا میں ہوں۔

امام صیبری نے امام ابو یوسف؛ قول ذکر کیا ہے کہ میں انیس سال حضرت امام عالی مقام
 سے وابستہ رہا میں نے آپ کو شام کے دھڑے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا۔
 امام موفق نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام عالی مقام نے پینتالیس سال شام کے دھڑے صبح
 کی نماز پڑھی ہے اور لکھا ہے کہ آپ نے پینتالیس حج کئے ہیں۔

حضرت امام عالی مقام قدس سرہ اللہ تعالیٰ فرجہ و نوره عنہما: "أفاض علی العالمین بقرۃ کے خوب
 خدا، تقویٰ، عبادت، ہر وقت شریعت مطہرہ کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہنا کثرت سے اہل حدیث پر
 اپنا مال خرچ کرنا اور طالبان علم کی مالی کفالت کرنے اور مشکل مسائل کے حل کرنے میں کسی کا
 اختلاف نہیں ہے۔ امام موفق نے عثمان مدنی کا قول لکھا ہے کہ ابو حنیفہ حماد سے (آپ کے استاد کبریا)
 ابراہیم سے (حضرت استاذ کے استاد) غلقمہ اور اسود سے (حضرت ابراہیم کے اساتذہ) زیادہ نقیہ
 تھے۔

اور امام عبد اللہ ابن مبارک کا قول لکھا ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کو برائی سے یاد کرے سمجھ جاوے
 کہ اس کی معلومات جزوی ہیں۔



مخالفت

ناکارہ اہل حدیث | امام عبداللہ بن مبارک نے درست فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت امام کی

برائی بیان کرے سمجھ جاؤ کہ اس کی معلومات جزوی ہیں۔ امام موفقی کی نے امیر المؤمنین المأمون العباسی کے دربار میں مروے ناکارہ محدثین کا واقعہ لکھا ہے جس کو یہ عاجز نقل کر چکا ہے، ناکارہ جماعت میں نصر بن شیبہ بھی تھے وہ سفید ریش تھے۔ مامون نے اس گروہ سے کہا۔ اگر یہ بڑھا تمہارے ساتھ نہ جوتا میں تم کو ایسی سزا دیتا کہ تم اس کو نہ بھولتے۔

اللہ بھلا کرے امام کبیر علامہ ابن عبدالبراکلی اندلسی کا کہ انہوں نے اس دور کے نام نہباد اہل حدیث کا کچھ چٹھا اپنی کتاب "جامع بیان العلم و فضلہ" کے نصف آخر کے صفحہ ایک سو انتیس سے ایک سو تیس میں ذکر کیا ہے۔ عاجز اس کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

۱۔ امام سفیان ثوری نے کہا ہے۔ حدیث کی طلب موت کی تیاری کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ یہ ایک غلت ہے (دوسرے) جس سے آدمی دل بہلاتا ہے۔

۲۔ ابن مزرعہ کہتے تھے جب تم کسی کلاں سال کو بھاگتا ہو دیکھو سمجھو کہ اہل حدیث نے اس کا بیچا کیلے۔

۳۔ عمرو بن الحارث نے کہا، میں نے حدیث سے بہتر کوئی علم اور اہل حدیث سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں دیکھا۔

۴۔ مسمر نے کہا، جو شخص مجھ سے بغض کرے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو محدث بنا لے یہ مبارک علم بہ منزلہ شیثوں کے ہے، میں نے اس کو اپنے سر پر رکھا، وہ گرا اور ٹوٹ گیا۔ فاشترخت من طلبہ۔ یا۔ من طلبہ۔ اور مجھے اس کے طلبگاروں سے راحت ملی۔ یا۔ مجھے اس کی طلب سے راحت ملی۔

۵۔ ابراہیم بن سعید نے بیان کیا، میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا جب کہ انہوں نے اہل حدیث کو دیکھا تو یہ فرمایا۔ انتم شختہ سنین۔ تم آنکھ کی گرمی ہو، اگر ہم کو اور تم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پالیتے، ہماری پٹائی خوب کرتے۔

۶۔ امام شعبہ نے فرمایا، میں جب اہل حدیث میں سے کسی کو آتا دیکھتا تھا خوش ہوتا تھا اور اب میرے لئے اس سے زیادہ ناپسند کوئی شے نہیں ہے کہ میں اُن میں سے کسی کو دیکھوں۔
 ۷۔ امام شعبہ نے فرمایا، تم کو یہ حدیث اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکتی ہے کیا تم اس سے باز آ جاؤ گے۔

۸۔ ابو عمر ابن عبدالبر کہتے ہیں، علمائے کثرت سے روایت کرنا اس وجہ سے معیوب سمجھا ہے کہ تدبیر اور تفہیم کا خیال نہ رہے گا دیکھو قاضی ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ اعمش نے ایسے وقت میں کہ میرے اور اُن کے سوا کوئی نہ تھا مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا، میں نے اس کا جواب دیا۔ اعمش نے کہا، یعقوب یہ بات تم نے کہاں سے کہی۔ میں نے کہا، تمہاری اس روایت سے جو تم نے مجھ سے بیان کی ہے اور میں نے وہ روایت ان سے بیان کی۔ انہوں نے کہا، یعقوب، یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے جب کہ تمہارے والدین آپس میں ملے نہ تھے اور میں اب تک اس کا مطلب سمجھا نہ تھا۔

۹۔ قاضی ابو یوسف نے کہا ہے، جو غریب حدیثوں کا اتباع کرے گا جھوٹ بولے گا اور جو علم کلام سے دین کی تلاش کرے گا وہ زندیق بنے گا اور جو کھیل سے دولت حاصل کرے گی گوشش کرے گا وہ مفسس بنے گا۔

قاضی ابو یوسف نے "غرائب الأحادیث" کا ذکر کیا ہے یعنی وہ حدیثیں جو غریب ہوں اور غریب وہ حدیث ہے جس کو صرف ایک ثقہ شخص اپنے ایسے استاد سے روایت کرتا ہے جس کے شاگرد کثرت سے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اس کی روایت نہیں کرتا ہے۔

۱۰۔ ایسا نے سفیان بن حسین سے کہا، میں دیکھتا ہوں تم احادیث اور تفسیر طلب کرتے ہو تم بدنامی سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ ان کا طلبگار عیب سے محفوظ نہیں رہتا۔

۱۱۔ اعمش نے اصحاب حدیث سے کہا، تم نے حدیث کو بار بار اتنا دہرایا کہ وہ میرے طبع میں ایسے سے زیادہ کڑوی ہو گئی ہے۔ جس پر تم مہربان ہوتے ہو اُس کو جھوٹ بولنے پر برا بیگنہ کر دیتے ہو۔

۱۲۔ میغیرہ ضبی نے کہا۔ خدا کی قسم بہ نسبت فاسقوں کے میں اہل حدیث سے زیادہ خائف ہوں۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے، تمہارا اعتماد اثر پر رہے اور تم وہ رائے لو جو تمہارے واسطے حدیث کا بیان کرے۔

دیکھنے کے لئے ہم حدیث کو حفظ کرنے کے لئے حدیث پر عمل کیا کرتے تھے اور اس کے لئے روزہ سے مدد لیا کرتے تھے۔

ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہے۔ کوئی شخص حدیث میں اس وقت تک سمجھ حاصل نہیں تک کہ وہ بعض احادیث کو لے اور بعض کو نہ لے۔

۱۳۔ حمزہ کنانی کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث شریف کی تخریج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو سو یا لگ بھگ دو سو (یہ شک راوی ابو محمد کو ہوا ہے، طریق سے کی اور مجھ کو بڑی مسرت حاصل ہوئی اور میں متعجب تھا، اتفاق سے میں نے خواب میں یحییٰ بن معین کو دیکھا، میں نے اُن سے کہا، "جناب ابو زکریا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک حدیث کی تخریج دو سو طریق سے کی ہے۔ میری بات سن کر کچھ دیر تک یحییٰ بن معین خاموش رہے، پھر انہوں نے فرمایا، مجھ کو کھٹکا ہے کہ تمہارا یہ عمل کہیں "ألہاکم الککاشم" میں شامل نہ ہو (یعنی تم کو بہتات کی حرص نے غفلت میں ڈال دیا ہے)

۱۴۔ عمار بن رزیق نے اپنے بیٹے کو حدیث کی طلب میں معروف پایا۔ آپ نے بیٹے سے کہا۔ میرے بیٹے تم قلیل حدیث پر عمل کر لو، کثیر حدیث سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔

کیا کوئی مٹے گا۔ یہ ناجز حضرت امام کے اساسی اصول میں حیلے کے بیان میں علامہ ابن تیمیہ کی عبارت علماء ازہر کے حاشیہ سے اور علامہ ابن قیم کی عبارت اعلام المؤمنین سے لکھ چکا ہے تاکہ نام نہاد اہل حدیث حضرت امام عالی مقام پر جھوٹے الزام عائد نہ کریں کیونکہ حضرت امام کی فقہ میں 'نہم میں علم میں کوئی سمجھدار شک نہیں کر سکتا، لوگوں نے آپ سے ایسی باتیں نقل کی ہیں جو سراسر جھوٹ ہیں۔ علامہ ابن حجر مینی شافعی نے خیرات حسان کی فصل بیستیں میں نفیس کلام لکھا ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔ "فصل بیستیں اس بیان میں کہ ائمہ کرام حضرت امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد ایسا سلوک کرتے تھے جیسا کہ ان کی حیات میں کیا کرتے تھے اور آپ کی قبر کی زیارت اپنی حاجت روائی کے لئے کرتے تھے۔

مجھ کو کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت ہمیشہ سے علماء اور ضرورتمند افراد کرتے آئے ہیں وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو سید کرتے ہیں اور اپنی حاجت پوری ہوتی دیکھتے ہیں، ان علماء میں سے امام شافعی بھی ہیں، جب آپ کا قیام بغداد میں تھا۔ وارد ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور میں آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب

مجھ کو کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے میں دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں میری وہ حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

امام نووی کی کتاب "منہاج" پر حواشی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس صبح کی نماز پڑھی اور اس میں دعا بقنوت نہیں پڑھی، اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، میں نے اس صاحب قبر کے ادب سے نہیں پڑھی، اور دوسرا حاشیہ لکھنے والے نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی۔

آپ کے دعا بقنوت نہ پڑھنے میں یا بلند آواز سے بسم اللہ نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعض افراد نے خیال کیا ہے، کیونکہ کبھی سنت کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے کہ سنت کا چھوڑنا ہی راجح ہو جاتا ہے کیونکہ اس موقع پر نہ پڑھنا ہی اہم ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علماء اعلام کی رفعت منزلت کا بیان کرنا امر مطلوب اور ضروری ہے، کسی حد کرنے والے کو ذلیل کرنے اور کسی جاہل کو بتانے کے لئے قنوت پڑھنے اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے سے نہ پڑھنا اور آہستہ پڑھنا افضل ہے، کیونکہ قنوت کے پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر میں امر کا اختلاف ہے اور علماء کرام کے مقلد قدر کے بیان کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، قنوت نہ پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر نہ کرنے کا فائدہ اوروں کو پہنچتا ہے برخلاف قنوت پڑھنے اور بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ مسند کا نہیں ہے اور پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ سے حد کرنے والے بہت تھے، کیا ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی حاسدوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں، پھر آپ کے قتل کرنے کی کوشش کی، وہ شیعہ قتل جس کا بیان گزر چکا ہے، ان ضرورتوں کے پیش نظر امام شافعی کا فعل قنوت پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر کرنے سے افضل ہے تاکہ سب پر ظاہر ہو جائے کہ اس امام کے ساتھ مزید ادب کرنا چاہیے کیونکہ اس امام کا مرتبہ بلند ہے اور وہ مسلمانوں کے ائمہ میں سے ہے کہ جس کی توقیر اور تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے اور وہ ان برگزیدہ افراد میں سے ہیں کہ جن سے شرم کرنی چاہیے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے سامنے ان کے قول کا خلاف کیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ سے حد کرنے والے پوری طرح گھٹائے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے گمراہ کر دیا ہے۔

توجیہ وجیہ :- علامہ اہل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی نے حضرت امام کے حاسدوں کا ذکر کیا ہے اور محب لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ ان بد بختوں

نے حضرت امام کے قتلِ شنیع کرانے کی کوشش کی۔ ان بد بختوں نے ہر طرح آپ کو ایذا پہنچائی، آپ نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجات بلند کئے اور لوگوں کے دل آپ کی طرف پھیر دیئے۔ وہ آپ کی قبرِ مطہرہ کے پاس جاتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے، حضرت امام شافعی وہاں سے مستفید ہوئے ہیں، امام شافعی نے وہاں صبح کی نماز میں نہ قنوت پڑھی اور نہ جہر سے بسم اللہ پڑھی۔ ابن حجر نے اس واقعہ کی جو توجیہ و جیہ بیان کی ہے، بد بخت حاسدوں کے لئے تازیانہِ عیثت ہے۔ ان بد بختوں نے امام مالک، امام شافعی، امام یوسف، امام ابن مبارک کے نام سے خوب کذب بیانی کی ہے۔ امام شافعی کا یہ ارشاد تمام کذب بیانیوں کا رد کرتا ہے، اسی وجہ سے ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ سب الزامات سراسر جھوٹ ہیں۔ کسی داتاے راز نے کیا خوب کہا ہے۔

۱ جز صحبت عاشقانِ مستانِ مپسند در دل ہوسِ قومِ فرومایہ مپسند

۲ ہر طائفات بہ جانبِ خویش کشد چغند سبے ویرانہ طوطی سوئے قند

۱ مست عاشقوں کی صحبت کے علاوہ کچھ پسند نہ کر اپنے دل کو کسی قوم کی ہوس میں نہ لگا۔

۲ ہر گروہ تجھ کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چغند ویرانے کی جانب اور طوطی شکر کی جانب۔

حضرت امام شافعی، حضرت امام ابن مبارک، حضرت امام حسن عمار کو جو کہ طوطیانِ شکرستانِ معارفِ الہیہ ہیں مراد مبارک امام ابوحنیفہ، مخاطبہ انوارِ الہیہ نظر آیا اور چغندانِ دُوناں اشالِ خطیب کو نصاریٰ کا جرزہ نظر آیا۔

شانِ منارِ اچہ دانہ چغندِ دونِ نادر نہ شد ناقصے در شانِ والائے تو کردارِ قبیل و قال

کینہ چغندِ عنقا کی شان کیا جانے، یہ بات نادر نہیں ہے اگر ناقص انسان آپ کی بلند شان پر اعتراضات کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک جب حضرت امام کی قبرِ مطہرہ پر حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ابراہیم اور حماد کی وفات ہوئی، ان دونوں نے اپنا قائم مقام چھوڑا اور آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے روئے زمین پر اپنا کوئی قائم مقام نہیں چھوڑا۔ اور پھر وہ شدت کے ساتھ رونے لگے۔

حضرت حسن عمار نے آپ کی قبر پر کہا۔ آپ ہمارے لئے گزرے ہوئے حضرات کے جانشین تھے، آپ نے اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا، اگر آپ کے سکھائے ہوئے علم میں کوئی آپ کا

جانشین ہو بھی جائے وہ درع میں آپ کا جانشین ہو نہیں سکتا۔

خطیب کی کارستانی عنقریب ناظرین مطالعہ فرمائیں گے۔

اب یہ عاجز امام، محدث، مجتہد حافظ مغرب ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر نمری قرطبی اندلسی متولد ۳۶۸ھ متوفی ۴۲۳ھ کی کچھ عبارتیں نقل کر کے ان کا آزاد ترجمہ لکھتا ہے حضرت امام کے مخالفوں نے ہر طرح کے فریب اور دُجھل سے کام لیا تھا اور اس کثرت سے مخالفت کی تھی کہ بعض سادہ لوح افراد بھی ان کے ہمنوا بن گئے تھے چنانچہ بعض شافعیہ بھی بھٹک گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس وقت امام محقق ابن عبدالبر کو توفیق دی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے رکھ دیا چونکہ آپ کی تحریرات پر عاجز کا بڑا اعتماد ہے اس لئے عاجز پہلے اصل عبارت اور پھر اس کا آزاد ترجمہ پیش کرتا ہے۔ آپ کی تحریرات نے شوافع کا رنگ بدل دیا اور پھر انہوں نے بڑی گراں قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ حضرات ائمہ کی قدر و منزلت کو پہچانیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے اَلْاِتِّتْقَاءُ کے صنفو ۱۳۹ سے ۱۵۲ تک لکھا ہے :-

كثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ اسْتَجَارُوا الطَّعْنَ عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ لِرَدِّهِ كَثِيرًا مِنْ أَجْبَادِ الْأَخَادِ الْعُدُولِ لِأَنَّهُ كَانَ يَذْهَبُ فِي ذَلِكَ إِلَى عَرْضِهَا عَلَى مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمَعَانِي الْقُرَابِ فَمَا سَدَّ مِنْ ذَلِكَ رَدَّهُ وَسَمَاءُ شَاذًا وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا يَقُولُ الطَّاعَاتُ مِنَ الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا لَا تُسَمَّى إِيمَانًا وَكُلُّ مَنْ قَالَ مِنْ أَهْلِ الشُّعْبَةِ الْإِيمَانَ قَوْلًا وَكَمَلُ يَنْكُرُونَ قَوْلَهُ وَيَبْدَعُونَ بِهِ ذَلِكَ وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ فَحْشُودًا لِقَهْرِهِ وَفِطْنَتِهِ -

وَنَذَكُرُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنْ ذَمِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ مَا يَقِفُ بِهِ النَّاطِرُ فِيهِ عَلَى حَالِهِ عَصَمَنَا اللَّهُ وَكَفَانَا شَرَّ الْحَايِدِينَ ، آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ -

فَمَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَبَجَرَحَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فَقَالَ فِي كِتَابِهِ الصُّعْقَاءُ وَالْمُتْرُوكِينَ ، أَبُو حَنِيفَةَ التُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ الْكُوفِيِّ قَالَ نَعِيمُ بْنُ سَحْمَادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَعَادُ بْنُ مَعَاذٍ سَمِعَا سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ قِيلَ اسْتَبْتَبَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الْكُفْرِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ نَعِيمُ عَنِ الْفَزَارِيِّ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَبَجَاءَ نَعْمَى ابْنِ حَنِيفَةَ فَقَالَ لَعَنَهُ اللَّهُ كَانَ يَهْدِيهِمُ الْإِسْلَامَ عُرْوَةً عُرْوَةً وَمَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَشْرَمِيْنَهُ . هَذَا مَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ -

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْدَبِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ يُونُسُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ

عَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنِ اَسَدِ الْفَقِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ الرَّقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو الرَّقِيُّ قَالَ ضَرَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الْقَصَاءِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَفَرَّخَ بِذَلِكَ اَعْدَاؤَهُ
وَكَانُوا اسْتَنَابَهُ ، قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ وَحَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ سَلَمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
يُونُسَ الْكُوَيْبِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دَاوُدَ الْحَرَبِيَّ يَوْمًا وَقِيلَ لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اِنَّ
مَعَاذَ اَبِي زُرَّوَيْجٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهُ قَالَ اسْتَيْبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
دَاوُدَ ، هَذَا وَاَللَّهِ كَذِبٌ ، فَقَدْ كَانَ بِالْكُوفَةِ عَلَى وَالتَّحْسَنِ ابْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ وَهُمَا مِنَ الْوَرَعِ
بِالْمَكَانِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ مِثْلَهُ وَاَبُو حَنِيفَةَ يُفْتِي بِمَحْضَرَتَيْهِمَا وَلَوْ كَانَ مِنْ هَذَا شَيْءٌ مَا رَضِيَ بِهِ
وَقَدْ كُنْتُ بِالْكُوفَةِ دَهْرًا فَمَا سَمِعْتُ بِهَذَا .

وَذَكَرَ السَّاجِحِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلَلِ لَهُ فِي بَابِ ابْنِ حَنِيفَةَ اَنَّهُ اسْتَيْبَ فِي خَلْقِ الْقُرْآنِ
فَتَابَ وَالسَّاجِحِيُّ يَمُنُّ كَانَ يُتَافَسُ اصْحَابَ ابْنِ حَنِيفَةَ -
وَقَالَ بَنُ الْجَارُودِ فِي كِتَابِهِ فِي الضُّعْفَاءِ وَالْمُتْرُوكِينَ التُّعْمَانُ بْنُ الثَّابِتِ أَبُو حَنِيفَةَ
جَلَّ حَدِيثُهُ وَهُمْ وَقَدْ اُخْتَلِفَ فِي اِسْلَامِهِ ، فَهَذَا وَمِثْلُهُ لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ اَحْسَنَ النَّظَرَ وَالتَّامَّلَ
مَا فِيهِ -

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ رَجَمَهُ اللَّهُ اَنَّهُ قَالَ فِي ابْنِ حَنِيفَةَ نَحْوَمَا ذَكَرَ سُفْيَانُ اَنَّهُ نَشَرَّ
مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ وَاَنَّهُ لَوْ خَرَجَ عَلَى هَذِهِ الْاُمَّةِ بِالسَّيْفِ كَانَ اَهْوَنُ ، وَرُوِيَ عَنْهُ
اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ عُمَرَ بِالْعِرَاقِ وَبِهَادِءِ الْعُضَالِ ، فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ ، وَرَوَى ذَلِكَ كُلَّهُ عَنْ
مَالِكٍ اَهْلُ الْحَدِيثِ وَاَمَّا اصْحَابُ مَالِكٍ مِنْ اَهْلِ الرَّأْيِ فَلَا يَرَوُونَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا
عَنْ مَالِكٍ -

وَذَكَرَ السَّاجِحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابُو الشَّابِّ قَالَ سَمِعْتُ وَكَيْعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ وَجَدْتُ
اَبَا حَنِيفَةَ خَالَفَ بِمَا سَنَى حَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرَوَى عَنْ وَكَيْعٍ اَنَّهُ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَطَاءً اِنْ كَانَ سَمِعَهُ - وَذَكَرَ السَّاجِحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَسْدَارُ
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُقْرَبِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذِ الْعَبْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ
اسْتَيْبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ ، وَذَكَرَ السَّاجِحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابُو حَارِثِمِ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ
بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ قَالَ اِنَّمَا اسْتَيْبَ أَبُو حَنِيفَةَ لِاَنَّهُ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ وَاِسْتَنَابَهُ عِيْسَى
بْنُ مَوْسَى ، وَذَكَرَ السَّاجِحِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُوحِ الْمَدَائِنِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ مَلِكٌ

لَا بِنِ الْمُبَارَكِ كَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ إِنَّكَ تَذْهَبُ إِلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ . قَالَ لَيْسَ كُلُّ مَا يَقُولُ النَّاسُ يُصِيبُونَ فِيهِ قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ زَمَانًا وَنَحْنُ لَا نَعْرِفُهُ فَلَمَّا عَرَفْنَاهُ تَرَكْنَاهُ . قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ دَعَانِي أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى الْأُرْجَاءِ غَيْرَ مَرَّةٍ فَمَنْ أُجِبَهُ قَالَ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانِ الْقَطَّانُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثُ بَرَاهِمٍ مَنْ فَلَقَهُ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ الشَّيْءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى حَتْمًا فَأَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ وَرَمَى بِهِ وَقَالَ إِنْ كَانَ جَلَسَ فِي الرَّابِعَةِ مَقْدَارَ الشَّهْدِ وَإِلَّا فَلا تَسَاوِي صَلَاتَهُ هَذِهِ . قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَعِصْمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ تَارِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الشَّيْءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْبَتَّانِ بِالْبَيْتِ رِمَانٌ يَقْرَأُ الْإِنْبِيعَ الْيَخْيَارِ ، قَالَ هَذَا رَجَزٌ فَقُلْتُ فَتَادَهُ عَنْ النَّبِيِّ أَنْ يَهُودِيًّا رَهَّجَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ بَحْرَيْنِ فَرَمَّحَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأْسَهُ بَيْنَ بَحْرَيْنِ فَقَالَ هَذَا هَدْيَانُ - قَالَ أَبُو عَمْرٍو سَمِعْتُ النَّضَّاحَ وَشَيْءًا أَبَا جَعْفَرٍ رَجُلًا يَنْشُدُهُ .

إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا بِمَا حَدَّثْتَنِي فَعَلَيْكَ بِثَمِّ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ زُقْرِ

الْوَأْيَيْنِ عَلَى الْبَيْتِ نَعْدِيًّا وَالتَّكْبِيرِ عَنِ الطَّرِيقَةِ وَالْأَثْرِ

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَدِدْتُ أَنْ بِي حَتَمًا مِثْمَا وَأُجُورَهُمَا وَعَلَى إِتْمَهُمَا .

الاستقرار کے مفہوم میں لکھا ہے۔ قال ابو عمر: کان یخفی بنو معین بنی عسیرہ وبنو فہ

وَأَمَّا سَائِرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَهُمْ كَالْأَشْدَاءِ لِأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ . ۱۱

(ترجمہ) ابو عمر کہتے ہیں، اہل حدیث کی اکثریت نے ابو حنیفہ پر طعن کرنے کو درجہ سے جائز قرار

دیا ہے۔ (۱) ابو حنیفہ نے ان روایات کو جو عادل افراد سے مروی ہیں اور وہ روایتیں متفقہ اور مسلم معانی

کے خلاف واقع ہوئی ہیں، رد کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں جو روایت متفقہ اصول کے خلاف ہو وہ شاذ ہے

اس پر عمل جائز نہیں۔

(۲) وہ کہتے ہیں اعمال کو جسے نماز، روزہ وغیرہ ہے ایمان نہیں کہا جاسکتا۔ جن لوگوں نے

اعمال کو ایمان قرار دیا ہے وہ آپ کے قول کو برا سمجھتے ہیں اور آپ کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ اپنی سمجھ اور ذہانت کی وجہ سے محمود تھے آپ سے حسد کیا جاتا تھا۔

میں اس کتاب "الاستقرار" میں آپ کی مذمت کا اور آپ کی مدحت کا بیان کرتا ہوں تاکہ

ناظرین واقف رہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو حسد کرنے والوں کے شر سے بچائے، آمین یا رب العالمین۔

جن لوگوں نے آپ پر طعن و جرح کی ہے ان میں ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے۔

ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کوفی کے متعلق نعیم بن حمار نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ نے بیان کیا کہ ہم نے سفیان ثوری سے سنا وہ کہہ رہے تھے، کہا گیا ہے کہ دو مرتبہ ابو حنیفہ سے کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

اور نعیم نے فزاری کا بیان نقل کیا کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ابو حنیفہ کی وفات کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے، وہ اسلام کی ایک ایک کڑی گزارا ہوا تھا، اسلام میں اس سے بدتر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ (تمام ہوئی بخاری کی جرح)

(ابو عمر کہتے ہیں) ہم سے حکم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یعقوب یوسف بن احمد نے کہا کہ ہم سے ابو محمد عبد الرحمن بن اسد فقیہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہلال بن العلامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا کہ ہم سے عبید اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں دو مرتبہ ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے اور انہوں نے وہ عہدہ قبول نہیں کیا، ان کے دشمن خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے اور یہ قرح ہے۔

ابو یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے ابو قتیبہ سلم بن فضل نے کہا کہ ہم سے محمد بن یونس کدیمی نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن داؤد خریبی سے ایک دن جب کہ ان سے کہا گیا کہ معاذ، سفیان ثوری سے بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی، یہ سن کر عبد اللہ بن داؤد نے کہا اللہ کے قسم یہ جھوٹ ہے، کوفہ میں علی اور حسن فرزندان صالح بن حمی موجود تھے، ان دونوں کے ذریعہ کی مثال نہ تھی، ان کے سامنے ابو حنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی یہ دونوں حضرات خاموش نہ رہتے۔ اور عبد اللہ بن داؤد خریبی نے یہ بھی کہا کہ میں کوفہ میں ایک زمانہ رہا ہوں اور یہ بات میں نے نہیں سنی ہے۔

ساجی نے اپنی کتاب "العلل" کے باب ابو حنیفہ میں ذکر کیا ہے کہ خلقی قرآن کے سلسلہ میں ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی اور انہوں نے توبہ کی۔

ساجی، ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد و رشک کیا کرتا تھا۔

ابن حارود نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کی زیادہ تر حدیثیں

دہم ہیں اور ابو حنیفہ کے اسلام میں کلام کیا گیا ہے۔

ابو عمر علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے جو کچھ ابن جبار نے لکھا ہے یا کسی دوسرے نے لکھا ہے اس کی حقیقت اہل بیت اور اصحابِ دانش پر واضح ہے۔ ابو حنیفہ کے متعلق مالک سے بھی ایسا ہی قول نقل کیا گیا ہے جو سفیان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ابو حنیفہ اسلام میں بدر مؤلوں میں اگر ابو حنیفہ تلوار لے کر اس اُمت پر نکلتے وہ زیادہ آسان رہتا اور بیان کیا گیا ہے کہ مالک سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول "یا لَعْرَاقِ الدِّمَاءِ نَعُضَّال" (عراق میں عاجز کر دینے والی بیماری ہے) کی تشریح طلب کی گئی اور انہوں نے کہا کہ یہ داءِ عُضَّال ابو حنیفہ ہیں، اس قسم کی تمام باتیں امام مالک سے اہل حدیث نے نقل کی ہیں۔ امام مالک کے اصحاب اور ان کے پیروان نے اس قسم کی کوئی روایت نہیں کی ہے۔

۱۔ ساجی نے ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابو اساب نے کہا کہ میں نے وکیع بن الجراح سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ نے دو حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور وکیع نے کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں "میں نے عطا سے سنا ہے۔ اگر انہوں نے سنا ہو (یعنی وکیع بن الجراح کو حضرت امام کے قول پر اعتماد نہیں ہے)

۲۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے بندار اور محمد بن المقری نے کہا کہ معاذ بن معاذ عبدی نے بیان کیا کہ میں نے سفیان ثوری سے سنا کہ ابو حنیفہ سے دو بار توبہ کرائی گئی ہے۔

۳۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے ابو عاتق رازی نے کہا۔ ان سے عباس بن عبد المنعم نے کہا اور وہ محمد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ "الْقُرْآنُ فَخْخٌ لِّمُخْلِقٍ" قرآن مخلوق ہے اور عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو حنیفہ سے توبہ کرائی۔

۴۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ مجھ سے محمد بن روح مدائنی نے اور ان سے سُعْلٰی بن اسد نے کہا کہ میں نے ابن مبارک سے کہا، لوگ کہتے ہیں تم ابو حنیفہ کے قول کو اختیار کرتے ہو۔ ابن مبارک نے کہا لوگوں کی کہی ہوئی ہر بات درست نہیں ہو کرتی، ایک مدت تک ہم ان کے پاس جاتے تھے جب ہم پر حقیقت ظاہر ہوتی ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔

۵۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ مجھ سے محمد بن عبد الرحمن المقری نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو کسی مرتبہ ابو حنیفہ نے ارجار کی طرف بلایا لیکن میں نے قبول نہیں کیا۔

۶۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے احمد بن سنان قطان نے کہا کہ ہم نے علی بن عاصم سے سنا کہ میں نے ابو حنیفہ سے کہا۔ ابراہیم نے علقمہ سے اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ یہ سن کر ابوحنیفہ نے زمین پر سے کوئی شے اٹھا کر ایک طرف پھینک دی اور کہا اگر چوتھی رکعت میں بہ قدر تشہد بیٹھے ہیں (تو درست ہے) ورنہ وہ نماز اس پھینکی ہوئی شے کی طرح بیچ ہے (کچھ نہیں ہے)۔

۷۔ اور ساجی نے کہا ہم سے سعید بن محمد بن عمرو اور عصمتہ بن محمد نے کہا کہ ہم سے عباس بن عبد العظیم نے اور ان سے ابوالاسود نے اور ان سے بشر بن الفضل نے بیان کیا کہ میں نے ابوحنیفہ سے کہا کہ نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع اور مشتری (فروخت کرنے والا اور خریدنے والا) جب تک الگ نہ ہوں خرید و فروخت کو قائم رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ابوحنیفہ نے کہا یہ تو رجز ہے (ایک طرح کی شاعری ہے) پھر میں نے ابوحنیفہ سے کہا۔ قتادہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کا سر پتھروں سے کچلوادیا۔ ابوحنیفہ نے کہا، یہ بیگاریاں ہیں۔

ابو عمر بن عبدالبر کا بیان ہے کہ (امام) ابو جعفر طحاوی نے کسی سے یہ دو شعر سنے۔
 ۱۔ اگر تو نے جو بات مجھ سے کہی ہے غلط ہے تو تجھ پر ابوحنیفہ اور زفر کے گناہ پڑیں۔
 ۲۔ جو کہ تجاؤ ذکر کرتے ہوئے قیاس میں بڑھتے تھے اور سیدھی راہ اور اثر سے پھرتے تھے۔
 ابو جعفر نے فرمایا۔ کاش مجھ کو ان دو ساجان کا اجر اور نیکیاں ملیں اور ان کے گناہ مجھ پر پڑیں۔

انتقام میں قاضی ابو یوسف کے احوال کے آخر میں لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف کیا کرتے تھے اور باقی اہل حدیث مثل اعداء تھے (دشمنوں کی طرح تھے)۔ امام ابو عمر ابن عبدالبر نے حضرت امام غالی مقام کے حاسدوں اور آپ کے اعداء کا خوب بیان کیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ یہ نام نہاد اہل حدیث حضرت عبدالرحمن جامی کے اس شعر کے اتم مصداق ہیں۔

در لباس دوستی سازند کار دشمنی
 ہم دیاب فی ذیاب اذیب فی ذیاب
 دوستی کے لباس میں دشمنی کے کام انجام دیتے ہیں، وہ بھڑیے کپڑوں میں یا کپڑے بھڑیوں میں ہیں۔

یہ الزامات ساجی نے حضرت امام پر لگائے ہیں۔ اور ساجی کے تعلق ابن عبدالبر لکھ چکے ہیں کہ وہ ابوحنیفہ کے اصحاب سے حد کیا کرتا تھا۔ اعود من نبر حاسدا اذا حسد۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حاسد کا لام ہی النام تراشی ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے جامع بیان العلم وفضلہ کے نصف آخر کے صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے۔
 قَالَ أَبُو عُمَرَ، أَمْرًا أَصْحَابُ الْحَدِيثِ فِي دَمِ أَبِي حَنِيفَةَ وَتَجَاوَزُوا الْحَدَّ فِي ذَلِكَ وَالنَّبِيُّ
 وَتَمُوجِبُ لِنَدِيكَ عِنْدَهُمْ إِذْ خَالَهَ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ عَلَى الْآثَارِ وَإِعْتِبَارُهَا، وَكَثُرَ أَهْلُ الْعِلْمِ
 يَقُولُونَ إِذَا صَحَّ الْأَخْرَجُ بَطَلَ الْقِيَاسُ وَالنَّظَرُ وَكَانَ رَدُّهُ لِمَا رَدُّ مِنْ أَخْبَارِ الْأَحَادِ بِتَأْوِيلٍ مُخْتَلٍ
 وَكَثِيرٍ مِنْهُ قَدْ تَقَدَّمَ إِلَيْهِ غَيْرُهُ وَتَابَعَهُ عَلَيْهِ مَعْنُ قَالَ بِالرَّأْيِ وَجَلَّ مَا يُوْجَدُ لَهُ
 مِنْ ذَلِكَ مَا كَانَ مِنْهُ إِيْتَابًا لِأَهْلِ بَلَدِهِ وَكَابِرًا هَيْمَ النَّخَعِيِّ وَأَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِلَّا أَنَّهُ
 أَشْرَقَ وَأَمْرًا فِي تَنْزِيلِ التَّوَاظِلِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَالْجَوَابُ فِيهَا بِرَأْيِهِمْ وَاسْتِحْسَانِهِمْ فَأَتَى مِنْهُ
 ذَلِكَ جَلَاتُ كَيْسِرٍ لِلْسَّلَفِ وَشَنَعَ هِيَ عِنْدَ مَنْهَا لِفِيهِمْ يَدْعَى وَمَا أَعْلَمَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا
 دَلَّهُ تَأْوِيلًا فِي آيَةٍ أَوْ مَذْهَبًا فِي سُئِلَ رَدُّ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْمَذْهَبِ سُئِلَ أَخْرَجِي بِتَأْوِيلٍ
 سَائِعٍ أَوْ إِذْ عَاءُ تَنْجِيحٍ إِلَّا أَنْ لَأَبِي حَنِيفَةَ مِنْ ذَلِكَ كَثِيرًا وَهُوَ يُوْجَدُ لِفِيهِ قَلِيلٌ، وَقَدْ ذَكَرَ
 يَحْيَى بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَارِمٍ فِي مَجْلِسِ إِبْرَاهِيمَ الْأَغْلَبِيِّ يَحَدِّثُ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ
 سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَحْصَيْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ سَعِينَ مَسْئَلَةً كَلَّمَهَا مُخَالَفَةُ لِسَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ مَالِكٌ فَمَا بَرَّاهُ، قَالَ وَلَقَدْ كَتَبْتُ إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ قَالَ أَبُو عُمَرَ لَيْسَ لِأَحَدٍ
 مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ يَنْبَغُ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرُدُّهُ دُونَ إِذْ عَاءُ تَنْجِيحٍ عَلَيْهِ
 بِأَشْرَقٍ مِثْلِهِ أَوْ بِإِجْتِمَاعٍ أَوْ بِعَمَلٍ يَجِبُ عَلَى أَصْلِهِ الْإِنْفِاقَ إِلَيْهِ أَوْ طَعْنٍ فِي سُنْدِهِ وَلَوْ فَعَلَ ذَلِكَ لَحَدَّ
 سَقَطَتْ عَدَالَتُهُ فَضْلًا عَنْ أَنْ يَتَّخِذَ إِمَامًا وَكَرِهَ أُمَّةَ الْفِئَةِ وَتَقَرُّوا أَيْضًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ
 الْإِرْجَاءَ وَمِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ يُنْسَبُ إِلَى الْإِرْجَاءِ كَثِيرٌ لَمْ يُعْنَ أَحَدٌ يَنْقُلُ قَبِيحَ مَا قِيلَ فِيهِ
 كَأَعْتَابِ ذَلِكَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ لِإِمَامَتِهِ وَكَانَ أَيْضًا مَعَ هَذَا يُحَدِّدُ وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ
 فِيهِ وَيُحْتَلَقُ عَلَيْهِ مَا لَا يَنْبَغُ وَقَدْ أَخْبَرَنِي عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ.

ابو عمر (ابن عبد البر) نے کہا، اہل حدیث نے ابو حنیفہ کی مذمت کرنے میں بڑی زیادتی سے کام لیا ہے وہ اس سلسلہ میں حد سے بڑھ گئے ہیں، اہل حدیث کے نزدیک اس افراط اور حد سے تجاوز کرنے کی علت اور وجہ ابو حنیفہ کا آثار پر رلے اور قیاس کو ترجیح دینا ہے، اور اکثر اہل علم نے کہا ہے، جب صحیح اثبات ہو جائے تو قیاس اور نظر رد ہو جاتا ہے۔ ابو حنیفہ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے، ایسی تاویل سے رد کیا ہے جو محتمل ہے (اس کا احتمال کیا جاسکتا ہے)، ابو حنیفہ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے ان میں کثرت ایسے اخبار آحاد کی ہے کہ ابو حنیفہ سے پہلے علماء کرام ان میں تاویل کر چکے ہیں یا آپ سے

علماء آپ کی پیروی کر چکے ہیں۔ اور آپ سے جو کچھ منقول ہے ان میں زیادہ تر ایسی آراء ہیں جن میں آپ نے اپنے شہر والوں کا اتباع کیلئے، جیسے ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب نے تنزیلِ نوازل کی وجہ سے (واقعات کے رونما ہونے کے خیال سے) پیدا کردہ مسائل میں کثرت سے رائے اور قیاس کا استعمال کیلئے اور آپ نے اور آپ کے اصحاب نے استحسان کا استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اختلاف بڑھا اور مخالفوں نے اس کو بدعت قرار دے کر تشنیع کی ہے۔

میرے علم میں اہل علم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں گزرا ہے جس نے کسی آیت میں کوئی تاویل نہ کی ہو یا سنت میں کوئی ایسی راہ اختیار نہ کی ہو جس کی وجہ سے کوئی دوسری سنت نظر انداز نہ ہوئی ہو، اچھی تاویل کی وجہ سے یا نسخ کے دعویٰ کی وجہ سے۔ فرق اتنا ہے اوروں کا یہ عمل تھوڑا ہے اور ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا زیادہ ہے۔ لہ

بھئی بن سلام نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن اغلب کی مجلس میں عبداللہ بن غانم کو یہ بیان کہے سنا کہ لیت بن سعد (امام مصر) نے کہا میں نے مالک بن انس کے ستر ایسے مسئلے شمار کئے ہیں کہ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہیں اور مالک نے اپنی رائے سے بیان کئے ہیں میں نے اس سلسلہ میں مالک بن انس کو لکھا ہے۔ ابو عمر ابن عبدالبر کہتے ہیں، اس امت کے علماء میں سے کسی عالم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو بغیر نسخ کے دعویٰ کے یا اس جیسی کسی دوسری حدیث کی وجہ سے یا اجماع امت کی وجہ سے یا کسی ایسے عمل کی وجہ سے جس کا تسلیم کرنا واجب ہو یا اس کی سند میں کوئی ظعن ہو رد کرے۔ اگر ان وجوہ کے بغیر کوئی ثابت حدیث کو رد کرے گا اس کی عدالت ساقط ہو جائیگی چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے۔ ایسے شخص پر فسق کا دھبہ لگ جاتا ہے۔

اور ابوحنیفہ پر ارجار کا بھی اعتراض ہے۔ اصحاب علم میں سے ارجار کے قائل کثرت سے ہیں لیکن کسی کے متعلق برائی کی نسبت نہیں بیان کی گئی ہے جس طرح ہر کہ ابوحنیفہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور یہ آپ کی امامت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور ابوحنیفہ کے ساتھ حسد کیا جاتا تھا اور آپ کے ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی تھی جو آپ میں تھیں اور ناشائستہ امور کی تہمت آپ پر لگائی جاتی ہے حالانکہ آپ کی تعریف و ستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں۔

لے بیشک علماء احناف کا مل زیادہ ہے۔ ان حضرات نے مسائل کے استنباط بھی کثرت سے کئے ہیں اور لا آذری کہہ کر پہنچتے ہیں کی ہے۔ لے ارجار کا بیان آنے والا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر کی عبارات پر ایک نظر

ابن عبدالبر نے الانتقار میں ابتداً اس عبارت سے کی ہے۔ اہل حدیث نے دو وجوہ کی بنا پر امام ابوحنیفہ پر طعن کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۔ آپ نے عادل افراد کی ان روایتوں کو رد کیا ہے جو مستفاد اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں۔

۲۔ آپ نے اعمال کو جیسے نماز و روزہ ہے، ایمان میں داخل نہیں کیا ہے۔

اور انتقار میں اپنے کلام کو اس پر ختم کیا ہے۔ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف یحییٰ بن معین کیا کرتے تھے باقی اہل حدیث مثل دشمنوں کے تھے۔

اور امام ابوحنیفہ پر طعن کرنے والوں میں سر فہرست امام ابوہدائشہ محمد بن اسماعیل بخاری کا نام لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب الصفتاء والمدتروکین میں اپنے شیخ نعیم بن حماد سے سنا ان سے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ نے کہا ہے۔ ہم نے سفیان ثوری سے سنا کہ دو مرتبہ ابوحنیفہ سے توبہ کفر سے کرائی گئی ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ حاسد اور دشمن کی گواہی شرعاً مقبول نہیں ہوتی ہے۔ جو کچھ یحییٰ بن سعید نے حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق کہہ ہے وہ زور اور بہتان ہے۔ ابن تیمیہ نے کھلے الفاظ میں کہا ہے۔ نقلوا عنه اشیاء یقصدون بہ الشاعة علیہ وہی کذب علیہ قطعاً۔ لوگوں نے آپ سے باتیں نقل کی ہیں، ان کا مقصد آپ کو بزدام کرنا ہے اور یہ آپ پر قطعاً جھوٹ ہے۔

بخاری نے اپنے شیخ نعیم بن حماد کے جھوٹ کو نقل کیا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد کی جلد ۱۳ میں حضرت امام عالی مقام کے ذکر سے پہلے صفحہ ۳۰۶ سے صفحہ ۳۱۳ تک نعیم بن حماد کا ذکر کیا ہے اس میں جو جرح لکھی ہے عاجز اس کو صفحہ کے زبر کے ساتھ لکھتا ہے۔

ص ۳۰۶ نعیم بن حماد نے روایت کی ہے۔ تَفَرَّقَ أُمَّتِي عَلَى بَطِيحٍ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً انْضَمَّتْهَا فِتْنَةٌ عَلَى أُمَّتِي قَوْمٌ يَعْبُدُونَ الْأَمْوَارَ بِرَأْيِهِمْ فَيَجْعَلُونَ الْحَرَامَ ذَمِيحًا وَمُنَافِقُونَ الْمُحْلَالَ (میری امت کچھ اوپر شرفروں میں بے ٹگی، میری امت کے لئے زیادہ فتنہ پر روزہ جماعت ہوگی جو واقعات اور

مسائل میں قیاس کرے گی اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرے گی، ابو زرہ کہتے ہیں۔ میں نے
یعنی بن معین سے کہا نعیم یہ روایت کہاں سے لائے۔ انہوں نے کہا نعیم کو مشبہ ہوا ہے۔
ص ۳۰۵ دارقطنی نے کہا۔ اِمَامٌ فِي الشَّيْءِ كَثِيرًا لَوْ هُمُ، وہ سنت میں امام بڑے دہمی ہیں۔
ص ۳۱۲ ابو صرار بن محمد الأزدی نے کہا ہے۔ كَانَ نَعِيمٌ يُحَدِّثُ عَنْ حَفِظِهِ وَعِنْدَهُ مَنَاكِرٌ
كَثِيرَةٌ لَا يَتَّبِعُ عَلَيْهَا نَعِيمٌ اپنے حافظ سے روایت کیا کرتے تھے اور اس کے پاس مناکیر کی کثرت تھی
ایسے مناکیر کہ کسی دوسری روایت سے ان کی تائید نہیں ہوتی ہے۔
ص ۳۱۳ نسائی نے کہا ہے۔ ابْنُ سَخَّادٍ ضَعِيفٌ مَرْوُزِيٌّ۔ ابن حماد ضعیف ہے اور وہ مروزی
ہے اور نسائی نے یہ بھی کہا ہے۔ لَيْسَ بِثِقَّةٍ وَهْ ثَقَّةٌ نَحْنُ نَحْنُ۔

ص ۳۱۴ ابو سعید بن یونس نے کہا ہے۔ رَوَى أَحَادِيثَ مَنَاكِرًا عَنِ الثَّقَاتِ۔ ثقافتوں سے
شکرا حدیث کی روایت کی ہے۔

علامہ محمد علی صدیقی کا مدخلوی نے کتاب "امام اعظم اور علم الحدیث" کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے۔
آزدی نے کہا ہے۔ كَانَ نَعِيمٌ يَضَعُ الْحَدِيثَ فِي تَقْيِيَةِ الشَّيْءِ وَحِكَايَاتِ مَرْوَرَةٍ فِي ثَلَبِ نَعْمَانَ
كلها كذب (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۳۲۹) نعیم سنت کی تقویت کے لئے حدیثیں گھڑتے تھے۔
اور ابوحنیفہ کے مثالب میں جھوٹی حکایتیں بناتے تھے سب جھوٹ ہوا تھا۔

علامہ ازہر نے صفحہ ۳۹۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ سفیان ثوری کے قول "استب ابوحنیفہ
من الكفر مرتين" کی روایت میں نعیم بن حمار نے یعنی ابوحنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی۔ نعیم
کے متعلق خطیب نے بہت اقوال لکھے ہیں۔ ابن عدی نے کہا ہے۔ وہ حدیث گھڑتے تھے آزدی
نے کہا ہے وہ سنت کی تقویت میں حدیث گھڑتے تھے وہ ابوحنیفہ کی مذمت میں جھوٹی روایتیں بیان
کرتے تھے۔ كَلَّمَا كَذَّبَ سَبَّ جَهْوُثَ۔

بخاری نے سفیان ثوری کا قول اپنے استاد نعیم سے یہ اس الفاظ نقل کیا ہے کہ سفیان نے
کہا ہے "قِيلَ اسْتَبَّ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الْكُفْرِ مَرَّتَيْنِ" کہا گیا ہے کہ ابوحنیفہ سے دو بار کفر سے
توبہ کرائی گئی ہے۔ علماء جانتے ہیں کہ اہل علم کا مشہور قول ہے کہ لَفْظُ قِيلَ مَطْبُوعٌ الْكُذْبُ بِعَيْنِهِ
(کہا گیا) جھوٹ کی سواری ہے۔ جس کو جھوٹ بولنا ہو وہ، کہا گیا ہے۔ کہہ کر جھوٹی بات کہہ دیتا ہے
جھوٹے منکار اسی طرح اپنا جھوٹ پھیلاتے ہیں۔ نعیم بن حمار نے تفسیر امتی علی بضع و سبعین فرقہ
حضرت امام عالی مقام کے واسطے گھڑی تھی تاکہ ثابت کرے کہ حضرت امام اور آپ کے اصحاب اپنے

قیاس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہیں۔ بخاری اپنے اس استاد سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں حضرت امام کا مبارک نام تک نہیں لکھا ہے۔ اگر کہیں آپ کی طرف اشارہ کرنا پڑا ہے تو بعض الناس یا بعض اہل الکوفة لکھ دیا ہے۔ یعنی بعض افراد۔ یا کوذ کے بعض افراد۔

لمحہ فکر امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اہل حدیث کے حسد اور آخر میں ان کی عداوت کا ذکر کیا ہے اور حاسدین میں سے امام بخاری کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر خیال آیا کہ یہ ذکر خالی از غلت نہیں ہے۔ عاجز اس معاملہ میں چار پانچ دن متفکر رہا کہ اتفاق سے محترم گرامی مولانا سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری شرح صحیح البخاری کی آمد ہوئی۔ آپ "ملفوظات محدث کشمیری" کا نسخہ لائے۔ عاجز کو خیال ہوا۔ اتفاقاً طور پر اس موقع میں یہ کتاب ملی ہے کیا عجب کہ یہ کتاب اس نسخے کو سلجھائے۔ چنانچہ یہی صورت ہوئی۔ کتاب کے صفحہ ۲۴ میں ہے صحیح بخاری میں روایت نعیم سے: بخاری صفحہ ۵۳۳ کے حوالے سے فرمایا کہ یہاں بھی روایت مسانید میں موجود ہے، لہذا تقریب و تہذیب وغیرہ کا قول درست نہیں کہ نعیم سے روایت امام بخاری نے اصول یعنی مسانید میں نہیں لی ہے اور صرف تعلیقات میں لی ہے، دوسرے یہ کہ جمعیت آدمی سے تعلیقات ہی میں روایت کو نسی اچھی ہے۔

پھر فرمایا میں نے اور بھی متعدد جگہ نکالی ہے، جہاں مسانید میں روایت لی ہے اور امام بخاری عقائد میں ان کے ہی متبع تھے۔

اب عاجز کو بخاری کے باب ایام الحج حلیۃ میں درج ذیل روایت ملی

حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا هشیم بن حصین عن عمرو بن میمون قال رايت في الجاهلية
قردة اجتمع عليها قردة قد زنت فوجمواها فوجمها معهم

نعیم بن حماد نے ہم سے کہا: وہ ہشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں میں نے دیکھا ایک بندر یا پر بندر کٹھے ہو گئے تھے، بندر یا نے زنا کیا تھا اور بندر اس کو سنگسار کر رہے تھے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ بندر یا کو سنگسار کیا۔

عاجز نے اس سلسلہ میں فتح الباری عمدۃ البقاری اور ارشاد الساری کی طرف رجوع کیا۔ معلوم ہوا کہ علامہ ابن عبدالبر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حیوانات کی طرف زنا کی نسبت کرنی اور حیوانات پر شرعی حدود کا جاری کرنا اہل علم کے نزدیک درست نہیں ہے اور اگر طریق روایت درست ہے تو پھر یہی کہا جائیگا کہ یہ بندر جنات میں سے تھے۔

حمیدی نے "المجمع بین الصحیحین" میں اس روایت کو اضافہ کیا جو اقرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اصل بخاری میں نہیں ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کی حمایت کی ہے، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نسفی نے اس روایت کا ذکر بخاری میں نہیں کیا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے یہ روایت جاہلیت کے دور کی ہے، اسلام کا ظہور نہیں ہوا تھا لہذا رجم کرنے کا بیان کرنا ہی درست نہیں ہے، اور اس روایت کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے کیا خوب فرمایا ہے، جھوٹے آدمی سے تعلیقات ہی میں روایت کو نسفی اچھی بات ہے۔

فتح الباری میں ہے۔ واما تجویزہ ان یزاد فی صحیح البخاری مالیس منه فہذا ینافی ما علیہ العناء من المعکم بتصحیح جمع ما اوردہ البخاری فی کتابہ ومن اتفاقم علی أنه مقطوع بنسبہ الیہ۔
اور یہ کہنا کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث بڑھادی گئی ہے۔ یہ قول علماء کے اس قول کے منافی ہے کہ وہ تمام روایتیں جو اس کتاب میں بخاری نے لکھی ہیں صحیح ہیں اور علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی صحت قطعی ہے۔

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ فیہ نظر۔ لأن منہم من تعرض الی بعض رجالہ بعدم الوثوق ویکونہ من اهل الأهواء و دعوی الحکم بتصحیح جمع ما اوردہ البخاری فیہ غیر موجهة لأن دعوی الکلیة تحتاج الی دلیل قاطع ویورد ما قالہ ایضافان النسفی لم یذکر ہذا الحدیث فیہ۔

جو کچھ ابن حجر نے لکھا ہے اس میں کلام ہے کیونکہ علماء میں سے بعض نے بعض راویوں پر بحث کی ہے کہ ان پر وثوق نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان میں بعض روایات ابن ابی حنیفہ سے ہیں اور یہ دعویٰ کرنا کہ جو کچھ بخاری نے اپنی صحیح میں جمع کیا ہے وہ سب صحیح ہے غیر وجہہ قول ہے کیونکہ سب کی صحت کا دعویٰ قطعی دلیل کا محتاج ہے اور اس قول کا رد اس سے بھی ہو رہا ہے جس کا بیان ابن حجر نے کیا ہے کہ نسفی نے اس روایت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ارشاد ساری میں لکھا ہے۔ وقول ابن الاثیر فی اسد الغابۃ کا بن عبد البر: یعنی علامہ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں وہی بات کہی ہے جو ابن عبد البر نے کہی ہے۔

بخاری کی دو روایتیں | بخاری نے باب ہل میں قبور مشرکین ابجاہلیہ و یتخذ مکانہما

میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام قبائیں جو بیس دن رہا اور باب مقدم البی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵۹ میں حضرت انس سے چودہ دن قیام کرنے کی روایت کی ہے اس سلسلہ میں فتح الباری جلد سات صفحہ ۱۹۰ میں ابن حجر کو لکھنا پڑا ہے۔ فی حدیث انس الآتی فی الباب الذی یلیہ انہ اقام فیہم اربع عشرة لیلۃ وقد ذکر قبلہ ما ینخالقہ واللہ اعلم۔ یعنی انس کی روایت میں جو اس باب سے متصل آرہی ہے چودہ دن قیام کرنے کا ذکر ہے اور اس سے پہلے جو بیس دن کا ذکر ہے جو اس کے مخالف ہے۔ دونوں روایتیں صحت میں ہم پایہ ہیں۔ اس صورت میں قاعدہ کلیتہ کی رو سے اذاتعارضات ساقطاً جب دو میں ٹکراؤ آجائے دونوں ناقابل اعتبار ہیں چنانچہ ابن حجر نے اس کے بعد ابن خباب کی ایک روایت تین دن کی، اور دوسری روایت بائیس دن کی اور ابن اسحاق کی روایت پانچ دن کی ذکر کر دی ہے۔ ابن حجر نے بندریا کے قاعدہ میں لکھا ہے کہ بخاری کی صحیح میں جو روایتیں ہیں سب صحیح ہیں اور یہاں دو روایتوں کے تعارض کا ذکر کر رہے ہیں۔

اخبار آحاد کے سلسلہ میں حضرت امام عالی مقام کا مسلک نہایت وجیہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر اخبار آحاد متفقہ اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں وہ شاذ ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔

دونوں سفیانوں سے متعلق نعیم کی یہی روایت ہے | نعیم نے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ

سے روایت کی ہے کہ ہم نے سفیان ثوری سے سنا۔ کہا گیا ہے کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی ہے اور نعیم نے فزاری کا بیان نقل کیا ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ابو حنیفہ کے وفات کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے وہ اسلام کی ایک ایک کڑی گرا رہا تھا اسلام میں اس سے بدتر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے (تمام ہوئی بخاری کی جرح) علامہ ابن عبدالبر نے سند کے ساتھ عبید اللہ بن عمرو رقی کا بیان لکھا ہے کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں دو مرتبہ امام ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے لیکن آپ نے وہ عہدہ قبول نہیں کیا، آپ کے دشمن خوش ہوئے اور انہوں نے کہا، ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے۔ اور سند کے ساتھ محمد بن یونس کدی کا بیان لکھا ہے کہ عبید اللہ بن داؤد خریبی سے کہا گیا کہ معاذ بیان کرتا ہے کہ سفیان ثوری نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی، یہ سن کر

عبداللہ بن داؤد نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔ کوفہ میں علی اور حسن فرزند ان صالح بن علی موجود تھے، ان دونوں کے درع کی مثال نہ تھی، ان کے سامنے ابو حنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی یہ دونوں حضرات خاموش نہ رہتے۔ عبداللہ بن داؤد خریجی نے یہ بھی کہا۔ میں کوفہ میں ایک زمانہ رہا ہوں، میں نے یہ بات نہیں سنی ہے۔

ابن عبدالبر نے ساجی کی تحریرات لکھی ہیں اور کہا ہے کہ ساجی ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد اور رشک کیا کرتا تھا اور ابن جارود کے متعلق لکھا ہے کہ جو کچھ ابن جارود یا کسی دوسرے نے لکھا ہے اہل بنی شام اور اصحاب دانش پر اس کی حقیقت ظاہر ہے۔

اور لکھا ہے کہ اس قسم کی باتیں امام مالک سے ابو حنیفہ کے متعلق اہل حدیث نے نقل کی ہیں۔ امام مالک کے پیروان نے اس قسم کی کوئی بات امام مالک سے روایت نہیں کی ہے۔

حدیث شریف کا ظہور | مشکاة شریف کے باب مدینہ من التہاجر و التباہض میں احمد اور ترمذی کی روایت ہے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأَلِيمِ قَبْلَكُمْ الْخَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَخْلُقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْبِثُ الدِّينَ۔

پہلی آمتوں کی بیماری حسد اور بغض تم میں سرایت کر گئی ہے، یہ موندنے والی بیماری ہے، میں نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو موندتی ہے بلکہ وہ دین کا صفایا کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

اخبار آحاد عدول | شوافع اس کو خبر خاصہ کہتے ہیں۔ استاد محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب انجلا ابی حنیفہ حیات و عصرہ ۱۰۰ آراؤہ و فقہہ میں بہت نفیس بحث کی ہے، اگر کوئی اس کا مطالعہ کرے، اللہ سے پوری امید ہے کہ وہ اس دارِ حلقہ سے جس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے محفوظ رہے گا، عاجز اس کا خلاصہ لکھتا ہے۔

اخبار آحاد وہ خبر ہے جس کی شہرت نہیں ہوئی ہے، ایک یا دو چار افراد اس کی روایت کرتے ہیں اور عام طور سے ذرہ معروف ہے اور نہ مروج۔ ایسی خبر کا اتصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ظنی اور خیالی ہے، یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ارشادِ نبوی ہے۔

امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں اقوال کے نقل کرنے میں بہت اضطراب تھا، موضوعی احادیث کی کثرت تھی، صحیح اخبار کا غیر صحیح اخبار سے اختلاط تھا۔ لہذا حضرات فقہاء اخبار آحاد کے قبول کرنے اور ذکر کرنے کے متعلق اختلاف تھا، جمہور فقہاء کا مسلک یہ تھا کہ اعمال میں اخبار آحاد عدول سے استدلال

لہ استاد محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴۳ سے ۲۸۸ تک اس کا بیان کیا ہے۔

جائز ہے، اور عقائد میں اخبارِ آحادِ عدول سے استدلال جائز نہیں ہے، کیونکہ عمل کی بنا محمدان پر ہے۔ لہذا اگر غالب خیال صحت کا ہے عمل کرے اور عقیدہ کی بنا یقین محکم پر ہے جو اخبارِ آحاد سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔

اعمال میں حضرت امام نے اخبارِ آحادِ عدول کو قبول کیا ہے۔ ناظرین امام ابو یوسف اور امام محمد کی کتاب الآثار ملاحظہ کریں۔ اب سوال یہ ہے کہ مستند خبر واحد اور صحیح قیاس میں اگر ٹکراؤ واقع ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے، جیسے حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہے کہ جو چیز آگ پر پکی ہو اس کے استعمال سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اُن کی اس روایت پر حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا، کیا گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد ٹھنڈے پانی سے ہم کو وضو کرنا ہو گا اور حضرت ابن عباس نے جب اُن سے سنا، جو جنازہ اٹھائے وہ پھر وضو کرے۔ فرمایا کیا چند خشک لکڑیوں کے اٹھانے سے ہم پر وضو کرنا لازم کرتے ہو۔

حضرت امام عالی مقام نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت "حدیث تہقیرہ" کی وجہ سے اپنے قیاس کو چھوڑا ہے اور کہا ہے۔ نماز میں ہنسنے کی وجہ سے نماز بھی ٹوٹی اور وضو بھی ٹوٹا۔

اور حضرت امام نے حضرت زید بن ثابت کی روایت کردہ "حدیث قرعہ" کو چھوڑا ہے حدیث اس طرح پر ہے کہ ایک شخص کے چھ غلام تھے، ان غلاموں کے علاوہ اس کا مال نہ تھا۔ اس شخص نے مہلے وقت ان غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ کر کے دو غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اس روایت کو امام ابو حنیفہ نے قبول نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا، ہر غلام کا چھٹا حصہ آزاد ہو گیا ہے اور اجماع اس پر ہے کہ جب آزادی واقع ہو جاتی ہے وہ لوٹانی نہیں جاتی۔ یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ شافعی، حنبلی اور ظاہری مذاہب کے فقہاء کے علاوہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آخر عصرِ اجتہاد تک علمائے اعلام نے اخبارِ آحاد کو رد کیا ہے اور قیاس پر عمل کیا ہے۔ انہوں نے ان روایات کے متعلق کہا ہے یہ ارشادات نبوی نہیں ہیں، راوی سے سہو و نسیان ہوا ہے۔

امام مالک مجتہدوں کے دور میں مدینہ منورہ کے فقہاء کے شیخ تھے، انہوں نے اُن اخبارِ آحادِ عدول کو رد کیا ہے جو اصولِ عامہ قطعیت کے خلاف ہیں جیسا کہ درج ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے۔
۱۔ مَنْ مَاتَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَ لَيْتُهُ۔ جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اُس کا دل اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۲۔ غنیمت کے مال کی تقسیم سے پہلے اونٹ بھیر وغیرہ کا گوشت پکایا گیا تو اس کے متعلق وارد ہے کہ ہانڈیوں کو الٹ دو۔ امام مالک نے دفع حرج کی وجہ سے پکے ہوئے گوشت کا کھانا محتاجوں کے لئے جائز قرار دیا ہے۔

۳۔ قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ وَنَحْوُهُ عَنْ صِيَامِ بَيْتٍ مِنْ سُؤَالٍ مَعَ ثَبُوتِ الْحَدِيثِ فِيهِ تَفْوِيذًا عَلَيَّ أَصْلِي سَيِّدِ الدَّرَايِعِ۔ علامہ ابن العربی مالکی مذہب کے اکابر علماء سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام مالک نے سوال کے چھ روزے رکھنے سے منع کیا ہے اگرچہ اس سلسلہ میں حدیث ثابت ہے، امام مالک نے سید ذرائع کا خیال کیا ہے۔

۴۔ وَرَدَّ حَدِيثُكَ وَتَوَعُّغِ الْكَلْبِ الَّذِي يُنَوِّجُ غَسْلَ الْإِنْتَاءِ سَبْعًا أَحَدًا هُنَّ بِالْقُرْبِ الظَّاهِرِ إِذَا وَلِعَ الْكَلْبُ فِيهِ وَقَالَ فِيهِ "وَجَاءَ حَدِيثٌ وَلَا أَدْرِي مَا حَقِيقَتُهُ" وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي ذَلِكَ لِأَنَّهُ عَارِضٌ أَصْلِي، أَحَدُهُمْ قَوْلُهُ تَعَالَى فَكَلُوا مِمَّا آمَسَكْنَ عَلَيْكُمْ، وَكَأَيُّهَا أَنْ عِلَّةَ الْمَطَهَارَةِ هِيَ الْحَيَاةُ وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي الْكَلْبِ۔

امام مالک نے اس حدیث کو بھی رد کر دیا ہے جو کتے کے بارے میں ہے کہ اگر وہ کسی برتن کو چاٹ لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے، ان میں ایک مرتبہ پاک مٹی سے دھونا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے: "اس سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہے میں اس کی حقیقت نہیں جانتا، ابن عربی مالکی نے اس سلسلہ میں لکھا ہے۔ یہ حدیث دو اصلوں کے خلاف ہے، ایک اصل اللہ کا ارشاد ہے۔ تم کھاؤ اس جانور کو جسے کتوں نے تمہارے واسطے پکڑا ہے۔ اور دوسری اصل یہ ہے کہ طہارت کی ملت زندگی ہے اور یہ کتے میں موجود ہے۔

۵۔ وَرَدَّ مَا لَكَ أَيْضًا كَأَخِي الْعِرَاقِيِّ حَدِيثُكَ الْمَصْرَاتِ وَهُوَ لَا تَنْصُرُ وَالْإِبِلَ وَالنَّعَمَ وَمَنْ إِنْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرِ بَعْدَ أَنْ يَنْحَلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا صَاءًا مِنْ بَيْتٍ لِأَنَّهُ قَدْ خَالَفَ أَصْلَ الْخُرَاجِ بِالظَّهَانِ وَإِلَّا تَمَثَّلَ الشَّيْءُ بِإِتْمَانٍ يُقَدِّمُ مِثْلَهُ أَوْ قِيمَتَهُ وَأَمَّا بَيْنَ حَنْسٍ آخَرٍ مِنَ الصَّغَامِ أَوْ الْعَرُوضِ فَلَا، وَقَدْ قَالَ فِيهِ مَا لَكَ إِنَّهُ لَيْسَ بِالْمَوْضِعِ وَلَا الثَّابِتِ۔

اونٹ، بھینس، گائے، بھیر، بکری کے تھن کو باندھنا تاکہ دودھ جمع ہو یا دو تین وقت جانور کو نہ دے یا اس کو دودھ وغیرہ پلائے جو وقتی طور پر دودھ میں اضافہ کر دے، اس کو منقرات کہتے ہیں، حدیث منقرات میں امام مالک کا مسلک اہل عراق کے مسلک کی طرف ہے۔ حدیث اس طرح پر ہے: "تم جانور کے دودھ کو نہ روکو، جو اس کو خریدے گا۔ اس کو دوسرے کے بعد اختیار ہے، چاہے

رکھ لے اور چاہے واپس کر دے اور ساتھ میں ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجوریں دیدے۔ یعنی جو روٹی حاصل کیا ہے اس کے عوض میں ایک صاع کھجور دیدے۔ امام مالک کہتے ہیں: کسی شخصے کا عوض یا تو وہ شخصے ہے یا اس کی قیمت ہے، غلہ یا سامان نہیں ہے اور نہ یہ رائج ہے اور نہ ثابت۔
ان پانچ مثالوں سے ثابت ہے کہ اہل حجاز کے امام بعض وجوہ کی بنا پر عادل افراد کے اخبار آحاد کو رد کر دیا کرتے تھے۔

تمام ہوا استاذ محمد ابو زہرہ کی تحریر کا خلاصہ، امام ابن عبدالبر نے الانتقار میں سماجی اور ابن جارود کی جرح اگر لکھی ہے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ سماجی اصحاب ابوحنیفہ سے حسد و رشک کیا کرتا تھا اور ابن جارود کے متعلق کہا ہے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے اہل بینش پر واضح ہے۔ ابن عبدالبر نے یہ جرح لکھ کر حضرت امام کی عدالت کا اظہار کر دیا۔ اور اشارہ کر دیا کہ ان افراد کا کلام ضایان التفات نہیں اور علامہ خربیبی کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔

اب یہ عاجز خطیب بغدادی کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

حافظ ابو بکر احمد خطیب متوفی ۳۶۳ھ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد تیرہ کے صفحہ ۳۳۳ سے ۳۵۳ تک امام الامام حضرت ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے ۳۶۶ صفحات میں آپ کا ذکر اور آپ کی فقہ، عبادت، جود اور دنیوی عقل کا بیان کیا ہے اور پھر صفحہ ۳۶۹ سے ۳۵۳ تک پچاسی صفحات میں اپنے محبوب مشفقہ آن یاکل نعمہ آخیتہ مینتاً میں مصروف رہے اور اپنے گئے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتے رہے۔

یہ کتاب تاریخ بغداد ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۳ء) میں چھپی ہے۔ اس وقت یہ عاجز مصر میں تھا۔ جب اس کتاب کی تیرھویں جلد چھپ رہی تھی اخبار اہرام میں کسی فاضل کا مضمون چھپا کہ خطیب نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان پر غلط الزامات عائد کئے ہیں، اس مضمون نے بے چینی کی لہر دوڑادی۔ اس سلسلہ میں علمائے ازہر نے یہ تجویز رکھی کہ الزامات کا جواب حاشیہ کی صورت میں لکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء ازہر نے حاشیہ لکھا اور تاریخ بغداد حاشیہ کے ساتھ چھپی اور محمد امین الخابجی ناشر کتاب نے اعلان کیا کہ الملک المعظم ابوالمظفر عیسیٰ نے جو کتاب التردّد علی ابی بکر الخطیب البغدادی "۱۳۳۳ھ میں لکھی ہے (ملاحظہ کریں اس کتاب کے صفحہ ۸۵ کو) چھپواؤ مگلا، ملک معظم کی کتاب میں جو متانت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والا مہذب اور متین ہے۔ ملک معظم کا خاندان شافعی تھا وہ حنفی ہو گئے تھے۔ تاریخ بغداد کا نسخہ کہیں سے منگوا یا اور

غالباً رد لکھا۔ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے۔

إِنَّ نَقْلَهُ الْحَدِيثَ يَنْظُرُونَ إِلَى طَرِيقِ الْحَدِيثِ فَمَنْ كَانَ وَاجِبًا وَرَجُلًا ضَعِيفًا ضَعُفُوا
حَدِيثَكَ نَحَاصَةً فِي جَرَحِ الرِّجَالِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ إِلَّا مِنْ عَدْلٍ ثِقَةٍ مَعْرُوفٍ بِالْعَدَالَةِ وَالنِّقَةِ
فَعَنْ نَقْلِ الْمُخَطِيبِ أَحَادِيثَ فِي الْجَرَحِ عَنْ جَمَاعَةٍ ضَعْفَاءَ شَهِدَ بِضَعْفِهِمْ أَيْمَةَ الْحَدِيثِ تَبَيَّنَ
أَنَّ تَضَدُّهُ خِلَافٌ مَا أُعْتَدَّ رَعْنَهُ.

یعنی حدیث کے نقل کرنے والے پہلے حدیث کے راویوں پر نظر ڈالتے ہیں اگر راویوں میں کسی کو ضعیف پاتے ہیں حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں خاص کر کسی پر جرح کرنے کے موقع پر کیونکہ جرح اس شخص کی سنی جاتی ہے جو عادل ہو، ثقہ ہو اور اس کی عدالت اور ثقاہت مشہور اور معروف ہو۔ خطیب نے حضرت امام پر جرح کرتے وقت ضعف کی جماعت میں سے ایسے ضعیفوں سے روایت کی ہے جن کے ضعف کا بیان ائمہ حدیث نے کیا ہے۔ خطیب کا یہ عمل خطیب کے اس اعتقاد کو باطل کر رہا ہے جو جرح کرنے سے پہلے کیا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے خطیب نے صفحہ چار سو بارہ، تیرہ میں کسی خراسانی کے آنے کا لکھا ہے کہ وہ حضرت امام کے پاس آیا اور اس نے کہا میں ایک لاکھ سوالات لایا ہوں اور آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا دریافت کر دو، اور ہم سے عطار بن سائب نے کہا اور وہ ابن ابی سیئان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سو بیس انصاری صحابیوں سے میری ملاقات ہوئی ہے، جب بھی کوئی مسئلہ آتا تھا تو ہر صحابی دوسرے صحابی کی طرف حوالہ کرتا تھا اور چکر کاٹ کر مسئلہ پھر پہلے صحابی کے پاس آ جاتا تھا اور جب بھی کوئی صحابی کچھ بیان کرتا تھا وہ کانپ جاتا تھا۔ یہ واقعہ سفیان بن عیینہ نے بیان کر کے کہا۔ قَطْلُ مِمْنَعْتُمْ آخِرًا مِنْ هَذَا۔ کیا تم نے اس سے زیادہ جرأت کرنے والا سنا ہے۔

اس روایت کے متعلق ملک معظم نے صفحہ ۵، میں لکھا ہے۔ اس روایت کے بیان کرنیوالے سے زیادہ جھڑپا کسی کو تم نے دیکھا ہے۔ کس کو ایک لاکھ سوالات یاد رہتے ہیں اور پھر اس شخص کا نام بھی نہیں پہچانا گیا ہے۔ کیا ایسا واقعہ تم نے سنا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی کو بھی ایک لاکھ مسئلے یاد نہیں ہیں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی فقہ کی کتاب لے کر آئے اور کسی عالم سے کہے کہ میں اس کو سمجھنا چاہتا ہوں تو وہ عالم اس کو سمجھا دے گا۔

اس روایت میں حضرات صحابہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حضرات صحابہ میں سب

فقہاء نہیں تھے بلکہ اُن میں قلیل افراد فقیر تھے۔ اگر یہ ایک لاکھ سوالات پیش کرنے والا کسی فقیر صحابی سے دریافت کرتا تو وہ بھی وہی جواب دیتے جو امام ابوحنیفہ نے دیا ہے۔ حضرت ابن عباس کے متعلق یہ روایت وارد ہے کہ آپ مکہ مکرمہ کے حرم شریف میں رونق افروز تھے اور لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ وہ آپ سے کلامِ پاک کے متعلق کچھ دریافت کرتے تھے اور آپ اُن کو جواب دیتے تھے اس دوران میں نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: "مَا أَجْرَاكَ عَنِّي كِتَابِ اللَّهِ، أَتَفْتِرُهُ مِنْ عِنْدِكَ" اللہ کی کتاب پر آپ کتنے جری ہیں، کیا آپ اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ یہ مبارک کتابِ عربی میں ہے اور میں عرب کے محاوروں سے اس کا بیان کرتا ہوں۔ نافع نے پوچھا، کیا عرب کو یہ معانی معلوم ہیں۔ آپ نے ہاں سے جواب دیا اور پھر آپ نے کلامِ پاک کا بیان کرتے ہوئے ہر جگہ عرب کا کوئی شعر پڑھا۔ یہ سارا بیان ابن السائب نے لکھ لیا ہے۔ اور کتاب "غریب القرآن لابن السائب" میں موجود ہے۔

خطیب کی اس روایت کی سند میں صالح بن احمد تیسری حافظ (حدیث کا حافظ) ہے خطیب: اربع بغداد کی جلد 9 صفحہ 219 سوانح میں اس حافظ کی شاعت کا بیان کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ اُس نے دس ہزار حدیثوں کو قلب کر دیا ہے یعنی اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے اور لکھا ہے "لہذا جزا لاحتجاج بہ بحال" یہ کسی حال میں اس سے استدلال جائز نہیں اور دارقطنی نے کہا ہے۔ "كَذَّابٌ وَجَدْنَا يُحَدِّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ" یہ فریبی جوڑا ہے اُن سنی کی روایت کرتا ہے۔ یہ سب جانتے ہوئے خطیب حضرت امام کی مذمت میں ایسے کذاب و دجال کی روایت لکھتے ہیں۔ اے دلے و صدوائے بریں حفظ و خطابت۔

خطیب نے حضرت امام عالی مقام پر پہلی جرح یہ نقل کی ہے کہ دکیع بن الجراح نے کہا ہم سفیان کا قول کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں وَلَا نَذَرُ نِيَّحًا تَعْبُدُ اللَّهَ اور ہم کو معلوم نہیں کہ ہمارا حال اللہ کے پاس کیسا ہے۔ اور ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ "نَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ هُنَا وَعِنْدَ اللَّهِ حَقًّا، اِزْرُؤْهُ حَقًّا، اِذَا نَبَأَ فِي دُنْيَا فِيهِ اِلَهٌ" اور اللہ کے ہاں مومن ہیں۔ "وَقَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَ نَاجِرَةَ" اور ابوحنیفہ کی بات ہمارے نزدیک جرات ہے۔

بلکہ معظم نے اس جرح کا رد اس طرح لکھا ہے کہ خطیب نے منہ میں لکھا ہے۔
ہم سے ابراہیم بن مخلد نے ان سے مکرم بن احمد القاضی نے، پھر ہم سے صیمری نے، ان سے عمر بن ابراہیم المقرنی نے کہا ہم سے مکرم نے اُن سے علی بن حسین بن جان نے اپنے والد حسین بن جان سے کہا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ میں نے دکیع بن الجراح سے انفضل کسی کو نہیں پایا۔ اُن سے کہا

گیا، کیا ابن مبارک سے بھی۔ انہوں نے کہا، ابن مبارک میں فضل تھا لیکن میں نے دکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا، وہ قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور اپنی حدیثوں کا دورہ کرتے تھے رات بھر قیام کرتے اور پے درپے روزے رکھتے اور ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے، انہوں نے ابو حنیفہ سے بہت کچھ سنا تھا، یحییٰ بن معین نے یہ بھی کہا کہ یحییٰ بن سعید القطان بھی ابو حنیفہ کا قول لیتے تھے۔

ملک معظم نے دکیع بن الجراح کے متعلق خطیب کی یہ عبارت بھی لکھی ہے کہ وہ یزید کو مسباح کہتے تھے اور نمیزد پیا کرتے تھے۔ اور لکھا ہے کہ یہ بھی ایک دلیل ہے کہ دکیع بن الجراح ابو حنیفہ کے اتباع میں سے تھے۔

ملک معظم نے اسی طرح متانت اور سنجیدگی سے خطیب کے ایرادات کا رد کیا ہے اور زیادہ تر تاریخ بغداد ہی سے استدلال کئے ہیں۔

ملک معظم نے کتاب کے آخر میں سند کے ساتھ خطیب کی حسن پرستی کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ اور استشہاد میں خطیب کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ ٹھیک ہے جو شخص دوسرے پر کچھ اچھا جاتا ہے اس پر بھی کچھ اچھا جاتی ہے۔

خطیب نے کتنی ہی روایتیں امام ابن مبارک کے متعلق لکھی ہیں کہ وہ حضرت امام عالی مقام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ ان دروغ بیانیوں کا جواب ملک معظم نے کیا خوب دیا ہے۔

الْمَنْقُولُ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ اللَّهُ وَهَذَا يُدَلُّ عَلَى خِلَافِ مَا نَقَلَ عَنْهُ الْخَطِيبُ - یعنی ابن مبارک کے متعلق یہ امر منقول ہے کہ وہ ابو حنیفہ کے مذہب پر قائم رہے جب تک کہ اللہ نے ان کو اٹھا لیا۔ یہ بات خطیب کے نقل کردہ اقوال کے خلاف ہے۔ اور لکھا ہے خطیب نے حمزہ بن عمارت بن عمیر سے روایت کی۔ اور وہ اپنے والد عمارت بن عمیر ابو عمر البصری سے روایت کرتے ہیں۔ عمارت بن عمیر کے متعلق ابن جبان البستی نے کتاب الجرح میں لکھا ہے: "يَزِيدُ عَنِ الْأَثْبَاتِ الْمَوْضُوعَاتِ" وہ ثقہ اور ثابت افراد سے موضوعات کی روایت کرتا ہے یعنی گھڑی ہوئی باتوں کی۔

خطیب نے حضرت امام عالی مقام پر یہ گرفت بھی کی ہے کہ عقیقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور تابعین سے سند کے ساتھ ثابت ہے اور ابو حنیفہ سے ابو عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا تعلق جاہلیت کے دور سے ہے اور یہ بات کہتے وقت ابو حنیفہ قسم کر رہے تھے۔

اس سلسلہ میں ملک معظم نے کہا ہے۔ اس مسئلہ میں وہی شخص حضرت امام پر اعتراض کرے گا

جو امور شریعت سے واقف نہ ہوگا کیونکہ عقیدہ اور طہور (بالوں کا اتروانا) وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں سے ہے اس کا رواج جاہلیت میں بھی رہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی آپ نے بھی اس کی ہدایت فرمائی۔

یعنی حضرت امام نے عقیدہ سے انکار کیا ہے اور نہ احادیث کا استنفاف بلکہ آپ نے ابو عبد اللہ کو حقیقت امر سے آگاہ کیا ہے اور آپ کا قسم نام نہادان حدیث کی بے خبری پر تھا۔
 علماء ازہر نے حاشیہ میں لکھا ہے خطیب نے بشری روئی سے یہ روایت کی ہے اور وہ احمد بن جعفر بن حمدان سے روایت کرتے ہیں۔ اور خطیب نے احمد بن جعفر کے متعلق ابوالحسن بن فرات سے لکھا ہے: خلط فی آخر عمرہ و کف بصرہ و خرف حتی لا یعرف شیئا کہ او آخر عمر میں ان کے احوال خلط ملط ہو گئے تھے، بینائی جاتی رہی تھی، عقل خراب ہو گئی تھی اور وہ کسی چیز کو پہچانتے نہ تھے۔
 ملک معظم کی کتاب کے اختتام میں کسی نے ایک لطیفہ نحویہ حضرت امام سے منسوب کر کے لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

أَشْرَتْ إِلَى بَيْتِكُمْ بَيْتَكُمْ مَا يَكُمُ
 بَيْتَكُمْ عِوَضًا تَرْضَوْنَ عَمَّا يَكُمُ بَيْتَكُمْ
 اعْرَبْ تَفْهَمَ الْجَوَابِ
 فَقَالُوا جَمِيعًا بِالْإِثْرَةِ إِنَّهُ
 كَفَى عِوَضًا أَنْ السَّلَامَةَ فِي الْبَيْتِ

فرغ من كتبت العبد الفقير الى رحمة ربه الراجي عفوہ احمد بن عبد اللہ ایم بن نعمۃ المقدسی
 سألہ اللہ ذلک فی یوم الاثنين العشرين من شهر رمضان المبارك من سنة ثلاث وعشرين و
 ستائة۔ یعنی پیر کے دن میں رمضان ۳۲۰ میں احمد بن عبد اللہ ایم بن رحمت اس کتاب کے لکھنے سے
 فارغ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

یہ عاجز کہتا ہے خطیب نے حضرت امام عالی مقام کی برائیاں چار فصلوں میں لکھی ہیں۔

فصل اول، ایمانیات، صفحہ ۳۷۱ سے صفحہ ۳۹۵ تک ۲۶ برائیاں

فصل دوم، سفیان سے بناوت، ۳۹۵ = ۳۹۵ = ۹

فصل سوم، برے الفاظ اور افعال، ۳۹۹ = ۳۱۳ = ۳۳

فصل چہارم، مذمت رائے، ۳۱۳ = ۳۵۱ = ۱۳۷

۲۵۵

کل قباحتیں

خطیب نے پورے اسی صفحات میں ۲۵۵ پچپن تہمتیں حضرت امام عالی مقام ابوحنیفہ نعمان

علیہ الرحمۃ والرضوان پر لگائی ہیں اور کہا ہے کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اس کو صفحات تاریخ میں ثبت کر رہا ہوں اس دوران میں خطیب دوسو پچپن بار یلقون السمع و اکثرہم کاذبون کا مصداق بنے ہیں۔
 (لاڈلتے ہیں سنی ہونی بابت اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں) خطیب کا یہ کارنامہ آخرت میں ان کا نامہ اعمال رہے گا، خطیب نے امام کے حالات لکھنے کو صنم چار سو چوٹوں، سطر پانچ میں بند کیا ہے اور بند کرتے کرتے حضرت امام کی وفات کے سلسلہ میں یہ گپ اور قلمبند کر گئے ہیں۔

(دیکھو صفحہ ۵۰ سطر ۲) قال بشر بن ابی الازھر النیساپوری رأیت فی المنام جنازة عنہا ثوب اسود و حولہا قتیبین فنقلت جنازة من ہذہ فقالوا جنازة ابي حنیفة حدثت بہ ابایوسف فقال لا تحدث بہ احدًا۔

بشر بن ابوالازہر نیساپوری نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازہ ہے اور اس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف عیسائیوں کے راہب ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابوحنیفہ کا جنازہ ہے۔ میں نے اس خواب کا تذکرہ ابو یوسف سے کیا۔ انہوں نے کہا۔ اس کا ذکر کسی سے نہ کرو۔

خطیب کا یہ کارنامہ اس کے دوسو پچپن کارناموں کا ماحصل اور مستراح ہے کہ اس نے حضرت امام غانی مقام کو اَلْعَبَادُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اَلْعَبَادُ بِاللّٰهِ عِيسَائِيَّوْنَ کے زمرہ میں دیکھ لیا۔
 چشم دے روشن دیش شاداں ہیں اِن هَذَا لَيْفُوْ خُسْرًا نُّ مِيسِيْن

بہ آں روز کہ من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ راظہور شود، اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

خطیب نے اس شیطانی خواب کی سند لکھی ہے کہ اس نے ابن الفضل سے، اس نے عبداللہ بن جعفر سے، اس نے یعقوب بن سفیان سے، اس نے عبدالرحمن سے اور اس نے علی بن المدینی سے اس نے بشر بن ابی الازہر نیساپوری سے سنا خواب بشر نے دیکھا ہے۔

اس میں عبداللہ بن جعفر بن ذرستویہ سے اس کو برتانی اور لاڈلتی نے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ دراہم ملتے پڑوہ ان سنی کی بھی روایت کرتا تھا۔

اور اس کے استاد یعقوب حضرت عثمان پر اعتراضات کیا کرتا تھا۔

اور اس کے استاد عبدالرحمن کے متعلق ابو مسعود رازی نے شدید کلام لکھا ہے۔

ان ناہل افراد کی یہ گپ خطیب کو مبارک ہو۔ عاجز امام جلال الدین سیوطی شافعی اور

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی شافعی کا کچھ کلام ان کی تالیفات سے لکھا ہے لیجئے الْحَقُّ
وَيُنْبِطُ الْبَاطِلُ، وَاللَّهُ وَبِيُّ التَّوْفِيقِ۔

تبیین الصغیرہ کے آخر میں امام سیوطی نے صفر ۳۵۰ میں لکھا ہے۔

امدادیہ کے حالات میں ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے کسی جگہ اپنا مال دفن
کیا اور وہ اس جگہ کو بھول گیا۔ وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ آپ نے فرمایا، یہ کوئی فتنہ
مسئلہ نہیں ہے کہ میں کوئی صورت نکالوں۔ اچھا تم جاؤ اور ساری رات صبح تک نماز پڑھو تم کو جگہ یاد
آجائے گی۔ وہ گیا اور اس نے چوتھائی رات تک نماز پڑھی تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی۔ وہ ابوحنیفہ
کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھ کو وہ جگہ یاد آگئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں سمجھتا تھا کہ شیطان رات بھر
تجھ کو نماز نہیں پڑھنے دے گا اور تجھ کو وہ جگہ یاد آجائے گی، کیوں نہیں باقی رات اللہ کا شکر کرتے
ہوئے نماز پڑھی۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے۔

الْفِقْهُ مِثْلَانِ اِنْ اَرَدْتَ تَفَقُّهًا وَالْجُودُ وَالْمَعْرُوفُ لِلْمُنْتَابِ

اگر تم کو تفقہ کی خواہش ہے تو ہم سے فقہ سیکھو اور عطا اور بھلائی بار بار آنے والے کیلئے ہے

وَإِذَا ذَكَرْتَ أَبَا حَنِيفَةَ فِينِمْ خَضَعْتَ لَهُ فِي الرَّأْيِ كُلِّ رِقَابِ

اور اگر انہیں ابوحنیفہ کا ذکر کرو تو قیاس میں سب کی گردنیں ان کے سامنے جھک جاتی ہیں

اور ابوالمؤید موفقی بن احمد کی نے کہا ہے۔

هَذَا مَذْهَبُ النِّعْمَانِ خَيْرُ الْمَذَاهِبِ كَذَا الْقَمَرُ الْوَضَّاحُ خَيْرُ الْكَوَاكِبِ

یہ نعمان کا مذہب، مذاہب میں بہتر مذہب ہے جیسے چمکتا ہوا چاند کو اکب میں بہتر ہے

تَفَقُّهُ فِي خَيْرِ الْقُرُونِ مَعَ الشَّقِيِّ مَذْهَبُهُ لِأَنَّكَ خَيْرُ الْمَذَاهِبِ

مبارک قرون میں تقویٰ کے ساتھ تفقہ حاصل کیا۔ پس آپ کا مذہب بیشک مذاہب میں بہتر ہے

اور بعض نے کہا ہے۔

أَيُّ جَبَلِيٍّ نِعْمَانٍ إِنْ حَظَّ كَمَاتٍ لَتَحْصِي وَمَا تَحْصِي فَضَائِلُ نِعْمَانٍ

اے نعمان نام کے دو پہاڑ تو تہری کتکریاں گنی جاسکتی ہیں اور امام نعمان کے فضائل نہیں گنے جاسکتے

اور پھر ایک صلوٰۃ میں فضائل کا بیان کر کے یہ تین روایتیں حضرت امام سے روایت کی ہیں۔

۱۔ طبرانی نے اوسط میں احمد سے، انہوں نے ابوسلیمان جوزجانی سے انہوں نے محمد بن اسماعیل

سے انہوں نے ابوحنیفہ سے اور انہوں نے بلال سے، انہوں نے وہب بن کیسان سے اور ان سے

جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اور تکبیر کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی دیا کرتے تھے۔

طبرانی نے کہا ہے وہ سب سے بلال کی روایت صرف ابوحنیفہ کے واسطے سے ثابت ہے۔

۲۔ طبرانی نے عثمان سے وہ ابراہیم سے وہ اسماعیل سے وہ ابوحنیفہ سے وہ حماد بن ابی سلیمان سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ بن قیس سے وہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ کی تعلیم اس طرح فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: **اِذَا ارَادَ اَحَدُكُمْ اَمْرًا فَلْيَقُلْ**۔ تم میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرے سبے۔

تَعْلِيمِ اسْتِخَارَةِ اللّٰهِ اِنِّي اسْتِخَيْرُكَ يَعْلِمُكَ وَاَسْتَعْدِدُّكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا اِلَّا مَرْحِيْبًا لِي فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَعَاقِبَةِ اَمْرِي فَقَدِّرْهُ لِي وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ خَيْرًا لِي فَاهْدِنِي اِلَيْهِ اِنْ خَيْرَ حَيْثُ كَانَ وَاَصْرِفْ عَنِّي الشَّرَّ حَيْثُ كَانَ وَاَرْضِنِي بِقَضَائِكَ۔

۳۔ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "المتفق والمفروق" میں ابن سوریہ نخعی سے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ میرا بہت لحاظ کرتے تھے میں نے ان سے پرچھا۔ آپ کے نزدیک ان دو میں افضل کون سا ہے فرض حج کرنے کے بعد۔ جہاد کے لئے سیکھنا۔ یا حج کے لئے۔ آپ نے فرمایا، فرض حج کر لینے کے بعد جہاد کے لئے سیکھنا افضل ہے پچاس حجوں سے۔

تمام ہوئی کتاب اور حمد ہے صرف اللہ کے لئے اور کافی ہے ہم کو اللہ وہ اچھا حامی ہے اور نہ کوئی قوت ہے نہ طاقت مگر اللہ بزرگ و برتر ہے۔

مناقب الامام ابی حنیفہ کا آخری بیان: **مِن الْمَنَامَاتِ الْمُبَشِّرَةِ لِابْنِ حَنِيفَةَ هُوَ نَابِغٌ** اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

قاسم بن غسان قاضی اپنے والد سے وہ ابو نعیم سے بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بن صالح کے پاس ان کے بھائی کے مرنے کے دن گیا وہ کچھ لے کر کھار رہے تھے اور ہنس رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ آج صبح تم نے اپنے بھائی علی کو دفن کیا ہے اور اب شام کو تم ہنس رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی پر کوئی رحمت نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ یہ کس طرح۔ انہوں نے کہا۔ میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور ان سے کہا، تم کیسے ہو، انہوں نے کہا۔ میں ان افراد کے ساتھ ہوں جن پر اللہ کا انعام ہوا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں اور یہ اچھے رفیق ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ آیت مبارکہ کی

تلاوت کر رہے ہیں اور میں نے ان سے کہا، کیا تم تلاوت کر رہے ہو یا تم کچھ دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہو جن کو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا اچھا اور انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا، یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ہنس رہے ہیں اور مجھ کو جنت کی مبارکباد دے رہے ہیں اور یہ فرشتے ہیں جو آپ کے ساتھ آئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سندس اور استبرق کے جوڑے ہیں اور یہ حور عین ہیں جو بناؤ سنگار کئے ہوئی ہیں اور میرا انتظار کر رہی ہیں کہ میں کب ان کے پاس جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ رحلت کر گئے۔ اللہ کی ان پر رحمت ہو۔ اب جبکہ میرے بھائی نعمتوں میں ہیں تو پھر میں غمگین کیوں ہوں۔

ابونعیم نے کہا چند روز کے بعد میں حسن بن صالح کے پاس گیا۔ مجھ کو دیکھ کر انہوں نے کہا میں نے کل اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ کیا تم مرے نہیں ہو۔ انہوں نے کہا، میں مرا ہوا ہوں۔ میں نے کہا تو پھر لباس کیسا ہے۔ انہوں نے کہا یہ سندس اور استبرق ہے اور اسی طرح کا لباس تمہارے دل سے میرے پاس ہے۔ میں نے ان سے کہا، اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس نے میری بخشش فرمائی اور میرا اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کا فرشتوں سے مقابلہ کیا۔ میں نے کہا۔ کیا ابو حنیفہ النعمان بن اثابت۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا ان کی منزل کہاں ہے۔ انہوں نے کہا ہم اعلیٰ علیین کے جوار میں ہیں۔ قاسم نے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا۔ جب بھی ابونعیم ابو حنیفہ کا ذکر کرتے تھے یا ان کے سامنے ابو حنیفہ کا ذکر کیا جاتا تھا وہ کہتے تھے۔ یخ یخ فی اعلیٰ علیین۔ یعنی کیا کہنا کیا کہنا، اعلیٰ علیین میں ہیں۔

ابو بشر دولابی، احمد بن القاسم البرقی سے وہ ابو علی احمد بن محمد بن ابی رجا سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام محمد بن الحسن کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا۔ تمہارا کیا حال ہے، کہا کہ مجھ کو بخش دیا۔ میں نے کہا کس وجہ سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے یہ علم تم کو عطا کیا ہے اور ہم تم کو بخشتے ہیں۔ میں نے کہا ابو یوسف کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہم سے ایک درجہ اوپر ہیں۔ میں نے کہا ابو حنیفہ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔

محمد بن حماد مصیصی مولیٰ بنی ہاشم سے ابراہیم بن واقد نے ان سے مطلب بن زیاد نے ان سے ہمارے امام جعفر الحسن نے کہا۔ میں نے ابو حنیفہ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا۔ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھ کو بخش دیا۔ میں نے کہا کیا علم کی وجہ سے۔ آپ نے

فرمایا فتویٰ دینے والے کو فتویٰ کتنا ضرر پہنچاتا ہے۔ میں نے کہا تو پھر کس بنا پر بخشا۔ فرمایا مجھ پر لوگوں کی ان باتوں کی وجہ سے جن کا علم اللہ کو نہ تھا (یعنی جھوٹ اور بہتان)۔

اور محمد بن حماد ہی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم لیثی نے، ان سے حسین جعفی نے ان سے عبادت سار نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ابوحنیفہ کو دیکھا اور میں نے ان سے کہا کس حال میں ہو فرمایا اللہ کی رحمت کی فراخی میں۔ میں نے کہا۔ علم کی وجہ سے۔ فرمایا یصہبات کہاں علم، علم کی شرطیں اور آفتیں ہیں کہ بہت کم افراد ان سے نجات پاتے ہیں۔ میں نے یہ جہا پھر کیسے۔ فرمایا مجھ پر لوگوں کی الزام تراشیاں ان باتوں کی جو مجھ میں نہ تھیں نجات کا سبب نہیں دانستہ علم بالصناعات

امام ابو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ نے **تین ناپسندیدہ متعصب حفاظ** لکھا ہے۔ اے ہم نے ابو زر عطاہر اور وہ اپنے باپ محمد بن طاہر مقدسی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے اسماعیل بن ابی الفضل قوسی نے کہا اور وہ حدیث کے اہل معرفت میں سے تھے کہ میں حدیث کے حفاظ میں سے تین افراد کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ ان میں تعصب بہت زیادہ ہے اور انصاف بہت کم ہے اور وہ الحاکم ابو عبداللہ اور ابو نعیم الاصفہانی اور ابو بکر الخطیب البغدادی ہیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں۔ اسماعیل نے درست کہا ہے۔ اسماعیل بڑے حفاظ میں سچ بولنے والے تھے ان کو رجال اور مشن کی بہت معرفت تھی اور دیانت میں ثابت قدم تھے، انہوں نے ابو الحسن بن المہدی اور جابر بن یاسین اور ابن النقود وغیرہم سے سنا ہے اور سچ بات کہی ہے۔ ابو عبداللہ حاکم کھلے طور پر شیعوں تھا اور دوسرے دو افراد (اصفہانی اور بغدادی) کا نایب تعصبان لیمتکلمین و الاشاعرة۔ اہل کلام اصحاب مناظرہ اور اشعاعہ کے حامی تھے۔ اور یہ بات اہل حدیث کے شایان نہیں، کیونکہ حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔ اور ابن جوزی نے لکھا ہے۔ وَقَدْ آكَدَ الشَّافِعِيُّ فِي هَذَا حَتَّى قَالَ رَأَيْتُ فِي أَصْحَابِ الْكَلَامِ أَنْ يَحْلُوا عَنِ الْبِقَالِ وَأَنْ يَصَافِ بِهِمْ۔ اس سلسلہ میں امام شافعی نے تاکید کی ہے اور انہوں نے کہا ہے۔ میری رائے اصحاب کلام (اہل مناظرہ) کے متعلق یہ ہے کہ ان کو خچروں پر بٹھا کر گھمایا جائے۔

مولانا سید احمد رضا بجنوری نے محدث شہیر شمیری مولانا انور شاہ کا بیان لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا خطیب کے متعلق کیا کہوں غصت **امام اعظم اور خطیب بغدادی** آجاتے گا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے دین محمدی کی جڑ نکال

لے ملاحظہ کریں المستمذم ج ۱ ص ۱۶۵ لے ملاحظہ کریں انوار باری ج ۱ ص ۳۹۰۔

دی گئی ہے۔ اس نے اپنی تاریخ بغداد میں جو کچھ امام اعظم کے خلاف بے تحقیق مواد جمع کر دیا ہے، اس کے لئے
 التَّهْمَةُ الْمَصِيبَةُ فِي كَيْدِ الْخَطِيبِ دیکھنا چاہیے اور کسی کے متعلق لوگوں کے من گھڑت افسانوں سے
 صرف نظر کر کے خارجی صحیح واقعات پر نظر کرنی چاہئے۔ آج بھی لوگ دوسروں پر کیسے کیسے غلط بہتان اور
 افتراءات باندھ دیتے ہیں، اُن کی اگر خارجی و واقعی حالات کے ذریعہ تحقیق و تنقیح نہ کی جائے تو آدمی
 مغالطہ میں پڑ جاتا ہے اور اچھے اچھے لوگوں کے متعلق بدظنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ "وَاجْتَنِبُوا كَثِيرًا
 مِنَ الْبَطْنِ إِنَّ بَعْضَ الْبَطْنِ نَجَسٌ" (بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان ضرور گناہ ہوئے ہیں)

امام ابوحنیفہ اور ابو نعیم اصفہانی | میرے نزدیک خطیب کی طرح ابو نعیم امام صاحب کے مخالفین
 میں سے ہیں (دوسروں کے بعد سید احمد رضا نے لکھا ہے) حضرت کی یہ رائے بھی ایسی ہی محتاط ہے جیسی نعیم بن حماد خزاعی کے بارے میں تھی اور وہ بھی امام
 صاحب سے روایت کرتے ہیں۔

مولانا سید احمد رضا نے لکھا ہے۔ امام محمد نے جو کچھ حسانات امام شافعی پر کئے ہیں وہ متواتر
 اور مشہور اور سب کو معلوم ہیں بلکہ انہوں نے امام شافعی کو بڑی مصیبت سے نجات دلائی تھی جس
 کی وجہ سے ابن عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں لکھا ہے "قیامت تک ہر شافعی المذہب پر واجب
 ہے کہ وہ اس احسانِ عظیم کو پہچانے اور امام محمد کے لئے دعائے مغفرت کیا کرے لیکن ابو نعیم نے احسان
 فراموشی کر کے انسا امام محمد پر بہتان مذکور نقل کر دیا ہے"

یہ عاجز ابو الحسن زید کہتا ہے کہ ابو نعیم کے متعلق واقعات کو دیکھ کر اس دور کے مشہور محدث اعمش
 کا قول یاد آ گیا جس کی روایت امام ابن عبد البر نے کی ہے اور ناکارہ اہل حدیث کے بیان میں عاجز اس
 کو بیان کر چکا ہے۔ اعمش نے کہا ہے۔

"تم نے حدیث کو بار بار اتنا ڈہرایا ہے کہ وہ میرے طلق میں ایلو سے سے زیادہ کڑوی ہو گئی ہے۔
 جس پر تم مہربان ہوتے ہو اس کو جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیتے ہو"

نعیم ہوں یا ابو نعیم ان دونوں کی جرح اعتبار کرنے کے قابل نہیں۔
 حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تا مرد سخن نہ گفت باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
 ہر بیش گمان تیز کر خالیست شاید کہ پلنگ مخفتہ باشد

وَفَقْنَا لِلَّهِ تَعَالَى لِمَرْضَاتِهِ۔
 لے باقی صفحہ ۳۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کے ایرادات

امام حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن القاضی ابی شیبہ ایرا، سیم بن عثمان خواستی کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے کچھ زیادہ تھی، اس حسب سے آپ کی ولادت ۱۳۵ھ کے ایک دو سال بعد ہوئی ہے۔ یعنی حضرت امام کی وفات کے بارہ سال بعد۔

آپ کو فقہ کے مشہور ائمہ حدیث میں کہیں، آپ نے "المُسْتَدَّ"، "المُصَنَّفُ" اور "التَّفْسِیرُ" ضخیم کتابیں لکھی ہیں، "المُصَنَّفُ" سولہ جلدوں میں کراچی میں ۱۳۰۶ھ (۱۹۸۶ء) میں چھپی ہے اس کتاب کی چودھریں جلدیں صفحہ ۱۳۸ سے ۲۸۲ تک ۱۳۳ منمنات میں آپ نے ایک سو پچیس مسائل میں حضرت امام پر گزرتی ہیں اور اس فصل کا نام "بِکتابِ الرَّذِّ عَلٰی اَبِی حَنِیْفَةَ" رکھا ہے۔ اتفاق سے برادر عزیز حضرت ابوالسعد سالم رحمہ اللہ کی علالت کی وجہ سے جمعہ ۹ محرم ۱۳۰۸ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۸۶ء سے شنبہ ۵ صفر ۱۳۰۸ھ، ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک عاجز کا قیام کونٹہ بلوچستان میں رہا وہاں برادر زادہ نیک اطوار برخوردار مولوی ابو حفص عمر سلمہ اللہ وجعلہ من خیار عبادہ کے پاس حافظ ابن ابی شیبہ کی مُصَنَّفُ اور محقق فاضل الأستاذ محمد زاہد الکوثری کی کتاب "الثَّنَّةُ: الطَّرِيفَةُ فِي التَّحَدُّثِ عَنْ رَدِّ دُوبْنِ اَبِی شَيْبَةَ عَلٰی اَبِی حَنِیْفَةَ" پر عاجز کی نظر پڑی اور درج ذیل غلامہ مرتب ہوا۔

مُصَنَّفُ میں حافظ ابن ابی شیبہ نے اُمّیس ہزار سات سو نواسی (۱۹۷۸۹) روایتیں لکھی ہیں ان میں سے ایک سو پچیس (۱۲۵) روایتوں میں حضرت امام سے مناقشہ کیا ہے۔ یعنی انیس ہزار چھ سو چونسٹھ (۱۹۶۶۳) روایتوں میں حضرت امام عالی مقام پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حافظ ابن ابی شیبہ نے جو ۱۳۵ ایرادات کئے ہیں ان میں بلند آواز سے بسم اللہ کا پڑھنا، نمازیں تہجد سے وضو کا ٹوٹنا، امام کے پیچھے قرأت کا ترک کرنا، نمینڈ سے وضو کرنا، رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا، شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کا ٹوٹنا، طلاق میں عورت کی آزادی اور مملوکیّت کا لحاظ رکھنا اور اس طرح کے دوسرے مسائل میں حضرت امام عالی مقام پر تنقید نہیں کی ہے جیسا کہ نام نہاد اہل حدیث کا دتیرہ ہے اور یہ لوگ صرف صحیح

بخاری پر بھروسہ کرتے ہیں اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے رفع یدین، آمین بالجہر، امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے، حالانکہ حضرت امام نے بارہ فرمایا ہے۔

اللہ کی لعنت ہو اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے، آپ ہی کی بدست اللہ نے ہم کو عزت دی اور آپ ہی کی وجہ سے ہم کو گندگی سے پاک کیا، اور آپ نے فرمایا ہے، ہم کتاب اللہ سے لیتے ہیں اگر اس میں مہیں پاتے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اخبار کو لیتے ہیں جن کی روایت ثقات نے ثقات سے کی ہے اور پھر حضرات صحابہ کے اقوال میں سے کسی کے قول کو لیتے ہیں اور پھر اجتہاد کرتے ہیں۔

عاجز حافظ ابن ابی شیبہ کے متعلق اپنا کلام پورا کر کے رفع یدین کے متعلق کچھ لکھے گا۔ تاکہ ان ظاہر بینوں کو حقیقت معلوم ہو۔

حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی مصنف "السیرۃ الشامیۃ الکبریٰ" نے حضرت امام عالی مقام کی تائید میں "عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" لکھی ہے۔ انہوں نے ابن ابی شیبہ کے ردود کے جواب میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا اور دس مسائل کا رد و جلدوں میں لکھا، پھر "السیرۃ الشامیۃ الکبریٰ" کے پیش نظر اس قدر پراکتفا کی، یہ ہے ثم یوضع لہ القبول فی الارض کا اثر۔

مہینے دل شدہ از شوق تو غمیں جگر میں
از غم عشق تو پر خوں جگرے نیت کرنیت

حافظ ابن ابی شیبہ نے اپنی تحریر کی فصل "ہذا ما خالف بہ ابوحنیفۃ الاثر الذی جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (یہ فصل ہے اس بیان میں کہ جس میں ابوحنیفہ نے اس اثر کے خلاف کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے) لکھی ہے اور پھر انہوں نے مبارک اثر کو سند کے ساتھ لکھا ہے اور حضرت امام کے قول کو "وَذَكَرَ أَنَّ اَبَا حَنِيفَةَ قَالَ كَذَا" لکھ کر تحریر کیا ہے، یعنی "اور کہا گیا ہے کہ ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے" سمجھ میں نہیں آتا، کہ ابن ابی شیبہ نے اس مہلکۃ الکذب (جھوٹ کی سواری) سے حضرت امام کے قول کا ذکر کیوں کیا ہے۔ اُس دور کے جو حالات تھے اور جن کا نقشہ امام ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم و فضلہ میں کھینچا ہے اس کے پیش نظر عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ یہ وہی اصحاب حدیث ہیں جن سے امام اعمش نے کہا ہے۔

قال حلف بن غياث سمعت الاعمش يقول يعني الاصحاب الحديث، لقد رددموه حتى

صارفی حلقی آمزین العلقم اما عطفتم علی احدی الا سئلتموه علی الکذب، حفص بن غیاث نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ اعمش اصحاب حدیث سے کہہ رہے تھے، تم نے حدیث کو بار بار اتنا دہرایا کہ وہ میرے حلق میں ایلوے سے زیادہ کڑوی ہو گئی، تم جس پر مہربان ہوتے ہو اس کو جھوٹ بولنے پر برا بھلا کہتے ہو۔

یعنی تم اپنی غلط بات اتنا اس پر دہراتے ہو کہ وہ اس کو بیان کر دیتا ہے۔

ائمہ کا اتفاق ہے کہ حضرت امام کو اول دن سے ایسے جلیل القدر اصحاب بکثرت ملے ہیں کہ ائمہ میں کسی دوسرے کو نہیں ملے اور آپ کا مذہب پہلے ہی دن سے مدون ہوتا چلا آ رہا ہے۔ آپ کے اصحاب جو کچھ سنتے تھے لکھ لیا کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ امام طحاوی کے اصحاب سے اور کتابوں سے جو امام محمد وغیرہ نے تحریر فرمائی ہیں حضرت امام عالی مقام کا مسلک معلوم کر سکتے تھے۔

استاد کوثری نے لکھا ہے، حضرت امام ابو حنیفہ کے مسائل تقدیری فقہی کے متعلق تین قول ہیں، پہلے قول کی رو سے تراسی ہزار مسائل ہیں، دوسرے قول کی رو سے ایسے مسائل پانچ لاکھ ہیں اور یہ قول ابو الفضل کرمانی کا ہے اور تیسرا قول صاحب عنایہ شارح ہدایہ کا ہے کہ ایسے مسائل بارہ لاکھ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ کے طریقہ نقل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف نام نہاد اہل حدیث کے اعتراضات اور افتراءات کو جمع کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے دوسرے ابواب میں ایسی روایتیں لکھی ہیں جن کی اسانید قوی ہیں اور ان سے امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کی تائید ہوتی ہے۔ اگر ابن ابی شیبہ حضرت امام پر ایرادات لکھتے وقت ان روایات کو نظر میں رکھتے تو یہ ایرادات نہ لکھتے نام نہاد اہل حدیث کے نزدیک حضرت امام پر طعن کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔

تقریباً پچھن ساٹھ سال کا عرصہ گزرا کہ ہلالی مغربی ہندوستان آیا تھا اس کا مذہب مالکی تھا اپنے وطن سے نجد گیا۔ نجدی حجاز مقدس پر تائب ہو چکے تھے، وہاں ہلالی وہابی ہوا اور پھر ہندوستان آیا اور یہاں کے غیر مقلدوں نے وہابیوں سے ملنا اور ابن ابی شیبہ کی "فصل رد علی ابی حنیفہ" کو چھپوایا تاکہ وہابیت کو فروغ ہو اور پھر ہلالی ہندو حجاز سے غائب ہوا۔

علامہ کوثری رحمہ اللہ نے اپنی تالیف "النکت الطریفہ" میں حافظ ابن ابی شیبہ کی ذکر کردہ روایات پر محققانہ، عادلانہ بحث کی ہے۔ یہ کتاب دو سو چھیاسٹھ صفحات کی ہے۔ اس کتاب کے بعد کچھ لکھنا تحصیل حاصل کے زمرہ میں شامل ہے۔ علامہ کوثری نے حافظ ابن ابی شیبہ کی ذکر کردہ روایتوں کے مختلف روایتوں کا بیان کیا ہے۔ ائمہ اعلام کسی کی روایت کے پابند نہیں ہیں۔ اس صورت میں یہ

کہنا درست نہیں کہ امام ابوحنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ علامہ کوثری کی کتاب انصاف پستوں کے لئے نفیس تحفہ ہے۔ مثال کے طور پر اس کتاب سے دو مسائل کا ذکر کیا جا رہا ہے۔
المصنف کے جزو چودہ کے صفحہ دو سو بائیس میں لکھا ہے۔

عقیقہ۔ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لڑکے کے دو بھیریں اور لڑکی کی ایک بھیر، چلبے بھیر، نر ہو چاہے مادہ کوئی حرج نہیں، اور اتم کرز کی روایت اسی معنی کی لکھی ہے اور جابر کی روایت لکھی ہے کہ آپ نے حسن اور حسین کا عقیقہ کیا اور سمرہ کی روایت لکھی ہے لڑکا اپنے عقیقہ کا مرہون ہے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور سر کے بال مونڈے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے اور ذکر کیا گیا ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا۔ اگر بچہ کا عقیقہ نہیں کیا گیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

کوثری نے لکھا ہے۔ پہلی روایت میں عبید اللہ بن یزید ایک راوی ہیں نووی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں اور یہ بات نووی کی دہم ہے۔

عبید اللہ بن یزید کی توثیق مشفق علیہ ہے اور عقیقہ کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ حسن الیث بن سعد اور اہل ظاہر نے کہا ہے کہ واجب ہے۔ ابن حزم ظاہری نے شدت کی ہے اور کہا ہے کہ فرض واجب ہے اور ابو بکر بن العربی نے ان کا رد کیا ہے۔

اور واجب کہنے والوں کے بطلان مذہب کی دلیل بخاری کی روایت ہے ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ان کا لڑکا پیدا ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور آپ نے کھجور سے اس کی تخنیک کی اور بچے کو ابو موسیٰ کو دیا۔ اسی طرح اس کا لڑکا قبار میں ہوا وہ اپنے بیٹے کو لائیں۔ آپ نے اسی طرح کیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کے لڑکے کے ساتھ کیا۔ ان احادیث سے عقیقہ کا ذکر نہ تو ثابت ہے نہ فعلاً، اگر عقیقہ واجب ہوتا آپ اس پر آگاہ فرماتے۔ مالک اشافعی اور ایک روایت میں احمد کے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

محمد بن حنفیہ اور ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ جاہلیت کے دور میں عقیقہ کو واجب سمجھا جاتا تھا اسلام نے اس کو رد کر دیا یعنی اس کے وجوب کو اور وہ اختیاری فعل ہو گیا۔ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ کرے۔

امام محمد بن علی الباقر نے کہا ہے۔ قربانی نے عقیقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور بیہقی نے کہا ہے۔ قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں عقوق کو پسند نہیں کرتا۔ اور فرمایا جس کا بچہ پیدا

ہوا اور وہ چلے کہ ٹسک کر دے (ذبیحہ کر دے) وہ ذبیحہ کر دے۔ اس روایت سے اختیار ماف طور سے ثابت ہے، امام محمد نے موطا میں لکھا ہے ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ جاہلیت میں اور اسلام کے ابتدائی دور میں عقیقہ کیا جاتا تھا۔ پھر قرآن نے ہر اس ذبیحہ کو جو اس سے پہلے کیا جاتا تھا منسوخ کر دیا۔ اور کتاب الآثار میں امام محمد نے ابو حنیفہ سے یہ روایت لکھی ہے۔ جاہلیت کے دور میں عقیقہ ہوا کرتا تھا اسلام کے آنے پر منسوخ ہو گیا۔ یعنی درجہ باقی نہیں رہا۔

یہ عاجز کہتا ہے امام ابو یوسف کی کتاب الآثار میں بھی یہی روایت ہے۔

هل فی الاستسقاء صلاة وخطبة۔ حافظ ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے۔

عبداللہ بن کنانہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا۔ مجھ کو ایک امیر نے امرام میں سے ابن عباس کے پاس بھیجا کہ نماز استسقاء کے متعلق آپ سے پوچھوں۔ ابن عباس نے کہا۔ کیا بات ہے جو وہ مجھ سے پوچھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی، فروتنی اور تضرع کرتے ہوئے نکلے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں جس طرح عید کی پڑھی جاتی ہیں اور آپ نے یہ خطبہ جو تم لوگ پڑھتے ہو نہیں پڑھا اور ابواسحاق کہتے ہیں ہم عبداللہ بن یزید انصاری کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، انہوں نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ان کے پیچھے زید بن ارقم نے نماز پڑھی اور محمد بن ہلال نے کہا کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کی نماز دیکھی۔ انہوں نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور مینہ برسنے کی دعا کی اور اپنی چادر کو پٹا اور عبداللہ بن زید نے جو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے نکلے اور آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کی۔ آپ دعا کرتے رہے اور آپ نے تلبکاء استقبال کیا۔ پھر آپ نے اپنی چادر پٹی اور دو رکعتیں پڑھیں ان میں قرأت جہر سے کی۔

اور ابو حنیفہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ استسقاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے اور اس میں

خطبہ نہیں ہے۔

کوثری نے لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک استسقاء میں نہ خطبہ ہے نہ نماز بلکہ گروہ کرنا اور

استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود کی آیت ۵۲ میں فرمایا ہے۔

إِنِّي يُنزِّلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِذْرًا دَاوًّا۔ اور اے قوم گناہ بخشاؤ اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی

طرف چھوڑ دے تم پر آسمان کی دھاریں۔ اللہ تعالیٰ نے مینہ برسنے کا مدار صرف استغفار پر رکھا ہے

اور احادیث صحیحہ میں صرف دعا پر استسقاء کا اقتصار ہے۔ صحیحین میں انس کی روایت ہے کہ ایک

فخرف مسجد شریف میں داخل ہوا اور اس نے کہا چوپائے اور اموال ہلاک ہو گئے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ ہماری فریاد قبول کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور قوری نے سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ عطار بن ابومروان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں استسقاء کے واسطے حضرت عمر کے ساتھ نکلا آپ نے صرف آیت استغفر واربعکم پڑھی۔

کوثری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ استسقاء میں توبہ و استغفار کے قائل ہیں البتہ آپ کے صاحبین بہ وجہ بعض روایات کے نماز کی سنت کے قائل ہیں۔

ان دو مسائل سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوحنیفہ سنت مبارک ثابتہ کی ہرگز مخالفت نہیں کرتے ہیں بلکہ آپ خوب دقت سے مسئلہ پر نظر ڈالتے ہیں اور جو ثابت ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اب یہ عاجز رفع یدین کے متعلق کچھ لکھتا ہے، جن کے لئے جھوٹی برداران بخاری کو ڈر ڈر لئے پھرتے ہیں۔

رفع یدین۔ اس وقت عاجز کے سامنے دکن کے مشہور محدث جناب سید ابوالحسنات عبداللہ شاہ حیدر آبادی کی نہایت اعلیٰ اور مستند کتاب زجاجة المصابیح اور جناب سید مشہود حسن امردہوی کا رسالہ رفع یدین ہے۔ زجاجة المصابیح کو اگر اخاف کی مشکاة کہا جائے انب داوی ہے، چونکہ مشکاة المصابیح کے مصنف شافعی تھے انہوں نے ازروئے تعصب ان روایات کا بیان نہیں کیا ہے جن سے حضرت امام عالی مقام نے استدلال کیا ہے، اس لئے وہاں نہاد اہل حدیث کو موقع مل گیا کہ وہ حنفی مسلک پر اعتراضات کریں اور عوام الناس کو دھوکہ دیں، مزید افسوس اس بات کا ہے کہ ہندوستان کے درس نظامی میں مشکاة اور صحاح ستہ کو رکھا گیا ہے اور یہ سب کتابیں شوافع کی ہیں۔ امام محمد کی موطا امام طحاوی کی کتابیں اور امام محمد اور امام ابو یوسف کی آثار اور حضرت امام کی مسند موجود ہے ان میں سے ایک کتاب بھی شامل نصاب نہیں ہے۔ اِنِ اللّٰهُ الْمُتَّقِعُ دَ اِلَيْهِ الْمُتَّقِي۔

امام اوزاعی سے حضرت امام کا مکالمہ | اس واقعہ کو ائمہ اعلام اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں اور امام ابن ہمام نے فتح القدير میں اور سید عبداللہ

شاہ زجاج میں اور مولانا مشہود حسن نے اپنے رسالہ میں اور یہ عاجز اس کتاب میں نقل کر چکا ہے اس لئے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

امام اوزاعی کی حضرت امام سے "ذاری حناطین" میں مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی، اوزاعی نے آپ کے کہا۔ کیا بات ہے کہ آپ صاحبان رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا۔ لَمْ يَصِحْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ شَيْءٌ. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے۔ یہ سن کر اوزاعی نے کہا۔ کس طرح صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ مجھ سے زہری نے کہا ان سے یا لم نے کہا اور وہ اپنے والد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت (ہاتھ اٹھاتے تھے) حضرت امام نے فرمایا ہم سے حماد بن ابی سلیمان نے کہا۔ وہ ابراہیم سے وہ غلقمہ اور اسود سے وہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہیں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اوزاعی نے کہا میں حدیث بیان کرتا ہوں از زہری از سالم از والد خود اور آپ حماد عن ابراہیم بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام نے فرمایا، روایت میں حماد زہری سے بڑھے ہوئے تھے اور ابراہیم سالم سے بڑھے ہوئے تھے اور غلقمہ روایت میں ابن عمر سے کم نہ تھے اگرچہ عبد اللہ بن عمر کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اور اسود کے بھی فضائل بہت ہیں اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ ہی ہیں۔

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ امام اوزاعی کی نظر صرف روایت پر تھی، روایت نہایت اعلیٰ عدول اور ثقات کی ہو اگر روایت سے اس کا لگاؤ نہیں ہے وہ روایت مقبول نہیں ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیں کہ بخاری نے قبا میں مدت قیام کی دو روایتیں اپنی صحیح میں لکھی ہیں، دونوں روایتوں کے راوی حضرت انس بن مالک انصاری ہیں۔ ایک میں چودہ دن ہے اور دوسری میں چوبیس دن ہے۔ ان دونوں صحیح روایتوں میں تعارض ہوا اور دونوں ساقط الاعتبار ہوئیں۔

امام اوزاعی اس کو دیکھتے کہ امام طحاوی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف تکبیر انتساح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور وہ یہ دیکھتے کہ محمد نے عبد العزیز بن مکیم سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھائے تکبیر انتساح کے لئے اور اس کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے، اور شرح معانی الآثار میں برابر بن عاذب کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریر کہتے تو آپ کے انگوٹھے کانوں کی نوک کے قریب ہوجاتے

ثُمَّ لَا يَعْتَدُ بِمِثْرِ اس کا اعادہ نہیں کرتے تھے، اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی روایت ہے خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ زَانِعِينَ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ تَحِيلُ خُمْسِ اسْتَنْوَأُ فِي الصَّلَاةِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا - کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نسا کی آیت ستھم میں فرمایا ہے - كَفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَذُقُوا الصَّلَاةَ (اپنے ہاتھ روکو اور قائم کرو نماز) زجاجة المصابيح کے مصنف نے یہ آیت لکھ کر لکھا ہے - قال صاحب الكنز المدفون والنكاح المعجون فيه الاستدلال على ترك رفع اليدين في الانتقالات - کہ کنز مدفون کے مصنف نے کہا ہے کہ اس میں انتقال کے وقت رفع یدین نہ کرنے کا استدلال ہے۔

زجاجة المصابيح میں ہے - عاصم بن کلیب جرّمی اپنے والد سے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صحابہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور پھر نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے، طحاوی نے اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور عینی نے لکھا ہے کہ حضرت علی یہ نہیں کر سکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتا دیکھتے اور پھر اس کو نہ کرتے، اور ایسی صورت اس وقت ہو سکتی ہے کہ اس کا نسخ ثابت ہو گیا ہو۔

عینی نے لکھا ہے - رفع یدین کی روایت سے مخالف نے استدلال کیا ہے - حالانکہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین کیا گیا ہے اور پھر وہ نسخ ہو گیا ہے - حضرت عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا آپ نے اس سے کہا - لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ هَذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ تَرَكَهُ - رفع یدین نہ کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تھا اور پھر چھوڑ دیا تھا۔

بخاری کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے گوشہ میں نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا - جا نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی ہے - چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پھر یہی بات فرمائی کہ جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے - جب تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی - اس نے عرض کی - آپ مجھ کو تعلیم فرمائیں - آپ نے فرمایا جب نماز کے لئے اٹھو پورے طریقہ پر وضو کرو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکیہ کر دو پھر کلام پاک جو یاد ہے پڑھو، پھر اطمینان کے ساتھ

رکوع کر دیا پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے کھڑے ہو پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کر دیا پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو پھر اطمینان سے سجدہ کر دیا اور پھر کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح باقی نماز میں کرو۔

ترمذی، نسائی اور ابوداؤد میں اس کے بعد ہے۔ اگر تم اس طرح کرو گے تمہاری نماز کامل ہے اور اگر کمی کرو گے نماز ناقص رہے گی۔ دیکھو اس کامل نماز میں رنح یدین کا ذکر نہیں ہے۔

مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتدا تکبیر اور الحمد للہ رب العالمین کے پڑھنے سے کیا کرتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تھے نہ سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے اور نہ جھکا ہوا بلکہ مابین میں رکھتے تھے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح آپ کھڑے نہ ہو جاتے تھے، اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پوری طرح بیٹھ نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعت پر آپ التحیات پڑھتے تھے۔ وَكَانَ يُفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصَبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنِ عَقْبَةِ الشَّيْطَانِ، آپ بائیں پیر کو بچھاتے تھے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور آپ شیطانی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور کہنیوں کو درندہ کی طرح بچھانے سے منع فرماتے تھے اور سلام پر نماز ختم کرتے تھے۔

بخاری و مسلم کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سمیع اللہ لمن حمده کہتے تھے اور آپ اپنی کمر کو رکوع سے سیدھا کرتے تھے اور کھڑے ہونے پر کہتے تھے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، پھر سجدہ کو جاتے وقت تکبیر کہتے تھے اور پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے، اسی طرح آپ ساری نماز میں کرتے تھے اور دو رکعت کے بعد اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے جب کہ آپ بیٹھ جاتے تھے۔

نسائی نے عبد الجبار بن وائل سے وہ اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے نماز شروع کرتے وقت دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اتنا اٹھایا کہ آپ کے انگوٹے کان کی ٹوکی برابری میں ہو گئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ کانوں کی محاذات میں ہو گئے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تو میں آپ کے بغل دیکھ لیتا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا، کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتاؤں

پھر آپ کھڑے ہوئے اور پہلی بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے اور پھر نہیں اٹھائے۔ نسائی نے روایت کی ہے مولانا ہاشم مدنی نے کشف الرین میں کہا ہے۔ نسائی کی یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

مولانا سید مشہود حسن نے کہا ہے حضرت جابر بن سمرہ سے امام مسلم کی روایت صاف طور پر نماز میں رفع یدین کرنے کی مانعت کے سلسلے میں ہے، غیر مقلدین کا کہنا کہ یہ صرف سلام کے وقت رفع یدین سے مانعت کی ہے، بالکل غلط ہے۔ سلام کے وقت رفع یدین سے مانعت کی روایت جابر بن سمرہ سے امام نسائی نے کی ہے جو درج ذیل ہے۔

قال جابر بن سمرہ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا يَا دِينَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ فَتَنَظَّرَ الْبَيْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ تَمْسُ إِذَا سَلَّمْتُمْ أَحَدَكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى مَسَاجِدِهِ وَلَا يُؤْمِنُ بِئِدِهِ۔

جابر بن سمرہ نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم جب سلام پھرتے تھے ہاتھ اٹھا کر السلام علیکم، السلام علیکم کہتے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس فعل کو دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو گویا کہ تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی ڈنیں ہیں جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے وہ اپنے پاس والے کی طرف التفات کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

جابر بن سمرہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک کی روایت امام مسلم نے کی ہے اور نماز میں رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے اور دوسری کی روایت نسائی نے کی ہے کہ سلام پھیرتے وقت رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ جِيسًا كَسَلِمِ كِي رَدَايْتِ مِيْنِ هِيْ كِي نَمَازِ مِيْنِ سَكُونِ سِي رَهْوِ۔

عاجز سے عیاد مولانا ابوبکر غازی پوری کی ملاقات شنبہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۰ھ ۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء کو ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ غازی پور میں ایک اہل حدیث آیا اور اس نے یہ وعظ شروع کر دیا کہ جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس نام نہاد اہل حدیث کے رد میں ایک رسالہ مولانا ابوبکر نے لکھا اور فقہ رفع ہوا۔ رفع یدین کرنے والے حضرات اگر انصاف سے کام لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل پر نظر کریں یقیناً رفع یدین کرنے کو متروک فعل قرار دینگے۔

یہ عاجز ماہ صفر ۱۲۱۰ھ ستمبر ۱۹۸۹ء میں کوئٹہ بلوچستان
مولوی نیازی کا ابو جنڈل سے مکالمہ اپنے برادر زادوں سے ملنے پاکستان گیا وہاں برادرِ مطہر

مجاہد و فقیہ مولوی عبدالواحد فرزند مولانا سلطان محمد قوم نیازی افغانی سے ملاقات ہوئی وہ جنبہ نجات
ہی " میں موقوف ہیں۔ یہ دفتر حکومت سعودیہ نے مجاہدین کی امانت کے لئے کھولا ہے۔ اس دفتر
کے بڑے افسر کا نام ابو جنڈل تھا وہ رئیس شتون اسلامیہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ وہ افغان مجاہدوں
کو اسکو وغیرہ دیتے تھے۔

نیازی مولوی صاحب نے عاجز سے کہا۔ ایک دن ابو جنڈل نجدی نے مجھ سے پوچھا تم کس
طریقہ سے وابستہ ہو۔ میں نے کہا سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ہوں۔ ابو جنڈل نے کہا۔ اذکار میں
یہ سلسلہ بہ نسبت دوسرے سلاسل کے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ افغانستان کے باشندے شرک
میں بہت مبتلا ہیں۔ دیکھو ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ ہمارا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔

۲۔ تو تسل شرک ہے۔

۳۔ تقلید بدعت ہے۔

۴۔ مزارات پر جانا شرک ہے۔

یہ کہہ کر ابو جنڈل نے مولوی نیازی کو ایک چھپا ہوا خط دیا جو بن باز نے افغانستان کے
مجاہدین کے نام لکھا ہے اور ابو جنڈل نے مولوی نیازی سے اُن کا عقیدہ دریافت کیا۔
مولوی نیازی نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ محمد بن عبدالوہاب ہمارا اور اللہ کا دشمن ہے۔

۲۔ ہم تو تسل کو کہیں فریق، کہیں واجب اور کہیں مستحب سمجھتے ہیں۔

۳۔ تقلید کو ہم کہیں واجب اور کہیں مستحب کہتے ہیں۔

۴۔ مزارات پر جانا ہم مسلمانوں کا شعار ہے، دُورِ اَول سے اس وقت تک اس پر عمل ہے۔

اور مولوی نیازی نے بن باز کے نام درج ذیل مضمون کا خط عربی میں لکھ کر ابو جنڈل کو دیا۔

تم نے افغانستان کے مجاہدوں کو لکھا ہے کہ فرعی اور مذہبی اختلافات نہ چھیڑو حالانکہ اختلافات

تم پیدا کرتے ہو، ہمارا حنفی مذہب سینکڑوں برس سے اس دیار میں شائع اور رائج ہے۔ اب تم دہشت

کی باتیں لکھ کر طبع کر کے مجاہدوں میں تقسیم کراتے ہو تم مسلمانوں میں اختلافات پیدا کر رہے ہو

بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کرنے سے روکا۔ یہ عاجز کہتا ہے کہ جس کی نظر صرف روایت پر ہوگی وہ رفع یدین کا قائل ہوگا اور جو روایت پر نظر رکھے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کو اور تعامل کو دیکھے گا وہ رفع یدین نہیں کرے گا۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی قسم عبادات کو اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ امام مالک کے مذہب میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے حالانکہ یہی امام مالک امام زہری سے ابن عمر کی وہ روایت نقل کرتے ہیں جو اہل حدیث کا سب سے بڑا استدلال ہے کہ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذَّوْ مِنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهَا كَذَلِكَ. الخ۔ بے شک راویوں کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہے اور وہ حدیث بھی صحیح ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان ہے۔ دونوں روایتیں دو وقتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابتدائی دور سے رفع یدین کرنے والی روایت کا تعلق ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر نے فرمایا ہے۔

زجاجة المصانح میں حصین بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ میں عمرو بن مرة، ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو بن مرہ نے کہا کہ مجھ سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے والد کا قول سنایا، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی اور جب رکوع کو گئے اور جب رکوع سے اٹھے رفع یدین کیا۔ یہ سن کر ابراہیم نخعی نے کہا۔ ہو سکتا ہے کہ وائل حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن کے سوئی پھرنے دیکھا ہو اور انہوں نے اس کیفیت کو یاد رکھا اور ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے یاد نہ رکھا۔ یہ حضرات صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے کی ہے۔

حصین ابراہیم نخعی سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر افتتاح نماز کے وقت، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس کی روایت کی ہے۔ الخ۔ حضرت امام عالی مقام کے متعلق آپ کے ہم عصر جلیل القدر علماء حدیث نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ کو فقہ کی احادیث کے حافظ تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ کو نسخ اور منسوخ حدیث کا خوب علم تھا۔ امام اوزاعی نے جب آپ سے کہا ما بالکم لا ترفعون ایدکم عند الرکوع والرفع منه (آپ سا جان رکوع میں نہ اٹھاتے اور رکوع

سے اٹھے ہوئے اپنے ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے ہیں) آپ نے ان کو جواب دیا (لانہ لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شیء) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں، یعنی حدیث کی درایت اور تفقہ کی رُو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل سے کچھ ثابت نہیں ہے اور پھر آپ نے اپنے اساتذہ کا سلسلہ بیان کیا، جس کو سن کر ادزاعی دم بخود ہو کر رہ گئے۔

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ | اگر ایمان ثریا کے پاس ہو ابنائے فارس میں سے ایک جوان مرد اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کر لے گا۔ وہ فارسی نژاد جزامر حضرت امام عالی مقام کی مبارک ذات ہے جس کا بیان اور اعتراف ائمہ اعلام کر چکے ہیں۔ جس شخص کی مبارک ذات ایسی بے مثل سعادتِ عظمیٰ کی متحمل ہو کیا وہ ایسی دنائتوں کا متحمل ہو سکتا ہے جس کا ذکر نام نہاد اہل حدیث کرتے ہیں۔ تَحَلَّى وَرَقِي إِتْمَامِي إِحْدَى الْكَبِيرِ۔

عُنُقُودِ ثُرَيَّا | مولانا محمد عاشق پھلتی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرمانے پر کتاب الْقَوْلُ الْجَلِي فِي ذِكْرِ آثَارِ الْوَلِيِّ لِكُمِّي ہے۔ اس میں اسرار و معارف اور مکاشفات کا کثرت سے بیان ہے اور یہ بیان حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ سے ہے۔ اگر اس کتاب سے واقف و فہم کو جو کہ صفحہ ۲۵۹ سے ۲۶۹ تک بیس صفحات میں ہے نکال لیا جائے تو ساری کتاب حضرت شاہ ولی اللہ کے ارشادات سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے اَلْمُدَّ بَرَاتِ اَمْرًا کے لطائف سے انسان کے سینہ کو متملی فرمایا ہے۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی نے پانچ لطائف عالم امر کا بیان فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ آپ ہی کے سلسلہ مبارک سے وابستہ تھے۔ آپ نے لطائف المدبرات امر کا بیان کیا ہے۔ ان حضراتِ عالی قدر جامع رموز شریعت و اسرارِ طریقت کے کلام گوہر نظام کو دیکھ کر یہ عاجز لوگان الایمان عند الثریا کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ وَمَا تَوَفَّقَنِي إِلَّا بِاللَّهِ بِحَوْلِهِ أَجْوَدُ وَبِقُوَّتِهِ أَصْوَدُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔

یہ مبارک حدیث شریف اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہو، ابنائے فارس میں سے ایک شخص اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کر لے گا۔

یعنی اس اُمتِ مرحومہ میں حوکہ خیرِ اُمّیہ ہے ایمانی اسرار و معارف کا حاصل کرنے والا ایک فارسی نژاد ہوگا اور وہ پہلا معلم ہوگا۔ ہمارے حضراتِ عالی مرتبت نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت کے سرچھو مرتبہ کسی بندہ کو اللہ دیتا ہے اس مرتبہ کا دروازہ بعد میں آنے والوں کے لئے بند نہیں کیا جاتا ہے،

دوسرے افراد بھی مستفید ہو سکتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اس کا طریقہ بیان کیا ہے، البتہ
 اَنْفَعْلُ لِلسَّابِقِ كِي رُوِي عَنْ حضرت امام عالی مقام کو یہ مرتبہ اَصَاكِرُ بِلَابِہِ اور اُن کے بعد والوں کو
 اِتْبَانَا اور حدیث صحیح جس کو امام مسلم اور دوسرے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ
 سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كَتَبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرٍ مِّنْ عَمَلِہَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهِمْ شَيْءٌ۔
 یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس شخص
 کے واسطے اسی قدر اجر ہوگا جس قدر کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کا اجر ہوگا۔ ان عمل
 کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی بلکہ اللہ اپنے خزانہ سے اس کو دے گا۔

حضرت امام عالی مقام نے دین کے جو مسائل بیان فرمائے ہیں، ساڑھے بارہ سو سال سے
 امتِ اسلامیہ اُن سے استفادہ کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب اجر دے رہا ہے۔ آپ
 کے بیان کردہ مسائل کو دیکھ کر امام سفیان ثوری کا قول یاد آتا ہے: اِنَّہٗ لَیَكْشِفُ لَکَ مِنَ الْعِلْمِ
 عَن شَیْءٍ کُلُّمَا عَنَہُ غَاخِلٌ یَّ یَقِیْنَا تَمَّ بِرِ عِلْمِہٖ كَہٗ دَقَائِقُ وَاصِحٌ ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے غافل
 ہیں۔ ابو الاسود نے کہا ہے اور خرب کہا ہے۔

تَحَدُّوا الْفِتٰی اِذْ لَمْ یَبَاوَا سَعِیَہٗ
 فَالْتَمَسُوْا اَعْدَاءَ لَہٗ وَحُصُوْمَہٗ

حد کرنے لگے جہاں سے جب اس کی دوڑ کو نہ پاسکے۔ لہذا لوگ اس کے مخالف اور دشمن ہوئے
 حضرت امام عالی مقام کے حامدوں اور دشمنوں نے منظم طور پر پوری کوشش کی ہے کہ حضرت
الایمان امام پر اتہامات کی بوجھا کر سیں، ان کا بدترین معاندانہ حربہ یہ تھا کہ حضرت امام کو اسلام
 سے خارج کر دیں۔ خطیب کو یہ سب الزامات اور اتہامات دستیاب بھی ہو گئے تھے اور خطیب پر
 یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام کا جنازہ اپنے مال کے اعتبار سے اَلْعِیَاضُ بِاللّٰہِ ثُمَّ الْعِیَاضُ بِاللّٰہِ ایک
 نصرانی کا جنازہ تھا۔

اس سلسلہ میں الاستاذ الجلیل محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب "ابوحنیفہ، حیات و عصرہ" آراؤہ و فقہتہ
 میں الایمان کی سرخی لکھ کر چار اوراق کا تحقیقی مضمون لکھا ہے۔ عاجز اس میں سے کچھ لکھتا ہے۔

الایمان حقیقت ایمان کے متعلق حضرت ابوحنیفہ کا بیان جو "فقہ اکبر" میں ہے اور مختلف روایات
 سے ثابت ہے ہمارے نزدیک صحیح ہے اور بلاشک ثابت ہے یہ ہے کہ

ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور اسلام تسلیم کرنا (ماننا) اور اللہ تعالیٰ کے اوامر

کا فرماں بردار ہونا ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ لغت کی زد سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے، لیکن ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہوتا اور د اسلام بغیر ایمان کے۔ ان کی مثال پیٹھ اور پیٹ کی سی ہے اور دین کا اطلاق ایمان پر، اسلام پر اور تمام شرائع پر ہوتا ہے۔

حضرت امام کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپ اس ایمان کا اعتبار نہیں کرتے ہیں جو کہ صرف دل سے ہو، بلکہ آپ کے نزدیک حقیقتِ ایمان یہ ہے کہ تصدیقِ دل سے ہو اور اقرارِ زبان سے ہو۔ اور اس طرح ایمان اور اسلام کی باہمی نسبت لازم اور ملزوم کی ہے۔ لہذا ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہو سکتا اور اسلام بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتا۔ امام ابو حنیفہ نے اپنی اس رائے کا بیان کیا ہے آپ کا بھروسہ اور آپ کی دلیل اس مناقشہ میں ہے جو جہم بن صفوان سے ہوا ہے۔ ہم ناظرین کے واسطے اس مناظرہ کو نقل کرتے ہیں تاکہ حضرت امام کا کلام سنیں کہ آپ کس طرح اپنے خیال کو پیش کرتے ہیں اور کس طرح اپنی دلیل کا بیان کرتے ہیں۔

امام الموفق بن احمد المکی نے مناقب الامام الاعظم میں لکھا ہے۔

جہم سے مناقشہ

جہم بن صفوان ابو حنیفہ کے پاس کلام کرنے کو آیا۔ اس نے کہا۔ اے ابو حنیفہ میں نے بعض مسائل تم سے دریافت کرنے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا تم سے بات کرنی عار اور جس میں تم مشغول ہو وہ نار (دوزخ) ہے۔ جہم نے کہا کہ میرے متعلق تمہارا یہ کلام کس بنا پر ہے حالانکہ مجھ سے نہ تمہاری ملاقات ہوئی ہے اور نہ مجھ سے تم نے کچھ سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری ایسی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں کہ کوئی نماز گزار اس طرح کی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس نے کہا۔ تم مجھ پر غائبانہ حکم لگاتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ وہ باتیں تم سے مشہور ہو گئی ہیں اور عام خاص ان سے واقف ہیں۔ لہذا میرے لئے جائز ہے کہ ان باتوں کو تم سے منسوب کروں۔ اس نے کہا۔ میں تم سے صرف ایمان کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اب تک تم کو ایمان کی معرفت نہیں ہوئی ہے جو تم پوچھتے ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں یہی بات ہے کیونکہ مجھ کو ایک طرح کا شک پر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایمان میں شک کا واقع ہونا کفر ہے۔ اس نے کہا تم پر لازم ہے کہ مجھ کو بتاؤ کہ مجھ سے کفر کیسے لاحق ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا مجھ سے دریافت کرو۔ اس نے کہا۔ مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو اللہ کو ایک جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ اس جیسا ہے، وہ اللہ کو اس کے اوصاف سے مانتا ہے اور اپنی زبان سے اقرار کرنے سے پہلے وہ مر گیا، کیا وہ مومن مرا یا کافر مرا۔ آپ نے

لہ ملاحظہ کریں صفحہ ۱۶۸ اور اس کے بعد کے صفحات۔

فرمایا وہ کافر مرا ہے اور وہ اہل نارا میں سے ہے جب تک کہ وہ اپنی زبان سے اس کا اعتراف نہ کرے جو اس کے دل میں ہے۔ اس نے کہا۔ بھلا وہ غیر مومن کیسے ہو گا جب کہ وہ اللہ کو اس کی صفات سے اپنے دل میں مانتا ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ اگر تمہارا ایمان قرآن پر ہے اور تم قرآن کو حجت سمجھتے ہو تو میں تم سے قرآن سے بات کروں اور اگر تم قرآن کو حجت نہیں تسلیم کرتے تو میں — اس طرح بات کروں گا جس طرح غیر مسلموں سے بات کرتا ہوں۔ جہم بن صفوان نے کہا۔ میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کو حجت تسلیم کرتا ہوں یہ سن کر امام ابوحنیفہ نے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایمان کا تعلق دو اجزا کے ساتھ رکھا ہے۔ ایک دل دوسرا زبان۔

وہ سورہ مائدہ کی آیت ۸۳، ۸۴، ۸۵ میں فرماتا ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَضْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا قَوْمِ اللَّهِ إِنَّمَا مَا كُنَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاعْتَبِرُوا يَا قَوْمِ هَلْ يَبْقَىٰ لِلَّذِينَ كَفَرُوا خَلْدٌ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْفَاسِقِينَ ۝ یعنی۔ اور جب سنیں جو اترتا رسول پر، تو دیکھے ان کی آنکھیں اُبلتی ہیں آسٹری سے اس پر جو پہچانی بات حق۔ کہتے ہیں اے رب ہم نے یقین کیا، سو تو لکھ ہم کو مانتے والوں کے ساتھ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لادیں اللہ پر اور جو پہنچا ہم پاس حق اور ہم کو توقع ہے کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے پھر ان کو بدلہ دیا ان کے رب نے اس کہنے پر باغ، نیچے ان کی بہتیں نہیں، رہا کریں ان میں اور یہ بے بدلہ نیکی والوں کا۔

اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کو ان کی معرفت اور ان کے قول کے بدلے میں جنتوں کو پہنچایا اور ان کو مومن کیا ان کے ذرا عصارے جو دل اور زبان میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔ فَإِنِ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا۔ الخ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۶، ۱۳۷) تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ کو اور جو ابراہیم پر اور جو اترتا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو بلا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے، ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے اور ہم بھی اس کے حکم پر ہیں، پھر اگر وہ بھی یقین لادیں جس طرح پر تم یقین لائے تو راہ پاویں۔ الخ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآتَوْا مَا مَلَاحِيظًا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُحْسِنًا (سورہ فتح آیت ۲۶) اور لگے رکھان

کو ادب کی بات پر۔

اور فرمایا ہے۔ وَهَذَا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهَذَا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ (سورہ حج۔ آیت ۳۳)
اور راہ پائی انہوں نے ستمی بات کی اور راہ پائی اس خوبیوں سراہے کی راہ۔

اور فرمایا ہے۔ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (سورہ فاطر آیت ۱۰) اس کی طرف چڑھتا ہے کلام

ستمرا۔

اور فرمایا ہے۔ يَتَّبِعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
(سورہ ابراہیم آیت ۲۷) مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور
آخرت میں۔

اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلَحُوا۔ کہو کوئی معبود نہیں
سوائے اللہ کے، فلاح پاؤ گے۔ آپ نے فلاح کا بیان معرفت سے نہیں کیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے۔
يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ كِنَاةٌ أَكَّ مِنْهَا لَمْ يَأْمِنْهُ لَمْ يَأْمِنْهُ لَمْ يَأْمِنْهُ
دل میں، ذرہ بھی ہو۔

اور اگر منہ سے کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ افراد جنہوں نے زبان سے اللہ کا انکار کیا ہے اور دل
سے اللہ کو جان لیا ہے مومن ہوتے اور ابلیس مومن ہوتا کیونکہ وہ اللہ کا عارف ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ
اس کا خالق ہے، اور اس کا باعث اور گمراہ کرنے والا ہے۔ بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھوایا
اور بولا اے رب تو مجھ کو موصل دے اُس دن تک کہ مردے جیویں۔ اور بولا تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا
ہے اور اس کو گارے سے۔ اور کفار مومن ہوتے کیونکہ وہ اپنے رب کو جانتے تھے جب کہ وہ اپنی
زبان سے انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وَتَحَذُّوا لَهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ اور ان سے
منکر ہو گئے اور ان کو یقین جان چکے تھے۔ ان کے یقین کر لینے کے باوجود کہ اللہ ایک ہے ان کو مومنین
میں نہیں شمار کیا کیونکہ وہ زبان سے انکار کرتے تھے اور اللہ جل و عزّ نے فرمایا ہے۔ يَفْرَقُونَ بَيْنَ
اللَّهِ ثُمَّ يَنْكُرُونَ لَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ۔ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت
ان میں ناشکر ہیں (نمل ۸۳) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ مَنْ يَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مِنْ
أَمْرٍ يَخْلُقُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأُمُورَ
فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ. فَعَلْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ، فَذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ۔ تو پوچھ کہ کون روزی دیتا ہے
حم کو آسمان اور زمین سے، یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے جیتا مردے سے

اور نکالنا ہے مردہ جیتے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، سو کہیں گے اللہ۔ تو تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں، سو یہ اللہ ہے رب تمہارا سچا۔ (یونس ۳۱) ان کے انکار کی وجہ سے ان کی معرفت نے اُن کو فائدہ نہیں پہنچایا۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ يَغْرِقُونَہُمْ مَّا يَفْعَلُونَ (آبَاءَهُمْ)۔ اس کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ ان کو اس معرفت نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، کیونکہ وہ حق کو چھپاتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ حضرت امام کے اس بیان کو شن کر جہم بن صفوان نے کہا۔ تم نے میرے دل میں کچھ ڈالا ہے میں تمہارے پاس پھر آؤں گا۔

حضرت امام کے کلام سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک ایمان مرکب دو چیزوں سے ہے۔ پختہ اعتقاد اور ظاہری اذعان و اقرار۔

ابو مقاتل نے ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایمان معرفت و تصدیق اور اقرار کرنا اسلام کا ہے اور تصدیق میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہے کہ اس نے اپنے دل سے اور زبان سے تصدیق کی ہے، دوسرا وہ ہے کہ اس نے زبان سے تصدیق کی ہے اور دل سے جھٹلا رہا ہے اور تیسرا وہ ہے جو دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے جھٹلاتا ہے۔ پہلے قسم کے افراد اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک مومن ہیں اور دوسری قسم کے افراد لوگوں کے نزدیک مومن ہیں اور اللہ کے نزدیک کافر ہیں اور تیسری قسم کے افراد اللہ کے نزدیک مومن ہیں اور لوگوں کے نزدیک کافر ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک عمل ایمان کا جز نہیں ہے دو فریق **عمل ایمان کا جز نہیں** اس مسئلہ میں آپ کے مخالف ہیں۔ ایک معتزلہ اور خوارج۔ ان کے نزدیک عمل ایمان کا جز ہے۔ جو شخص عمل نہ کرے وہ مومن نہیں ہے۔

اور دوسرا فریق فقہاء اور محدثین کا ہے۔ ان کے نزدیک ایمان کے تکوین میں عمل کا اثر زیادتی اور کمی کا سبب ہوتا ہے یہ نہیں ہے کہ اصل وجود ایمان میں عمل کا اثر ہو کیونکہ یہ اصل تصدیق سے وابستہ ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ آپ کے نزدیک آسمان کے رہنے والوں اور زمین میں رہنے والوں کا ایمان ایک ہے۔ آپ سے یہ قول منقول ہے۔ "اہل زمین اور اہل سماوات کا ایمان ایک ہے۔ اور اولیٰں و آخرین اور انبیاء و مرسلین کا ایمان واحد ہے کیونکہ ہم سب اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ فرائض بہت ہیں اور مختلف ہیں، کسی امت میں کوئی شے حرام ہے دوسری امت میں حرام نہیں ہے۔ ایمان ایک ہے اور سب ایماندار ہیں۔ اسی طرح کفر ایک ہے لیکن کافروں کی صفات کثرت سے ہیں۔ ہم سب اس پر ایمان لائے ہیں جس

پر اللہ کے رسولوں کا ایمان ہے۔ اگرچہ ایمان لانے میں ہم سب برابر ہیں لیکن ان کے ایمان کا ثواب ہمارے ایمان کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے اسی طرح ان کی عبادت کا اجر ہماری عبادت سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سے اس بیشی اور زیادتی کا طالب نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کے ایمان و طاعات کی بیشی اللہ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے۔ اللہ نے ہمارے حقوق میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ وہ حضرات اُمت کے رہبر اور اللہ کے امین ہیں۔ کوئی دوسرا ان کے رُتبہ کو نہیں پاسکتا۔ کیونکہ جس طرح کوئی اُن کی طاعات کی فضیلت نہیں پاسکتا ان کے تمام امور کو (ثواب وغیرہ) نہیں پاسکتا۔ ان کے لئے یہ اعزاز درست ہے اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوئی ہے بلکہ لوگوں کو جو فضل ملتا ہے اور ان میں سے جو جنت میں جائینگے اُن کی دعا سے جائیں گے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایمان کی حقیقت تصدیق ہے جو بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور اس کے فضل میں جو زیادتی ہوتی ہے وہ دوسری جہت سے ہوتی ہے۔

الاستقرار میں ابوحنیفہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ ہمارے نزدیک بندگانِ خدا کے عین درجے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو اہل جنت میں سے ہیں اور وہ حضراتِ انبیاء کا درجہ ہے اور ان افراد کا درجہ ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر حضراتِ انبیاء نے دی ہے اور دوسرا درجہ مشرکوں کا ہے ہم ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ وہ دوزخی ہیں اور تیسرا درجہ عام مومنوں کا ہے۔ ان کے متعلق ہم گواہی نہیں دے سکتے ہیں کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے، لہذا ہم ان کے لئے امید بھی رکھتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں۔ اور ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "تَخْلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَ آخَرَتَيْنِ شَا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ" ملا یا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ اُن کے متعلق اللہ ہی فیصلہ کرے گا البتہ ہم ان کے حق میں آس لگاتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اس کا شریک پکڑے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کو چاہے۔ ہم ان کے گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے اُن کے حق میں خائف ہیں، کوئی کتنا ہی روزہ رکھے اور کتنی ہی نماز پڑھے ہم اس کے واسطے جنت کو لازمی نہیں کہہ سکتے۔

مولانا انور شاہ کشمیری محدث نے فرمایا ہے۔ لہ

امام شافعی کا مسلک | امام رازی شافعی نے کتاب "مناقب الشافعی" میں لکھا ہے کہ

امام شافعی پر بھی ایمان کے بارے میں تناقض باتوں کے قائل ہونے کا اعتراض ہوا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ ایمان کو تصدیق و عمل کا مجموعہ کہتے ہیں اور دوسری طرف اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ترکِ عمل سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا، حالانکہ مرکب چیز کا ایک جزء نہ رہا تو وہ مرکب بھی من حیثِ المركب باقی نہ رہا، اسی لئے معتزلہ جس عمل کو جزوِ ایمان کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عمل نہ ہو تو ایمان بھی نہیں، پھر امام شافعی کی طرف سے جواب دیا گیا کہ اصل ایمان تو اعتقاد اور اقرار ہی ہے اور اعمال ایمان کے توابع اور ثمرات ہیں، لیکن امام رازی اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے اور کہا کہ اس جواب سے امام شافعی کا نظریہ باقی نہیں رہ سکتا۔

امام الحرمین جوینی شافعی نے اپنی عقائد و کلام کی مشہور تصنیف "کتاب الارشاد الی قواطع الأدلۃ فی اصول الاعتقاد" کے صفحہ ۳۹۶ سے ۳۹۸ تک ایمان کی تحقیق کی ہے اور دوسرے نظریات کے ساتھ اصحابِ حدیث کا نظریہ، ایمان مجموعہ معرفتِ قلب، اقرار لسان اور عمل بالآرکان بتلا کر اس کی غلطی بتلائی ہے اور اہل حق کا مذہب یہی بتلایا ہے کہ حقیقتِ ایمان تو صرف تصدیقِ قلبی ہی ہے کیونکہ وہ تصدیقِ کلامِ نفسی ہے اس لئے جب تک اس کا اظہار زبان سے نہ ہو اس کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے وہ بھی ضروری ہوا، لیکن اعمال و عبادات کو جزوِ الایمان کسی طرح قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر دوسروں کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔

کلام متین | امام اجل ابو عبد اللہ فضل اللہ شہاب الدین بن ابوسعید الحسن تاج الدین بن حسین بن یوسف التوریشتی متوفی ۶۶۱ھ مؤلف "المعتمد فی المعتقد" معروف بہ تور پشتی نے اس کتاب کے باب سوم کے فصل دہم میں اس اختلاف کا بیان کیا ہے جو ایمان کے مسئلہ میں حنفیہ و رشافعیہ میں ہوا ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ہے۔ عاجز مختصر طور پر اس کا بیان کر رہا ہے۔

حضرت امام عالی مقام ابوحنیفہ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیت ۲۷۷ میں فرمایا: جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھی نماز اور دی زکات؛ دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعمالِ صالحہ کو ایمان پر عطف کیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ معطوف معطوف علیہ سے مغایر ہوتا ہے۔

اور اللہ نے سورۃ مجادلہ کی آیت میں فرمایا ہے: "اُن کے دلوں میں لکھ دیا ہے ایمان" اور سورۃ حجرات کی آیت ۱۴ میں فرمایا ہے: "کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے، تو کہہ تم ایمان نہیں لائے۔ پر کہو مسلمان ہوئے"۔

اور سورہ نحل کی آیت ۱۰۶ میں فرمایا ہے: جو کوئی منکر ہو اللہ سے یقین لائے پیچھے (ایمان لائے کے بعد) مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی اور اس کا دل برقرار رہے ایمان پر اور سورہ مائدہ کی آیت ۴۱ میں فرمایا ہے: اور ان کے دل مسلمان نہیں ہیں۔ ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہے کہ "ایمان دل کا عمل ہے۔"

امام شافعی اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت ۵۰ میں فرمایا ہے۔ "اور ان کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کریں اللہ کی، نری کر کر اس کے واسطے بندگی، ابراہیم کی راہ پر اور کھڑی کریں نماز اور دیں زکات اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی۔"

اللہ تعالیٰ نے ان سب اعمال کو دین کہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت ۱۹ میں کہا ہے: "دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری" اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایمان کہا ہے۔ وہ سورہ آل عمران کی آیت ۸۵ میں فرماتا ہے: "جو کوئی چاہے سو حکم برداری (اسلام) کے اور دین، سو اس سے ہرگز قبول نہ ہو گا اور وہ آخرت میں خراب ہے" چونکہ ایمان اسلام (حکم برداری) ہے اور اسلام دین ہے اور اعمال دین سے ہیں۔ تو اعمال ایمان میں سے ہوتے اور اس قول کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کہ عبدالقیس کا دند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وفد کے افراد سے کہا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے۔ اہل وفد نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی دانا ہے۔ آپ نے فرمایا: گو اہی اس بات کی کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کھڑی کرنی اور زکات دینی اور رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دینا۔"

اس حدیث سے ثابت ہے کہ ایمان اسلام ہے اور اسلام دین ہے اور اعمال دین میں سے ہیں اور وہ ایمان ہیں۔

دونوں فریقوں کے مسلک کا یہ ہے مختصر بیان، اگر تفصیل سے اس کا ذکر کیا جائے اور طرفین کی جہتیں لکھی جائیں اس کے لئے کئی جلد درکار ہیں۔ ہمارا مقصد اس جگہ یہ ہے کہ دونوں فریق یہ سمجھ لیں کہ امر نے جو کچھ کہا ہے از روئے استنباط و استدلال کہا ہے۔ لکن وَجْهَةٌ هُمُومِيْنَانَا (بقرہ آیت ۱۴۸) اور ہر کسی کو ایک طرف بے کمرہ کرتا ہے۔

یہ مسئلہ دوسرے مسائل کی طرح کا نہیں ہے کہ جن میں مخالفت ظاہر نصوص کی یا مخالفت اجماع کی پائی جاتی ہو، کیونکہ اس مسئلہ میں اگر ایک فریق نے کسی آیت سے استدلال کیا ہے تو

دوسرے فریق نے کسی دوسری آیت سے استدلال کیا ہے، اور اگر کسی ایک فریق نے کسی حدیث سے تمسک کیا ہے تو دوسرے فریق نے کسی دوسری حدیث سے تمسک کیا ہے اور ان دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک بھی فرائض میں سے کسی ایک فرض کے اہمال کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو فریقین میں سے کسی کو نہیں چاہیے کہ ازراہ تعصب دوسرے کی تفصیل کرے۔

بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ جس فریق کے پاس جاتے ہیں، اسی کے مسلک کا بیان کرتے ہیں اور اپنے کو ان ہی کا ہم مسلک ظاہر کرتے ہیں، عاجز کے نزدیک اپنے کو مستعماً بنانا درست نہیں ہے، بنا بریں عاجز بنا مسلک بیان کرتا ہے۔

عاجز کے نزدیک دونوں اقوال کی وجہ جمع یہ ہو سکتی ہے کہ ایمان کی ایک اصل ہے اور اس کے فروع بہ منزلہ اس کے پھل اور توابع و لواحق کے ہیں۔ ہر وہ حدیث جس میں ایمان کے ساتھ توابع و لواحق کا بیان کیا گیا ہے، تاکید بلیغ کی وجہ سے کیا گیا ہے تاکہ مکلف یہ سمجھ لے کہ اگر اس نے ایمان کے توابع اور لواحق پر عمل نہیں کیا وہ ایمان کا حق نہیں بجالایا اور اس نے داؤد مسلمانوں میں کوتاہی کی ہے۔ اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ عبدالقیس کے وفد کے ارکان تو مسلم تھے اور دین کے مسائل سے بے خبر تھے، اگر ان کے سامنے اصول و فروع کی تفریق بیان کی جاتی وہ کچھ نہ سمجھتے لہذا ایک ہی سلسلہ میں سب کا بیان کر دیا گیا۔ اس تاویل کی صحت اس ارشاد نبوی سے ظاہر ہے کہ اَلْاِيْمَانُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ (حیار ایمان کا ایک شعبہ ہے) سب کو معلوم ہے کہ مستمئی ایمان میں حیا داخل نہیں ہے۔ حیار ایک جبلت حاصل ہے اور اس کی وجہ سے انسان برائیوں سے محفوظ رہتا ہے لہذا یہ ایمان کے مشابہ اور اس کے شعاب میں سے ایک شعبہ ہوا۔

اب ناظرین اس مبارک صحیح حدیث شریف کو دیکھیں جو مشکاة شریف کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث از بخاری و مسلم ہے۔ اس حدیث شریف کے روایت کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے والے حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں اور جواب دینے والے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت جبریل نے دریافت کیا۔ اے محمد اسلام کے متعلق مجھ کو بتاؤ۔ سردار دو عالم نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکات اور روزے رکھو رمضان کے اور حج کرو اللہ کے گھر کا اگر جانے کا راستہ پاؤ۔ یہ سن کر جبریل نے کہا۔ آپ نے درست فرمایا۔ پھر جبریل نے کہا۔ ایمان کے متعلق مجھے بتاؤ۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر،

اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر پر اور ایمان لاؤ قدر کے خیر و خیر پر۔ یہ سن کر جبریل نے کہا۔ آپ نے درست فرمایا۔ الخ

دیکھو اس حدیث میں ایمان کے بیان میں عقائد کا بیان ہے، اعمال کا بیان نہیں ہے اور اسلام کے بیان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اعمال کا ذکر ہے اور یہی حضرت امام عالی مقام کا مسلک ہے۔ رضی اللہ عنہ (صفر ۲۶۱ تا ۲۶۶)

ایمان کی زیادتی اور کمی | امام اجل تورپشتی نے لکھا ہے۔ حضرت امام اور آپ کے اصحاب کے نزدیک ایمان میں نہ کمی کی گنجائش ہے نہ بیشی کی۔ ایمان قلبی تصدیق کا نام ہے جس کا زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک اعمال ایمان کے اجزاء ہیں لہذا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

تورپشتی فرماتے ہیں دل کی تصدیق میں کمی کے یہ معنی ہیں کہ وہ کافر ہے۔ رہا مراتب معرفت اور درجات یقین تو اس میں اللہ کے بندوں میں تفاوت موجود ہے اور ہم انبیاء اور ملائکہ کے مراتب نہیں پاسکتے۔ (۲۶۶)

ارجاء | حضرت امام عالی مقام نے فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ ہم کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو، ہاں اگر گناہ کا کرنے والا اس گناہ کو جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ کے حکم کو رد کیا ہے، پناہ بہ خدا۔ حضرت امام کی یہ بات قرآن مجید کے وعدہ اور وعید کے موافق ہے اور فقہاء نے اس کو تسلیم بلکہ پسند کیا ہے۔

عمر بن احماد کا بیان | حضرت امام کے بڑے عمر کا بیان ہے میں امام مالک کے پاس گیا اور ان سے حدیث شریف سنی۔ جب میں نے اپنا مقصد پورا کر لیا اور اپنے وطن آنے کا قصد کیا میں نے امام مالک سے کہا مجھ کو کھٹکا ہے کہ میرے دادا کو ان کے دشمنوں اور حاسدوں نے غلط رنگ میں آپ کے سامنے پیش کر دیا ہو گا لہذا میں چاہتا ہوں کہ صحیح طور پر ان کا بیان آپ کے سامنے پیش کر دوں، اگر آپ نے پسند کیا بہتر ہے اور اگر اس سے بہتر بات آپ کے پاس ہو تو اس سے آپ مجھ کو آگاہ کر دیں۔ یہ سن کر امام مالک نے کہا۔

امام مالک کی تحسین | تم بیان کر دو۔ میں نے کہا میرے دادا کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے تھے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا کہا ہے۔ "یا دُرست کہا ہے"

لے ملاحظہ کریں استاذ محمد ابو زہرہ کی کتاب ابوحنیفہ ص ۱۴۳

پھر میں نے اُن سے کہا۔ اگرچہ وہ فاحش گناہ کا مرتکب ہو جائے میں اس کو کافر نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا "بہت اچھا کہا ہے" یا "درست کہا ہے" میں نے کہا وہ اس پر بھی اضافہ کر کے کہتے تھے، انہوں نے پوچھا کیا کہتے تھے، میں نے کہا وہ کہتے تھے اگرچہ وہ شخص کسی کو تصدقاً قتل کر دے میں اس کو کافر نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا "بہت اچھا کہا ہے" یا کہا "درست کہا ہے"۔

حضرت امام ابو حنیفہ کی اس رائے پر متاخرین مسلمانوں کے جمہور میں اور بجز معتزلہ اور خوارج کے کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کی آپ کی بُرائی بیان کرتی ہے اور آپ پر جرح و طعن کرتی ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں شہرستانی کا کلام بیان کر دیا ہے فقہ اکبر میں حضرت امام ابو حنیفہ نے اس الزام کو اپنے سے دفع کیا ہے۔ آپ نے اپنے مذہب کا اور ارجاز کا فرق بیان کیا ہے۔ آپ نے کہا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو گناہ سے نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہم یہ کہیں کہ وہ آگ میں نہیں جائے گا اور نہ ہم یہ کہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا چاہے وہ ناسق ہی کیوں نہ ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا ہے اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور ہمارے گناہ بخشے ہوئے ہیں جیسا کہ مرجئہ کا قول ہے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی نیکی اس کی شرطوں کے ساتھ کرے کہ وہ نیکی تمام عیوب سے خالی ہو کفر و ارتداد اور بُرے اخلاق سے محفوظ ہو اور دنیا سے دولتِ ایمان کے ساتھ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہے اور ثواب دیتا ہے۔ شرک اور کفر سے کم درجہ کے گناہ جن کا ارتکاب اس نے کیا ہے اور اس نے توبہ نہیں کی ہے اور وہ ایمان کے ساتھ مر گیا ہے اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے تو دوزخ میں ڈالے اور چاہے معاف فرمائے اور اس کو آگ سے بالکل دُور رکھے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ارجاز اپنے آخری مراحل میں اباحت کے قریب پہنچ گیا تھا، فاسقوں نے اپنے فسق کے واسطے ارجاز کو ایک گھلا دروازہ بنایا تھا، چنانچہ حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا ہے، میں ان مرجئہ سے بیزار ہوں جنہوں نے فاسقوں کو اللہ کی عفو کا جھانسہ دیا ہے۔

ارتکاب کبار کے سلسلہ میں مرجئہ تین مراتب میں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو مرجئہ کے تین مراتب

مومن نہیں کہلاتے (یعنی ابن سنت) اور وہ خوارج اور معتزلہ ہیں،

دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے نقصان نہیں پہنچتا ہے کیونکہ اللہ سب

ایک المیہ حضرت شاہ ولی اللہ نے موطا کی فارسی شرح مُصَنَّفی میں کہا ہے۔ امام مالک نے موطا میں تقریباً دس ہزار حدیثیں جمع کی تھیں اور پھر آپ ان پر نظر ڈالتے تھے اور کم کرتے تھے یہاں تک کہ یہ مقدار باقی رہ گئی۔

ابو بکر ابہری نے کہا ہے کہ موطا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے ۱۷۲۰ حدیثیں ہیں۔

مجموعہ ۱۷۲۰	{	۶۰۰	ان میں مُسند روایتیں
		۲۲۲	اور مُرسَل روایتیں
		۶۱۳	اور موقوف روایتیں
		۲۸۵	اور تابعین کے اقوال

ابن حزم نے کہا میں نے موطا کی حدیثیں شمار کی ہیں۔ مجھے مسند پانچ سو اور کچھ اور مرسل تین سو اور کچھ ملی ہیں۔

موطا امام محمد کے سلسلہ میں فخر بندوستان محقق بے مثال علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی تَقْدِیْمُ اللہ بِرَحْمَتِہ نے اپنی تالیف قیَمُ التعلیق المَجْتَدِ علی موطا محمد میں صفحہ پینتیس سے اُتالیس تک نہایت منبسط و تفصیل سے روایات کا بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔

اس کتاب کی تمام احادیث مرلوعہ و آثار موقوفہ خواہ وہ صحابہ پر موقوف ہوں یا بعد کے افراد پر موقوف ہوں اور وہ مسند ہوں یا غیر مسند ہوں ایک ہزار ایک سواستی ہیں ان میں سے ازراہ مالک ایک ہزار پانچ ہیں اور دوسرے طرق سے ایک سو پچتر ہیں۔

علامہ نے جو تفصیلات لکھی ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں امام مالک سے تین سو چالیس مرفوعہ احادیث ثابت ہیں عاجز نے کسی کتاب میں چند روز پہلے دیکھا تھا کہ موطا مالک میں ڈھائی سو حدیثیں باقی رہ گئی ہیں باقی سب کو امام مالک نے رد کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تعداد احادیث مرفوعہ کی رہی ہو اور آثار موقوفہ اس کے علاوہ ہوں۔

امام مالک کی ولادت ۱۱۲ھ کی ہے اور ستاسی سال کی عمر پا کر ۱۹۹ھ میں رحلت فرمائی ہے۔ آپ حضرت امام عالی مقام سے بنیس سال چھوٹے تھے۔ حضرت امام کی وفات کے وقت آپ کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ امام محمد تمیذ حضرت امام عالی مقام احادیث مبارکہ کے استماع کے لئے امام مالک کے پاس پہنچے اور تین سال ان کے پاس قیام کیا۔ اس مدت میں امام مالک کو بھی پرلا موقع ملا کہ

حضرت امام ابو حنیفہ کے اصول و قواعد اور آپ کی تحریکات اور استنباطات سے امام محمد کے ذریعہ مستفید ہوئے ہوں اور اس افہام و تفہیم کے دور نے آپ کے ترتیب دادہ اصولوں پر اثر ڈالا ہو اور یہ اثر آخر وقت تک رہا ہو اور دس ہزار روایات کی کتاب دس سو روایات کی کتاب بھی نہ رہی ہو۔ کسی محقق نے کہا ہے اگر کچھ مدت اور امام مالک بچت رہتے شاید سنات کی جگہ عشرت لیتے۔

شاہ ولی اللہ نے مصنفی کے صفحہ چار میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان اور یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ حدیث میں مالک امیر المؤمنین ہیں اور صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ بخاری نے کہا ہے۔ اسانید میں سب سے زیادہ صحیح روایت مالک کی از نافع از ابن عمر ہے اور صفحہ چھ میں لکھا ہے۔ سرگردان محمد بن مثل احمد بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی نے ایک حدیث بھی اپنی تالیفات میں امام مالک سے روایت نہیں کی ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ ائمہ حدیث کو امام مالک کی روایت کردہ احادیث میں سے ایک روایت بھی صحیح طریقہ سے نہیں پہنچی ہے جس کی وہ روایت کرتے حالانکہ امام مالک سے ان کی موطا کی روایت امام محمد اور حضرت امام کے پوتے عمر بن حماد کرتے ہیں۔

تنسیق النظام فی مسند الامام اس سلسلہ میں عاجز کو نا بقیۃ العصر عبقری البند علامت ابوالحسن محمد حسن بن ظہور حسن بن شمس علی حنفی سنبلی اسرائیلی کی ایک عبارت ان کی تالیف قیام تنسیق النظام فی مسند الامام میں ملی ہے۔

حضرت امام کی یہ مسند امام قاضی صدوالدین موسیٰ بن زکریا الحسکفی متوفی ۳۵۰ھ نے جمع کی ہے علامہ حسکفی نے اپنے اساتذہ کرام کے ناموں پر اس کو مرتب کیا تھا۔ پھر اس مسند کو محدث شہیر علامہ محمد عابد انصاری سندھی متوفی ۱۲۵۴ھ نے ابواب فقہیہ کے مطابق مرتب کیا اور پھر علامہ سنبلی نے اس کی شرح متنسیق النظام لکھی، تراجم روایات کا بیان مقدمہ میں کیا ہے۔ آپ نے مقدمہ کے صفحہ چھ اور سات میں لکھا ہے۔

سلف کو احادیث کا علم تھا اور ان احادیث کی معرفت بھی تھی، البتہ انجام کار اس پر سہا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا اندراج نہیں کیا ہے اور ان کے اندراج نہ کرنے پر ہم ان پر زور و قلع

۱۳ مولانا سید عبدالحی نے نزہۃ الخواطر میں آپ کی تالیفات ایک سوتیلی ہیں اور لکھا ہے کہ آپ چالیس سال کے تھے کہ آپ کی بیماری میں ۱۳ صفر ۱۳۰ھ میں رحلت کر گئے۔ مولانا ابوالحسنات لکھنوی کی وفات کے گیارہ مہینے بعد اگر ابوالحسنات اپنے وقت کے شمس نشینی تھے آپ اسی دور کے جدالجب تھے۔ رحمۃ اللہ علیہا رحمۃ واسعة۔

تہیں کر سکتے۔ دیکھو شیخین (بخاری و مسلم) کو انہوں نے اکثر صحاح کا ذکر نہیں کیا ہے باوجود اس کے کہ ان کو علم تھا، وبالجملة هذه التحيات جملها لكان جمود التقليد في مسالك اهل الخبر من غير خبر واستعمال جليل و ذراكية والامداد الصفة وغيرها على السند ومعرفته رجاله وغير ذلك من احوال الاسانيد وهذا المقيار يتأله كل ذي بصيرة في الحديث واحاديث مسند امامنا صحاح واصح من احاديث الازبعة۔

یعنی علامہ کلام یہ ہے کہ یہ سب کچھ اہل خبر (اصحاب حدیث) کے طریقوں کی ایسی جاہد تقلید کا نتیجہ ہے جو بغیر کسی دلیل کے اور بلا فہم و انصاف کے درگزر کرنا پڑا ہو ورنہ حدیث کی صحت کا دارسند پر ہے کہ اس کے راویوں کے احوال کا علم ہو اور یہ بات احادیث کے ہر اہر کو حاصل ہے ہمارے حضرت امام کی اس مسند کی احادیث، سنن اربعہ کی احادیث سے صحیح بلکہ اصح ہیں۔

علامہ سنہلی نے حضرت امام ابو حنیفہ کی مدح و ثنا مالک اور شافعی سے نقل کر کے حصفی کی یہ عبارت منسوبات پر لکھی ہے۔

حضرت امام کی مدح اور ہم پوری طرح بیان بھی نہ کر سکیں گے۔ یقیناً آپ عالم تھے، مانتے تھے، صاحب درع تھے، علوم شریعت میں امام تھے، آپ سے ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں کہ آپ کی قدر و منزلت اس سے بہت بلند و برتر ہے، جیسے خلق قرآن اور قدر اور ار جاد کے مسائل ہیں، ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان باتوں کے بیان کرنے والوں کا ذکر کریں، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان اقادیل سے آپ پاک و صاف ہیں۔ دیکھو اللہ نے تمام اطراف میں آپ کا ذکر پھیلا دیا ہے، آپ کا علم روتے زمین پر چھایا گیا ہے، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی راز مضمون ہوتا وہ نصف اہل اسلام کو یا اس کے قریب کو آپ کا مقلد نہ بتاتا جو آپ کی رائے پر ہمارے زمانہ تک (امام ماضی حصفی کے زمانہ تک) ساڑھے چار سو سال تک مسلسل عمل کر رہا ہے اور آپ ہی کے طریقہ پر اللہ کی عبادت کر رہا ہے اور یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کا مذہب صحیح ہے۔

امام لیث بن سعد کا مکتوب ایک شرعی وثیقہ ہے اور عاجز اس امام لیث مصری نے کہا ہے | کو نقل کر چکا ہے۔ امام لیث کا ایک قول جامع بیان العلم " میں گورچکا ہے کہ امام مالک نے ستر مسائل میں احادیث نبویہ کے خلاف کیا ہے۔ یہ لکھ کر امام ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ اہل علم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں گزرا ہے جس نے کسی آیت کی تاویل نہ کی ہو

یا کسی سنت میں ایسی راہ اختیار نہ کی جو جس کی وجہ سے دوسری سنت نظر انداز نہ کی گئی ہو۔

حضرات مجتہدین، ائمہ راشدین، فقہار مکرمین نے اپنی جان، اپنی اولاد، اپنا مال، اپنا حق، شریعت مطہرہ پر قربان کر دیا ہے۔ ان حضرات کے پیش نظر **بَشْرٌ وَاَدْلًا تَقْتَرُونَ** اور **بَشْرٌ وَاَدْلًا تَنْفَرُونَ** ہے۔ یعنی آسان کر دیا، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔ جو کچھ ان حضرات نے کیا ہے شریعت مطہرہ کی تقویت کے لئے کیا ہے۔ یہ حضرات اہلئے کاملین ہیں، بھلا اطباء کے سامنے **صِيَادٌ** یعنی جڑی بوٹی فروخت کرنے والوں کی کیا وقعت ہے، ان **صِيَادٌ** کو حضرت امام مالک کی صحیح حدیث نہیں ملی، کیا اس کی وجہ سے امام مالک کے مذہب کو کوئی چھوڑے گا۔ حضرات ائمہ کی پیروی اگر کوئی نہیں کرنی چاہتا، شوق سے نہ کرے۔ یہ کہاں کا **اِنْدِئُنْ** اور انسانیت ہے کہ حضرات ائمہ پر تہمتیں لگائی جائیں اور ان کو گایاں دی جائیں۔ سرد نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ **غفر الله له ورحمه**۔

زاہد بہ نماز و روزہ ربطے دارد
عاشق بہ می و مدام ضبطے دارد
معلوم نہ شد کہ یار سرد ز کیست
ہر کس بہ خیالی خویش ضبطے دارد

علامہ ابن الہمام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر جلد اول کے باب
علامہ ابن الہمام کا بیان النوافل صفوئین سوسترہ اور اشارہ میں احادیث کے متعلق اچھی
بحث کی ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔

”جس نے کہا ہے کہ احادیث میں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے، پھر جو بخاری میں ہے، پھر جو مسلم میں ہے، پھر جو بخاری اور مسلم کی شرطوں پر کسی دوسرے نے روایت کی ہے، پھر بخاری کی شرطوں پر پھر مسلم کی شرطوں پر۔ یہ قول بلا دلیل ہے اس کی تقلید جائز نہیں، کیونکہ احادیث کا زیادہ صحیح ہونا اس بنا پر ہے کہ وہ ان شرطوں پر آتری ہیں جن پر بخاری و مسلم کی روایتیں آتری ہیں۔ اگر ان دو کتابوں کے ہوا کسی کتاب میں ان شرطوں پر حدیث پوری آتری ہے۔ اس سے بخاری و مسلم کی روایت کو زیادہ صحیح قرار دینا بالے دلیل قول ہے۔ ان دو کتابوں کی روایت پر یا ان میں سے کسی ایک کی روایت پر یہ کہنا کہ اس کا راوی ان شرائط کا جامع ہے جو روایت کی صحت کے لئے مقرر کی گئی ہیں قطعی قول نہیں ہے کیونکہ مسلم میں کثرت سے ایسی روایتیں ہیں کہ جن کے راوی جرح کی گرفت سے نہیں بچے اور بخاری میں بھی ایک جماعت ایسے راویوں کی ہے جن پر گرفت کی گئی ہے۔ راویوں کے متعلق کسی رائے کا قائم کرنا علماء کے اجتہاد پر ہے اور یہی حالت شرطوں کی ہے۔ ائمہ میں سے کسی نے کسی شرط کا اعتبار کیا ہے اور کسی نے اس شرط کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اس

حضرت امام عالی مقام پر ظلم و ستم اور آپ کی رحلت تدفین

علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی کی شافعی نے لکھا ہے۔

بنو مرزبان کے آخری بادشاہ مردان بن محمد نے یزید بن عمرو بن ہبیرہ کو عراق کا والی بنا یا اس نے
سنہ ۱۳۰ میں ربیع کو بھیج کر امام ابوحنیفہ کو بلوایا کہ آپ قاضی القضاة ہوں۔ آپ نے انکار کیا۔ اور اس نے
آپ کو کوڑوں سے پٹوایا۔

لکھا ہے کہ عراق میں بنو مردان کے خلاف فتنہ اٹھا۔ ابن ہبیرہ نے علماء کو جمع کیا اور ان کو
بعض اعمال پر مقرر کیا۔ عقود الجمان میں ہے کہ ان علماء میں ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ اور داؤد بن ابی بند
شامل تھے۔ ابن ہبیرہ نے قاصد امام ابوحنیفہ کے پاس بھیجا کہ آئیں اور حکومت کی مہر اپنے پاس رکھیں،
بغیر مہر کے نہ کوئی حکم نافذ ہوگا اور نہ بیت المال میں کچھ تصرف کیا جائے گا۔ آپ نے مہر رکھنے سے
انکار کیا۔ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی اگر امام ابوحنیفہ انکار کرینگے تو وہ کوڑے لگوائے گا۔ علماء نے حضرت
امام سے کہا ہم نے بادلِ ناعوا سے حکومت میں اشتراک کیا ہے، تم بھی اس کام کو کر لو اور اپنے نفس پر
رمم کرو۔ قاضی صیرمی نے لکھا ہے کہ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی کہ عہدہ قبول نہ کرنے پر وہ سر پر کوڑے
لگوائے گا۔ حضرت امام نے قسم کھائی کہ میں اس کام کو قبول نہیں کروں گا۔ ابن ہبیرہ نے کہا۔ یہ میری
قسم کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہیں میں اس وقت تک پٹاؤں گا کہ یہ عہدہ قبول کر لیں یا مر جائیں آپ
نے فرمایا، اخروی عذاب کے مقابلہ میں دنیوی عذاب مجھ کو قبول ہے۔ چنانچہ آپ کے سر پر بیس
کوڑے مارے گئے۔ آپ نے ابن ہبیرہ سے کہا۔ تم یاد رکھو کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا
اور وہ کھڑا ہونا میرے اس کھڑے ہونے سے بہت ذلت کا کھڑا ہونا ہوگا اور اللہ تم سے پوچھ کرے گا۔
یہ سن کر ابن ہبیرہ نے جلاد کو رزک جلنے کا اشارہ کیا اور آپ کو قید خانہ بھجوا یا۔ رات کو ابن ہبیرہ نے
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ ابن ہبیرہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آمنا
تخاف اللہ تضرب رجلا من امتی بلا جرم و تہمدہ، فارسل الیہ فلخرجہ واستحلہ، لواللہ سے نہیں
ڈرتا ہے کہ میری امت کے ایک شخص کو بغیر جرم کے مارتا ہے اور اس کو دھمکا ہے۔ چنانچہ ابن ہبیرہ

نے آدمی بھیج کر آپ کو آزاد کیا اور آپ کی قسم پوری ہوئی۔
 عقود الجمان میں ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ دس دن تک دس دس کوڑے آپ کے لگے ہیں
 اور لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کو کوڑے لگے اور وہ حضرت امام کے کوڑے لگنے کو یاد کر کے رویا کرتے
 تھے آپ کے لئے دعائے رحمت کرتے تھے۔

یہ بھی آپ کے احوال میں لکھا ہے کہ حضرت امام کو سوچنے کے لئے مہلت دی گئی تھی لہذا آپ
 قید سے نکل کر حجاز مقدس چلے گئے اور جب حکومت بنی عباس کی ہوئی آپ کو تشریف لائے۔

نومردان کا ظلم دور ہوا اور بنی عباس نے اپنی جباریت کا اظہار کیا، لکھا ہے
ظلم شدید و وفات کہ منصور عباسی نے حضرت امام کو بلایا کہ آپ قاضی کا عہدہ قبول کریں۔ آپ نے
 قبول نہیں کیا۔ منصور نے حکم دیا کہ ان کو ہر روز قید خانہ سے نکال کر منظر عام پر دس کوڑے مارا کریں اور
 بازاروں میں گھما کر اعلان کیا جائے چنانچہ دس روز تک یہ ظلم آپ نے برداشت کیا۔ خون بہا کرتا تھا اور
 کوڑے پڑتے تھے اور اسی حال میں آپ کو پھرایا جاتا تھا۔ دس دن گزرنے پر آپ روئے اور آپ نے دعا
 کی اور اجابت از در حق بہر استقبال می آید کا ظہور ہوا۔ ہستی نے لکھا ہے۔ ایک جماعت لے کر آپ
 کو ایک پیالہ پینے کو دیا گیا۔ آپ نے فریاد مجھ کو معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے میں نہیں پیتا۔ چنانچہ
 آپ کو ٹاٹا کر آپ کے طلق میں ڈالا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سب کچھ منصور کے سامنے کیا گیا ہے اور یہ
 بات صحت کے ساتھ ثابت ہے جب آپ کو موت کا احساس ہوا آپ سجدہ میں گئے اور اسی حال
 میں آپ کی وفات ہوئی۔

ہستی نے یہ بھی لکھا ہے۔ اتنا شدید عذاب اور ایسی شناعیت سے قتل کرانا اس پنا پر نہیں
 ہو سکتا کہ آپ نے قاضی بننے سے انکار کیا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ آپ کے مخالفوں نے منصور
 سے کہا کہ حضرت ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فرس
 حضرت ابوحنیفہ نے کرائی تھی اور آپ نے حضرت ابراہیم کو دولت دی تھی۔ ابوحنیفہ کا اثر بہت زیادہ
 ہے۔ یہ سن کر منصور نے آپ کو بلایا اور ظلم کے ساتھ آپ کو قتل کرایا اور یہ واقعہ ماہ رجب یا شعبان
 میں ہوا ہے اور کہا گیا ہے کہ نصف شوال کا واقعہ ہے اور سن ایک سو پچاس تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ رضی عنہ۔

ہستی نے لکھا ہے۔ قید خانہ سے پانچ افراد آپ کو اس جگہ لائے
آپ کی تجہیز و تکفین و تدفین جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ جناب حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے
 آپ کو غسل دیا اور ابراہیم بن عبد اللہ بن واقد ہرودی نے پانی ڈالا۔ جب حسن بن عمارہ غسل دے کر فارغ

ہوئے ان الفاظ سے تائبین کی۔

رَحِمَكَ اللهُ لَمْ تَفْطَرْنَا وَأَرْهَدْنَا وَأَجْمَعُنَا لِحُصَالِ الْخَيْرِ وَقَبُرَتْ إِذْ قَبُرَتْ إِيَّائِي خَيْرٌ وَ
مُسْتَقِيَّةٌ وَأَتَّبَعْتَ مِنْ بَعْدِكَ۔

تم پر اللہ رحم فرمائے، تیس سال سے افطار نہیں کیا اور چالیس سال سے رات کو کروٹ نہ لی۔ ہم میں تم سب سے زیادہ فقیہ تھے اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہم میں سب سے زیادہ بھلائی کی خصلتوں کو جمع کرنے والے تھے اور جب بھی دفن ہوئے بھلائی اور سنت کے ساتھ ہوئے اور اپنے بعد کے آنے والوں کو اشکال میں ڈالا۔ (اشکال یہ ہے کہ تم جیسا علم ان کا نہیں) آپ کو غسل دے کر ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اہل بغداد اس کثرت سے جمع ہوئے جن کی گنتی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بعضوں نے کہا ہے پچاس ہزار افراد تھے اور بعض نے کہا ہے اس سے زیادہ تھے۔ آپ پر نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی۔ آخری مرتبہ آپ کے بیٹے حماد نے نماز پڑھائی اور تقریباً بیس دن تک آپ کی قبر پر نماز ہوتی رہی اور آپ نے وصیت فرمائی خیراں کے مقبرہ میں جو شرقی سمت میں ہے دفن کئے جائیں کیونکہ وہ زمین غصب کی ہوئی نہیں ہے۔ جب منصور کو یہ بات پہنچی اس نے کہا۔ کون ہے جو امام ابوحنیفہ سے ان کی زندگی اور موت میں ہماری طرف سے معذرت چاہے۔

جب یہ خبر ابن جریج کو پہنچی جو کہ امام شافعی کے استاد الاستاد تھے آپ نے کلمہ استرجاع پڑھا اور فرمایا۔ کیسا علم گیا۔ اور یہ خبر جب شعبہ کو پہنچی فرمایا۔ کوفہ کا نور علم بجھ گیا۔ ایسا نور وہ پھر نہ دیکھیں گے۔

صدقہ المغابری کی دعا قبول ہوتی تھی۔ انہوں نے حضرت امام کی تدفین کے بعد تین رات تک یہ دو شعر پڑھے۔

ذَهَبَ الْبَقَّةُ فَلَا فِقَّةَ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا خَلْقًا

مَاتَ نَعْمَانٌ فَمَنْ هَذَا الَّذِي يَحْيِي اللَّيْلَ إِذَا مَا سَجَّعًا

اگئی فقہ اب تمہارے پاس فقہ نہیں اللہ سے خوف کھاؤ اور ان کے خلف بنو

۲ مر گئے نعمان اب کون ایسا ہے جو شب کو بیدار ہو جب وہ پردے چھوڑے

حضرت امام پر قید خانہ میں دس دن تک سخت تکلیفیں گزری ہیں۔ آپ کا خون پندلیوں

سے بہتا ہوتا تھا اور آپ کو بار بار میں گھمایا جاتا تھا۔ عقود الجمان میں ہے۔ ضیق علیہ تضييقاً
 شدیداً فی الطعام والشراب فی الحبس۔ قید خانہ میں آپ پر کھانے پینے کی نہایت تکلیف
 دی جاتی تھی اور یہ کیفیت دس دن تک رہی اور ہر روز دس کوڑے مارے جاتے تھے۔
 مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ منصور حضرت امام کی قبر پر گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ کچھ معذرت خواہ
 الفاظ بھی کہے۔ مومن خاں نے خوب کہا ہے ۵

وہ آئے ہیں پشیمان لاش پر اب
 بچے اے زندگی لاؤں کہاں سے



حضرت امام اور روایت حدیث

جامع مسانید الامام الاعظم | اس کتاب کو علامہ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن جو اصلاً
عربی اور پیدائش کے اعتبار سے خوارزمی ہیں جن کی ولادت
۵۹۳ء اور وفات ۶۵۵ء میں ہوئی، نے لکھی ہے۔ انہوں نے اس مبارک مسند کے لکھنے کی وجہ یہ لکھی ہے
میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں سے سنا حضرت امام عالی مقام کی روایت حدیث کم تھی اور
ایک جاہل نے امام شافعی کی مسند جس کو ابو العباس محمد بن یعقوب اہم نے جمع کیا ہے اور امام مالک
کی موطا اور امام احمد کی مسند سے استدلال کرتے ہوئے حقارت سے حضرت امام عالی مقام کا ذکر کیا،
یہ سن کر میری حسرت دینی نے مجھ کو مجبور کیا کہ میں حضرت امام عالی مقام کی پندرہ مسانید و آثار سے ایک مسند
مربط کروں، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ابواب فقہ کی ترتیب پر یہ مسند مرتب کی
تاکہ جاہل معاندوں کا شبہ دور ہو۔ ایسے معاندوں کے متعلق امام ابن مبارک نے کہا ہے۔

حَسَدُ وَالْفَقْرُ إِذْ لَمْ يَنْكُلُوا سَبِيحَهُ
فَالْقَوْمُ أَغْدَا لُكَّةٌ وَخُصُومٌ

كَفَرَاتُ الْخَنَاءِ قُلْنَ يُوْجِهِنَا
حَسَدًا وَبُغْضًا إِنَّهُ لَدَمِيمٌ

۱۔ انہوں نے نوحان پر حسد کیا جبکہ اس کی کوشش کو نہ پہنچ سکے تو قوم اس کی دشمن اور مخالف ہے۔
۲۔ جیسا کہ حسد کی سوکنوں نے اس کے چہرے کو حسد اور بغض کی وجہ سے کہا، یہ بد صورت ہے۔
عاجز کے سامنے اس مبارک مسند کا وہ نسخہ ہے جس کو جناب منصور علی مصطفیٰ آبادی مولد آ اور
حنفی ندہ مہلنے نے بروقت عصر روز شنبہ، پندرہ شعبان ۱۲۷۱ھ کو جناب محمد حسین کے مطبع محمدی واقع دہلی
میں طبع کیا ہے۔ انہوں نے پندرہ مسانید کا بیان اس طرح کیا ہے۔

پندرہ مسانید جن کو جنول علماء حدیث نے جمع کیا ہے۔

۱۔ مسند امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری المعروف بعبد اللہ الاثاثر حرانہ

۲۔ مسند امام حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہ العدل حرانہ

۳۔ مسند امام حافظ ابوالحسن محمد بن المنظر بن ہوشی بن عیسیٰ بن محمد حرانہ

- ۴۔ مُسنَد امام حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصغر ہانی رحمہ اللہ
 - ۵۔ مُسنَد شیخ الثقفۃ العدل ابوبکر محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاری رحمہ اللہ
 - ۶۔ مُسنَد امام حافظ صاحب الجرح والتعديل ابواحمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ
 - ۷۔ مُسنَد الامام الحسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ
 - ۸۔ مُسنَد الحافظ عمر بن الحسن الاشنانی رحمہ اللہ
 - ۹۔ مُسنَد الامام الحافظ ابوبکر احمد بن محمد بن خالد بن علی الکلامی رحمہ اللہ
 - ۱۰۔ مُسنَد الامام الحافظ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسر والبلخی رحمہ اللہ
 - ۱۱۔ مُسنَد الامام ابو یوسف القاضی یعقوب بن ابراہیم الانصاری رحمہ اللہ
 - ۱۲۔ مُسنَد الامام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ
 - ۱۳۔ مُسنَد الامام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ
 - ۱۴۔ مُسنَد محمد بن الحسن معظمہ من التابعین ورواہ عنہ رحمہ اللہ وسمی الآثار
 - ۱۵۔ مُسنَد الحافظ ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رحمہ اللہ
- علامہ خوارزمی نے درج ذیل خطبہ جامع المسانید کا لکھا ہے۔

أَخَذَ بِهِ الَّذِي سَقَانَا بِطَوْلِهِ مِنْ أَصْنَى شَرَايِعِ الشَّرَايِعِ وَكَأَنَّا بِفَضْلِهِ مِنْ أَنْهَى مَدَائِعِ
الرَّوَايِعِ وَأُطْلِعَ دَرَارِي شَرَايِعِنَا مِنْ أَشْرَفِ الْمَطَالِعِ وَهُوَ مَطْلَعُ سَيِّدِ الْأَصْفِيَاءِ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ
وَشَيْخِ الْأُمَمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِ الظُّلَمَاءِ وَسَيُوفِ الْأَوْلِيَاءِ وَخَوَافِ
الْأَعْدَاءِ ، وَبَعْدُ قَارَأَ اللَّهُ تَعَالَى فَضْلَ نَبِيِّنَا عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ فَجَعَلَ فِي أُمَّتِهِ مُجْتَهِدِينَ عُلَمَاءَ
مُسْتَجِرِينَ ، فُقَهَاءَ عُلَمَاءَ مَا وَضَعَهُمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ فَقَالَ فُقَهَاءُ أُمَّتِي كَأَثَرِهِمْ فِي الْفِقْهِ
أَنْبِيَاءُ ، وَقَالَ تَعَالَى لِمَا نَخَشَى اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءِ ، وَقَدْ سَرَّعَهُمُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَ
تَقَدَّسَ بِالنَّشَاءِ عَلَيْهِمْ فِي مَوَاضِعَ مِنَ التَّنْزِيلِ وَجَعَلَهُمْ بِلِسَانِ نَبِيِّهِ كَأَنْبِيَاءِ أَهْلِ التَّوْرَةِ
وَالْإِنْجِيلِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ أَسْبَقَهُمْ
إِجْتِهَادًا وَأَطْيَبَهُمْ إِعْتِقَادًا وَأَبْيَنَهُمْ رِسَادًا وَأَقْوَمَهُمْ طَرِيقَةً وَسَدَادًا إِمَامَ الْأُمَّةِ وَ
سِرَاجَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو حَنِيفَةَ النَّعْمَانَ بْنَ ثَابِتِ الْكُوفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَطَّ عَنْ وَجْهِ الشَّرِيعَةِ
لِسَانُ الْإِنْكِتَامِ وَكُشِفَ عَنْ بَجِينِ الْفِقْهِ عَمَامُ الظُّلَامِ وَقَدَّمَ خُلُوفَ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ بِقَدَامِ
الْأَنْحَامِ وَأَرْسَلَى قَدَمَهُ فِي مَزَالِقِ الْأَقْدَامِ وَبَدَّلَ بَجْهَوْدِهِ فِي إِحْكَامِ الْأَحْكَامِ مَنْ بَعْدَهُ

انفوسون فی غماب النعمان فیستخرجون منه دزر هو ائیدہ ویرتضعون دزر فرایدہ ویتناولون
 اشہی اغدیة الدقابق من موائیدہ فمن استظعمہ واستعظمہ فقد تناول حلالا و
 جعل الناس له فی الفقه عیالا مثل الایام المعظیم والصدرا المفعم الشافعی المطلق ابن عم
 التیمی حیث قال الناس عیالاً ابی حنیفة فی الفقه فقد نظم هذا المعنی اخطب الخطب بشرقا
 وغربا ابوالموئید المکی الخوارزمی علی ما انشد فی جدي الصذر العلامة اخطب خطباء
 الشری والغرب صدر الائمة ابوالموئید موقوف بن احمد المکی الخوارزمی لنفسه فی عده
 آیتاب له تمدح بہا اباحنیفة۔

ایمتہ ہذہ الذیاجیمعا بلا ریب عیال ابی حنیفة

آزاد ترجمہ: تعریف اس خدا کی جس نے اپنی قدرت سے شریعت کی گولوں سے ہمیں میراب
 کیا اور اپنے فضل سے پہتا میں ہم کو نہایت قیمتی چادریں اور طلوع کئے ہم پر ہماری شریعت
 کے اعلیٰ چمکدار ستاروں کو اشرف مطالع سے اور وہ برگزیدگان کے سردار کا مطلع ہے جو انبیاء کے
 خاتم ہیں اور جزا کے دن امتوں کے شیع ہیں، ان پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو کہ تاریکی کے تارے
 ہیں، اولیاء کی تلواریں ہیں اور دشمنوں کی موتیں ہیں، درود نازل ہو۔

حمد و صلاۃ کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر
 فضیلت دی ہے اور ان کی امت میں مجتہدین، متبحر علماء فقہاء بنائے ہیں جیسا کہ خود اس حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرے امت کے فقہاء ایسے ہوں گے گویا کہ وہ فقہ میں انبیاء
 ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بے شک اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے علماء
 اور اللہ نے قرآن مجید میں کئی جگہ ان کی تعریف فرمائی ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
 سے کہلوایا ہے۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور ان علماء میں سب
 سے پیش قدمی کرنے والے اجتہاد میں اور سب سے پاکیزہ تر اعتقاد میں اور سب سے واضح تر
 رُشد و ہدایت میں اور سب سے درست تر سدا اور راہ روی میں، امت کے امام اور اس
 امت کے چراغ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی ہیں، اللہ ان سے راضی ہو۔ انہوں نے شریعت
 کے چہرے سے پوشیدگی کا نقاب اور نقد کی پیشانی پر سے ظلمت کے سائے ہٹا دیئے اور
 اپنے زمانے کے پچھے رہے ہوئے علماء کو افہام و تلبہیم کی پیش قدمی کے ذریعہ آگے بڑھایا اور
 قدم پھلنے کے مواقع میں اپنے قدم جمائے اور احکام کے مضبوط بنانے میں اپنی کوشش صرف کی۔

آپ کے بعد اب نعمان کے دریا میں علماء کے بعد دیگرے غوطے لگا رہے ہیں اور اس میں سے بیش بہا فوائد اور نادر نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ (نعمان جمع نعم ہے جیسے حملان جمع حمل ہے) اور جو ان نایاب دقیق نادرات کی قدر کرتا ہے اور ان سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اس کو ان حلال پاکیزہ نعمتوں سے استفادہ کی راہ دکھاتے ہیں اور حضرت امام عالی مقام کی فقہ کا والد و شہید کرتے ہیں جس کے متعلق امام معظم اور صدر مغنم جو کہ مطہب بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے ہیں، نے کہا ہے: فقہ میں لوگ ابوحنیفہ کے دست نگر ہیں امام خافضی کے اس قول کو مشرق و مغرب کے خطیبوں میں سب سے بڑے خطیب ابوالمؤید موفقی بن احمد کی نے نظم کیا ہے اور مجھ کو میرے دادا اخطب الخطباء صدر العلماء ابوالمؤید موفقی بن احمد کی خوارزمی نے سنایا تھا (ترجمہ)۔

اس دنیا کے تمام امام بلاشک ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔
جامع مسانید امام اعظم کے ناشر نے حاشیہ میں امام ابن مبارک کا قصیدہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ عاجز اس مبارک قصیدہ کا ترجمہ بھی لکھا ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ

١	لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا	١	إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ
٢	بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفِقْهِ	٢	كَلَامَاتِ الرَّبُّورِ عَلَى صَحِيْفِهِ
٣	فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَضِيْرٌ	٣	وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ دَلَالِيْكُوفُ
٤	يَمِيْتُ مُشْتَرَا سَهْرَ اللَّيَالِي	٤	وَصَامَ نَهَارَهُ بِاللهِ حَنِيفَةَ
٥	فَمَنْ كَأَبِي حَنِيفَةَ فِي عُلاَءِ	٥	إِمَامٌ لِلْخَلِيْقَةِ وَالْحَلِيْفَةَ
٦	رَأَيْتُ الْعَائِثِيْنَ لَهُ سَقَاهَا	٦	خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ مَجْحَجِ صَعِيْفِهِ
٧	وَكَيفَ يَجَاءُ أَنْ يُؤَدَى نَعِيْنَهُ	٧	لَهُ فِي الْأَرْضِ آثَارُ شَرِيْفَتِهِ
٨	فَقَدْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ مَقَالًا	٨	صَحِيْحَ التَّقْلِ فِي حِكْمِ لَطِيْفَتِهِ
٩	وَإِنَّ النَّاسَ فِي فِقْهِ عِيَالٍ	٩	عَلَى فِقْهِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ
١٠	فَلَعْنَةُ رَبِّيَا أَعْدَادِ رَمْلٍ	١٠	عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ

ترجمہ:- ۱۔ شہروں اور ان میں بسنے والوں کو مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ نے زینت بخشی ہے۔

۲۔ احکام کے ذریعہ اور آثار کے ذریعہ اور فقہ کے ذریعہ جیسا کہ زبور کی آیتیں صحیفہ پر۔

- ۳۔ نزدوں مشرقوں میں اُن کی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ کوئی میں۔
- ۴۔ وہ رات گزارتے ہیں دامن سمیٹے، شب کو بیدار رہے اور دن کو روزہ رکھا اللہ کے ڈر سے۔
- ۵۔ پس کون ہوگا ابوحنیفہ کی طرح ان کی بلندی میں جو کہ مخلوق کے اور خلیفہ کے امام ہیں۔
- ۶۔ ان پر بیوقوفی سے عیب لگانے والوں کو میں نے حق کے خلاف کمزور دلیلوں والا پایا۔
- ۷۔ اور کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ایسے فقیہ کو تکلیف پہنچائی جائے جس کی عمدہ نشانیاں زمین پر ہیں۔
- ۸۔ اور میں کے صاحبزادے امام شافعی نے وہ پاکیزہ حکمت بھری بات کہی ہے جس کی نقل صحیح ہے۔
- ۹۔ کہ فقہ میں لوگ امام ابوحنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔
- ۱۰۔ ہمارے رب کی لعنت ریتے کے دانوں کے شماراں شخص پر ہو جو (عناد کی وجہ سے) ابوحنیفہ کے قول کو رد کرتا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فَيَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ" ہم اللہ کی لعنت جموٹوں پر ڈالیں۔ حضرت ابن مبارک نے اس ارخاد پر عمل کیا ہے کہ وہ افراد جو جھوٹ بول کر حضرت امام کے اقوال کو رد کرتے ہیں وہ سزاوار لعنت ہیں۔

(جامع المسانید کے ص ۳۳ میں ہے) قاضی ابو عبد اللہ القمہمی نے سند متصل سے یہ واقعہ لکھا ہے کہ امیر المومنین المامون کے زمانہ میں ایک کتاب حدیث کی لکھی گئی اور وہ کتاب یہ کہہ کر مامون کو پیش کی گئی کہ ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے ابو یوسف اور محمد جو آپ کے مقرب ہیں اس کتاب پر عمل نہیں کرتے پورے واقعہ کا بیان طرالت کا سبب ہوگا۔ خلاصہ اس طرح ہے کہ اہل حدیث کی کتاب کے سلسلہ میں علامہ عیسیٰ بن ابان نے کتاب "النجاة الصغیرة" لکھی اور اس میں امام ابوحنیفہ کا مسلک بیان کیا کہ اخبار میں سے کن اخبار کو رد کن کو قبول کیا جائے گا اور کن کی تادیل کی جائے گی اور یہ کتاب المامون کو پیش کی گئی۔ المامون نے اس کو بڑھا اور ابوحنیفہ پر تر تم کیا یعنی رَحِمَهُ اللهُ کہا (اللہ ان پر رحم فرمائے) اور پھر ابن مبارک کے دو شعر "تَحْسُدُ وَالْفَتَىٰ اذْهَمَ بِئَالِوِاسِعِيَّةِ" پڑھے۔

اصحاب مناقب نے اسانید متصل سے صاحب جرح و تعدیل امام اہل حدیث یحییٰ بن مسین کے متعلق لکھا ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا تھا وہ ابن مبارک کے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

امام موفق کی نے کہا ہے ۵

آيَا جَلَّتْ نَعْمَانُ إِنَّ حَصَانًا
لَتُحْصَىٰ وَلَا يُحْصَىٰ فَضَائِلُ نَعْمَانَ

جَلَائِلُ كُتُبِ الْفِقْهِ طَالِغٌ تَجَدُّبَهَا دَقَائِقُ نُعْمَانٍ شَقَائِقُ نُعْمَانٍ

۱۔ اے نعمان نام کے دو پہاڑو تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں اور حضرت نعمان کی خوبیاں نہیں گنی جاسکتیں۔
۲۔ فقہ کی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرو تو ان میں تم پاؤ گے نعمان کی دقیقہ سنجیاں شقائق نعمان ہیں۔
ابجدی منجد میں لکھا ہے کہ ربیع کے موسم میں مختلف اقسام کے سرخ رنگ کے پھول ہوتے ہیں جیسے شَفَارِ آخِر، حَوْذَان، رُحَايِين۔ ان سب کو شَقَائِقُ نُعْمَانِ کہتے ہیں۔

مولانا کاندھلوی نے ص ۳۸۵ میں لکھا ہے۔ مشہور محقق زاہد کوثری نے "تَقْدِمْ" مسانید پر کلام

نَصْبُ التَّرَايَةِ میں امام قطنی اور حافظ ابن شاہین کا بھی نام لیا ہے اور انھوں نے لکھا ہے۔ "وَكَانَ مَعَ الْخَطِيبِ عِنْدَ مَا حَدَّثَ دِمَشْقَ مُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ اللَّدَّارِ قَطْنِي وَمُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ لِابْنِ شَاهِيْنٍ" جب خطیب بغدادی دمشق پہنچے ہیں ان کے پاس دارقطنی کی مسند ابی حنیفہ اور ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ تھی۔ یہ دونوں مسندیں ان مسانید کے علاوہ ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ چونکہ جامع المسانید میں حضرت امام کی متعدد مسانید کی روایتیں موجود ہیں اس لئے متاخرین میں اس کی شہرت ہوئی اور جلیل القدر محدثین نے اس کی شرح لکھی ہیں۔ حافظ زین الدین قاسم متوفی ۸۷۵ھ کی ضخیم شرح ہے۔ حافظ سیوطی کی شرح "التعليقات المنيفه عن مسند الامام ابى حنيفه" کے نام سے مشہور ہے۔ متعدد محدثین نے جامع المسانید کا اختصار کیا ہے۔ چنانچہ امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ بن دولاہ الملکی نے اس مختصر کا نام "اعتماد المسانید فی اختصار اسماہ بعض رجال الاسانید" لکھا ہے۔ امام ابوالبقار احمد بن ابی الفیاض محمد القرشی کے اختصار کا نام "المستند فی قیصر المسند" ہے۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل نے بھی مختصر لکھی۔ علامہ حافظ الدین محمد بن محمد الکردری نے مسند ابی حنیفہ کی ان روایات کو جو صحاح ستہ سے زائد ہیں جمع کیا ہے۔ امام ابو حفص زین الدین عمر بن احمد الشجاع نے بھی ایک اختصار "لفظ المرجان من مسند ابی حنیفہ النعمان" کے نام سے کیا ہے۔ متاخرین میں سے علامہ السید مرتضیٰ زبیدی نے جامع المسانید سے امام اعظم کی ان احادیث احکام کا انتخاب کیا ہے کہ جن کی روایت میں مصنفین صحاح بھی حضرت امام کے شریک ہیں اور انہوں نے اس کتاب کا نام "عقد الجواهر المصیئہ فی ادلة مذهب الامام ابی حنیفہ" رکھا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب ابواب فقہ پر ہے۔

۱۔ یہ کتاب ۱۱۵۷ھ میں لکھی گئی ہے اور ۱۲۰۵ھ میں حضرت مؤلف کی مصر میں وفات ہوئی۔ عاجز کے پاس اس کتاب کے مطبوعہ نسخے ہیں اور ان میں المصنف کی جگہ المنیف ہے۔

مولانا کاندھلوی نے حضرت امام کی مزید بعض مسانید کا ذکر کیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حافظ محمد بن مخلد دوری نے "مَجْمَعُ حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ" کے نام سے مسند لکھی ہے۔ تاریخ بغداد میں اس کا ذکر ہے۔ حافظ محمد بن مخلد دوری امام دارقطنی کے استاد ہیں۔

۲۔ حافظ بدر الدین عینی نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے: "أَنَّ مَسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ لِابْنِ عَقْدَةَ يَحْتَوِي عَلَى مَا يَزِيدُ عَلَى الْفَحْدِيثِ" کہ حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید معروف بہ حافظ ابن عقد متوفی ۳۳۳ھ کی مسند ابی حنیفہ میں ایک ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔

۳۔ حافظ امام ابو محمد عبداللہ الحارثی مشہور بہ عبداللہ الاستاذ متوفی ۳۳۳ھ نے مسند امام ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۴۔ حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی متوفی ۳۸۱ھ کے متعلق امام ذہبی نے کہا ہے کہ انہوں نے مسند امام ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۵۔ حافظ ابوالحسن محمد بن المنظر نے مسند ابی حنیفہ لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۳۷۹ھ میں ہوئی ہے۔

۶۔ حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی کے متعلق ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ان کی مسند ابو حنیفہ، امام حارثی کی مسند اور حافظ ابن مقری کی مسند سے بڑی ہے۔ ان کی وفات ۳۲۳ھ میں ہوئی ہے۔

۷۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانی صوفی ہیں۔ علیہ الأدب ان کی تالیف ہے انہوں نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔ اکابر نے ان سے حدیث شریف کی سند لی ہے۔

۸۔ حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی امام نسائی اور حافظ ابو جعفر طحاوی کے شاگرد ہیں۔ ۳۲۵ھ میں ان کی وفات ہوئی، انہوں نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۹۔ حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی معروف بہ ابن القطان کی وفات ۳۶۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۱۰۔ حافظ قاضی ابوالحسن عمر بن الحسن بن علی معروف بہ حافظ ارستانی نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی ہے۔

۱۱۔ حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری بزاز معروف بہ قاضی المرستان

نے مسند ابوحنیفہ لکھی۔ آپ کی وفات ۵۲۵ھ میں ہوئی۔

۱۲۔ حافظ طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد ابو جعفر نے مسند ابوحنیفہ لکھی۔ ان کی وفات ۳۸۰ھ میں

ہوئی ہے۔

۱۳۔ حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبہ اللہ المعروف بہ ابن عساکر دمشقی نے مسند ابوحنیفہ

لکھی، ان کی وفات ۱۱۰۰ھ میں ہوئی ہے۔

۱۴۔ محدث عیسیٰ مغربی نے مسند ابوحنیفہ لکھی ہے۔

بعض فضائل جناب مؤلف نے حضرت امام عالی مقام کے بعض فضائل کا بیان ابواب الاول

میں کیا ہے۔ آپ نے اس باب کو دس انواع میں ذکر کیا ہے۔ النوع الرابع

میں بہ سند متصل جریر سے روایت کی کہ ایک شخص امام اعش کے پاس آیا اور اس نے کوئی مسئلہ پوچھا

آپ نے اس سے کہا۔ تم اس حلقہ میں جا کر پوچھو وہ ابوحنیفہ کا حلقہ ہے، وہاں جب کوئی مسئلہ

پیش آتا ہے تو اہل حلقہ اس کو اٹھتے پلٹتے ہیں۔ اس بحث و تمحیص کے بعد صحیح جواب پالیتے ہیں۔

اور النوع السابع میں لکھا ہے کہ قاضی القضاة ابو بکر عتیق بن داؤد الیمانی نے امام ابوحنیفہ

کے مذہب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ امام الائمہ تھے، آپ کی ہمت بڑی تھی،

آپ نے علم شریعت کو مدون کیا۔ اللہ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو ایسے اصحاب اور ائمہ عطا

کئے جو کسی دوسرے کو نہیں دئے گئے ہیں۔

اور ابن کرام کا قول لکھا ہے کہ ہم دکیع بن الجراح کے پاس تھے۔ ایک شخص نے کہا ابوحنیفہ

نے خطا کی، دکیع نے اس سے کہا۔ ابوحنیفہ خطا کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ابو یوسف اور محمد

اور زفر جیسے اصحاب قیاس اور اہل اجتہاد ان کے ساتھ ہیں اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اور

حنیف بن غیاث اور حبان و منذل پسران علی جیسے حفاظ حدیث اور اصحاب معرفت اور قاسم بن

معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود جیسا ادیب اور دانائے عربیت و لغت اور داؤد طائی

اور فضیل بن عیاض جیسے ہدایتیں اور زاہدان کے ساتھ ہوں۔ ایسے جلیل القدر افراد جس کے

ساتھ ہوں گے، اگر اس سے غلطی ہوگی وہ اس کی غلطی دور کر دیں گے۔ یہ کہہ کر دکیع نے کہا۔ جو شخص

اس طرح کی بات کہے وہ حیوان ہے بلکہ اس سے زیادہ بے وقوف ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ حق

ابوحنیفہ کے مخالف کے ساتھ ہے اس شخص نے تنہا الگ اپنا مذہب بنایا ہے اور میں اس کے

سامنے فرزدق کا شعر پڑھوں گا جو اس نے جریر کو خطاب کر کے کہا ہے۔

أَوْلَيْكَ أَبَايَ فِحْشِي بِمِثْلِهِنَّ إِذَا جَمَعْنَا يَا جَرِيرًا مَجْمُوعًا

یہ میں میرے باپ دادا اے جریر تم ان کا مثل پیش کرو اگر جب میں مجھے جمع کریں
صدرالائمہ امام ابوالموید الموفق بن احمد المکی رحمہ اللہ متوفی ۵۶۸ھ نے حضرت امام عالی مقام
ابوحنیفہ النعمان کے مناقب میں ضخیم مستند کتاب لکھی ہے۔ کتاب کے نصف آخر کے صفحہ ۱۲۲ میں خلاصہ
القول اس طرح بیان کیا ہے۔

حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ
دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرًا لَوَدَى
ثُمَّ اعْتَقَادِي مَذْهَبَ النُّعْمَانِ

۱۔ میرے لئے وہ بھلائیاں کافی ہیں جو میں نے تیار کی ہیں قیامت کے دن کیلئے خدا کی رضامندی کے بارے میں
۲۔ تمام مخلوق میں بہتر حضرت محمد نبی اللہ کا دین، پھر نعمان کے مسلک پر میرا اعتقاد۔
بعض اہل حدیث نے حضرت امام عالی مقام کو بدنام کرنے کے لئے ہر طرح کے حربہ کے
استعمال کو جائز قرار دیا اور دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ حضرت امام الائمہ کا مذہب روز افزوں ترقی پر رہا
اور ان شارا اللہ تا آخر زماں ترقی پر رہے گا۔

ابن حجر ہیتمی کی عبارت گزر چکی ہے۔ ابراہیم بن معاویہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ابوحنیفہ
کی محبت اتمام سنت ہے وہ عدل و انصاف کا بیان کرتے تھے۔ یہی آپ کا کلام تھا۔ آپ نے علم کی
راہ لوگوں کے واسطے واضح کی ہے۔ اور اسد بن حکیم نے کیا حکمت بھری بات کہی ہے کہ جاہل یا مبتدع
ہی ابوحنیفہ پر طعن کرے گا۔ اور ابوسلیمان نے کہا ابوحنیفہ عجائب میں سے ایک عجب تھے جو ان
کے کلام کو برداشت نہ کر سکا وہی ان پر طعن کرتا ہے۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں اگر کوئی نیا
استاذ عبدالحلیم الجندی کے بیان کا خلاصہ
ہوتا تھا اور ان کے فیصلہ پر عمل ہوتا تھا۔ اہل شوریٰ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت
علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت تھے۔
بنو امیہ کے دور میں حضرات صحابہ مختلف ممالک میں آباد ہو گئے۔ خوارج، روافض کا ظہور ہوا
موضوعی احادیث اور لا اذریٰ کا قول راجح ہوا۔ مغرب سے ایک شخص چالیس مسلے دریافت کرنے
کے لئے امام مالک کے پاس آیا۔ آپ نے چھتیس کا جواب لا اذریٰ (میں نہیں جانتا) سے دیا اور چار
سوالات کے جوابات دئے۔

امام شعبی سے کسی نے مسئلہ پوچھا آپ نے لا اذری کہہ دیا۔ مسئلہ پوچھنے والے نے کہا آپ کو شرم نہیں آتی کہ لا اذری کہتے ہیں حالانکہ آپ عراق کے فقیہ ہیں۔ شعبی نے کہا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا ہے۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما اعلمتنا ۝ (بولے تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا) فرشتوں کو اللہ سے لا علم لنا کہتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ عاجز کہتا ہے جس کو قیاس کرنے کے اصول سے واقفیت نہیں ہوتی ہے وہ مسائل کا جواب دینے سے قاصر ہوتا ہے۔

ان احوال میں مشہور حضرت امام عالی مقام کی ولادت ہوئی اور مشہور میں آپ نے اپنے جلیل القدر اصحاب کو قیاس اور استحسان کے اصول سے واقف کیا تاکہ عظیم اسلامی مملکت کے قوانین صحیح طور پر منعقد ہوں۔

شیعہ، خوارج، معتزلہ وغیرہ کے ظہور سے احادیث نبویہ کی روایات بہت مجروح ہوئیں ہر حزب نے اپنی جماعت کی تائید میں کثرت سے احادیث گھڑیں۔ چنانچہ امام دارقطنی فرماتے ہیں: اصْبَحَ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ فِي الْحَدِيثِ الْكَذِبِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ۔ صحیح حدیث جھوٹی حدیثوں میں ایسی کیاب ہو گئیں جیسے گلے بیل کے بالوں میں سفید بال کیاب ہوتا ہے۔ اور یہ ذبائع بھی پہنچی۔

اس ذب کے ہوتے ہوئے ایک بڑی دقت روایت بالمعنی کے رواج سے پیدا ہوئی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا۔ الفاظ کے بدلنے سے ترجمہ میں فرق پیدا ہوتا ہے اور جب ہر راوی اپنی بولی میں الفاظ ادا کرے گا بات کچھ سے کچھ ہو جائے گی۔ جیسا کہ خطبۃ الوداع کی روایت میں ہوا ہے۔

اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کثرت روایت ناپسند تھی جب آپ نے حضرات صحابہ کو خراج بھیجا آپ نے ان سے کہہ دیا کہ وہاں کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہیں تم ان کو حدیثوں کی روایت میں نہ لگاؤ اور لکھا ہے۔

لَقَدْ يَرْجَاؤُنَ الذَّرَّةَ فِي يَدَيْهِ وَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ حَبَسَ ثَلَاثَةَ مِثْقَالٍ مِنَ الصَّحَابَةِ لَا يَتَمَنَّوْنَ
الْحَدِيثَ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صحابہ آپ کے ہاتھ کے ڈرے سے ڈرتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ آپ نے تین صحابہ کو

ملاحظہ کریں کتاب ابو حنیفہ، بطلان الحریۃ والتسامح فی الاسلام کا اٹھواں باب۔

قید کر دیا تھا۔ وجہ اس کے کہ وہ کثرت سے احادیث کی روایت کرتے تھے۔

ہو سکتا ہے کہ عراق کی حالت کی وجہ سے حضرت امام نے احادیث کی روایت کم کی ہو۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے: "عِنْدِي صِنْدِيقٌ مِّنَ الْمُحَدِّثِثِ مَا أَخْرَجَتْ مِنْهَا إِلَّا التَّيْسُ وَالْبَدْنِيُّ يُنْتَفَعُ بِهِ" میرے پاس احادیث کے بھرے ہوئے صندوق ہیں۔ میں نے استفادہ کے لئے ان میں سے تھوڑے بچائے ہیں۔

حضرت امام چار ہزار احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ دو ہزار

چار ہزار حدیث کی روایت

اپنے استاد حضرت حماد سے اور دو ہزار دوسروں سے اور اس امر میں کوئی تعجب نہیں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح قوی روایتیں حنفیہ کے نزدیک بہت کم ہیں۔

امام مالک اپنی موطن کی احادیث کو سال بہ سال کم کرتے تھے اور اپنے شاگرد ابن وہب کو احادیث کے اکتار سے منع فرماتے تھے بلکہ امام مالک کو افسوس رہا ہے کہ احادیث کی مزید کمی کی جاتی اور یہ سب حضرت امام ابو حنیفہ کے عمل کا اثر تھا۔

امام احمد بن حنبل کی مسند میں چالیس ہزار سے زیادہ روایتیں نہ تھیں۔

امام ابو حنیفہ پیوستہ احادیث کی چھان بین میں مصروف رہے حتیٰ کہ بعض موزعین نے کہا ہے کہ آپ کے نزدیک سات قوی روایتیں پایہ صحت کو پہنچی ہیں (یعنی درجہ تواتر کو بہ شکل سات روایتیں پہنچی ہیں) اور ابن خلدون نے سترہ احادیث کا بیان کیا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کی مسند ہے جس کو

دوسو پندرہ احادیث میں امام ابو حنیفہ منفرد ہیں

خوارزمی نے جمع کیا ہے۔ لکھا ہے۔ وَالصَّيغَةُ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ لَمْ يَرِدْ بِمِثْلِ حَدِيثٍ وَخَمْسٌ عَشْرَ حَدِيثًا غَيْرَ مَا اشْرَكَ فِي إِخْرَاجِهِ مَعَ سَائِرِ الْأُمَّةِ وَلَهُ مُسْنَدٌ رَوَى فِيهِ فِي الصَّلَاةِ وَحَدَّثَهَا ١٢٨ حَدِيثًا وَمَتَّحَ أَبُو الْمُؤَيْدِ الْخَوَارِزْمِيُّ مُسْنَدَ اللَّهِ وَقَعَ فِي ٨٠٠ صَفْحَةٍ۔

صحیح قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ۲۱۵ احادیث کی روایت میں تمام ائمہ سے منفرد ہیں اور باقی روایات میں ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی مسند میں صرف نماز کے بیان میں ۱۲۸ روایات ہیں۔ اور یہ مسند ۸۰۰ صفحات میں ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ یہ مسند چالیس ابواب پر مشتمل ہے۔ پانچواں باب نماز کے بیان میں

ہے اور یہ باب سات فصول پر مشتمل ہے۔

کہاں حضرت امام کی امتیازی شان ۲۱۵ روایات میں اور کہاں معاندوں کا بیان کرنا کہ آپ کی روایات قلیل تھیں۔

حضرت امام کے پرکھنے کے اصول

حضرت امام عالی مقام نے روایات کے پرکھنے اور ان کو قبول کرنے اور رد کرنے کے لئے جو اصول مقرر کئے ہیں ان کی متانت اور افادیت کا اندازہ آپ کی کتاب الآثار اور آپ کی مسانید سے ہوتا ہے جو کہ حدیث شریف کی سب سے اقدم کتاب میں ہیں اور ہر طرح کے خلل سے محفوظ ہیں، استاذ البغندی نے آپ کے مقرر کردہ اصول کو "انفجار قبیلہ" سے تعبیر کیا ہے یعنی تم کے پھٹنے سے۔ کیونکہ بڑے بڑے ائمہ حدیث کو اپنی تالیفات میں خلل نظر آگئے۔ امام لیث بن سعد، امام مالک کے رفیق اور ہم سبق تھے، امام لیث نے اپنے مکتوب میں اپنے جلیل القدر استاد اہل حدیث کے مسلم امام ابن شہاب زہری کے متعلق لکھا ہے۔

ابن شہاب زہری کے فتاویٰ اور اقوال میں بڑا اختلاف ہوا کرتا تھا۔ ہم جب ان سے ملتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی ان کو لکھ کر کچھ پوچھتا تھا تو باوجود ان کے علم اور رائے اور فضل کے ان کا تحریر کردہ جواب کسی ایک مسئلہ میں تین طرح کا ہوا کرتا تھا۔ ان کی ایک تحریر دوسری تحریر کی نقیض ہوتی تھی اور ان کو اس کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں، اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔ ایسے ہی منکر اقوال کی وجہ سے ان کو میں نے چھوڑا جو تم کو پسند نہ آیا۔

اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ امام مالک موٹا کی کاٹ چھانٹ میں تا دم آخر مصروف ہے چنانچہ موٹا ہزاروں کے دائرے سے نکل کر سینکڑوں کے دائرے میں منحصر ہو گئی اور علمائے کرام نے فرمایا ہے اگر کچھ دن اور حیات رہتی مزید اختصار ہوتا۔ حضرت امام عالی مقام کے پوتے اور امام محمد امام مالک کے پاس گئے، ان سے موٹا رہی۔ اس دوران میں حضرت امام کے اصول سے امام مالک پوری طرح واقف ہوئے اور مشکوک روایات کو موٹا میں سے خارج کیا۔

اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک مبارک مسلک ہے۔ اجناس آحاد کے سلسلہ میں حضرت عمر کا طریقہ یہ تھا کہ روایت کرنے والے صحابی سے دو افراد کی گواہی طلب کرتے تھے اور اپنے دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رادی سے ملف اٹھواتے تھے۔

الاستاذ البغندی نے لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب احادیث میں تحریف کا کھٹکا ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور ان سے کہا: تَحَدِّثُونَا عَنْ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَادِيثٌ تَخْتَلِفُونَ فِيهَا وَالنَّاسُ بَعْدَكُمْ أَشَدُّ اخْتِلَافًا، فَلَا تُحَدِّثُوا عَنِّي
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَمَنْ سَأَلَكُمْ فَقُولُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَاسْتَحْلُوا اخْتِلَافَهُ
 وَخَرِّمُوا حَرَامَهُ = یعنی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت کرتے ہو اور ان روایتوں
 میں تم اختلاف کرتے ہو اور تمہارے بعد کے آنے والے لوگوں میں اختلاف شدید ہوگا لہذا تم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہ کیا کرو، اگر تم سے استفسار کیا جائے، کہہ دو۔ ہمارے تمہارے درمیان
 اللہ کی کتاب ہے۔ تم کتاب اللہ کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام کہو۔

الاساذ الجندی نے لکھا ہے کہ حضرت عمار نے اپنا اور حضرت عمر کا واقعہ حضرت عمر کے سامنے
 بیان کیا کہ احتلام کی صورت میں جبکہ پانی نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کرنے کو فرمایا ہے۔
 حضرت عمر کو واقعہ یاد نہ آیا اور آپ نے فرمایا۔ اَلْتَقِيَ اللَّهَ يَا عَمَّارُ۔ اے علمہ خوف خدا کرو۔ حضرت عمار
 جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ۔ عمار کی سیرت کو اختیار
 کرو۔ حضرت عمار نے کہا۔ اِنْ شِئْتُمْ لَمْ اُحْدِثْ بِهٖ۔ اگر آپ چاہیں تو میں اس حدیث کی روایت نہ
 کروں۔ حضرت عمر نے ان سے کہا۔ بَلْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتْ = بلکہ ہم تم کو اختیار دیتے ہیں جس
 کا تم کو اختیار حاصل ہے۔

جلسل القدر صحابہ کا عمل | حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

انجباراً ماد کے قبول کرنے کے لئے شرط رکھے ہیں۔ حالانکہ ان سے روایت
 کرنے والے حضرات صحابہ تھے اور حضرت ابو حنیفہ اور حضرت مالک سے بیان کرنے والے سلسلہ سند کے
 جو تھے پانچویں فرد ہوتے ہیں۔ کیا یہ سب افراد سہو اور نسیان سے منزہ تھے۔ بخاری کی دو روایتیں قبا
 میں چودہ دن اور چوبیس دن قیام کی حضرت انس سے مروی ہیں کیا یہ سہو و نسیان کا اثر نہیں ہے۔
 یا بخاری میں بندریا کے زنا کا قصہ ہے اگر اس قسم کے واقعات کو کوئی رد کرے اس پر نیکر کیوں کی
 جاتی ہے

حضرات ائمہ مجتہدین اس خیر امت کے وہ ائمہ ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں ان حضرات
 نے جو کچھ کیا ہے شریعت مطہرہ کی حمایت کے لئے کیا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر آپ کے
 بعد عمل ہوتا بڑی حد تک اختلاف روایات کا وجود نہ ہوتا۔

حضرت امام عالی مقام نے جن مسائل کو حل کیا ہے نام نہاد اہل حدیث ان کو حل نہیں کر سکتے
 تھے۔ خطیب نے تاریخ بغداد کی چھٹی جلد صفحہ چھیاسٹھ میں لکھا ہے کہ احمد بن محمد بن خالد البراتی نے

بیان کیا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس تھا کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل سے طلال و حرام کے متعلق ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ سَلُّ عَاثَاكَ اللهُ غَيْرَنَا، قَالَ اِنَّمَا نُوِيں جَوَابِكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ فَقَالَ سَلُّ عَاثَاكَ اللهُ غَيْرَنَا، سَلُّ الْفُقَهَاءَ، سَلُّ اَبَانُورَ۔ اللہ تم کو عافیت میں رکھے ہمارے علاوہ دوسروں سے پوچھ لو۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کا جواب چاہتے ہیں۔ اے ابو عبد اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تم کو عافیت سے رکھے ہمارے علاوہ دوسروں سے پوچھ لو، فقہار سے دریافت کر لو۔ ابو ثور سے دریافت کر لو۔

امام احمد حنبل محدثین کے سردار ہیں۔ آپ کس محبت سے مسئلہ دریافت کرنے والے سے فرماتے ہیں، تم فقہائے کرام سے دریافت کر لو۔ (وہی اس کام کے مرد میدان ہیں)

ایک واقعہ امام احمد کے اس جواب نے ایک واقعہ یاد دلایا۔ قندھار میں اس عاجز سے بعض علماء نے دریافت کیا تھا کہ قرارت کے ائمہ کی قرارتوں کو ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ عاجز کو امام بخاری کا باب اَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ اَخْرُوفٍ یاد آیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کی جلد نو میں صفحہ ۷۷ سے ۷۸ تک اس سلسلہ میں اچھی بحث کی ہے اور لکھا ہے۔

ابو شام نے وجیز میں لکھا ہے۔ عجم سے ایک استفطار شام آیا۔ لکھا تھا ایک قاری قرآن مجید کا کوئی عشر (رکوع) پڑھتا ہے اور وہ قرارات کو ملا کر پڑھتا ہے۔ اس کا جواب ابن حاجب ابن الصلاح اور اس دور کے دوسرے ائمہ نے لکھا کہ جائز ہے اگر معنی میں خلل نہ آئے جیسے کوئی یہ آیت شریفہ پڑھے۔

فَتَلَقَى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (آیت ۳۷۔ بقرہ) پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اس پر برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔

امام ابن کثیر کی نے آدم پر زبردیا ہے اور کلمات کو کلمات دو پیش سے پڑھا ہے۔ آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔

پھر پڑیں آدم کے دل میں اپنے رب سے کئی باتیں۔

اب اگر کوئی شخص آدم کو زبرد سے پڑھے اور کلمات کو دوسرے ائمہ کی قرارت سے دذیر سے پڑھے یہ فعل ناجائز ہے۔ بلکہ بعض نے مراحت کے ساتھ کہا ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس دور میں بعض قاریوں نے اس کو بھی جائز کہا ہے اور فقہار کو یہ خیال ہوا کہ شاید قاریوں نے کسی دلیل سے تمسک کیا ہے اور انہوں نے قاریوں کی حمایت کر دی اور لکھا ہے۔

وَهَذَا دَهْوَلُ مَسْمُونٍ قَالَهُ فَإِنَّ عِلْمَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ إِتْمَانًا يَتَلَقَى مِنَ الْفُقَهَاءِ -
 جس نے بجز یہ بات کہی ہے اس کو نسیان ہوا ہے۔ کیونکہ حلال اور حرام کا علم حضرات فقہاء
 سے معلوم کیا جاتا ہے۔

یہ عبارت پڑھ کر حضرت امام احمد کا قول یاد آگیا۔ مَسْنُ عَا فَا كَ اللّٰهُ غَيْرَ تَا سَلِ الْفُقَهَاءَ
 الخ۔ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں کھلے الفاظ سے لکھ رہے ہیں کہ جس نے بھی اس کے خلاف
 کہے یہ اس کی بھول ہے۔ کیونکہ حلال و حرام کا علم حضرات فقہاء ہی سے لیا جائے گا۔

=====



محقق ابن خلدون مالکی کیا فرماتے ہیں

قاضی القضاة حقائق بن عبد الرحمن بن محمد بن خلدون کی عبارت اور ترجمہ پیش کیا جا چکا ہے

اب مدار بحث صرف ترجمہ کی عبارت ہے۔

ابن خلدون نے لکھا ہے: ابوحنیفہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ کی روایتوں کی تعداد سترہ یا اس کے قریب ہے۔ علماء کرام جانتے ہیں کہ یہ تمزیعی طرزِ ادا ہے۔ یعنی بیان کرنے والا خود اس بیان سے متفق نہیں ہے۔ چنانچہ ابن خلدون نے لکھا ہے: بعض بغض اور تعصب رکھنے والوں نے الزام تراشا ہے کہ حدیث میں جس کی استعداد کم تھی اس کی روایت کم ہوئی۔ ابن خلدون نے اس عبارت سے سترہ روایتوں کے قائلین کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ لوگ دولت بغض و تعصب سے مالا مال ہیں۔

اور پھر ابن خلدون نے امام ابوحنیفہ کی قلتِ روایتِ حدیث کی وجہ وجہ بیان کی ہے اور پھر لکھا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر آپ کی روایات کم ہیں نہ یہ کہ آپ نے قصدِ حدیث کی روایتیں چھوڑی ہیں۔ اس سے آپ قطعاً بری ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں کہ ابن خلدون نے بغض و تعصب کرنے والوں کا رد کس شد و مد سے کیا ہے اور پھر حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

آپ علمِ حدیث کے بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں کیونکہ محدثین کے بڑوں نے آپ کے ذہب پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے اور آپ کے رد و قبول کو وقعت دی ہے۔

علامہ ابن خلدون نے یہ لکھ کر حضرت امام عالی مقام کی جلالتِ قدر کا اعتراف کیا ہے کہ آپ مبارک علمِ حدیث کے بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے رد و قبول کو محدثین نے تسلیم کیا ہے۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ۔



طبقاتِ حفاظِ حدیث کے لکھنے والوں کا شانہ مسلک

عاجز نے ندوۃ العلماء لکھنؤ سے چھپنے والے مجلہ "ابعت الاسلامی" کے شمارہ ۶ جلد ۳۳ میں صاحب الفضیلہ محمد عبدالرشید نعمانی کا مقالہ مکانة ابی حنیفۃ فی الحدیث "مطالو کیا، یہ مقالہ کافی طویل ہے "ابعت" کے چار شماروں میں چھپا ہے، جو کچھ بھی لکھا ہے درست لکھا ہے۔ عاجز کے لئے حفاظِ حدیث کی طبقات بیان کرنے والے جلیل القدر حفاظ کا کلام جاذبِ نظر ہوا لہذا اس کا اختصار لکھ رہا ہے۔

۱۔ علامہ امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی الشافعی المستوفی ۴۳۸ھ نے "طبقاتِ حفاظِ الحدیث" لکھی۔ آپ نے حضرت امام اعظم کا ذکر اس کتاب میں کیا۔ آپ نے حضرت امام کی جو شانہ صفت کی ہے عاجز لکھ چکا ہے، آپ کی کتاب چھپ چکی ہے، اس کا اختصار

۲۔ امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالباری المقدسی الحنبلی نے کیا ہے اور اس کا نام "المختصر فی طبقات علماء الحدیث" رکھا ہے۔ یہ کتاب اب تک نہیں چھپی ہے۔ اس کا عکسی نسخہ مدینہ منورہ میں جامعہ اسلامیہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس میں حضرت امام کے متعلق لکھا ہے۔

ابو حنیفہ نے عطار، نافع، عبدالرحمن بن ہریر، ابن ماجہ، عدی بن ثابت، سلمہ بن کہیل، ابو جعفر محمد الباقر بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابواسحاق اور دیگر محدثین سے روایت کی ہے۔

ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت دیکھ، یزید بن ہارون سعد بن القسطل، ابو عاصم عبدالرزاق، عبداللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، ابو عبد الرحمن المقرئ اور دیگر محدثین نے کی۔

آپ سے فقہ زفر بن الہذیل، داؤد طائی، ابو یوسف، محمد، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوکوی، نوح الجامع، ابو یسع بلخی اور ایک جماعت نے حاصل کی۔

آپ امام تھے، صاحبِ درع تھے، عالم تھے، نابل تھے، عبادت گزار تھے، آپ کی شان بڑی تھی، شاہی تحائف قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تجارت کے ذریعہ حلال کسب کرتے تھے۔

ضرار بن صرد نے کہا۔ یزید بن ہارون سے دریافت کیا گیا۔ فقہ میں کون بڑھا ہوا ہے، ابو حنیفہ یا سفیان ثوری۔ انہوں نے کہا۔ فقہ میں ابو حنیفہ اور حفظہ حدیث میں سفیان ثوری۔

ابن مبارک نے کہا، افقد الناس ابوحنیفہ ہیں۔

شافعی نے کہا، فقہ میں لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔

یزید نے کہا، میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ درع والا، عقل والا کسی کو نہیں دیکھا۔

امام ابو داؤد نے کہا، اللہ رحم فرمائے ابوحنیفہ پر، وہ امام تھے۔

بشر بن الولید ابوحنیفہ کے ساتھ جا رہے تھے کسی شخص نے دوسرے سے کہا۔ یہ میں ابوحنیفہ جرات

کو سوتے نہیں ہیں۔ یہ بات امام اعظم نے سنی تو فرمایا۔ وَاللّٰهِ لَا يَتَحَدَّثُ عَنِّيْ بِمَا لَمْ أَفْعَلْ قَسَمَ بِيْ خَدَاكِيْ

اب میں اس چرچ کے مطابق عمل کروں گا۔ چنانچہ آپ ساری زات نماز دعا اور عاجزی میں معروف ہوتے

تھے۔ آپ کے فضائل اور معارف کثرت سے ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ کتاب مختصر ہے۔ اس میں حضرت امام

کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ گنتی کے ان چند افراد میں سے ہیں جن کے احوال کو اعتناء

کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔

ابن عبد البہادی کے بعد امام، علامہ، حافظ، مجتہد، مورخ دیار شامیہ

۳۔ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر مشہور بہ ابن ناصر الدین نے اپنی دو کتابوں میں حضرت

امام ابوحنیفہ نعمان کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی ایک کتاب منظوم ہے اور اس کا نام "بَدِيْعَةُ الْبَيَانِ عَنْ

مَوْتِ الْأَعْيَانِ" ہے، اور دوسری کتاب اس کی شرح ہے اور اس کا نام "الْبَيَانُ لِبَدِيْعَةِ الْبَيَانِ"

ہے۔ یہ دونوں کتابیں مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام عارف حکمت کے کتب خانہ میں غیر مطبوعہ ہیں۔ اس

میں لکھا ہے۔

بَعْدَ هَمَاتِيْ جُرَيْجِ الدَّانِي مِثْلُ ابِي حَنِيفَةَ الثُّعْمَانِ

اَبِي بَعْدَ وَقَاةِ النُّجَاجِ وَالرَّبِيْدِيْ بِعَامٍ وَقَاةِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَاَبِي حَنِيفَةَ الْاِمَامِ قَالِ اَوَّلُ

عَبْدُ الْمَلِكِ بِنِ جُرَيْجِ ابْنِ الْوَلِيْدِ وَقِيْلَ اَبُو خَالِدٍ الرَّمَوْيُّ مَوْلَاهُمْ الْمِكِّيُّ وَالثَّانِي الثُّعْمَانُ بِنُ

ثَابِتِ بِنِ رُوَيْطِ التَّمِيْمِيِّ مَوْلَاهُمْ الْكُوفِيُّ۔

یعنی حجاج اور زبیدی کی وفات کے ایک سال بعد ابن جریر اور امام ابوحنیفہ کی وفات ہوئی

اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ ائمہ عالم میں سے ایک امام اور عراق کے فقیہ عبادت گزار اور بڑے مرتبہ والے

تھے، آپ تجارت کرتے تھے اور سلطانی عطیات کو قبول نہیں کرتے تھے، آپ ان پاک نہاد افراد میں سے

ایک فرد تھے جنہوں نے کلام پاک الہی ایک رکعت میں پڑھا، آپ نے چالیس سال عشار کے وضو سے

صبح کی نماز پڑھی ہے، آپ کے فضائل کثرت سے معروف ہیں۔

۴۔ اور پھر حضرت ابوحنیفہ نعمان کا ذکر امام محدث جمال الدین یوسف بن حسن بن احمد بن عبد الباقی الصالحی الحنبلی معروف بہ ابن البربر نے اپنی کتاب "ذَبْتُ ذُبَابَاتِ الدِّرَاسَاتِ عَنِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ الْمُتَنَاسِبَاتِ" میں نقل کیا ہے، اس کتاب کو "تَجْنِیۃُ اِخْتِیَآءِ الْأَدَبِ التَّسَدِیۃِ" نے چھپوایا ہے۔ اس مطبوعہ کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۴۴۵ کو ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ پھر خاتمہ الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے "طبقات الحفاظ" لکھی ہے اور اس میں امام ذہبی کے کلام کا خلاصہ لکھا ہے۔ سیوطی کی کتاب بیروت میں چھپ گئی ہے۔ سیوطی نے شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی مؤلف "السیرة الشامیة" کا قول... "عقود الجمان" سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نعمان محدثین کے اعیانِ حفاظ میں سے تھے۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب "الممتع" اور "طبقات الحفاظ للمحدثین" میں حضرت امام کا ذکر کیا ہے اور خوب کیا ہے اور کہتا ہے۔

اگر حضرت امام ابوحنیفہ نعمان کا حدیث سے زیادہ تعلق نہ ہوتا، وہ مسائل فقہیہ کا استنباط نہ کر سکتے، کیونکہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ادر سے استنباط کیا ہے۔

۶۔ علامہ محدث اسماعیل العجلونی بن محمد جراح نے اپنے رسالہ "عَقْدُ الْجَوْہَرِ الثَّمِیۃِ فِي آرْبَعِیۃِ حَدِیثًا مِنْ أَحَادِیثِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِیۃِ" میں جس کی شہرت "رسالہ عجلونیہ" سے ہے، لکھا ہے۔ میں نے اس میں مسند امام ابوحنیفہ نعمان کا اضافہ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ اس شان کے اہل ہیں اور پھر امام ابوحنیفہ نعمان پر یہ ماثیہ لکھا ہے۔

"آپ اماموں کے امام، امت کے ہادی، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوئی ہیں بسہ میں آپ کی ولادت ہوئی اور سہ میں وفات ہوئی، آپ تابعین میں سے ایک تابعی اور مجتہدوں کے بلا نزاع امام ہیں۔ اَوَّلُ مَنْ فَتَحَ بَابَ الْاِجْتِهَادِ بِالْاِجْمَاعِ" اور اجماع سے ثابت ہے کہ آپ نے اجتہاد کا دروازہ کھولا ہے۔ جس نے آپ کی فقہ اور اس کے فروع کو سمجھا ہے اور آپ کے علوم کے پھیلاؤ اور جلالت قدر کو دیکھا ہے، وہ ہرگز اس میں شک نہیں کرے گا کہ قرآن و حدیث کا علم آپ کا سب سے زیادہ تھا، کیونکہ شریعت کتاب و سنت ہی سے بنی ہے۔

اور لکھا ہے، سمجھو کہ امام ابوحنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں قبول کیا گیا ہے۔ اس فن کے علمائے آپ کے قول کو لیا ہے۔ جس طرح امام احمد بخاری، ابن معین، ابن المدینی وغیرہم کے اقوال لئے جانے ہیں۔ امام ترمذی نے الجامع الکبیر کی کتاب العلل میں لکھا ہے۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے ان سے ابو یحییٰ الہمّانی نے کہا ہے کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے جعفر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطار بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ اور حافظ بیہقی کی کتاب "المدخل لمعرفة دلائل النبوة" میں عبدالمحید حمانی سے مروی ہے کہ ابو سعید صنیعی اٹھ کر ابوحنیفہ کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوحنیفہ، توری سے روایت لینے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی روایت لکھ لیا کرو، کیونکہ وہ سچے ہیں، البتہ ان کی وہ روایتیں نہ لکھو جو انہوں نے ابواسحاق اور جابر جعفی سے کی ہیں۔

اور ابوحنیفہ نے کہا ہے طلق بن حبیب قدری اور زید بن عیاش ضعیف ہے۔ سوید بن سعید نے سفان بن عیینہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حدیث کی روایت کرنے کے لئے ابتداً ابوحنیفہ نے مجھے مجبور کیا۔ میں جب کوفہ آیا۔ ابوحنیفہ نے لوگوں سے کہا۔ یہ شخص عمرو بن زینار کی مرویات سب سے زیادہ جانتا ہے۔ آپ کے فرمانے پر لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور میں ان سے احادیث بیان کرنے پر مجبور ہو گیا۔

ابو سلیمان جوزجانی نے کہا۔ میں نے حماد بن زید سے سنا کہ ہم کو عمرو بن دینار کی کنیت کا علم ابوحنیفہ سے ہوا۔ ہم مسجد حرام میں تھے اور ابوحنیفہ عمرو بن دینار کے پاس تھے۔ ہم نے ابوحنیفہ سے کہا۔ آپ عمرو بن دینار سے فرمائیں کہ وہ ہم سے احادیث بیان کریں۔ ابوحنیفہ نے ان سے کہا۔ اے ابو محمد آپ ان کو احادیث سنائیں۔ آپ کے اس خطاب سے ہم کو علم ہوا کہ عمرو بن دینار کی کنیت ابو محمد ہے۔

ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ عمرو بن عبید پر اللہ کی پھٹکار ہو کہ اس نے لوگوں پر علم کلام کی راہ کھول دی ہے۔

اور ابوحنیفہ نے فرمایا۔ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان کو اس نے نفی کرنے میں مبالغہ کیا ہے اور اس نے تشبیہ میں مبالغہ کیا ہے۔

ابو یحییٰ الہمّانی نے کہا۔ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ میں نے عطار سے افضل اور جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا، میں نے جب بھی اپنی رائے کی کوئی بات اس سے بیان کی وہ اس کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کے پاس اتنے ہزار حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، جن کو اس نے بیان نہیں کیا ہے۔

امام بیہقی نے کتاب القراءۃ خلف الامام میں لکھا ہے، اگر جابر جعفی کی جرح میں ابوحنیفہ کے

قول کے سوا کسی کا قول نہ ملے تو جابر کی بُرائی کے اثبات کے لئے کافی ہے کیونکہ ابوحنیفہ نے اس کو دیکھا ہے، پر لکھا ہے اور اس سے وہ کچھ سنا ہے کہ اس کی تکذیب واجب ہو اور ابوحنیفہ نے اس کا بیان کیا ہے۔

اور حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں مدینہ منورہ کے فقیہ ابوالزناد کے احوال میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا۔ میں نے ربیعہ کو اور ابوالزناد کو دیکھا ہے، ان دونوں میں ابوالزناد زیادہ فقیہ ہیں۔

اور حضرت جعفر صادق کے احوال میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ "مَا رَأَيْتُ اَنْفَعَهُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ" کہ میں نے حضرت جعفر صادق فرزند محمد باقر سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ (تمام ہوا اختصاراً)

یہ عاجز کہتا ہے۔ حضرت امام عالی مقام کا ارشاد ہے کہ میں نے عطلہ بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ عطار حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور یہ روایت یقیناً صحیح الاسناد

اور سلسلۃ الذہب ہے۔ حضرت امام عالی مقام کو بُرا کہنے والے ان ائمہ اعلیٰ کو دیکھیں جنہوں نے طبقات حفاظ حدیث لکھے ہیں کہ ان حضرات نے حضرت امام کے فضائل و محاسن کا بیان کیا ہے اور حاسدوں

اور معاندوں کی یادہ گوئی کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھا ہے۔ "قَدْ اَحْسَنَ شَيْخُنَا ابُو الْحَجَّاجِ حَيْثُ لَمْ يُوَرِّدْ شَيْئًا يُلْزِمُ مِنْهُ التَّضْعِيفُ" ہمارے شیخ ابوالحجاج نے خوب کیا ہے

کہ تہذیب الکمال میں کوئی بات اس قسم کی نہیں لکھی ہے جس سے تضعیف کا اثبات ہوتا ہو۔ علامہ ابن تیمیہ نے "المہاج السنۃ" میں (جیسا کہ گزر چکا ہے) خوب لکھا ہے۔ "وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ

اَشْيَاءَ يَقْصُدُونَ بِهَا الشَّنَاعَةَ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا۔ انہوں نے ابوحنیفہ سے باتیں نقل کی ہیں، ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر یقیناً جھوٹ ہے۔"

علامہ ذہبی نے اپنے استاد کے اُحْسَنِ مَسْلُكٍ کو اپنا یا ہے اور ان کے بعد طبقات الحفاظ لکھنے والے حضرات نے اسی پاک روش کو اپنا یا ہے۔ جزاھم اللہ خیرا۔

امام شعرائی اپنی کتاب "المیزان الکبری" میں تحریر فرماتے ہیں۔ "إِتْيَاكَ اَنْ تَخْوَضَ مَعَ الْخَائِضِ فِي اَعْرَاضِ الْاِئِمَّةِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَتَخْسُرَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَاِنَّ الْاِمَامَ (اَبَا حَنِيفَةَ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ

مُتَّقِيًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مُتَبَرِّئًا مِنَ الرَّوَايِ كَمَا قَدْ مَنَّا لَكَ فِي عِدَّةٍ مَوَاضِعٍ مِنْ هَذَا الْكِتَابِ وَمَنْ فَتَشَ مَذْهَبَهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَدَهُ مِنْ اَكْثَرِ الْمَذَاهِبِ اِحْتِيَاطًا فِي الدِّينِ وَمَنْ قَالَ غَيْرَ

ذَلِكَ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْجَاهِلِيْنَ الْمُتَعَصِّبِيْنَ الْمُنْكَرِيْنَ عَلٰى اُمَّةِ الْهَدٰى بِفَهْمِهِ السَّقِيمِ" بچتے رہو اس سے کہ تم حضرات ائمہ پر بلاوجہ نکتہ چینی کرنے والوں کا ساتھ دو اور دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھاؤ۔ حضرت

امام ابوحنیفہ یقیناً کتاب و سنت کے پابند تھے، راہی سے بری تھے، جیسا کہ ہم کئی جگہ اس کا بیان اس کتاب میں کر چکے ہیں اور جو شخص ان کے مذہب کی تفتیش کرے گا اس پر یہ بات واضح ہوگی کہ مذاہب میں آپ کا مذہب بہت محتاط ہے دین میں اور جو شخص اس کے سوا کچھ کہے وہ یقیناً ان مستعقب اور منکر جالوں میں سے ہے جو حضرات ائمہ دین پر اپنی بد عقلی سے رد و تدرج کر رہے ہیں۔“

یہ عاجز حضرت امام عالی مقام کے دو جلیل القدر اصحاب کے بیان پر اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ دونوں حضرات اللہ تعالیٰ کے اولیائے عظام میں سے ہیں۔ ایک حضرت فضیل بن عیاض جن کے پاس خلیفہ ہارون الرشید برکت و نصیحت کے لئے گئے تھے اور آپ نے خلیفہ ہارون الرشید کو ان تین حضرات کی نصیحت سنائی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کو ان کی طلب پر ان حضرات نے کی تھی۔ (تین حضرات)

۱۔ حضرت سالم بن عبداللہ نے کہا تھا۔ دنیا سے روزہ دار ہو جاؤ اور تمہاری موت تمہاری افطاری ہو۔

۲۔ حضرت محمد بن کعب نے کہا تھا۔ اگر اللہ کے عذاب سے نجات کے طالب ہو تو بوڑھے سو من تمہارے لئے باپ ہوں اور وسط عمر والے تمہارے لئے بھائی ہوں اور چھوٹے تمہارے لئے بچے ہوں، لہذا چاہیے کہ باپ کی توقیر اور میاں عمر والے کی تکریم اور بچوں پر شفقت کرو۔

۳۔ اور حضرت رجا بن حیوہ نے کہا۔ اگر تم کل کے عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو مسلمانوں کے لئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور اس کو ناپسند کرو جس کو اپنے واسطے برا سمجھتے ہو اور پھر جب چاہو مرد۔

حضرت فضیل نے یہ فرما کر ہارون الرشید سے فرمایا۔ تمہارے لئے مجھ کو پیر بھلسنے کے دن کا ٹھہ بہت ہے۔ کیا تمہارے پاس اس طرح کی نصیحت کرنے والے نیک اور پاکیزہ مشیر ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ خوب روئے۔ رحمت اللہ علیہ

اور دوسرے حضرت داؤد طائی ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حضرت داؤد طائی کے پاس حضرت امام عالی مقام کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوحنیفہ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور آپ وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل لیتے ہیں، ہر وہ علم جو ان کے علم میں سے نہیں ہے وہ اس علم والے کے لئے آفت ہے۔ اللہ کی قسم ہے ان کے پاس حلال حرام کا اور

بڑے طاقتور کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے اور اس علم کے ساتھ عاجزی اور بیروتہ خدمت ہے۔
حضرت امام کے مخالف اس کو دیکھیں کہ کیسے کیسے جلیل القدر علماء و اولیاء حضرت امام کی مدح و ثنا
کر رہے ہیں اگر حاسدوں اور معاندوں کی بات کو تسلیم کیا جائے اس صورت میں اللہ کے برگزیدہ بندے
جموئے ثابت ہوں گے اور یہ قطعاً غلط ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی نے الاستغفار فی الکنی میں لکھا ہے: "أَهْلُ الْفَقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ
عَلَيْهِ وَلَا يَصَدَّقُونَ بِشَيْءٍ مِنَ الشُّؤْمِ يُنْتَسَبُ إِلَيْهِ" اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں
کرتے ہیں اور نہ ان کی ذہر کردہ برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔"

اہل فقہ کا عمل یہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا
لَنَا عَمَلْنَا وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (قصص ۵۵) اور جب سنیں نکمی! ہمیں اس سے
کنارہ پکڑیں اور کہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام، سلامت رہو! ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ!
اللہ کے نیک بندے کہتے ہیں ع جواب جاہلان باشد خموشی

حضرت امام کے شاگرد اجل قیاس بے بدل امام زفر بن ہذیل فرماتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔
حضرت امام عالی مقام جب بات کرتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔"

امام شعرائی اور دیگر اکابر نے کہا ہے کہ امام عالی مقام کا حال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حال
سے ملتا ہے۔ ایک جماعت آپ کی مخالف تھی اور ان ہی اشقیاء نے آپ کو شہید کیا اور ایک جماعت
آپ کی حمایتی بلکہ فدائی تھی۔ یہی حال حضرت امام عالی مقام کا ہے۔ آپ کے مخالفوں نے ہر طرح کے
الزام کو آپ پر لگانا جائز سمجھا اور آپ کو قتل کرایا۔ اور دوسری جماعت حضرات فقہاء کی ہے جو آپ کی
جلالت قدر کی قائل ہے۔ اور یہ جماعت مخالفوں کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتی ان کا کام حسین
و تدوین مسائل ہے اور وہ اسی میں مصروف ہے کہ ان کی کتابیں ہدایت کی مشعلیں ہیں۔ جزہم اللہ
خیر الجزاء۔

عاجز کے بچپن کا قہقہہ ہے۔ ایک کہن سال نے کسی شخص کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کی وفات ہو گئی۔
اس کے ایک مخالف نے کہا: "مٹی خراب" اس شخص کی تاریخ وفات ہے۔ اس محفل میں ایک نیک
دل بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اب تم بددعا کیوں کرتے ہو، کیوں نہیں کہتے "تاریخ وفات ہے۔"
کسی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

جز صحبت عاشقان مستاں پسند در دل ہوس قوم فرومایہ پسند
 مست عاشقوں کی صحبت کے علاوہ کچھ پسند نہ کر اپنے دل میں کسینی قوم کی ہوس پسند نہ کر
 ہر طائفات پہ جانب خویش کشد چغند برسوں دیرانہ و طوطی سوتند
 ہر گروہ تجھ کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چغند ویرانہ کی جانب اور طوطی شکر کی جانب

حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب اور تبعین نے خوب شرح و بسط سے دین کے مسائل بیان کئے۔ ان حضرات نے حرام و حلال، جائز و مکروہ کا بیان بڑی دقت سے کیا ہے۔ امام محمد کی کتاب الاصل چار ضخیم جلدوں میں، کتاب الحجہ چار ضخیم جلدوں میں، کتاب ایک جلد میں اور دوسری کتاب میں، اور امام سرخسی کے بسوط تیس جلدوں میں، امام کاسانی کی البدائع والفضائع سات جلدوں میں، امام زلیقنی کی تبیین الحقائق چھ جلدوں میں، امام ابن الہمام کی فتح القدر چھ جلدوں میں، الدر المختار، رد المحتار فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ تاجار خانہ، فتاویٰ عالمگیری اور دیگر صد ہا بلکہ ہزار ہا کتب و رسائل کو دیکھا جائے۔ امام شعرانی شافعی کی عبارت تقریباً دو تین صفحات پہلے گزر چکی ہے وہ لکھ رہے ہیں: "ومن فتش مذہب رضی اللہ عنہ وجدہ من اکثر المذاہب احتیاطاً فی الدین" الخ جو شخص ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تفتیش کرے گا اس پر یہ بات واضح ہوگی کہ اکثر مذاہب سے آپ کا مذہب دین میں بہت محتاط ہے الخ چونکہ امام شعرانی نے ہدایہ شریف پڑھی ہے آپ پر حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ چند سال ہوئے کہ مصر کے محامی (دکیل) احمد مہدی انحضرت نے کتاب "تخوذ اثبوت معارف الفقہ الاسلامی" یعنی نہرس کتاب رد المحتار معروف بہ ابن عابدین لکھی حضرت امام کے حامد اور معاند اس کتاب کو اٹھا کر دیکھیں، سرورق میں نام کے نیچے لکھا ہے۔

لَنْ يَكَانَ الْإِسْلَامُ فِي مَذَاهِبِهِ وَالْمَذْهَبُ الْحَنِفِيُّ يَخْتَضُ دَوْرَ الطَّلِيْعَةِ مِنْهَا فَإِنَّ ابْنَ عَابِدِينَ هُوَ مِرَاةٌ هَذَا الْفَقِيْرُ الْعَظِيْمُ -

اگر اسلام اپنے مذاہب اور مذہب حنفی کی وجہ سے مذاہب عالم میں بلندی کا مقام حاصل کر رہے تو ابن عابدین مذاہب نقبیت کے آئینہ ہیں۔

یہ ہے حضرات فقہاء کی بے مثال مساعی اور ان کا عین، حضرات حنفیہ نے صیح معنی میں شریعتِ مطہرہ کے احکام کو اس دقت اور باریکی سے مرتب کیا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اُمَّةٌ فَاَزَتْ بِرِضْوَانٍ مَتِيْنٍ رَحْمَةً اَدْنَىٰ عَلَيْنَا كُلِّ حِيْنٍ
 یہ امت قوی رضامندی سے نائز ہو گئی ہے، ان پر اللہ کی رحمت ہر گھڑی ہو۔

حضرت امام عالی مقام کے روضہ مبارکہ کی زیارت

اس عاجز کی خوش نصیبی ہے کہ مصر القابہ میں تقریباً ہر جمعہ کو حضرت امام شافعی کے مزار شریف جاتا تھا اور وہاں مغرب سے عشاء تک مشہور قاریوں سے قرآن مجید کی تلاوت ائمہ سبعہ بلکہ ائمہ عشرہ کی روایات سے سنا کرتا تھا۔ اور اب مصر سے ہندوستان آتے وقت ازراہِ لیسٹین و شام و عراق آمد ہوئی عاجز جمعہ ۸ شوال ۱۳۵۳ھ ۳ جنوری ۱۹۳۵ء کو عراق پہنچا، ایک ہفتہ وہاں قیام رہا۔ علماءِ اعلام اور ادیب کرام کے مزارات مبارکہ کی زیارت کی۔ حضرت امام الائمہ کا مزار پُرانوار اس زمانہ میں شہر سے دو میل کے فاصلہ پر تھا، عاجز تین مرتبہ آستانہ فیض کا شانہ پر حاضر ہو سکا۔ حضرت امام شافعی کی حاضری اور حضرت امام الائمہ سے مستفید ہونے کا حال کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ اب روز شنبہ ۹ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۵ء کو وہاں کی حاضری نصیب ہوئی، پہلے مسجد شریف میں دو گانہ ادا کیا پھر مزار پُرانوار پر حاضر ہوا۔ دل نے کہا۔

اس سنگِ آستانہ پہ جبینِ نیاز ہے وہ اپنی جا نماز ہے اور یہ نماز ہے

عاجز کو ناہِ رجب ۱۳۴۴ھ میں جو لطف و انبساط سر ہند شریف میں حضرت جدِ امجدِ اعلیٰ امامِ بانیِ مجددِ اَلفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سر ہندی کے مزار مبارک پر حاصل ہوا تھا اس کی یاد تازہ ہو گئی، ... بے ساختہ زبان پر آیا۔

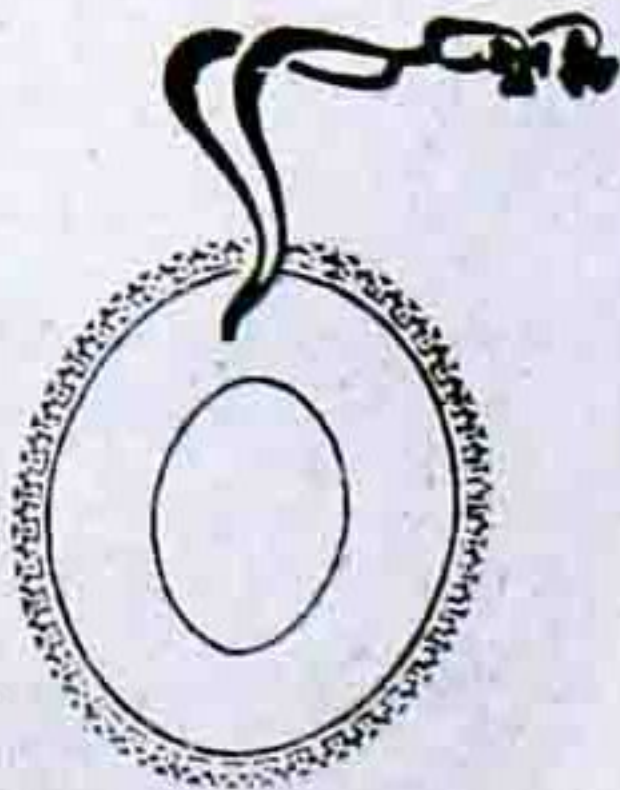
بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد کے را باکے کارے نہ باشد

جو وقت اس بقعہ مبارکہ میں اس عاجز کا گزرا ہے، وہ اُن مبارک واقعات میں سے ہے جن کی یاد آتی رہتی ہے اور تڑپاتی رہتی ہے۔

حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے: جیسا کہ گزر چکا ہے، دو رکعت پڑھ کر حضرت امام کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں اور اللہ کے فضل سے بہت جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں عاجز عرض کرتا ہے۔ امام شافعی کا ارشادِ گرامی صدائے لاریبی ہے، خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اس نعمتِ کبریٰ سے مستفید ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے حضرت امام کے ماسدوں اور معاندوں کے شر سے سب کو محفوظ رکھے۔ ان بد نصیبوں کو ان کی عداوت کا یہ پھل ملا ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام عالی مقام کا جنازہ ان کی نظروں میں نصرانی کا جنازہ ظاہر ہوا، اور حضرت امام کے اصحاب جو جنازے کی مشایعت کر رہے تھے بہ شکل رُہبان ان پر ظاہر ہوئے۔ ذَلِکَ هُوَ الْخُرْآنُ الْمُبِیْنُ۔ یہ ہے ٹوٹا صریح یعنی کھلا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَتِلْكَ الْآیَاتُ الْمُنذِرَاتِ لِلَّذِينَ لَا یُعْلَمُونَ اللّٰهَ الَّذِیْنَ آمَنُوا وَ یَتَّخِذُوْنَ مِنْکُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظَّالِمِیْنَ۔ اور یہ دن بدلتے لاتے ہیں ہم لوگوں میں اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے بعضے تم میں شہید اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو۔ وَ لَیُخَوِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوا وَ یَسْمَعُوْنَ کَلِمَاتٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ یُؤْمِنُونَ (آل عمران ۱۳۰-۱۳۱) اور اس واسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والوں کو اور مشادے منکروں کو۔

اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے بارہ سو سال سے حضرت ابو حنیفہ کا مذہب برابر نکھر رہا ہے اور پھل رہا ہے اور آپ کے ماسدا اور معاند میٹ رہے ہیں اور نیت و نابود ہو رہے ہیں۔



جلیل القدر مشائخ کے کثوفات

امام شعرانی شافعی اور ان کے مرشد اکمل حضرت خواص کا بیان اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد پارسی خلیفہ اکمل حضرت شاہ نقشبند بخاری کے آثار اور کثوفات اور امام مالک، امام یثرب، امام اوزاعی، امام ابن مبارک، امام ابن عبدالبر، امام موفق، امام ابن حزم ظاہری، امام ابن تیمیہ حنفی، امام ابن قیم، امام زہبی، امام جلال الدین سیوطی، امام ابن حجر ہیتمی کی کے بیانات و اعتراضات اور ائمہ حدیث کی ثنا و صفت اور حضرت داؤد طائی اور حضرت فضیل بن ابی عیاض کے اعتراضات اور تحسینات کو دیکھ کر سان النیب محمد شمس الدین خواجہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ کی یہ غزل یاد آگئی۔

دل سرا پردهٔ محبتِ دوست	دیدہ آئینہ دار طلعتِ دوست
دل اس کی محبت کا خیمہ ہے	آنکھ اس کے چہرے کی آئینہ دار ہے
من کہ سر در نیارم بہ دو کون	گردنم زیر بارِ منتِ دوست
میں جو کہ دونوں جہاں کے سامنے سر نہیں جھکا	میرے گردن اس کے احسان کی زیرِ باب ہے
تو طوبی و ما و قاسمِ یار	فکر ہر کس بہ قدرِ ہمتِ دوست
تو ہے اور طوبی میں ہوں اور دستِ کاقد	ہر انسان کی فکر اس کی ہمت کے اندازے کے مطابق ہے
دورِ مجنوں گزشت و نوبتِ ماست	ہر کیے بیخِ روزہ نوبتِ دوست
مجنوں کا دور گزر گیا اب ہمارا دور ہے	ہر شخص کا کچھ دن کے لئے دور ہے
من کہ ہاشمِ دریاں حرم کہ صبا	پردہ دارِ حریمِ حرمتِ دوست
اس حرم میں میں کون ہوتا ہوں اس لئے کہ صبا	اس کی حرمت کے حریم کی پردہ دار ہے
مملکتِ عاشقی ز گنجِ طرب	ہر چہ دارم زمینِ ہمتِ دوست
عاشقی کا مملکت اور مستی کا خزانہ	جو کچھ میرے پاس ہے اس کی توجہ کی برکت ہے
من و دل گرفتار شویم چہ باک	غرض اندر میاں سلامتِ دوست
میں اور دل اگر فنا ہو جائیں تو کیا پروا ہے	مقصود تو درمیان میں اس کی سلامتی ہے

بے خیالش مباد منظرِ چشم
خدا کرنے نگاہ کا منظر اس کے خیال کے بدن ہو
گر من آلودہ دامن چہ بوجب
اگر میں آلودہ دامن ہوں تو کیا تعجب ہے
ہر گلِ نو کہ شد چمن آرائے
ہر وہ نیا پھول جو چمن آرا بنا
فقرِ ظاہر میں کہ حافظ را
ظاہری فقر کو نہ دیکھ حافظ کا سینہ تو

زائے کس میں گوشہ خاصِ دولتِ اوست
اس لئے کہ یہ گوشہ خاص اس کی دولت ہے
ہمہ عالم گواہ عصمتِ اوست
اس کی پاک دامن کا سارا عالم گوہ ہے
اثر رنگ و بوئے صحبتِ اوست
اس کی صحبت کے رنگ و بو کا اثر ہے
سینہ گنجینہ محبتِ اوست
اس کی محبت کا خزانہ ہے

یہ عاجز مہر، شام و فلسطین، عراق اور حجازِ مقدس گیا اور افغانستان میں خوب پھرا، پاکستان اور ہندوستان کے علماء کرام سے بیاہر جگہ حضرت امام شافعی کے ارشادِ گرامی کا پورا اثر پایا کہ اَنَّ سُرْفِي الْعَقْبَةَ عِيَالُ ابْنِي حَنِيفَةَ۔ کہ فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ ہر جا یہی دیکھا کہ ہر قاضی کی میز پر علامہ ابن عابدین کی رَدِّ الْمُتَحَارِّمِ موجود رہتی ہے اور حضراتِ فقہائے احناف کے معارف سے نصیحتِ خدا مستفید ہو رہی ہے اور حضرت امامِ عالی مقام کے مراتب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عاجز کو امید قوی ہے کہ حضراتِ اولیائے پروردگار کے حسبِ ارشاد حضرت امام کا یہ فیض قیامِ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

وَمَا ذِيكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَوَّلًا وَآخِرًا۔



اختتامیہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ و عظم احسانہ کے لطف و کرم سے ائمہ اعلام کی کتابوں سے حضرت امام الامام ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک احوال عاجز نے لکھ دیے ہیں۔ وہ افراد جو انصافی پسند ہیں اس کتاب کو پڑھ کر ان شاء اللہ خوش ہوں گے۔ اور فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيلِهٖ (یعنی) "سو جن کے دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں ان کی ڈھب و ایوں سے تلاش کرتے ہیں مگر اسی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بیٹھانی؛ جو افراد حاسد اور معاند ہیں ان کا بیان اللہ نے کر دیا ہے کہ وہ مگر اسی کی راہ تلاش کرتے ہیں، لہذا ایسے افراد سے بحث نہیں ہے۔ ان کے لئے اللہ سے دعا ہے کہ وہ غلط روش سے منہ موڑ کر راہِ صدق و صفا اختیار کر لیں۔

عاجز اس کتاب کی تالیف سے دو شنبہ تین ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۹۹ء کو فارغ ہوا۔ اتفاق سے اس وقت زبان پر آیا۔ اِنَّهُ كِتَابٌ كَرِيْمٌ مِّنْ ذُرِّيَةِ الْاَوْلِيَّيْنَ۔ عاجز کو خیال ہوا کہ بلا ارادہ اس عبارت کا ظہور ہوا ہے، کہیں یہ تاریخی مادہ نہ ہو، چنانچہ عاجز نے اس کے عدد نکالے جو کہ ۱۱۷۶ ہیں۔ اس میں ۲۳۳ اعداد کی کمی ہے، اس وقت لفظ مُصَدِّقٌ کا خیال آیا۔ دیکھا کہ اس کے اعداد ۲۳۳ ہیں۔ دل خوش ہوا کہ یہ تالیف کتاب کی تاریخ ہے۔ اِنَّهُ كِتَابٌ كَرِيْمٌ مِّنْ ذُرِّيَةِ الْاَوْلِيَّيْنَ۔

یہ تاریخ یقیناً حسب حال ہے۔ عاجز نے حضرات ائمہ اعلام کی کتابوں کو سامنے رکھا ہے اور ان کے مبارک کلام سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اس تاریخ کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی رو سے اس طرح ہے۔

یہ ایک نادر کتاب ہے اس کی تائید پہلوں کی کتابوں سے ہوتی ہے۔

یہ تاریخی مادہ کلام الہی کے مبارک الفاظ سے مرکب ہوا ہے۔ لفظ مُصَدِّقٌ کلام پاک میں دال کے زیر سے ہے اور اس کا ترجمہ سے تصدیق کرنے والا۔ اور مادہ تاریخ میں یہ لفظ دال کے فتح سے

ہے اور ترجمہ ہے تصدیق کیا ہوا۔ اس تاریخی مادہ کے دستیاب ہونے سے دل کو خیال ہوا کہ ان شاء اللہ کتاب مقبولِ خلاق ہوگی۔ چند روز گزرے تھے کہ فضیلت آب مولانا حکیم محمد فضل الرحمن شرر مصباحی لکچر آئوریڈک ویونائی پٹیہ کالج قرول باغ نئی دہلی سے کی آمد ہوئی۔ آپ نے اس کتاب کی تین لاجواب تاریخیں پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ سوانح بے بہاے امام اعظم ابوحنیفہ ۱۳۱۰ھ

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح ۱۳۱۰ھ

رباعی

۳۔

سزائے آخرت بنا یا مولیٰ سرایۂ عاقبت بنا یا مولیٰ
اس سعیِ حسن کو زید حق گو کے لئے مزاد رہ مغفرت بنا یا مولیٰ ۱۳۱۰ھ

ابتدائی دو تاریخوں کو عاجز عطاءئے غیبی سمجھتا ہے اور یہی شایانِ تسمیہ کتاب ہیں۔ ناجز نے بعض بزرگوں کی تحریرات میں یہ شعر لکھا دیکھا ہے۔

کار ساز ما بہ فکر کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

ہمارا کام بنانے والا ہمارے کام کی فکر کر رہا ہے اب ہمارا اپنے کام میں فکر کرنا اپنے کو آزار میں ڈالنے حضرت ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم جمیعین کا ہم عاجزوں پر جو حق ہے اس کا اندازہ عوام نہیں کر سکتے۔ یہ ایک مسلم بات ہے کہ جو کچھ ائمہ مجتہدین نے کہا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں کہا ہے۔ ائمہ اعلام کے اختلافات نے امتِ مہمہ کے لئے سہولت کی راہیں مہیا کر دی ہیں حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْذِبُ عَنِ قَوْلٍ اِخْتَلَفَ فِيهِ الْعُلَمَاءُ۔ پروردگار اس قول پر عمل کرنے والے کو عذاب نہیں دے گا جس میں علمائے راہمیں نے اختلاف کیا ہے۔ کتاب دستت کے بسا ائمہ مجتہدین کا قول ہمارے لئے حجت ہے۔

حضرت عاصم فرزند حضرت عمر کا بیان ہے کہ جب لوگوں کے مقدمات بہت ہو جاتے تھے آپ حضرت زید کے پاس مقدمات بھیج دیا کرتے تھے۔ اتفاق سے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کو آپ نے حضرت زید کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تمہارے مقدمہ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ یا امیر المؤمنین میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تمہارے حق میں کرتا۔ اس نے کہا آپ کو کیا بات روکتی ہے کہ فیصلہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ میں میرے پاس کتاب اللہ کی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو ان کی طرف رجوع کرتا۔ اب تو میرے پاس میری اپنی رائے

ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں اپنی رائے کی وجہ سے قاضی کی رائے کو رد کروں رائے تو مشیر ہے۔

سخن اللہ کیا حق وانصاف کی بات فرمائی ہے۔ وہ المراد جو دو چار کتابیں پڑھ کر حضرات ائمہ مجتہدین پر رد و قدح کرتے ہیں حضرت عمر کے اس ارشاد پر عمل کریں۔ حضرات ائمہ مجتہدین نے جان سے تن سے مال سے زبان سے دین مبین کی خدمت کی ہے۔ ایک کو شہادت نصیب ہوئی اور دوسرے سخت تکالیف برداشت کیں لیکن مسلک حق نہیں چھوڑا۔ حضرت امام عادل نے دوسرے کی رائے کا احترام کر کے یہ سبق دیا ہے کہ اصحاب رائے کا استخفاف نہ کیا کرو۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ قُلْ كُنْ مِنْهُمْ لَعَلَّ كُنْتُمْ تُحْسِنُونَ قَوْلَكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدَىٰ سَبِيْلًا۔ تو کہہ، ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب بہتر جانتا ہے کون سو جھٹتا ہے راہ۔

حضرات ائمہ کا اختلاف مکروہات و مستحبات ہی میں دائر نہیں بلکہ حرام و حلال میں بھی ہے۔ اور تیرہ سو سال سے ہر امام کا مقلد اپنے امام کے قول پر عمل کر رہا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر ایک صواب پر ہے اور یہ ہے اِخْتِلَافٌ مُّشْتَرِكٌ رَّحْمَةً كَا بِيَانٍ۔

اس مبارک حدیث کو امام سیوطی نے "تجما مع الصغیر" میں نقل کیا ہے۔ آپ نے نہ راوی کا نام لکھا ہے اور نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ نصر مقدسی نے کتاب الحجہ میں اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بلا سند لکھا ہے اور سیوطی نے لکھا ہے۔ وَ اَعْلَمُهُ نَحْرَجُهُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ الْمُحْفَظَةِ اَلْحَقِي نَحْمُ تَقْبَلُ اَيْتَانًا۔ اور ہو سکتا ہے کہ علی بن قاضی حسین اور امام الحرمین وغیر ہم جنہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے کسی مستند حافظ کی کتاب میں اس حدیث کو دیکھا ہو اور وہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی ہے۔ علماء اعلام نے جلیل القدر علماء کو جھوٹا کہنے کی کوشش نہیں کی ہے، بلکہ ایک عمدہ تالیف توجیہ بیان کی ہے۔ اکابر امت کی یہ مبارک روش اور حضرت امام عالی مقام کے مخالف مثل اشتر بے مبارک کے ہر طرف منارتے ہیں اور حضرت امام کو بڑا کہنے میں کسی قسم کا تردد نہیں کرتے۔ حضرات ائمہ مجتہدین کو شریعت مطہرہ کا علم پوری طرح تھا۔ قطب شام علامہ عبدالغنی نابلسی نے رسالہ ایضاح الدلالات فی سماع الآلات میں سیاست شرعیہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے ایک بلند پایہ حنفی عالم نے اس فن میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے۔ آپ نے نہ کتاب کا نام لکھا ہے اور نہ مصنف کا نام لکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیم الجوزیہ متولد ۷۵۰ھ متوفی ۸۵۰ھ نے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے جو پہلی مرتبہ مفتی محمد عبدہ کے نام میں اَلْبِرَاسَةُ الْمَرْضِيَّةُ بِنِي اَبِي حَكِيمٍ اَلْبِيَّاسِيَّةِ کے نام سے چھپی اور پھر ۱۲۴۲ھ میں اَلطَّرِيقُ الْعَمِيَّةُ فِي اَلْيَسَامَةِ الشَّرْعِيَّةِ کے نام سے چھپی ہے۔ عاجز اس کتاب سے بعض فوائد کا بیان کرتا ہے۔

سیاست شرعیہ کی اساس بخاری و مسلم کی روایت کردہ یہ حدیث شریف ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں اور پھر نماز کے واسطے اذان دلو اوں اور کسی شخص کو حکم دوں کہ نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز پڑھنے کے واسطے نہیں آئے ہیں، میں ان کو اچانک پکڑ لوں اور ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو کہ ایک فریب ڈھی یا گائے یا بکری کے دوہ میں گے عشا کی نماز پڑھنے فرمادیں گے۔ اس حدیث شریف کی روشنی میں ائمہ دین کا مسلک اس طرح رہا ہے۔

(۱) حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا۔ یہاں کچھ لوگ لواطت کرتے ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کو جمع کیا اور اس مسئلہ میں ان کی رائے پر چلی۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ پہلی امتوں میں سے ایک امت اس فعل شنیع کی مرتکب ہوئی جس کا ذکر اللہ نے کیا ہے۔ اس امت کے انجام کا سب کو ظم ہے میری رائے ہے کہ ان کو جلا دیا جائے۔ چنانچہ لواطت کرنے والوں کو یہی سزا دی گئی۔

(۲) حضرت عمر نے شراب خانہ کو اور اس گاؤں کو جس میں شراب خانہ تھا جلا دیا۔

(۳) حضرت عمر نے سعد بن وقاص کے محل کو جو کوفہ میں تھا اور جس میں حضرت سعد انصاری کے طلبکاروں سے روپوش ہوا کرتے تھے نذر آتش کرایا۔

(۴) حضرت عثمان نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کیا۔ کہ امت محمدیہ میں اختلاف پیدا نہ ہو۔ اس سلسلہ میں آپ نے جو کچھ کیا، احکام سیاست پر عمل تھا۔

حضرات ائمہ اربعہ نے جو کچھ کیا ہے شریعت اسلامیہ اور امت اسلامیہ کی بھلائی کے لئے کیا اور وہ افراد جن کو سیاست شرعیہ کی ڈرک نہیں ہے وہ حضرات ائمہ پر کچھ اچھاتے ہیں جو اٹ کر خود ان کے سروں پر گرتی ہے۔ تاریخ اور طبقات کی کتابوں کو دیکھا جائے کہ بارہ سو سال کی مدت میں کیسے کیسے ائمہ اعلام نے ان حضرات کو اپنا امام تسلیم کیا ہے مشہور امام عیش حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف سے فرماتے ہیں۔ اَشْتَمُ الْأَطْبَاءَ وَتَحْتَهُ النَّبِيَّ دَلَّةً۔ آپ صاحبان اہلنا ہیں اور ہم اجزا فرودیش ہیں۔ حضرات ائمہ مجتہدین کو اللہ نے اس امت کا امام بنایا ہے۔ ان پر اعتراض سراسر نادانی کی دلیل ہے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔

لے اللہ تو اپنی خاص رحمت اور برکت اور سلام نازل فرمایا اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر جو کہ آپ کے بھیدوں کے خزانے اور آپ کے نور کے چٹھے اور حقائق کے گنبنے ہیں جب تک کہ یاد کرنے والے تجھ کو یاد کریں۔

پنجشنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ ۱۹ جولائی ۱۹۹۰ء

مراجع کتاب

”سوانح بے بہائے امام عظیم ابو حنیفہ“

۱۰ ص ۱۲

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۱	ابو حنیفہ، آراؤہ و فقہہ	استاذ محمد البوزہرہ مصری
۲	امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
۳	امام عظیم ابو حنیفہ	مفتی عزیز الرحمن
۴	امام عظیم اور علم حدیث	مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی
۵	اخبار ابی حنیفہ واصحابہ	قاضی حسین بن علی صیمری متوفی ۳۳۶ھ
۶	الاتقاء	امام ابو عمر یوسف ابن عبدالبر نمیری
۷	الاستیعاب	" " "
۸	الاستغناء	" " "
۹	الأصابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی
۱۰	اعلام الموقعین	علامہ شمس الدین محمد بن ابوبکر معروف بابن قسیم البجزیہ
۱۱	الاکمال فی اسماء الرجال	علامہ ولی الدین محمد الخطیب التبریزی شافعی
۱۲	انواباری	مولانا سید احمد رضا بجنوری
۱۳	ارشاد الساری	علامہ احمد بن محمد قسطلانی
۱۴	ابجدی منجد	آباء یسوعیین، بیروت
۱۵	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص
۱۶	اشعۃ اللمعات	محدث شہیر عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
۱۷	الآثار	امام ابو یوسف
۱۸	الآثار	امام محمد بن الحسن
۱۹	بیان خطا محمد بن اسماعیل البخاری فی تاریخہ	امام حافظ ابو محمد عبدالرحمن رازی متوفی ۳۲۷ھ
۲۰	البطلان الحریۃ والتسامح فی الاسلام	استاذ عبدالحکیم البجنوری

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۲۱	البدایۃ والنہایۃ	حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر
۲۲	تاریخ الامم والملوک	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری
۲۳	تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ	امام سیوطی
۲۴	تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی الخطیب
۲۵	تاریخ التشریع الاسلامی	محمد بک الحنفری
۲۶	تاریخ مدینہ	ابن شیبہ نمیری بصری
۲۷	التعلیق المجد علی موطاء محمد	آفتاب دین ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی
۲۸	تنسیق النظام فی مسند الامام	ماہتاب دین محمد حسن سنہلی
۲۹	تذکرۃ اعظم	علامہ مفتی عبد اللطیف رحمانی
۳۰	تایبہ الخطیب	علامہ محمد زاہد کوشری
۳۱	التنکیل مع التعلیقات	عبد الرحمن المعلمی، ناصر الدین زبیر، عبد الرزاق
۳۲	تاریخ الخمیس	علامہ حسین بن محمد الدیار بکری
۳۳	تحفۃ اثنا عشری	شاد و عبد العزیز محمد ث دہلوی
۳۴	تجصرہ بر تاریخ خطیب بغدادی	نواب مسد ریا جنگ حبیب الرحمن شروانی
۳۵	الجواہر المزیثۃ فی تراجم الحنفیہ	علامہ عبد القادر مصری متوفی ۱۲۰۵ھ
۳۶	جامع بیان العلم و فضلہ	امام ابو عمر یوسف ابن عبد البر متوفی ۳۶۳ھ
۳۷	جامع مسانید الامام الاعظم	علامہ ابو المؤید محمد خوارزمی متوفی ۶۵۵ھ
۳۸	جائزۃ ترجمہ کتاب الخراج	پروفیسر خورشید احمد فارق
۳۹	حضرت امام کی شاگردوں کو نصیحت	امام زبیری نے کتاب المناقب میں لکھا ہے
۴۰	حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی فقہ	ڈاکٹر حنیفہ رضی
۴۱	حضرت امام کے پانچ وصایا	مرتبہ مولوی عاشق الہی
۴۲	حفظ الرحمن لمدھب النعمان	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
۴۳	الخیرات الحسان	علامہ احمد بن حجر مکی، بیتمی
۴۴	خطورۃ التسرع فی الاقتناء (مقالات ۲۸)	استاذ محمد زاہد الکوشری

مؤلف کا نام	کتاب کا نام	نمبر شمار
علامہ علی القاری	ذیل الجواہر المزیئۃ	۴۵
امام قاضی القضاة ابو یوسف	الرد علی سیرالاولیٰ	۴۶
مولانا سید مشہود حسن	رفیع یدین	۴۷
محمد علی الصابونی ، مکرمہ ۱۳۹۱ھ	روائع البیان	۴۸
علمائے ازہر کی تالیف ہے	الرد علی ابی بکر الخطیب	۴۹
علامہ سید ابوالحسنات عبداللہ حیدر آبادی	زجاجۃ المصابیح	۵۰
علامہ شبلی نعمانی	سیرۃ النعمان	۵۱
علامہ ابو محمد محمود عینی	شرح شرح معانی الآثار	۵۲
علامہ ابو الفلاح عبدالحی بن العماد حسینی	شذرات الذہب	۵۳
مطبعتہ العامرہ دار الخلفاء	صحیح مسلم	۵۴
مطبوعہ مولانا احمد علی سہارنپوری	صحیح بخاری	۵۵
ابو عبداللہ محمد بن سعد بصری زہری	الطبقات الکبریٰ	۵۶
ابوالنصر عبد الوہاب تاج الدین سیکی	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	۵۷
ابن قیم الجوزیہ	الطریق الحکیمیۃ فی السیاسة الشرعیۃ	۵۸
علامہ حافظ شمس الدین محمد العساکری دمشقی	عقود الحجات	۵۹
علامہ محمد بن شہیرہ برتضی حسینی زبیدی	عقود الجواہر المنیفۃ	۶۰
علامہ بدر الدین ابی محمد محمد عینی	عمدۃ القاری	۶۱
امام سراج الدین ابو حفص عمر غزنوی متوفی ۵۳۳ھ	انقرۃ المنیفۃ فی تحقیق بعض مسائل ابی حنیفہ	۶۲
محقق علی الاطلاق علامہ کمال بن الہمام	فتح القدیر	۶۳
علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی متوفی ۵۸۲ھ	فتویٰ التاریخانیہ	۶۴
شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی	فتح الباری	۶۵
شیخ محمد عاشق بھلتی در احوال شاہ ولی اللہ	القول الجلی	۶۶
امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ	القاموس المحیط	۶۷
علامہ مذاہب اربعہ کی تالیف	کتاب الفقہ علی المذاهب الأربعۃ	۶۸

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۶۹	کشف الظنون	ملاکاتب حلبی
۷۰	المقدمة السنیة	شاہ ولی اللہ (المجموعۃ السنیہ میں یہ رسالہ چھپا ہے)
۷۱	مناقب الامام الاعظم	ملا علی قاری
۷۲	المناقب	ابوالمؤید موفق کئی متوفی ۵۶۶ھ
۷۳	المناقب	حافظ الدین محمد معروف بہ ابن البرزاز الکردری متوفی ۸۳۰ھ
۷۴	مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبہ	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد زہبی
۷۵	مرآة الجنان	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی متوفی ۶۶۸ھ
۷۶	المبسط	شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۳۸۰ھ
۷۷	المیزان	للمحقق الفرد علامہ عبدالوہاب شقرانی
۷۸	معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۲۴۰ھ
۷۹	المقدمہ	قاضی القضاة عبد الرحمن ابن خلدون ماکنی
۸۰	مکتوبات حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی	یار محمد ہشتی، عبدالحی حصاری، ہاشم کشمی
۸۱	مکتوب امام ایث بن سعد	شمس الدین محمد معروف بہ ابن قسیم الجوزی
۸۲	موطأ۔ امام محمد	امام محمد بن الحسن
۸۳	مصنفی شرح موطأ	شاہ ولی اللہ
۸۴	مرقات المفاتیح	ملا علی قاری
۸۵	ملفوظات محدث کشمیری	مولانا سید احمد رضا بجنوری
۸۶	المصنف	حافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۰۰ھ
۸۷	مقام ابی حنیفہ	مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
۸۸	منہج السنہ النبویہ	علامہ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ
۸۹	المصنف	حافظ ابوبکر عبد اللہ ابن ابی شیبہ متوفی ۱۰۰ھ
۹۰	مفتاح السعاده	طاش کبریٰ زادہ
۹۱	مشکاة المصابیح	عابد ولی الدین محمد الخطیب التبریزی شافعی
۹۲	المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم	ابوالفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی متوفی ۵۰۰ھ

مؤلف کا نام	کتاب کا نام	نمبر شمار
ترجمہ شاہ عبدالقادر	موضع قرآن	۹۳
۱۸۶۱ء میں لاہور میں طبع ہوئی	منتہی الأرب	۹۴
حافظ ابوالخیر محمد معروف بہ ابن جزری	النشر فی قراءات العشر	۹۵
حافظ مجد الدین ابوالسعادات ابن الأثیر	النهاية في غريب الحديث	۹۶
مولانا سید عبدالحی ندوی	نزہۃ الخواطر	۹۷
محمد زاہد الکوثری	النکتۃ الطریفہ	۹۸
جمال الدین یوسف اتابکی	النجوم الزاہرہ	۹۹
شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی	ہدی الساری	۱۰۰
شمس الدین احمد اتابکی	وَفیات الأعیان	۱۰۱

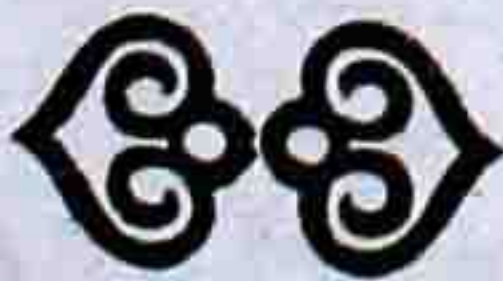
مناجات

لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ فَضْلُهُ مُتَوَاتِرٌ وَيَا مَنْ لَهُ جُودٌ عَمِيمٌ وَغَايِرُ

تیرے لئے ہی حمد ہے اے وہ ذات جس کا فضل بیوستہ ہے۔ اے وہ ذات جس کا کرم عام ہے اور ڈھانپنے والا ہے۔

لَكَ الْحَمْدُ مِنِّي يَا قَبْلَ الْحَمْدِ إِنِّي بِجُودِكَ وَالْإِحْسَانِ وَالْفَضْلِ شَاكِرٌ

میری جانب سے تیرے لئے تعریف ہے تو تو تعریف قبول فرما اس لئے کہ میں تیری سخا اور احسان اور فضل کا شکر گزار ہوں۔



فہرست مطبوعات

اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

- ۱۔ حضرات القدس مکمل جلد ڈائی دار - ۲۰۰/- روپے
- ۲۔ زبدۃ المقامات جلد ڈائی دار - ۱۳۰/- روپے
- ۳۔ بہار مشنوی: جلد ڈائی دار - ۱۲۰/- روپے
- ۴۔ رکن دین (کتاب الصلوٰۃ) زیر طبع
- ۵۔ توضیح العقائد سرورق چارنگا - ۴۰/- روپے
- ۶۔ کتاب الزکاۃ سرورق چارنگا - ۱۵/- روپے
- ۷۔ کتاب الصیام مجلد سرورق چارنگا - ۸۰/- روپے
- ۸۔ کتاب الحج مجلد سرورق چارنگا - ۱۰۰/- روپے
- ۹۔ میلاد رسول سرورق رنگین - ۲۴/- روپے
- ۱۰۔ آداب رسول سرورق رنگین - ۵۰/- روپے
- ۱۱۔ امیر ملت اور ان کے خلفاء سرورق رنگین - ۵۰/- روپے
- ۱۲۔ مرد درخشاں مجلد (تقریر ذہنی کا نعتیہ کلام) - ۵۰/- روپے
- ۱۳۔ اصلاح مفہیم اردو ترجمہ - ۱۰۰/- روپے
- ۱۴۔ عقائد اہل سنت (از مجدد الف ثانی) - ۱۵/- روپے
- ۱۵۔ شرح قصیدہ امام اعظم سرورق رنگین - ۱۵/- روپے
- ۱۶۔ مفہیم عربی سرورق رنگین - ۵۰/- روپے
- ۱۷۔ ازکار معصومیہ اردو ترجمہ سرورق رنگین زیر طبع